رسالہ

توضیح المسائل

اردو ترجمہ

فقیہ اہل بیت عصمت مرجع عالیقدر

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

آقای حاج شیخ محمد فاضل لنکرانی مدظلہ العالی

رسالہ توضیح المسائل

☆ حضرت آیت اللہ العظمی آقای فاضل لنکرانی (مدظلہ العالی)

☆ تصحیح: حجۃ الاسلام والمسلمین آقای شیخ علی ایمانی

☆ مرکز حصول: قم، خیابان بہار، انتشارات امیر العلم

فون: ۷۷۴۲۰۰۵

☆ مسائل شرعی کے رابطہ کے لئے: فون: ۷۷۱۷۸۷۱،

۳۶۰۴۰ فیکس: ۷۷۲۳۰۹۸

☆ طباعت: دوم ۲۰۰۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

دفتر جامعہ مدرسین
حوزہ علمیہ قم

مرجعیت کے بارے میں جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم کا اہم بیان

مرجعیت کا موضوع مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ اور ان کے استقلال، آزادی اور عظمت و شوکت سے وابستہ ہے اور اسلام کے خلاف عالمی کفر و استعمار کی سازشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اہم مسئلے سے ہرگز پہلو تہی نہیں کی جاسکتی۔ لہذا جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم (بزرگ علماء کا اعلیٰ تنظیمی ادارہ) متعدد اجلاس میں اس موضوع پر بحث و تمحیص اور تفصیل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ مندرجہ ذیل آیات عظام و مجتہدین مرجعیت کے لئے موزوں ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی تقلید جائز قرار دی جاتی ہے۔

۱ - حضرت آیت اللہ حاج شیخ محمد فاضل لنکرانی
۲ - حضرت آیت اللہ حاج شیخ محمد تقی بہجت
۳ - حضرت آیت اللہ حاج سید علی خامنہ ای (مقام معظم رہبری)
۴ - حضرت آیت اللہ حاج شیخ حسین وحید خراسانی
۵ - حضرت آیت اللہ حاج شیخ جواد تبریزی
۶ - حضرت آیت اللہ حاج سید موسیٰ شبیری زنجانی
۷ - حضرت آیت اللہ حاج شیخ ناصر مکارم شیرازی

(دامت برکاتہم)

جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم
(بزرگ علماء کا اعلیٰ تنظیمی ادارہ)

واضح رہے کہ ان آیات عظام کے اسمائے گرامی علماء کی کثرت آراء کے تحت بالترتیب رقم کئے گئے ہیں۔

بسمه تعالی

دفتر جامعه مدرسین

حوزه علمیه قم

تاریخ ۷۳/۹/۲۰

شماره

پیوست

بیانیه مهم جامعه مدرسین حوزه علمیه قم درباره مرجعیت

بسم الله الرحمن الرحیم

موضوع مرجعیت از اعظم مسائلی است که نمی‌تواند از مصالح مسلمین و استقلال و عظمت آنان جدا و منفک باشد و با بدون توجه به دسیسه‌ها و توطئه‌های کفر و استکبار بر ضد اسلام مورد بررسی و اعمال نظر قرار گیرد.

لذا جامعه مدرسین حوزه علمیه قم در جلسات متعدد این موضوع را مورد بحث و تبادل نظر قرار داد تا اینکه در جلسه مورخ جمعه ۷۳/۹/۱۱ به این نتیجه رسید که حضرات آیات آقایانی که ذیلا نامشان یاد می‌شود واجد شرایط مرجعیت می‌باشند و تقلید از هرکدام آنان جایز است. والله العالم

۱ـ حضرت آیت الله حاج شیخ محمد فاضل لنکرانی

۲ـ حضرت آیت الله حاج شیخ محمد تقی بهجت

۳ـ حضرت آیت الله حاج سیدعلی خامنه‌ای (مقام معظم رهبری)

۴ـ حضرت آیت الله حاج شیخ حسین وحید خراسانی

۵ـ حضرت آیت الله حاج شیخ جواد تبریزی

۶ـ حضرت آیت الله حاج سیدموسی شبیری زنجانی

۷ـ حضرت آیت الله حاج شیخ ناصر مکارم شیرازی

دامت برکاتهم.

جامعه مدرسین حوزه علمیه قم

قم ـ خیابان بیمارستان فاطمی ـ تلفن ۳۳۰۹۵ و ۳۲۲۲۲

فہرست

بسمہ تعالیٰ

عمل بہ این رسالہ شریفہ مجزی

و مبریٔ ذمہ است ان شاء اللہ تعالیٰ

محمد فاضل

شوال المکرم

۱۴۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ ربّ العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ونبینا ابی القاسم محمد وآلہ الطاہرین

ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین الیٰ یوم الدین

تقلید کے احکام

مسئلہ ۱:- اصول دین میں تقلید جائز نہیں ہے بلکہ مسلمان کو چاہیئے کہ اصول دین کو دلیل سے جان لے اور یقین رکھتا ہو، لیکن فروع دین میں اگر مجتہد ہے تو اپنے عقیدے کے مطابق عمل کرے، اور اگر مجتہد نہیں ہے تو چاہیئے کہ کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرے، اس کے علاوہ احتیاط پر بھی عمل کرسکتا ہے یعنی اپنے اعمال کو اس طرح بجالائے کہ اس کو یقین ہوجائے کہ اس نے اپنی شرعی ذمہ داری کو پورا کردیا ہے. مثلاً اگر کسی شئے کو بعض مجتہدین حرام اور بعض غیر حرام جانتے ہوں تو اس کو ترک کردے، اور اگر بعض مجتہدین کسی کام کو واجب اور بعض مستحب کہتے ہوں تو اس کو قطعاً بجالائے، اور اسی طرح واجب ہے کہ احتیاط کرنے کی کیفیت میں بھی احتیاط کرے، یعنی اگر احتیاط کئی طریقوں سے ممکن ہو تو اس کو چاہیئے کہ احتیاط کے مطابق طریقہ کو اختیار کرے۔

مسئلہ ۲:- جس شخص کو تقلید کرنا چاہیئے اگر تقلید سے انحراف کرے تو اس کا عمل باطل ہوگا، ان دو صورتوں میں عمل باطل نہیں ہوگا

۱۔ اس کا عمل واقع اور نفس الامر کے ساتھ مطابقت رکھتا ہوں۔

۲۔ اس کا عمل اس مجتہد کے فتویٰ کے مطابق ہو جس کی تقلید کرنا عمل کو بجالاتے وقت اس شخص پر لازم تھا۔

مسئلہ ۳:- احکام میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عمل کو مجتہد کے حکم کے مطابق بجالائے، اور ایسے مجتہد کی تقلید کرنی چاہیئے جس میں مندرجہ ذیل اوصاف موجود ہوں:

مرد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، شیعہ اثنا عشری ہو، حلال زادہ ہو، زندہ ہو، عادل ہو (عادل سے مراد وہ شخص ہے جس کے باطن میں ایسا خوف خدا ہو جو اسے گناہ کبیرہ سے روکے اور واجبات کو بجالانے پر مجبور کرے) اور اس کے علاوہ با انصاف اور با مروت ہو، اور یہ چیز اس کے ظاہری حسن کردار سے معلوم ہوجاتی ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مرجع تقلید دنیا میں حریص نہ ہو، اور اس کو دوسرے مجتہدوں سے اعلم ہونا ضروری ہے، اور اعلم سے مراد یہ ہے کہ حکم کو سمجھنے میں اپنے زمانے کے تمام مجتہدین سے زیادہ مہارت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۴:- اگر دو مجتہد علمیّت کے لحاظ سے برابر ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اتقی اور اورع سے تقلید کرے۔

مسئلہ ۵:- مجتہد اور اعلم کی تین طریقوں سے شناخت کی جاسکتی ہے:

۱۔ انسان کو یقین یا اطمینان حاصل ہوجائے مثلاً انسان خود اہل علم ہو اور مجتہد اعلم کی شناخت کرسکتا ہو۔

۲۔ اہل علم میں سے دو عادل کسی کے اعلم ہونے کی تصدیق کریں بشرطیکہ دو دوسرے عادل اہل علم ان کے خلاف گواہی نہ دیں۔

۳۔ علمی محفلوں میں اتنا مشہور ہو کہ انسان کو اس کے اعلم ہونے کا یقین یا اطمینان ہوجائے۔

مسئلہ ۶:- اگر قطعی طور سے اعلم کی شناخت مشکل ہو تو اس کو چاہیئے کہ ایسے شخص

اعلمیّت ہو تو اسی سے تقلید کرنا ضروری ہے، اور اسی طرح یقین رکھتا ہے کہ دو شخص یا علم میں برابر ہیں یا ان میں سے ایک بطور معین اور مشخص احتمالاً دوسرے سے اعلم ہے اور دوسرے کے اعلم ہونے کی متعلق یہ احتمال نہ دے تو اس معین شخص کی تقلید کرے، اور اگر اس کی نظر میں چند دوسروں سے اعلم اور آپس میں برابر ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرے۔

مسئلہ ۷ :- مجتہد کا فتویٰ معلوم کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱۔ خود مجتہد سے سنے۔

۲۔ دو عادل شخص سے سننا اور اگر ایک عادل سے سنے اس پر اعتماد نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اس عادل کے کہنے سے یقین یا اطمینان حاصل ہو۔

۳۔ ایسے رسالہ عملیّہ میں دیکھے جو قابل اطمینان ہو۔

مسئلہ ۸ :- تقلید صرف واجبات اور محرمات میں ضروری ہے، لیکن مستحباب میں تقلید واجب نہیں ہے سوائے اس مستحب کے جس میں واجب ہونے کا احتمال ہو۔

مسئلہ ۹ :- جب تک مجتہد کا فتویٰ بدلنے پر یقین نہ ہو تو پہلے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتویٰ بدلنے کا گمان ہو جستجو لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰ :- جس مجتہد کی انسان تقلید کر رہا ہے اگر وہ مجتہد مرجائے تب بھی اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے بشرطیکہ مرنے والا مجتہد اور زندہ مجتہد دونوں علمی حیثیت سے مساوی ہو، لیکن ان دونوں میں سے اگر ایک اعلم ہو تو اعلم سے تقلید واجب ہے، اور مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے میں مسائل کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں، اس کے فتویٰ پر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو باقی رہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱ :- ایک مجتہد کی تقلید چھوڑ کر دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز ہے، اور اگر دوسرا مجتہد اعلم ہو تو تقلید بدلنا واجب ہے

پہلے فتویٰ پر باقی رہنا جائز نہیں ہے. ہاں اگر پہلے فتویٰ احتیاط کے مطابق ہو تو اس پر عمل کرنا احتیاط کی حیثیت سے نہ تقلید جائز ہے .

مسئلہ ۱۳ :- اگر مکلف "بالغ وعاقل شخص" ایک مدت تک اپنی عبادات کسی مجتہد سے تقلید کیے بغیر بجا لایا ہو لیکن ان کی مقدار سے آگاہ نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر اس مجتہد کے فتویٰ کے مطابق عمل ہوگیا ہو جس کی تقلید کرنا اس کی ذمہ داری تھی تو اس کی عبادات صحیح ہیں، اور اگر اس کے مطابق نہ بجا لایا ہو تو اگر وہ مجتہد جس سے تقلید کرنا اس کی ذمہ داری تھی وہ ایسی عبادات کی قضا بجا لانے کو واجب جانتا ہو تو اس شخص پر واجب ہے کہ ان عبادات کی قضا بجا لائے اتنی مقدار جس سے اپنے بری الذمہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے .

مسئلہ ۱۴ :- ہر مکلف پر واجب ہے کہ (تقلید اعلم) کے مسئلہ میں کسی مجتہد اعلم سے تقلید کرے .

مسئلہ ۱۵ :- اگر ایک مجتہد عبادات کے احکام میں اور دوسرا مجتہد معاملات کے احکام میں اعلم ہو تو احتیاط یہ ہے کہ تقلید کو دو حصوں میں تقسیم کردے یعنی عبادات میں پہلے مجتہد کی اور معاملات میں دوسرا مجتہد کی تقلید کرے .

مسئلہ ۱۶ :- جتنا عرصہ اعلم کی تلاش میں لگتا ہے اس میں مکلف کے لئے ضروری ہے کہ احتیاط پر عمل کرے .

مسئلہ ۱۷ :- اگر مجتہد اعلم کسی مسئلہ میں فتویٰ دے تو اس کا مقلد دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ فتویٰ نہ دے بلکہ احتیاط کو واجب قرار دے تو مقلد کو اختیار کا حق حاصل ہے یا تو اس احتیاط پر عمل کرے یا ایسے مجتہد کی طرف رجوع کرے کہ جس کا علم اس پہلے مجتہد سے کمتر ہو لیتے دوسرے نمبر پر ہو .

طہارت کے احکام

پانی کے احکام

مسئلہ ۱۸:- پانی یا تو مطلق ہوتا ہے یا مضاف.

مضاف پانی: وہ پانی جسے تنہا پانی نہ کہہ سکیں (بلکہ اسے کسی دوسری چیز کی طرف نسبت دیکر پانی کہیں) جیسے پھلوں کا عرق، نمک کا پانی، پھولوں کا عرق وغیرہ.

مطلق پانی: وہ پانی ہے جس کو بغیر کسی قید وشرط کے پانی کہا جاسکے جیسے عام پانی، اور مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ کر پانی　　۲۔ قلیل پانی　　۳۔ جاری پانی　　۴۔ بارش کا پانی

۵۔ کنویں کا پانی۔

۱۔ کر پانی

مسئلہ ۱۹:- ایک کر پانی اس مقدار کو کہتے ہیں کہ اگر ایسا برتن ہو جو ساڑھے تین بالشت لمبا ساڑھے تین گہرا ساڑھے تین بالشت چوڑا ہو اور اس کو پانی سے بھر دیا جائے تو وہ پانی کر بھر ہوگا، یا اس کا وزن بیس مثقال کم ایک سو اٹھائیس من تبریزی ہو، اور کلو کے لحاظ سے تین سو چوراسی کلو گرام ہوتا ہے.

مسئلہ ۲۰:- اگر عین نجس جیسے پیشاب یا خون کر بھر پانی میں گرجائے تو وہ اس

مسئلہ ۷۱ :- اگر کر بھر پانی کا بو نجاست کے علاوہ کسی اور چیز سے بدل جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا.

مسئلہ ۷۲ :- اگر کر سے زیادہ پانی میں عین نجس "مثلاً خون" گرجائے اور اس کے کسی ایک حصّے کو متغیر کردے اور غیر متغیر پانی کر بھریا اس زیادہ ہو تو جتنا حصّہ متغیر ہوا ہے صرف وہی نجس ہوگا، اور اگر باقی ماندہ کر سے کم ہو تو سب نجس ہوجائے گا.

مسئلہ ۷۳ :- اگر فوارے کا پانی کر سے متصل ہو تو وہ نجس پانی کو پاک کردے گا، لیکن اگر فوارے کا پانی ایک ایک قطرہ نجس پانی پر گرے تو اسے پاک نہیں کرتا. ہاں اگر فوارے کے اوپر کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہوجائے تو نجس پانی کو پاک کردیتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہوجائے.

مسئلہ ۷۴ :- اگر نجس چیز کو ایسے نل کے نیچے رکھ کر دھودیں جو کر سے متصل ہے تو جو پانی اس سے ٹپک رہا ہے پاک ہے، البتہ اگر اس ٹپکنے والے پانی میں نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ پیدا ہوگیا ہو تو وہ پانی نجس ہے.

مسئلہ ۷۵ :- اگر کر کے پانی کا کچھ حصّہ جم کر برف کی صورت اختیار کرے اور باقی ماندہ کر نہ ہو تو عین نجاست کے لگنے سے یہ پانی نجس ہوجائے گا اور برف بھی جس قدر پگھلتی جائے گی نجس ہوتی جائے گی.

مسئلہ ۷۶ :- جو پانی کر بھریا اس سے زیادہ ہو اگر اس کے بارے میں شک ہو کہ کر سے کم ہوگیا ہے تو وہ کر کے حکم میں ہوگا، اسی طرح وہ پانی جو کر سے کم ہو اور شک کریں کہ کر بھر ہوگیا ہوگا تو کر سے کم حکم رکھے گا.

مسئلہ ۷۷ :- پانی کا کر ہونا دو طریقے سے معلوم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ خود انسان کو یقین یا اطمینان حاصل ہوجائے.

۲۔ قلیل پانی

مسئلہ ۲۸ :- قلیل پانی سے مراد وہ پانی ہے جو زمین سے جوش مار کر نہ نکلے اور کر سے کم ہو۔

مسئلہ ۲۹ :- نجس چیز اگر قلیل پانی میں گر جائے تو وہ قلیل پانی نجس ہوجاتا ہے لیکن اگر قلیل پانی اوپر سے نجس چیز پر ڈال دیں تو جتنا پانی نجس چیز سے ملا ہے وہ نجس ہے باقی پاک، اور اگر قلیل پانی فوارہ کی طرح نیچے سے اوپر جا رہا ہے اور نجس چیز سے مل رہا ہے تو نیچے کا حصّہ نجس نہیں ہوگا اور اگر نجس نیچے کے حصّہ سے مل جائے اور اوپر والا حصّہ نجس ہوگا۔

مسئلہ ۳۰ :- وہ قلیل پانی جو نجس چیز پر ڈالا جائے اور وہ اس سے جدا ہوجائے تو وہ پانی نجس ہے، اور اسی طرح بنابر اقویٰ وہ قلیل پانی جو عین نجاست دور ہونے کے بعد جس نجس چیز پر دھونے کے لیے ڈالا جائے اور اس سے جدا ہوجائے تو اس سے بھی اجتناب کیا جائے، صرف وہ پانی کہ جس سے پیشاب و پاخانے کے مقام کو دھویا جاتا ہے پانچ شرطوں کے ساتھ پاک ہے :

۱۔ نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ اس پانی میں پیدا نہ ہو۔

۲۔ باہر سے کوئی نجاست اس پانی تک نہ پہنچی ہو۔

۳۔ کوئی اور نجاست مثلاً خون یا پیشاب اس کے ساتھ نہ ہو۔

۴۔ پاخانے کے ذرات پانی میں دکھائی نہ دے رہے ہوں۔

۵۔ پاخانے کے اطراف میں معمول سے زیادہ نجاست نہ پھیلی ہو۔

۳۔ جاری پانی

مسئلہ ۳۱ :- جاری پانی وہ پانی ہے جو زمین سے جوش مار کر نکلے اور بہنے لگے جیسے چشمے

مسئلہ ۳۲:- جاری پانی چاہے کر سے کم ہو پھر بھی نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا. ہاں اگر نجاست سے رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے تو نجس ہوجاتا ہے.

مسئلہ ۳۳:- اگر جاری پانی میں نجاست پڑجائے اور اس کے ایک حصّے کے رنگ، بو یا ذائقہ کو بدل دے تو وہ حصّہ نجس ہوجائے گا اور پانی کا وہ حصّہ جو چشمے سے متصل ہے چاہے کر سے کم ہو پاک رہے گا. البتہ نہر کے دیگر پانی اگر کر سے کم ہوا تو نجس ہوجائے گا، ہاں اگر وہ متغیر نہیں ہوا ہے اور چشمے سے متصل ہے تو پاک ہے .

مسئلہ ۳۴:- ایسا چشمے کا پانی جو بہنے والا نہ ہو لیکن اگر اس میں سے پانی لے لیا جائے تو وہ پھر جوش مارنے لگے، جاری کے حکم میں ہے، یعنی نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے .

مسئلہ ۳۵:- ایسا پانی جو نہروں کے کنارے ٹھرا ہوتا ہے اور نہروں سے متصل ہوتا ہے جاری کے حکم میں ہے، یعنی نجاست کے ملنے سے نجس نہیں ہوتا.

مسئلہ ۳۶:- جو چشمے اور کاریز (زیرزمین بہنے والا پانی) کبھی جوش مارنے لگتے ہوں اور کبھی رک جاتے ہوں وہ جس زمانے میں جوش مارتے ہوں جاری پانی کا حکم رکھتے ہیں.

مسئلہ ۳۷:- حماموں میں حوض کا پانی جس کا اتصال منبع (پانی کے بڑے ذخیرہ) سے ہوتا ہے وہ جاری پانی کا حکم میں ہے .

مسئلہ ۳۸:- شہروں اور حماموں اور عمارتوں میں نلوں کے ذریعہ جو پانی پہنچایا جاتا ہے اگر کر سے متصل ہو تو جاری پانی کے حکم میں ہے .

مسئلہ ۳۹:- وہ پانی جو زمین سے نہ پھوٹے لیکن زمین پہ بہہ رہا ہو اگر کر سے کم ہو تو نجاست پڑ جانے سے نجس ہوجائے گا، ہاں اگر اوپر سے نیچے کی طرف زور سے گرے اور نچلے حصّہ سے نجاست لگ جائے تو اوپر والا حصّہ نجس نہیں ہوگا.

۴۔ بارش کا پانی

مسئلہ ۴۰ :- اگر ایسی نجس چیز پر جس میں عین نجاست نہ ہو ایک مرتبہ بارش برس جائے تو جس جگہ بارش کا پانی پڑے گا وہ پاک ہوجائے گی، اور قالین، دری اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا ضروری نہیں ہے، البتہ بارش کے دو تین قطروں کا پڑجانا کافی نہیں ہے بلکہ اس اندازہ سے برسے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

مسئلہ ۴۱ :- اگر بارش کسی عین نجس پر برسے اور اس کی چھینٹیں دوسری چیزوں پر پڑیں تو وہ پاک ہے بشرطیکہ اس میں عین نجاست یا اس کی صفات موجود نہ ہو۔ مثلاً اگر بارش خون پر برسے اور اس کی چھینٹیں دوسری چیزوں پر پڑیں، اگر اس میں خون یا اس کی صفات موجود ہو تو وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۴۲ :- اگر زمین یا چھت کے اوپر عین نجاست ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھوکر چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے وہ پاک ہے لیکن جب بارش تھم جائے اور معلوم ہو کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجاست کو چھوکر آرہا ہے تو وہ پانی نجس ہوگا۔

مسئلہ ۴۳ :- جس نجس زمین پر بارش جائے وہ پاک ہوجاتی ہے اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور چھت کے نیچے اس مقام پر جا پہنچے جو نجس ہے تو وہ جگہ بھی پاک ہوجائے گی۔

مسئلہ ۴۴ :- بارش برسنے سے کیچڑ بن جانے والی مٹی کے بارے میں اگر معلوم ہو کہ بارش کا پانی اس کے تمام اجزاء تک پہنچ چکا ہے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۴۵ :- اگر بارش کا پانی کسی جگہ جمع ہوجائے خواہ کر سے کم ہی کیوں نہ ہو اور بارش کے دوران کسی نجس چیز کو اس میں دھویا جائے اور نجاست سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بھی نہ بدلے تو وہ نجس چیز پاک ہوجائے گی۔

مسئلہ ۴۶ :- اگر ایسے پاک قالین پر بارش برسے جو نجس زمین کے اوپر اور بارش کا

مسئلہ ۴۷ :- اگر بارش کا پانی یا کوئی دوسرا پانی کر سے کم مقدار میں کسی گڑھے میں جمع ہوجائے تو بارش رک جانے کے بعد کسی نجاست کے ملنے سے وہ پانی نجس ہوجائے گا.

۵. کنویں کا پانی

مسئلہ ۴۸ :- کنویں کا پانی جو کہ زمین سے جوش مار کر نکلے وہ پاک ہے خواہ کر سے کم ہو اور اگر کوئی نجس چیز اس میں گر جائے تو کنویں کا پانی نجس نہیں ہوتا جب تک پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے، لیکن مستحب ہے کہ ہر نجس چیز کے لیے کچھ پانی باہر نکال کر پھینک دیں (جس کی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں موجود ہے).

مسئلہ ۴۹ :- اگر عین نجس گرنے کی وجہ سے کنویں کا پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے اور بعد میں یہ تغیر ختم ہوجائے تو جب تک تازہ پانی جوش مار کر نہ نکلے اور اس میں مل نہ جائے وہ پاک نہ ہوگا.

پانی کے احکام

مسئلہ ۵۰ :- مضاف پانی جس کا مفہوم شروع میں بیان کر دیا گیا ہے نجس چیز کو پاک نہیں کرتا ہے اور اس سے وضو و غسل بھی صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۵۱ :- مضاف پانی جب کسی نجس چیز سے ملے گا تو فوراً نجس ہوجائے گا صرف دو صورتوں میں نجس نہیں ہوگا.

۱۔ اوپر سے نیچے ڈالنے میں مثلاً گلاب دان سے نجس ہاتھ پر عرق ڈالا جائے تو وہ عرق جو گلاب دان میں ہے وہ نجس نہیں ہوگا.

۲۔ جو مضاف پانی فوارہ کی طرح نیچے سے اوپر جا رہا ہو تو اوپر کا جتنا حصّہ نجاست سے

مسئلہ ۵۲ :- اگر نجس مضاف پانی، جاری یا کر پانی سے اس طرح مل جائے کہ اب اس کو مضاف پانی نہ کہیں تو پاک ہوجاتا ہے.

مسئلہ ۵۳ :- جو پانی مطلق تھا اب اگر شک ہوجائے کہ مضاف ہوگیا ہے یا نہیں؟ تو وہ مطلق پانی کا حکم رکھتا ہے، یعنی اس سے نجس چیزوں کو پاک کیا جاسکتا ہے اور اس سے وضو و غسل بھی کیا جاسکتا ہے، اسی طرح اگر مضاف پانی کے بارے میں شک ہوجائے کہ مطلق پانی ہوا ہے کہ نہیں تو وہ مضاف پانی کے حکم میں ہے، یعنی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا ہے اور اس سے وضو و غسل بھی صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۵۴ :- جس پانی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف اور پہلے کی حالت بھی معلوم نہ ہو تو وہ نجس شئے کو پاک نہیں کرسکتا اور اس سے وضو و غسل بھی باطل ہے، لیکن یہ پانی اگر کر بھر یا اس سے زیادہ ہو تو اگر کوئی نجس چیز اس سے مل جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا.

مسئلہ ۵۵ :- اگر عین نجس جیسے خون، پیشاب پانی میں گر جائے اور اس کا رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے تو نجس ہوجائے گا، خواہ کر پانی ہو یا جاری، ہاں اگر عین نجس کے قریب ہونے کی وجہ سے پانی میں اس نجاست کی بو آجائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا.

مسئلہ ۵۶ :- جس پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدلا ہو، اگر اس کا رنگ، بو یا ذائقہ، کر، جاری یا بارش کے پانی سے ملاقات کی وجہ سے ختم ہوجائے تو وہ پانی پاک ہوگا لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ کر، جاری یا بارش کے پانی سے مخلوط ہوجائے.

مسئلہ ۵۷ :- نجس چیز کو اگر کر یا جاری پانی میں دھوئیں تو جو پانی اس نجس چیز سے گر رہا ہے (یعنی دھون) پاک ہے.

مسئلہ ۵۸ :- جو پانی پہلے پاک تھا پھر شک ہوجائے کہ نجس ہوا کہ نہیں تو وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس تھا اگر اس کے بارے میں شک ہوجائے کہ پاک ہوا کہ نہیں تو وہ

مسئلہ ۵۹ :- نجس حیوانات (جیسے کتا، سور) کا جوٹھا پانی نجس ہے اور اس کا پینا حرام ہے، لیکن حرام گوشت جانوروں جیسے بلی اور درندے کا جھوٹھا پانی پاک تو ہے مگر اس کا پینا مکروہ ہے .

بیت الخلاء کے احکام

پیشاب اور پاخانہ کرنا

مسئلہ ۷۰ :- ہر انسان کے لئے واجب ہے کہ دوسروں سے اپنی شرمگاہ چھپائے، چاہے بیت الخلاء میں ہو یا کہیں اور خواہ دیکھنے والا اس کا محرم ہی ہو، جیسے ماں، بہن یا نامحرم، یہاں تک کہ ممیز (سمجھدار). بچوں سے بھی چھپانا واجب ہے. البتہ میاں بیوی کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے سے چھپائیں .

مسئلہ ۷۱ :- شرمگاہ کو ہر چیز سے چھپایا جاسکتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ سے بھی چھپانا صحیح ہے .

مسئلہ ۷۲ :- پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے پشت بہ قبلہ اور رو بہ قبلہ نہیں بیٹھنا چاہئے .

مسئلہ ۷۳ :- اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے پشت بہ قبلہ یا رو بہ قبلہ ہو اور صرف شرمگاہ کو موڑ لیے کافی نہیں ہے، البتہ اگر جسم رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ ہو تو احتیاط واجب ہے کہ شرمگاہ کو رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ کرے .

مسئلہ ۷۴ :- پیشاب و پاخانے کے مقام کو دھوتے وقت اور استبراء کرتے وقت رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس حالت میں بھی رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ ہو.

پشت بہ قلبہ بیٹھنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی اور ضرورت کی وجہ سے بھی مجبوراً رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ بیٹھنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۷۶ :- احتیاط واجب ہے کہ بڑے لوگ پیشاب پاخانے کے لئے بچوں کو رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ بٹھائیں، لیکن اگر بچہ خود ہی بیٹھ جائے تو روکنا واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۷۷ :- چار جگھوں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا حرام ہے:

۱۔ بند گلیوں میں جب تک ان گلیوں کے مالک اجازت نہ دیں.

۲۔ کسی کی ملکیت میں جب تک اس کی اجازت نہ ہو.

۳۔ وہ جگہ جو مخصوص لوگوں کے لئے وقف ہو جیسے مدرسہ جو طالب علموں کے لئے وقف ہو.

۴۔ مؤمنین کی قبور پر جب کہ ان کی بی حرمتی کا باعث ہو.

مسئلہ ۷۸ :- تین صورتیں ایسی ہیں جہاں پاخانہ کے مقام کو صرف پانی ہی سے پاک کر سکتے ہیں:

۱۔ پاخانہ کے ساتھ کوئی دوسری نجاست مثلاً خون باہر آئے.

۲۔ باہر سے کوئی نجاست مقام پاخانہ پر لگ جائے.

۳۔ پاخانہ معمول سے زیادہ پھیل گیا ہو اور پاخانے کے مقام کے اطراف کو بھی آلودہ کر دیا ہو.

اور ان تین صورتوں کے علاوہ انسان کو اختیار ہے کہ وہ مقام پاخانہ کو پانی سے دھوئے یا اس طریقے سے جس کا ذکر بعد میں آئے گا، کپڑے اور پتھر کے ٹکڑے سے صاف کر لے، اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے.

مسئلہ ۷۹ :- پیشاب کا مقام پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے پاک نہیں ہو سکتا، اگر پیشاب برطرف کرنے کے بعد مقام پیشاب کو ایک مرتبہ دھولیا جائے تو کافی ہے، اگرچہ

ہوتا ہو وہ اس مقام کو دو مرتبہ دھوئیں بالخصوص اگر وہ جگہ ایسی ہو کہ جس سے عام طور پر پیشاب خارج نہیں ہوتا.

مسئلہ ۷۰ :- مقام پاخانہ کو پانی سے دھونے کی صورت میں پاخانہ کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہنا چاہیئے، البتہ رنگ و بو کے باقی رہ جانے میں کوئی حرج نہیں لہذا اگر پہلی مرتبہ دھونے سے پاخانہ کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہا تو دو بارہ دھونے کی ضرورت نہیں.

مسئلہ ۷۱ :- اگر پاخانہ کے مقام کو پتھر یا کاغذ وغیرہ سے صاف کریں تو اگرچہ اس کا پاک ہونا محل تامل (مشکل) ہے لیکن نماز پڑھنا جائز ہے.

مسئلہ ۷۲ :- یہ ضروری نہیں کہ پتھر یا کپڑے کے تین ٹکڑوں سے مقام پاخانہ کو صاف کیا جائے بلکہ ایک پتھر کے تین گوشوں سے یا ایک کپڑے کے تین گوشوں سے پاک کریں تو کافی ہے، لیکن پتھر یا کپڑے کا استعمال تین مرتبہ سے کم نہ ہو، البتہ مقام پاخانہ کو ہڈی اور گوبر یا ان چیزوں سے صاف کرنا جن کا احترام ضروری ہے مثلاً ایسا کاغذ جس پر خدا کا نام لکھا ہوا ہو صاف کریں تو نماز نہیں پڑھ سکتے.

مسئلہ ۷۳ :- اگر شک ہو جائے کہ پیشاب و پاخانہ کے مقام کو صاف کیا تھا کہ نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ طہارت کرے اگرچہ ہمیشہ پیشاب و پاخانہ کے فوراً بعد طہارت کرتا رہتا ہو.

مسئلہ ۷۴ :- اگر نماز کے بعد شک کرے کہ مخصوص مقام کو پاک کیا تھا کہ نہیں تو نماز صحیح ہے لیکن بعد والی نمازوں کے لئے طہارت ضروری ہے.

استبراء

مسئلہ ۷۵ :- استبراء ایک مستحب عمل ہے جس کو مرد پیشاب کے بعد انجام دیتے ہیں تاکہ پیشاب کے جو قطرے رگوں میں رہ گئے ہیں نکل جائیں، اس کے لئے کئی طریقے ہیں،

اسے پاک کرلیا جائے اس کے بعد بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی سے پاخانہ والی جگہ سے عضو تناسل کی جڑ تک تین مرتبہ کھینچے پھر انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو نیچے رکھ کر تین مرتبہ سپاری تک سونتے اور پھر تین دفعہ سپاری کو نچوڑے۔

مسئلہ ۷۶ :- بیوی سے خوش فعلی کرتے ہوئے جو رطوبت نکلتی ہے جسے "مذی" کہا جاتا ہے پاک ہے، اور اسی طرح وہ رطوبت جو کبھی منی کے بعد نکلتی ہے جسے "وذی" کہتے ہیں پاک ہے بشرطیکہ وہ مقام منی اور پیشاب سے آلودہ نہ ہو۔ اور اسی طرح وہ رطوبت جو کبھی پیشاب کے بعد نکلتی ہے جس کو "ودی" کہتے ہیں پاک ہے بشرطیکہ اسے پیشاب نہ لگا ہو، اور اگر انسان پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرے اور اس کے بعد کوئی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں یہ شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی ایک ہے تو وہ پاک ہوگی۔

مسئلہ ۷۷ :- اگر شک ہو کہ استبراء کیا یا نہیں تو مشکوک رطوبتوں سے اجتناب کرے اور وہ نجس ہوگی اور اس سے قبل اگر کرلیا تھا وہ باطل ہوجائے گا، لیکن اگر استبراء کیا ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ صحیح کیا تھا کہ نہیں تو وہ مشکوک رطوبت پاک ہے، اس کی پرواہ نہ کرے اور وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۸ :- اگر استبراء نہ کیا ہو لیکن کافی دیر گزرنے کے بعد یقین یا اطمینان حاصل ہوجائے کہ پیشاب مثانہ میں باقی نہیں رہا اور رطوبت خارج ہونے کے بعد شک کرے کہ وہ پاک ہے یا نہیں تو وہ تری پاک ہوگی اور وضو بھی باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۷۹ :- اگر انسان پیشاب کے بعد استبراء کرے اور اس کے بعد وضو کرے اور وضو کے بعد خارج ہونے والی رطوبت کے بارے میں اسے یقین ہوجائے کہ یا یہ پیشاب ہے یا منی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے، لیکن اگر وضو نہ کیا ہو تو پھر وضو کرنا ہی کافی ہے۔

بھی تو پاک ہے اور وضو و غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

بیت الخلاء کے مستحبات و مکروھات

مسئلہ ۸۱:- مستحب ہے کہ رفع حاجت کے لئے ایسی جگہ بیٹھا جائے کہ جہاں بالکل کوئی نہ دیکھ سکے اور بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھے، اسی طرح مستحب ہے کہ رفع حاجت کے لئے سر ڈھانپے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ہو۔

مسئلہ ۸۲:- رفع حاجت کے وقت چاند اور سورج کے سامنے بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر شرمگاہ کو چھپالے تو مکروہ نہیں ہے، اور اسی طرح ہوا کے رخ پیشاب کرنا، شاہراؤں، گلی کوچوں، ڈیوڑھیوں، پھل دار درختوں کے نیچے بیٹھنا اور کچھ کھانا، زیادہ دیر تک بیٹھنا، دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس حالت میں باتیں کرنا مکروہ ہے لیکن اگر بات کرنے پر مجبور ہو یا ذکر الٰہی کر رہا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳:- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت پر پیشاب کرنا اور کیڑے مکوڑوں کے سوراخوں میں پیشاب کرنا اور پانی میں پیشاب کرنا خصوصاً ٹھہرے ہوئے پانی میں مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۴:- پیشاب و پاخانہ کو روکے رکھنا مکروہ ہے اور اگر نقصان کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵:- سونے سے پہلے، نماز سے پہلے، جماع سے پہلے اور منی خارج ہونے کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاسات

مسئلہ ۸۶:- نجس چیزیں گیارہ ہیں:

۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ منی ۴۔ مردار ۵۔ خون ۶۔ کتا
۷۔ سور ۸۔ کافر ۹۔ شراب ۱۰۔ فقاع ۱۱۔ نجاست خور اونٹ کا پسینہ۔

۱۔ ۲۔ پیشاب و پاخانہ

مسئلہ ۸۷:- انسان اور ہر حرام گوشت حیوان جو خون جہندہ رکھتا ہے یعنی اگر اس کی رگ کو کاٹ دیں تو خون دھار مار کر نکلے، اس کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے۔

مسئلہ ۸۸:- حرام گوشت پرندوں کا فضلہ پاک ہے۔

مسئلہ ۸۹:- نجاست کھانے والے حیوان کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے، اسی طرح اس حیوان کا پیشاب و پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے وطی یعنی برا فعل کیا ہو، اور جس بھیڑ نے سور کا دودھ پیا ہو اور اس کا گوشت مضبوط ہوا ہو اس کے پیشاب و پاخانہ سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

۳۔ منی

مسئلہ ۹۰:- خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی منی نجس ہے

۴. مردار

مسئلہ ۹۱ :- خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا مردار نجس ہے، خواہ وہ خود سے مرا ہو یا دستور شرع کے خلاف اس کو ذبح کیا گیا ہو، لیکن مچھلی چونکہ خون جہندہ نہیں رکھتی اس لئے پانی میں بھی اگر مر جائے تو بھی پاک ہے.

مسئلہ ۹۲ :- مردار کے وہ اجزاء جس میں روح نہیں ہوتی جیسے پشم، بال، ہڈیاں، دانت، وہ پاک ہیں بشرطیکہ وہ کتے کی طرح نجس العین حیوان نہ ہو.

مسئلہ ۹۳ :- جن اجزاء میں روح ہوتی ہے اگر ان کو زندہ انسان یا حیوان کے بدن سے جدا کیا جائے تو نجس ہیں، چاہے تھوڑا سا گوشت ہو.

مسئلہ ۹۴ :- جو کھال ہونٹ، سر اور انسان کے بدن کے دوسرے حصوں سے جدا ہو جاتی پاک ہے، اگرچہ انسان خود کھینچ کر الگ کریں بشرطیکہ گرنے کا وقت قریب ہو.

مسئلہ ۹۵ :- مرغی کا وہ انڈا جو مردہ مرغی کے پیٹ سے نکلتا ہے اگرچہ اوپر والی چھال سخت نہ ہوئی ہو پاک ہے.

مسئلہ ۹۶ :- اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ (میمنا) مر جائے ان کے شیردان موجود پنیر مایہ پاک ہے لیکن اس کے ظاہری حصّہ کو دھونا ضروری ہے.

مسئلہ ۹۷ :- غیر اسلامی ملکوں سے جو چیزیں لائی جاتی ہیں جیسے، مکھن، پنیر، بہنے والی ادویات، ، پالش، صابن، عطر، کپڑے وغیرہ اگر انسان کو ان کے نجس ہونے کا یقین نہیں ہے تو یہ سب پاک ہیں.

مسئلہ ۹۸ :- گوشت، چربی اور کھال جو مسلمان کے ہاتھ میں ہو پاک ہے لیکن اگر معلوم ہو کہ اس مسلمان نے کافر سے لیا ہے اور ضروری تحقیق نہیں کی ہے تو وہ نجس نہیں ہوگا لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور ایسے چمڑے سے تیار شدہ لباس میں نماز پڑھنا جائز نہیں

۵۔ خون

مسئلہ ۹۹ :- انسان اور ہر خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا خون نجس ہے۔ لہذا وہ جانور جو خون جہندہ نہیں رکھتے جیسے مچھلی اور مچھر ان کا خون پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۰ :- جس حلال گوشت جانور کو شریعت کے حکم کے مطابق ذبح کیا جائے، اور اس کا معمول کے مطابق خون نکل جائے تو جسم میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے، لیکن اگر حیوان کے سر کو بلند جگہ پر رکھیں یا سانس لینے کی وجہ سے خون واپس بدن میں چلا جائے تو وہ خون نجس ہے۔

مسئلہ ۱۰۱ :- مرغی کے انڈے میں جو خون ہوتا ہے وہ نجس نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۲ :- وہ زردی جو زخم کے اطراف میں ٹھیک ہوجانے کی حالت میں پیدا ہوجاتی ہے، اگر معلوم نہ ہو کہ خون ہے یا خون سے مخلوط ہے تو پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۳ :- دودھ دوہتے وقت اس میں جو خون دکھائی دیتا ہے وہ نجس ہے اور دودھ کو بھی نجس کردیتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۴ :- دانتوں سے نکلنے والا خون اگر لعاب دہن سے ملنے کی وجہ سے ختم ہوجائے تو پاک ہے اور ایسی صورت میں اس لعاب دہن کو نگلنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵ :- وہ خون جو ناخن یا چمڑے کے نیچے چوٹ لگنے کی وجہ سے بے جان ہوجاتا ہے، اگر وہ ایسی حالت اختیار کرے کہ اسے اب خون نہ کہا جائے تو وہ پاک ہے اور اگر اسے خون کہتے ہیں تو جب تک کھال اور ناخن کے نیچے ہے، وضو، غسل اور نماز میں کوئی اشکار نہیں اور سوراخ ہوجانے کی صورت میں اگر دشوار نہ ہو تو وضو و غسل کے لئے اس خون کو نکال لینا چاہیے، اور اگر زحمت ہو تو اس کے اطراف کو وضو و غسل کرتے

مسئلہ ۱۰۶ :- اگر معلوم نہ ہو کہ کھال کے نیچے کی جو سیاہی ہے بے جان خون ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت کا رنگ بدل گیا ہے تو پاک ہے.

مسئلہ ۱۰۷ :- اگر ہنڈیا کے جوش کھاتے وقت خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو پورا سالن اور اس کا برتن نجس ہو جائے گا، اور سالن کا ابلنا اور آگ کی حرارت اسے پاک نہیں کر سکے گی.

۶۔۷۔ کتا اور سور

مسئلہ ۱۰۸ :- خشکی کے کتے اور سور نجس ہیں یہاں تک کہ بال، پنجہ، ناخن، ہڈیاں اور جسم سے نکلنے والی دوسری رطوبتیں بھی نجس ہیں. البتہ دریائی کتے اور سور پاک ہیں.

۸۔ کافر

مسئلہ ۱۰۹ :- کافر سے مراد وہ شخص ہے جو خدا کو نہ مانے یا خدا کے لئے شریک قرار دے یا رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانے تو یہ نجس ہے مگر اہل کتاب جو پاک ہیں جن کا حکم مسئلہ نمبر (۱۱۴) میں بیان ہوگا، اور اسی طرح جو شخص دین اسلام کی ضروری چیزوں سمجھتے ہوئے انکار کرے اور اس کا انکار درحقیقت نبوت اور رسالت کا انکار ہو تو ایسا شخص بھی نجس ہے، لیکن اگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ ضروریات دین میں سے ہے لیکن منکر ہو جائے تو اس سے احتیاطاً اجتناب کیا جائے.

مسئلہ ۱۱۰ :- کافر کے نجس ہونے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں اس کے تمام اجزائے بدن شامل ہیں حتیٰ کہ بال اور ناخن بھی.

مسئلہ ۱۱۱ :- اگر کسی نابالغ بچے کے ماں باپ اور دادی دادا کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہوگا لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو وہ بچہ پاک ہوگا

سابقہ حالت بھی معلوم نہ ہو، تو وہ پاک ہے، البتہ مسلمانوں کے باقی احکام اس شخص پر جاری نہیں ہوں گے مثلاً وہ مسلمان عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳:- اگر کوئی مسلمان بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو گالی دے یا ان سے دشمنی رکھے تو وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۱۱۴:- مرتد (ملی ہو یا فطری) نجس ہے البتہ اہل کتاب جیسے یہود اور نصاریٰ پاک ہیں۔

۹۔ شراب

مسئلہ ۱۱۵:- شراب اور ہر وہ سیال چیز جو انسان کو مست کر دے نجس ہے لیکن بھنگ و حشیش جو نشہ آور ہے لیکن ذاتاً بہنے والی نہیں ہے وہ پاک ہے چاہے پانی ملا کر اس کو سیال بنالیں۔

مسئلہ ۱۱۶:- صنعتی الکحل (سپرٹ) جس کو دروازے، میز اور کرسی وغیرہ کو رنگنے کے کام میں استعمال ہوتے اگر یہ معلوم نہ ہو کہ مست کرنے والی اور بہنے والی چیز سے بنایا گیا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۷:- اگر انگور یا اس کا پانی خود بخود ابل جائے یا آگ کے ذریعے اسے ابالا جائے تو اس کا پینا حرام ہے لیکن نجس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۸:- کھجور، منقی، کشمش اور ان کا شیرہ اگر جوش کھاجائے تو اس کے کھانے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور پاک ہے۔

۱۰۔ فقاع

مسئلہ ۱۱۹:- بیئر جو جو سے بنائی جاتی ہے اور جس کو آب جو کہتے ہیں وہ حرام ہے اور

جس کو " ماء الشعیر" کہتے ہیں اور وہ نشہ آور نہیں ہے پاک اور حلال ہے۔

حرام سے مجنب ہونے والے کا پسینہ

مسئلہ ۱۷۰:- جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اس کا پسینہ نجس نہیں ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جس جسم اور لباس پر یہ پسینہ ہو اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۷۱:- بیوی سے حالت حیض میں یا ماہ رمضان کے روزے میں ہمبستری کرنا حرام ہے اور اگر پسینہ آجائے تو احتیاط واجب کی بناپر ایسے پسینے کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۷۲:- اگر حرام سے مجنب ہونے والا غسل نہ کر سکے اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو بھی احتیاط واجب کی بناپر ایسے پسینے سے نماز میں اجتناب کرے۔

مسئلہ ۱۷۳:- اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہو جائے اور پھر اس عورت سے جماع کرے جو اس کے لئے حلال ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے پسینے سے نماز نہ پڑھے لیکن اگر پہلے حلال عورت سے جماع کرے اور بعد میں حرام کا مرتکب ہو تو ایسے پسینے سے اجتناب واجب نہیں ہے۔

۱۱۔ نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ

مسئلہ ۱۷۴:- نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ نجس ہے لیکن دیگر نجاست کھانے والے حیوانات کے پسینہ سے اجتناب کرنا واجب نہیں ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

مسئلہ ۱۷۵:- کسی چیز کا نجس ہونا تین طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے:

۱۔ خود انسان کو یقین پیدا ہو جائے یہاں پر گمان کافی نہیں ہے، اگر گمان ہو کہ فلاں چیز

بنے اور عوام کے ہاں ایسا گمان یقین ہی شمار ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اجتناب لازم ہوجاتا ہے۔ لہذا ایسے ہوٹلوں میں کھانا کھانا اور چائے وغیرہ پینا کہ جہاں ایسے اشخاص کھانا کھاتے ہوں کہ جو پاک و نجس کی پرواہ نہیں کرتے کوئی اشکال نہیں رکھتا جب تک انسان کو یقین یا اطمینان نہ ہو کہ جو کھانا اسے دیا جا رہا ہے وہ نجس ہے۔

۲۔ صاحب ید، یعنی جس کے اختیار میں وہ چیز ہے کسی چیز کے نجس ہونے کی خبر دیں، مثلاً انسان کی بیوی یا ملازم کہے کہ یہ برتن یا کوئی اور چیز جو اس کے قبضہ میں رہتی ہے نجس ہے۔

۳۔ دو عادل اس کے نجس ہونے کی گواہی دے اور اگر ایک عادل کہہ دے کہ نجس ہے تو بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ اس چیز سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۱۲۶ :- اگر مسئلہ سے ناواقفیت کی بناپر انسان کو معلوم نہ ہو کہ یہ چیز نجس ہے یا پاک مثلاً معلوم نہ ہوں کہ حرام سے مجنب کا پسینہ پاک ہے یا نہیں تو مسئلہ پوچھنا چاہیئے، لیکن اگر مسئلہ شرعی سے واقف ہے مگر شک ہے کہ یہ چیز نجس ہے یا پاک، مثلاً شک ہے کہ یہ خون ہے یا نہیں یا معلوم نہ ہو مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۲۷ :- اگر کوئی چیز پہلے نجس تھی پھر شک ہوجائے کہ پاک ہوئی ہے کہ نہیں تو نجس ہے اور اگر کوئی چیز پاک تھی پھر شک ہوجائے کہ نجس ہوئی کہ نہیں تو پاک ہے اور اگر ان چیزوں کے پاک یا نجس ہونے کا علم حاصل کرسکتا ہے تب بھی جستجو ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۸ :- اگر معلوم ہو کہ ایسے دو برتن یا دو ایسے لباس جو انسان کے استعمال میں ہیں ان میں سے کوئی ایک نجس ہے لیکن یہ نہیں معلوم کون سا نجس ہے تو دونوں سے اجتناب کرنا چاہیئے، لیکن اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اپنا لباس نجس ہوا ہے یا دوسرے اجنبی شخص کا جو اس کے استعمال میں نہیں ہے پھر بھی احتیاط یہ ہے اپنے لباس اجتناب کرے

پاک چیزیں کیسے نجس ہوتی ہیں؟

مسئلہ ۱۲۹:- جب کوئی پاک چیز نجس چیز سے لگ جائے اور ان دونوں میں سے ایک گیلی ہو تو پاک چیز نجس ہوجائے گی، لیکن اگر دونوں خشک ہوں یا تری اتنی کم ہو کہ سرایت نہ کرے تو نجس نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۰:- اگر پاک چیز نجس چیز سے لگ جائے اور انسان کو شک ہو کہ دونوں یا ان میں سے ایک تر تھی یا نہیں تو وہ پاک چیز نجس نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۱:- دو چیزیں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ ایک نجس ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ کون سے نجس ہے تو ان دونوں میں سے کسی ایک کے لگ جانے سے کوئی چیز نجس نہیں ہوتی، اور اگر دو چیزوں میں سے ایک پہلے نجس تھی اور اب معلوم نہ ہو کہ وہ پاک ہوگئی ہے یا نہیں، اب اگر کوئی پاک چیز اس شئے کے ساتھ لگ جائے تو وہ نجس ہوجائے گی۔

مسئلہ ۱۳۲:- زمین، کپڑا یا اس کی مانند کوئی چیز اگر رطوبت رکھتی ہو اور نجس چیز اس سے متصل ہوجائے تو وہی حصہ نجس ہوگا اور باقی پاک رہے گا، اور یہی صورت خربوزہ، کھیرا وغیرہ کی بھی ہے۔

مسئلہ ۱۳۳:- گھی (تیل) اور شیرہ اگر سیال ہو تو ایک قطرہ کے نجس ہوجانے سے پورا نجس ہوجاتا ہے، لیکن اگر جما ہوا ہو تو جہاں پر نجاست لگی ہے صرف وہی نجس ہوگا۔

مسئلہ ۱۳۴:- اگر مکھی یا کوئی ایسی ہی چیز نجس چیز پر بیٹھ جائے جو گیلی ہو اس کے بعد پاک چیز پر بیٹھے تو اگر انسان کو یقین ہو کہ اس جانور کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی تو وہ پاک چیز نجس ہوجائے گی ورنہ وہ پاک رہے گی۔

مسئلہ ۱۳۵:- بدن کا وہ حصہ جس پر پسینہ ہو اگر وہ نجس ہوجائے تو پسینہ جہاں جہاں سرایت کرے گا وہ حصہ نجس ہوتا جائے گا اور جہاں نہیں پہنچے گا وہ جگہیں پاک رہیں گی۔

تو جہاں خون لگا ہے وہ نجس اور باقی پاک ہوگا پس اگر منہ سے باہر یا ناک سے باہر وہ لگ جائے تو جس کے متعلق یقین ہو کہ خون والا حصہّ اسے لگا ہے وہ نجس ہوگا اور جس کے متعلق شک ہو کہ نجس حصّہ اس سے لگا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۳۷:- اگر کسی ایسے برتن کو جس کے نیچے سوراخ ہو جیسے لوٹے، نجس زمین پر رکھ دیں تو جب تک پانی سوراخ سے باہر آ رہا ہو تو لوٹے میں موجود پانی نجس نہیں ہوگا لیکن اگر پانی اس سے باہر نہ آ رہا ہو اور نجس پانی جو لوٹے کے نیچے جمع ہوگیا ہے سوراخ کے ذریعہ لوٹے والے پانی سے متصل ہو تو لوٹے میں موجود پانی بھی نجس ہوجائے گا۔ ہاں اگر سوراخ نجس زمین سے متصل نہ ہو اور لوٹے کے نیچے کا پانی لوٹے اندرونی حصّہ کا پانی کے ساتھ متصل نہ ہو تو لوٹے میں جو پانی ہے پاک ہے اور نجس نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۳۸:- اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست تک پہنچ جائے تو بدن سے باہر نکل آنے پر اگر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو وہ پاک ہوگی لہذا اگر حقنہ کے آلات یا ان کا پانی یا "ٹیکے کی" سوئی اور چاقو وغیرہ بدن میں داخل ہوں اور باہر آنے کے بعد نجاست سے آلودہ نہ ہوں تو نجس نہیں ہوں گے اور اسی طرح لعاب دہن اور ناک کی غلاظت کا حکم ہے اگر اندر خون سے مل جائے اور جب باہر آئے تو خون آلود نہ ہو۔

نجاستوں کے احکام

مسئلہ ۱۳۹:- قرآن کے خط اور ورق کو نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہوجائے تو فوراً پاک کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۰:- جلد قرآن کو نجس ہونے کی صورت میں پاک کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۱:- عین نجس پر قرآن رکھنا جیسے خون اور مردار، حرام ہے اور اس کو

مسئلہ ۱۴۲:- نجس روشنائی سے قرآن لکھنا اگرچہ ایک ہی حرف کیوں نہ ہو حرام ہے اور اگر لکھا جاچکا ہو تو اس کو دھویا یا چھیلا جائے یا کوئی ایسا کام کیا جائے کہ جس سے تحریر مٹ جائے اور اگر نہ مٹے تو بھی اسے دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۳:- کافر کے ہاتھ میں قرآن دینا حرام ہے اور اس سے لینا واجب ہے۔ ہاں اگر اس کو قرآن دینے یا اس کے پاس قرآن ہونے کا مقصد تحقیق کرنا اور دین کا مطالعہ کرنا ہو اور انسان کو یقین ہو کہ کافر قرآن مجید کو گیلے ہاتھ بھی نہیں لگائے گا تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴:- اگر قرآن یا دعا کا ورق یا ایسا ورق جس پر خدا یا رسولؐ یا ائمہؑ کا نام لکھا ہو کسی نجس جگہ پر جیسے بیت الخلاء میں گر جائے تو فوراً اس کا باہر نکالنا اور پاک کرنا واجب ہے چاہے اس میں کچھ خرچ کرنا پڑے اور اگر اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ بیت الخلاء ہو تو اس وقت تک استعمال نہ کریں جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ ورق ختم ہوچکا ہے۔ اور اسی طرح اگر تربت سید الشہداء علیہ السلام بیت الخلاء میں جا پڑے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہوچکی ہے تو اس وقت تک بیت الخلاء میں جانے سے اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۵:- نجس چیز کا کھانا پینا حرام ہے اور عین نجس کا۔ بچوں کو کھلانا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر بچہ خود ہی نجس کھانا کھا رہا ہو یا نجس ہاتھ کے ساتھ غذا کو نجس کردے اور اسے کھانے لگے تو اس کو روکنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶:- نجس چیز بیچنے یا عاریۃً (ادھار) دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اطلاع دینا بھی ضروری نہیں ہے، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ خریدار اس کو کھانے پینے، نماز یا اس جیسی چیزوں میں استعمال کرے گا تو اسے مطلع کردینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۷:- اگر کوئی کسی کو نجس چیز کھاتے ہوئے یا نجس لباس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھے مگر اس کو اطلاع نہیں ہے تو اس کو بتانا ضروری نہیں ہے۔

بدن، لباس یا کوئی اور چیز مہمانوں کی تری کے ساتھ نجس چیز سے لگ رہی ہے انہیں بتانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹ :- اگر میزبان کھاتے وقت متوجہ ہو جائے کہ کھانا نجس ہے تو مہمانوں کو بتا دینا چاہئے، لیکن اگر کوئی ایک مہمان اس بات کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دوسروں کو بتائے۔

مسئلہ ۱۵۰ :- اگر ادھار پر لی ہوئی چیز نجس ہو جائے تو اگر معلوم ہو کہ اس کا مالک اسے کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا تو واجب ہے کہ مالک کو اس کے نجس ہونے کی اطلاع دے۔

مسئلہ ۱۵۱ :- اگر کوئی نابالغ بچہ ایسی چیز کے نجس ہونے کی خبر دے جو اس کے اختیار میں ہے، یا وہ کسی چیز کے پانی سے پاک کر دینے کی اطلاع دے تو اس کی بات کو قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ ہاں اگر وہ بچہ ممیز ہو یعنی وہ اچھائی برائی کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، یا وہ بلوغ کے نزدیک ہو تو اس کی بات قبول کر لینا بعید از جواز نہیں ہے۔

مطہرات

مسئلہ ۱۵۲:- جو چیزیں نجس کو پاک کرتی ہیں وہ دس ہیں اور ان کو "مطہرات" کہتے ہیں:

۱۔ پانی ۲۔ زمین ۳۔ سورج ۴۔ استحالہ ۵۔ انتقال ۶۔ اسلام
۷۔ تبعیت ۸۔ عین نجاست کا دور ہوجانا ۹۔ نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء
۱۰۔ مسلمان کا غائب ہونا

ان تمام چیزوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

۱۔ پانی

مسئلہ ۱۵۳:- پانی چار شرائط کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے:

۱۔ مطلق ہو لہذا مضاف پانی جیسے گلاب اور عرق بید نجس چیز کو پاک نہیں کرسکتے۔

۲۔ پاک ہو ۳۔ نجس چیز دھوتے وقت پانی مضاف نہ ہوجائے اور نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ اس میں پیدا نہ ہو۔ ۴۔ دھونے کے بعد عین نجاست دور ہوجائے، ہاں قلیل پانی میں کچھ مزید شرائط ہیں جن کا بعد میں ذکر کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۴:- نجس برتن کو قلیل پانی میں تین مرتبہ دھونا چاہیے لیکن کر یا جاری پانی

دوسری سیال چیز پی لے تو پہلے اس کو پاک مٹی سے مانجھنا چاہیئے اور اس کے بعد احتیاط واجب کی بناپر دو مرتبہ کر یا جاری پانی سے یا قلیل پانی سے دھوئیں، اور اسی طرح اگر کتے کا لعاب دہن کسی برتن میں گرگیا تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اسی طرح پاک کریں.

مسئلہ ۱۵۵:- اگر کتے نے کسی ایسے برتن میں منہ مارا ہو کہ جس کا دھانہ چھوٹا ہو اور اسے مٹی سے مانجھا نہ جاسکتا ہو تو پھر مٹی کو اس میں ڈال کر اتنا زیادہ ہلایا جائے کہ مٹی پورے برتن تک پہنچ جائے اور اس کے علاوہ برتن کے پاک ہونے میں اشکال ہے.

مسئلہ ۱۵۶:- اگر کسی برتن میں سے سور کوئی بہنے والی چیز پی لی ہو تو اس کو قلیل پانی سے سات مرتبہ دھونا چاہیئے اور کر وجاری میں بھی بنابر احتیاط واجب سات مرتبہ دھویا جائے لیکن مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے. اگرچہ احتیاط مستحب مانجھنا ہے.

مسئلہ ۱۵۷:- جو برتن شراب سے نجس ہوگیا ہے تو چاہیئے کہ تین مرتبہ قلیل پانی سے دھوئیں اور سات مرتبہ دھونا مستحب ہے.

مسئلہ ۱۵۸:- نجس مٹی سے بنے ہوئے کوزے کو یا جس میں نجس پانی سرایت کرگیا ہو تو اگر اسے کر یا جاری پانی میں رکھ دیا جائے تو جہاں تک پانی پہنچے گا وہ پاک ہوجائے گا اور اگر اس کا باطن بھی پاک کرنا مقصود ہو تو کر یا جاری پانی میں اتنی دیر رکھا جائے کہ پانی ساری برتن میں نفوذ کر جائے، اور فقط تری کا اس میں چلے جانا کافی نہیں ہے.

مسئلہ ۱۵۹:- قلیل پانی سے برتن پاک کرنے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ اس کو تین مرتبہ قلیل پانی سے بھر کر خالی کردیں.

۲۔ تین مرتبہ اس میں تھوڑا سا پانی ڈال کر اس طرح ہلائیں کہ پانی ہر نجس جگہ تک پہنچ جائے پھر اس کو پھینک دیں.

مسئلہ ۱۶۰:- دیگ اور بڑے پتیلوں کو تین مرتبہ پانی سے بھر کر دینے سے یہ برتن پاک ہوجاتے ہیں، اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اوپر سے چاروں طرف اس طرح پانی ڈالیں

کریں)اور جس برتن سے پانی نکال کر باہر پھینکا گیا ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو ہر مرتبہ دھولیا کریں.

مسئلہ ۱۲۱:- اگر نجس چیز کو عین نجاست دور ہوجانے کے بعد جاری یا کر پانی میں ڈبو دیں تو پاک ہوجائے گا، لیکن. بچھانے والی کسی چیز یا لباس وغیرہ کو نچوڑنا ضروری ہے تاکہ اس کا پانی نکل جائے.

مسئلہ ۱۲۲:- پیشاب سے نجس ہونے والی چیز دو مرتبہ دھونا کافی ہے ایک مرتبہ اس پر پانی ڈالا جائے اور پانی اس سے جدا ہوجائے اور اس میں پیشاب بھی باقی نہ رہے اور جب دوسری مرتبہ اس پر پانی ڈالا جائے گا وہ پاک ہوجائے گی، لیکن لباس، دری اور دیگر ایسی چیزوں میں ہر دفعہ نچوڑنا بھی ضروری ہے تاکہ غسالہ باہر نکل جائے، اور غسالہ اس پانی کو کہتے ہیں جو عموماً دھونے کے وقت خود. بخود یا نچوڑنے کے ذریعے اس چیز سے گرتا ہے.

مسئلہ ۱۲۳:- اگر کوئی چیز ایسے دودھ پیتا بچہ جس کے دو سال پورے نہ ہوئے ہوں نجس ہوجائے جو ابھی کھانا نہیں کھاتا ہو اور خنزیر کا دودھ بھی اس نے نہ پیا ہو تو اس چیز پر ایک مرتبہ پانی ڈالنے سے وہ چیز پاک ہوجائے گی، لیکن احتیاط مستحب ہے کہ دو مرتبہ پانی ڈالیں، کپڑے اور اس قسم کی چیزوں کو نچوڑنا بھی ضروری نہیں ہے.

مسئلہ ۱۲۴:- اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی دیگر نجاست سے نجس ہوجائے تو عین نجس دور ہونے کے بعد اس پر ایک ہی مرتبہ پانی ڈالا جائے اور وہ پانی جدا ہوجائے تو وہ پاک ہوجائے گی اور اسی طرح اگر پہلی دفعہ ہی جب اس پر پانی ڈالا جا رہا ہے تو وہ پاک ہوجائے گی لیکن کپڑے وغیرہ کو نچوڑنا بھی چاہیۓ.

مسئلہ ۱۲۵:- اگر تاگے سے بنی ہوئی نجس چٹائی کو کر یا جاری پانی میں ڈبو دیں یا نل کے نیچے رکھ دیں اور نل کھول دیں تو عین نجاست زائل ہوجانے کے بعد وہ چیز پاک ہوجائے گی.

کر پانی میں ڈبونے سے پاک ہوجاتا ہے، اور اگر ان کا اندرونی حصّہ نجس ہوجائے تو کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۱۶۷ :- اگر انسان کو شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندر بھی گیا ہے کہ نہیں تو صابن کا باطن پاک ہے۔

مسئلہ ۱۶۸ :- اگر چاول یا گوشت یا اس قسم کی چیزوں کا ظاہر نجس ہوجائے اور انہیں کسی برتن میں رکھ دیں تین مرتبہ پانی ڈالنے کے بعد انڈیل دیا جائے تو وہ پاک ہوجائیں گی اور ان کا برتن بھی پاک ہوجائے گا، لیکن اگر کپڑے وغیرہ جیسی چیز کو جس کا نچوڑنا ضروری ہے برتن میں رکھ کر دھونا چاہیں تو ہر دفعہ میں اس پر پانی ڈالیں اور اسے دبا دیں اور برتن کو ٹیڑھا کریں تاکہ جمع شدہ غسالہ باہر نکل جائے۔

مسئلہ ۱۶۹ :- اگر نجس رنگے ہوئے لباس کو جاری، کر یا نل کے پانی کے نیچے رکھ دیں اور پانی رنگ کی وجہ سے مضاف ہونے سے پہلے تمام جگہ تک پہنچ جائے تو لباس پاک ہوجائے گا، چاہے نچوڑتے وقت اس سے مضاف یا رنگین پانی نکلے۔

مسئلہ ۱۷۰ :- اگر کپڑے کو کر یا جاری پانی میں دھویا جائے اور اس میں پانی کا جالا وغیرہ نظر آئے لیکن یہ احتمال نہ ہو کہ یہ پانی کے پہنچنے میں مانع ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۷۱ :- اگر کپڑا وغیرہ دھونے کے بعد اس میں تھوڑی سے مٹی یا کسی بھی نجس شئے کے ٹکڑے نظر آئیں اور معلوم ہوجائے کہ مطلق پانی اس مٹی یا اس شئے کے نیچے پہنچ گیا ہے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا اس شئے کے اندرونی حصّہ کو لگا ہے تو مٹی اور اس شئے کا ظاہر پاک اور باطن نجس ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۲ :- نجس چیز کو دھوتے وقت اگر عین نجاست دور ہوجائے اور رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً اگر کپڑے سے خون کو دور کر دیا گیا ہو اور کپڑے کو دھویا گیا ہو لیکن خون کا رنگ اس میں موجود ہو تو وہ پاک ہے۔ البتہ اگر رنگ یا بو کی وجہ

مسئلہ ۱۷۳ :- جاری، کر یا نل کے پانی کے نیچے نجس بدن سے عین نجاست دور ہوجائے تو بدن پاک ہوجاتا ہے. پانی سے باہر آکر دو بارہ پانی میں جانا ضروری نہیں ہے.

مسئلہ ۱۷۴ :- اگر نجس غذا دانتوں میں پھنس جائے تو منہ میں پانی لے کر اس طرح پھرائیں کہ تمام نجس اجزاء تک پہنچ جائے تو وہ نجس غذا پاک ہوجاتی ہے. البتہ باقی شرائط کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے.

مسئلہ ۱۷۵ :- اگر داڑھی یا سر کے گھنے بالوں کو قلیل پانی سے پاک کرنا ہو تو نچوڑنا بھی ضروری ہے تاکہ غسالہ جدا ہوجائے.

مسئلہ ۱۷۶ :- اگر بدن یا کپڑے کے کسی حصّہ کو قلیل پانی سے دھویا جائے تو اس کے وہ متصل کنارے جو عادتاً اسے پاک کرتے وقت نجس ہوجاتے ہیں وہ نجس جگہ کے پاک ہونے کے ساتھ ہی پاک ہوجائیں گے اور یہی حکم ہے اگر کسی پاک چیز کو نجس کے ساتھ رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالا جائے، مثلاً اگر ایک انگلی کو پاک کرنے کے لئے تمام انگلیوں پر پانی ڈالا جائے اور نجس پانی تمام انگلیوں کو لگ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے کے ساتھ تمام انگلیاں پاک ہوجائیں گی.

مسئلہ ۱۷۷ :- اگر گوشت اور چربی نجس ہوجائے تو دوسری چیزوں کی طرح پاک ہوجاتی ہے، اسی طرح اگر بدن یا لباس پر تھوڑی سے چکنائی ہو جو پانی کے پہنچنے میں مانع نہ ہو تو وہ بھی دھونے سے پاک ہوجاتی ہے.

مسئلہ ۱۷۸ :- اگر برتن یا بدن نجس ہوجائے اور پھر اتنا چکنا ہوجائے کہ پانی برتن یا بدن تک نہ پہنچ سکتا ہو تو ایسی صورت میں بدن یا برتن کو پاک کرنے کے لئے پہلے چربی کو دور کریں تاکہ پانی وہاں تک پہنچ سکے.

مسئلہ ۱۷۹ :- اگر کسی نجس چیز کو جس میں عین نجاست نہ ہو ایسی ٹونٹی کے نیچے رکھ دیا جائے جو کر سے متصل ہے تو وہ ایک دفعہ دھونے سے پاک ہوجائے گی اور اگر عین

اس چیز سے گر رہا ہے اس میں نجاست کا رنگ یا بو یا ذائقہ نہ ہو تو وہ ٹونٹی کے پانی سے پاک ہوجائے گا، لیکن اگر اس سے گرنے والے پانی میں نجاست کا رنگ یا بو یا ذائقہ پایا جاتا ہو تو اتنی دیر تک ٹونٹی کو چھوڑے رکھا جائے کہ جو پانی گر رہا ہے اس میں نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۱۸۰:- اگر کسی چیز کو پاک کرنے کے بعد یقین ہوجائے کہ یہ پاک ہوگئی لیکن بعد میں شک ہو کہ ٹھیک سے پاک کیا تھا کہ نہیں تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۸۱:- وہ زمین جس پر پانی نہیں بہہ سکتا اگر نجس ہوجائے تو قلیل پانی سے پاک نہیں ہوگی، لیکن وہ زمین جو کنکریلی یا ریتیلی ہو کہ جب بھی اس پر پانی ڈالا جائے تو وہاں جذب ہوجاتا ہے، قلیل پانی سے پاک ہوجائے گی۔ البتہ ریت کا نچلا حصّہ نجس رہے گا۔

مسئلہ ۱۸۲:- پتھر یا انیٹ سے فرش شدہ ایسی سخت زمین جس میں پانی جذب نہیں ہوتا اگر نجس ہوجائے تو قلیل پانی سے پاک ہوجائے گی، لیکن ضروری ہے کہ اتنا پانی اس پر ڈالا جائے جو چلنے لگے اور اگر اس پر ڈالا ہوا پانی کسی سوراخ سے باہر نکل جائے تو تمام زمین پاک ہوجائے گی، اور اگر باہر نہ جائے تو جہاں پانی جمع ہوگا وہ جگہ نجس رہے گی اور اسے پاک کرنے کے لئے گڑھا کھودا جائے جس میں پانی جمع ہو اور پھر پانی اس سے باہر نکالنے کے بعد اسے پاک مٹی سے پر کردیں۔

مسئلہ ۱۸۳:- اگر نمک کا پتھر اور اس قسم کی چیزوں کا ظاہری حصّہ نجس ہوجائے تو قلیل پانی سے اسے پاک کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴:- اگر پگھلی ہوئی نجس چینی کو قند بنا دیا جائے تو کر یا جاری پانی میں رکھنے سے پاک نہیں ہوگی۔

۲۔ زمین

مسئلہ ۱۸۵:- زمین پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے نجس حصّہ کو تین شرائط سے

۱۔ زمین پاک ہو۔ ۲۔ خشک ہو۔ ۳۔ عین نجاست زائل ہوجائے اور زمین مٹی، پتھر، اینٹوں یا سیمنٹ وغیرہ کا فرش ہو، لیکن فرش، چٹائی، سبزہ پر چلنے سے پیر کے اور جوتے کے نجس تلے پاک نہیں ہوتے، اور جو نجاست زمین پر چلنے کے علاوہ لگ گئی ہو تو زمین پر چلنے کی وجہ سے اس کا پاک ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۸۶ :- جس زمین کا فرش لکڑی سے بنا ہو یا تارکول کی بنی ہوئی سڑک پر چلنے سے نجس جوتے تلا اور نجس تلوے کا پاک ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۸۷ :- پیر کے تلووں اور جوتے کے تلوں کو پاک کرنے کی غرض سے تھوڑا راستہ طے کیا جائے یا پیروں کو زمین پر رگڑا جائے تو پاک ہوجاتے ہیں لیکن بہتر ہے کہ کم از کم پندرہ ذراع تقریباً ساڑھے سات میٹر چلے۔

مسئلہ ۱۸۸ :- یہ ضروری نہیں ہے کہ تلا تلوا تر ہو بلکہ اگر خشک بھی ہو تو راستہ چلنے سے پاک ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹ :- پیر اور جوتوں کے کنارے جو آلودہ زمین پر چلنے سے نجس ہوجاتے ہیں تو وہ بھی تلا یا تلوا کے پاک ہوجانے کے بعد پاک ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۰ :- وہ لوگ جو ہتھیلی اور گھٹنوں کے سہارے راستہ طے کرتے ہیں ان کی ہتھیلی اور گھٹنوں کا پاک ہونا محل اشکال ہے، اسی طرح مصنوعی پیروں، عصا کے نیچے کا حصہ، چار پایوں کے کھر (یا ٹاپ) گاڑی، سائیکل وغیرہ کے پھیوں کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۹۱ :- نجاست کہ وہ چھوٹے ذرات اگر تلوں یا تلووں میں چلنے کے بعد باقی رہ جائیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان ذرات کو دور کریں، البتہ رنگ و بو کے باقی رہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲ :- جوتے کا اندرونی حصہ اور پاؤں کے تلوے کی وہ مقدار جو زمین پر

البتہ اگر جراب کے تلوے چمڑے کے ہوں تو وہ زمین پر چلنے سے پاک ہو جائیں گے۔

۲۔ سورج

مسئلہ ۱۹۳:۔ سورج کی گرمی زمین اور چھت مکان، دروازہ، کھڑکی اور وہ میخ جس کو دیوار میں ٹھونکا گیا ہو ان سب کو چھ شرائط کے ساتھ پاک کرتی ہے:

۱۔ نجس چیز میں متعدی رطوبت ہو، لہٰذا اگر خشک ہو پہلے تر کردیں تاکہ آفتاب کے ذریعہ خشک ہو۔

۲۔ عین نجاست کو سورج پڑنے سے پہلے دور کرنا۔

۳۔ آفتاب کی روشنی براہ راست اس پر پڑے یہ نہ ہو کہ بادل وغیرہ کے پیچھے سے آفتاب کی روشنی پڑے، ہاں اگر بادل اتنا باریک ہو کہ سورج کی روشنی کو روک نہ سکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ نجس چیز سورج کی تپش سے خشک ہو لیکن اگر ہوا یا کسی اور گرمی کی وجہ سے خشک ہو تو کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر دوسری چیز اتنی کم ہو کہ لوگ کہیں کہ سورج کی حرارت سے خشک ہوئی ہے تو کافی ہے۔

۵۔ یہ کہ سورج عمارت وغیرہ کی نجس مقدار کو ایک ہی دفعہ خشک کرے۔ لہٰذا اگر ایک دفعہ تو زمین اور نجس عمارت کے اوپر والے حصّہ کو خشک کرے اور پھر نچلے حصّہ کو تو صرف اس کا اوپر والا حصّہ ہی پاک ہوگا اور نچلا حصّہ نجس رہے گا۔

۶۔ زمین اور عمارت کے اوپر والا حصّہ جس پر سورج پڑ رہا ہے اور باقی حصّہ ہوا یا کسی دوسرے پاک جسم کا فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۹۴:۔ سورج کی روشنی نجس چٹائی، درخت، گھاس کو پاک کردیتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۵:۔ اگر سورج کی روشنی نجس زمین پر پڑے پھر شک ہو کہ آیا سورج کی

تو وہ زمین نجس ہے اور اسی طرح اگر شک ہو کہ سورج کی روشنی پڑنے سے پہلے عین نجاست دور ہوئی تھی کہ نہیں یا یہ شک ہو کہ سورج کی روشنی کے پڑنے سے کوئی چیز مانع ہے یا نہیں.

مسئلہ ۱۹۶ :- اگر سورج نجس دیوار یا زمین کے ایک حصّہ پر پڑے اور اس کو خشک کردے تو وہی حصّہ پاک ہوگا، لیکن اگر دیوار اتنی پتلی ہے کہ اس کی ایک طرف سورج پڑنے سے دوسری طرف بھی خشک ہوجائے تو پاک ہوجائے گی.

۴. استحالہ

مسئلہ ۱۹۷ :- اگر عین نجس اس طرح متغیر ہوجائے کہ جنس بدل جائے اور اس پر اس کا سابقہ نام ہی صدق نہ آئے بلکہ اسے کچھ اور کہا جانے لگے تو وہ پاک ہوجاتی ہے، مثلاً نجس لکڑی کو جلاکر خاکستر کردیں، یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، لیکن اگر جنس متغیر نہ ہوجائے، صرف صفت متغیر ہوجائے جیسے گیہوں کا آٹا بنالیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوگا.

مسئلہ ۱۹۸ :- نجس مٹی کا کوزہ یا اینٹ نجس ہے اور نجس لکڑی کا کوئلہ بھی نجس ہے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیئے.

مسئلہ ۱۹۹ :- اگر نجس چیز کے بارے میں شک کریں کہ اس کا استحالہ ہوگیا ہے کہ نہیں تو نجس ہے.

مسئلہ ۲۰۰ :- اگر شراب خود بخود یا کسی اور وجہ سے مثلاً سرکہ و نمک اس میں ڈالنے سے سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گی.

مسئلہ ۲۰۱ :- نجس انگور سے بنی ہوئی شراب سرکہ ہوجانے سے پاک نہیں ہوتی، حتی کہ اگر باہر سے کوئی نجاست شراب میں پڑجائے تو سرکہ ہوجانے کے بعد بھی احتیاط

مسئلہ ۲۰۲ :- نجس انگور، کشمش یا خرما سے جو سرکہ بنایا جاتا ہے وہ نجس ہے.

مسئلہ ۲۰۳ :- اگر انگور یا کھجور کا تلچھٹ ان میں موجود ہو اور اس میں سرکہ ڈال دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور نیز اگر کھجور، کشمش انگور کے سرکہ ہوجانے سے پہلے کھیرا اور بینگن وغیرہ ان میں ڈال دیا جائے تو کوئی حرج نہیں.

مسئلہ ۲۰۴ :- انگور کا وہ پانی جس میں آگ کے ذریعہ ابال آگیا ہو اگر اتنا ابلے کہ اس کے دو حصّے کم ہوجائیں اور ایک حصّہ باقی رہ جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا. البتہ اس کا کھانا حرام ہے لیکن اگر اس کا مست کرنے والا ہونا ثابت ہوجائے تو حرام اور نجس بھی ہوگا تو فقط وہ سرکہ بننے سے پاک اور حلال ہوگا.

مسئلہ ۲۰۵ :- اگر کچے انگور کے خوشوں کے درمیان انگور کے دانے بھی ہوں اور ان سب کا پانی اس طرح لیا جائے کہ آبغورہ کہا جانے لگے اور انگور کی مٹھاس اس میں بالکل موجود نہ ہو تو وہ پاک اور اس کا پینا حلال ہے.

مسئلہ ۲۰۶ :- جس چیز کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ ناپختہ انگور ہے یا انگور تو اگر آگ پر جوش کھا جائے تو حرام نہیں ہوتا.

۵. انتقال

مسئلہ ۲۰۷ :- اگر انسان یا کسی خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے بدن کا خون ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو خون جہندہ نہیں رکھتا اور اسی کے بدن کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہے اور اسی کو انتقال کہتے ہیں. لہذا وہ خون جو کہ جونک بدن انسان سے چوس لیتی ہے پاک نہیں ہے کیوں کہ اس کے بدن کا خون شمار نہیں ہوتا.

مسئلہ ۲۰۸ :- اگر کوئی اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار ڈالے اور مچھر کا خون نکلے اور معلوم نہ ہو کہ یہ خود مچھر کا خون ہے یا انسان کا ہے جس کو اس نے ابھی تازہ چوسا ہے

شمار ہوتا ہے، لیکن اگر خون چوسنے اور مچھر کو مارنے کے درمیان کم مدت گزری ہو کہ عرفاً کہاجائے کہ یہ انسان کا خون ہے تو وہ خون نجس ہوگا، یا معلوم نہ ہو سکے کہ اسے مچھر کا خون کہتے ہیں یا انسان کا خون تو بھی نجس ہوگا.

٦۔ اسلام لانا

مسئلہ ٢٠٩ :- اگر کافر کلمہ شہادتین، یعنی " اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ " پڑھے تو مسلمان ہوجائے گا اور اس کا بدن، لعاب دہن، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہوجائے گا، لیکن اگر مسلمان ہوتے وقت عین نجاست اس کے بدن کو لگی ہو تو اس عین نجاست کو دور کرکے بدن کو پاک کرے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے عین نجاست دور ہوگئی ہو تو بھی اس کی جگہ کو پاک کرے.

مسئلہ ٢١٠ :- اگر کفر کی حالت میں اس کا تر لباس بدن کو لگ جائے تو مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر بدن پر ہو تو پھر بھی اس لباس سے اجتناب کیا جائے.

مسئلہ ٢١١ :- اگر کافر زبان سے کلمہ پڑھے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے، لیکن اگر معلوم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کرے.

٧۔ تبعیّت

مسئلہ ٢١٢ :- تبعیّت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کے ضمن میں پاک ہوجائے.

مسئلہ ٢١٣ :- اگر شراب سرکہ بن جائے تو جہاں تک شراب یا انگور جوش کھاتے

سرکہ بننے کے بعد وہ ڈھکنا بھی پاک ہوجائے گا، بلکہ اگر جوش کھاتے وقت برتن سے نکل کر اس کی پشت پر لگ جائے تو سرکہ ہونے کے بعد برتن کی پشت پاک ہوگی.

مسئلہ ۷۱۴ :- جس پتھر پر میت کو غسل دیتے ہیں اور جس کپڑے سے میت کی شرمگاہ کو ڈھانپتے ہیں اور میت کو غسل دینے والے کے ہاتھ، اسی طرح کیسر، صابن یہ سب غسل تمام ہونے کے بعد پاک ہوجاتے ہیں.

مسئلہ ۷۱۵ :- اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے دھو رہا ہے تو اس چیز کے پاک ہونے کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہوجائے گا.

مسئلہ ۷۱۶ :- لباس وغیرہ کو اگر قلیل پانی سے پاک کریں اور معمول کے مطابق اتنا نچوڑ دیں کہ غسالہ خارج ہوجائے تو کپڑے میں باقی رہ جانے والا پانی پاک ہے.

مسئلہ ۷۱۷ :- اگر نجس برتن کو قلیل پانی سے دھوئیں تو جس پانی کو پاک کرنے کے لئے برتن پر ڈالا گیا ہے اس کے جدا ہونے کے بعد تو جو قطرے اس میں رہ جاتے ہیں وہ پاک ہیں.

۸۔ عین نجاست کا دور ہونا

مسئلہ ۷۱۸ :- اگر جانور کا بدن عین نجاست سے جیسے خون یا نجس شدہ چیز سے مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہوجائے، اب اگر وہ نجاست دور ہوجائے تو جانور کا بدن پاک ہوجائے گا اور یہی حکم ہے باطن بدن کا، یعنی اگر انسان کے جسم کا اندرونی حصّہ "منہ یا ناک کا اندرونی حصّہ" نجس ہوجائے تو نجاست کے دور ہوتے ہی وہ پاک ہوجاتا ہے، اور اسی طرح اگر مسوڑھے سے خون آجائے اور لعاب دہن میں مل کر ختم ہوجائے.

مسئلہ ۷۱۹ :- اگر منہ یا دانتوں میں غذا باقی رہ جائے اور منہ کے اندر خون آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ غذا میں خون لگا ہے کہ نہیں تو وہ غذا پاک ہے، اور خون غذا کو لگ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے اور مصنوعی دانت کا بھی یہی حکم ہے.

کا ظاہری حصّہ ہے یا باطنی، اگر وہ نجس ہوجائے تو اس کو پاک کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط پاک کرنے میں ہے.

مسئلہ ۲۲۱ :- اگر بدن، لباس، فرش یا اسی طرح کی کسی چیز پر نجس گرد وغبار بیٹھ جائے اور دونوں خشک ہوں تو نجس نہیں ہوں گے، لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک تر ہو تو گرد وغبار کی جگہ کو پاک کرنا چاہیئے.

۹. نجاست کھانیوالے حیوان کا استبراء

مسئلہ ۲۲۲ :- اگر کوئی حیوان انسان کا پاخانہ کھانے کا عادی ہوجائے تو اس کا پیشاب وپاخانہ نجس ہے اور اگر اس کو پاک کرنا چاہیں تو حیوان کو استبراء کرنا چاہیئے، یعنی حیوان کو اتنے دن پاک غذا دی جائے کہ پھر اس پر نجاست خوار صادق نہ آئے، اونٹ کو چالیس دن، گائے کو بیس دن، بھیڑ کو دس دن، مرغابی کو پانچ دن، گھر کی مرغیوں کو تین دن اور دوسری حیوانات کو بھی اسی اعتبار سے پاک غذا دی جائے کہ نجاست کھانا ان پر صادق نہ آئے.

۱۰. مسلمان کا غائب ھونا

مسئلہ ۲۲۳ :- اگر مسلمان کا بدن یا لباس یا ایسی چیز جو اس کے اختیار میں ہو نجس ہوجائے اور وہ بھی سمجھ لے کہ نجس ہوگیا ہے اس کے بعد وہ مسلمان غائب ہوجائے تو اگر انسان کو احتمال ہو کہ اس نے پاک کرلیا ہوگا یا جاری پانی میں پڑنے کی وجہ سے وہ چیز پاک ہوگئی ہو تو اس سے اجتناب ضروری نہیں ہے.

مسئلہ ۲۲۴ :- اگر خود انسان کو یقین ہوجائے کہ نجس چیز پاک ہوگئی ہے یا دو عادل کسی نجس چیز کے پاک ہوجانے کی خبر دیں تو وہ چیز پاک ہے. اسی طرح اگر صاحب ید پاک ہونے کی خبر دے تو اس کو بھی قبول کر لینا چاہیئے یا ... تو معلوم ہو کہ مسلمان نے اس کو

مسئلہ ۲۲۵ :- اگر کوئی شخص انسان کے لباس کو پاک کرنے کے لیے وکیل بن جائے اور لباس بھی اس کے اختیار میں ہو تو اگر کہے میں نے اس کو پاک کیا تو اس کا قول قبول کر لینا چاہیئے اور وہ لباس پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۶ :- اگر کسی شخص کو نجس چیز کے پاک ہونے پر یقین نہیں آتا تو اس کو چاہیئے کہ دوسروں کے طریقہ پر قناعت کر لے اور یقین پیدا کرنا اس کے لئے ضروری نہیں ہے۔

برتنوں کے احکام

مسئلہ ۲۲۷ :- مردار یا نجس العین جیسے کتا، سور کی کھال سے بنایا جانے والا برتن یا مشک کا استعمال کھانے، پینے یا وضو، غسل کرنے میں جائز نہیں ہے، بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جن کاموں میں طہارت شرط نہیں ہے ان کی کھال یا مشک کو استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۲۸ :- سونے، چاندی کے برتن میں کھانا، پینا یا ان کا استعمال کرنا حرام ہے بلکہ ان چیزوں سے کمروں کو سجانا بھی جائز نہیں ہے، لیکن انہیں محفوظ رکھنا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹ :- سونے، چاندی کے برتن بنانا اور ان کی بنانے کی اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰ :- سونے اور چاندی کے برتن کی خرید وفروخت حرام نہیں ہے اور ان برتنوں کو بیچ کر جو پیسہ وصول کیا جاتا ہے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱ :- چائے کی پیالی یا استکان "یعنی شیشے کی پیالی" کی حفاظت کے لئے جو برتن چاندی یا سونے سے بنائے جاتے ہیں اگر استکان کو ان سے نکال لینے کے بعد ان کو برتن کہا جائے تو ان کا استعمال تنہا یا استکان سمیت حرام ہے، اور اگر برتن نہیں کہتے تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۳ :- اگر سونے چاندی کے ساتھ کوئی اور دھات ملا کر کوئی ایسا برتن بنائیں جس کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہا جاسکے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴ :- اگر انسان سونے اور چاندی کے برتن میں پڑی ہوئی غذا کو اس مقصد وغرض سے دوسرے برتن میں ڈال دے کہ سونے اور چاندی کے برتن کو خالی کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے، البتہ اگر دوسرے برتن سے کھانے کی غرض سے سونے اور چاندی کے برتن کو خالی کرے تو یہ حرام ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۵ :- حقہ کے سرپوش، تلوار اور چھری کے نیام اور قرآن مجید کے شیرازہ (ڈبیہ) کو جو سونے چاندی سے بنائے گئے ہیں استعمال کرنا جائز ہے اسی طرح سونے اور چاندی کے عطر دان وغیرہ اور سرمہ دانی کو بھی استعمال کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶ :- مجبوری کی صورت میں سونے، چاندی کے برتن کا استعمال جائز ہے، لیکن وضو اور غسل کے لئے مجبوری کی حالت میں بھی ان کو استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۷ :- اگر یہ شک ہو کہ برتن سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور دھات کا تو اس کا استعمال جائز ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۸ :- وضو میں منہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر کے اگلے حصّے اور پیروں کے اوپر والے حصّہ پر مسح کرنا واجب ہے.

مسئلہ ۲۳۹ :- چہرے کو پیشانی کے اوپر، یعنی جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں، سے تھوڑی کے نیچے تک (لمبائی میں) اور چوڑائی میں بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان جتنا حصّہ آجائے اس کا دھونا ضروری ہے، اس میں سے اگر تھوڑا سا بھی نہ دھویا گیا تو وضو باطل ہے اس لئے یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ پوری مقدار دھولی ہے تھوڑا بتائی ہوئی مقدار سے زیادہ دھولینا چاہئے.

مسئلہ ۲۴۰ :- اگر کسی کا چہرہ یا ہاتھ معمول سے بڑا یا چھوٹا ہو تو اس کو عام لوگ کی طرف دیکھنا چاہئے، جتنا عام طور سے لوگ اپنے چہرے کو دھوتے ہیں اس کو بھی اتنا ہی دھونا ہوگا، اسی طرح جس کے بال اگنے کی جگہ بہت اوپر یا بہت نیچے ہو تو وہ بھی عام لوگوں کی طرح اپنے چہرے کو دھونا ہوگا، لیکن اگر اس کا ہاتھ اور چہرے دونوں معمول کے خلاف ہو البتہ ایک دوسرے سے مناسبت ان میں موجود ہو تو پھر عام لوگوں کی حالت کو دیکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کو پہلے مسئلہ میں بیان شدہ دستور کے مطابق وضو کرے.

مسئلہ ۲۴۱ :- اگر احتمال ہو کہ میل کچیل اس کے ابرو اور آنکھوں اور ہونٹوں کے

ہو تو وضو کرنے سے پہلے دیکھ بھال کرے اگر موجود ہو اسے دور کر دے.

مسئلہ ۲۲۲ :- جن لوگوں کے ڈاڑھی ہے اگر بالوں کے درمیان سے کھال دکھائی دیتی ہے تو کھال تک پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر ڈاڑھی گھنی ہے کھال دکھائی نہیں دیتی تو بالوں کا دھونا کافی ہے، جلد تک پہنچانا ضروری نہیں ہے.

مسئلہ ۲۲۳ :- اگر شک ہو کہ جلد بالوں کے اوپر سے دکھائی دیتی ہے کہ نہیں تو احتیاط واجب ہے کہ بال و کھال دونوں کو دھوئے.

مسئلہ ۲۲۴ :- ناک کے اندرونی حصّے اور آنکھوں اور ہونٹوں کے بند کر لینے کے بعد جو حصّہ دکھائی نہیں دیتا اس کا دھونا واجب نہیں ہے، لیکن یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ جن چیزوں کا دھونا ضروری تھا وہ دھوئی جا چکی ہیں واجب ہے کہ ان میں سے بھی کچھ مقدار دھوئے.

مسئلہ ۲۲۵ :- چہرے کو احتیاط واجب کی بنا پر اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہئے اور اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھویا گیا تو وضو باطل ہے، اور ہاتھوں کو کہنیوں سے انگلیوں کی طرف دھونا ضروری ہے.

مسئلہ ۲۲۶ :- اگر ہاتھ کو تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیرے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اس کو دھونا کہا جا سکے تو کافی ہے.

مسئلہ ۲۲۷ :- چہرے کو دھونے کے بعد داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک دھونا چاہئے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو بھی اسی طرح دھونا چاہئے.

مسئلہ ۲۲۸ :- یہ یقین کر لینے کے لئے کہ کہنی پوری دھوئی گئی ہے کچھ اوپر سے دھوئے.

مسئلہ ۲۲۹ :- عموماً چہرے کو دھونے سے پہلے ہاتھوں کو کلائی تک دھوتے ہیں لیکن یہ وضو کے لئے کافی نہیں، چہرے کو دھونے کے بعد جس وقت داہنے اور بائیں ہاتھ کو

مسئلہ ۲۵۰ :- وضو کے لئے چہرے اور ہاتھوں کو پہلی مرتبہ دھونا واجب ہے اور دوسری مرتبہ جائز ہے لیکن تیسری مرتبہ یا اس سے زیادہ حرام ہے، پہلی مرتبہ سے مراد یہ ہے کہ پورے عضو کو دھوئے خواہ ایک چلو سے یا کئی چلو سے جب پورا دھولے گا تو ایک مرتبہ شمار ہوگا خواہ ایک مرتبہ کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۲۵۱ :- ہاتھوں کو دھونے کے بعد وضو کے پانی کی تری جو ہاتھ میں رہ گئی ہے اسی سے سر کے اگلے حصّہ کا مسح کرنا چاہئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ مسح داہنے ہاتھ سے ہو یا اوپر سے نیچے کی طرف ہاتھ کھینچے۔

مسئلہ ۲۵۲ :- مسح کی جگہ پیشانی کے مدّ مقابل سر کا اگلا چوتھائی حصّہ ہے اور اس حصّہ کی جس جگہ پر اور جتنا مسح ہوجائے کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں ایک انگلی کے برابر اور چوڑائی میں تین انگلیوں کے برابر مسح کرے۔

مسئلہ ۲۵۳ :- سر کا مسح بالوں پر یا جلد پر کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر کسی کے سر کے بال اتنے لمبے ہوں کہ کنگھا کرنے سے چہرے پر آجاتے ہوں یا سر کے دوسرے حصّہ تک پہنچ جاتے ہوں تو بالوں کی جڑوں پر مسح کرے یا وضو سے پہلے سر میں مانگ نکال لے تاکہ ہاتھ دھونے کے بعد سر کی کھال پر آسانی سے مسح کر سکے اور اگر ان بالوں کو جو چہرے تک یا دوسری جگہ تک پہنچ جاتے ہیں سر کے اگلے حصّہ میں اکٹھا کرے اور ان پر مسح کرے یا ان بالوں پر مسح کرے جو سر کے دوسرے حصّے کے ہیں اور اگلے حصّے پر آپہنچے ہیں تو مسح باطل ہے۔

مسئلہ ۲۵۴ :- سر کے مسح کے بعد اسی ہاتھ کی باقی ماندہ تری سے پیروں کی انگلیوں کے سرے سے پیر کی پشت کے ابھار تک پیروں کا مسح کرے۔

مسئلہ ۲۵۵ :- پاؤں کے مسح کی چوڑائی جتنی مقدار بھی ہو کافی ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی پوری ہتھیلی سے پاؤں کے اوپر والی سطح کا مسح کیا جائے۔

رکھے اور پاؤں پر تدریجاً مسح کرے اور اگر پورے ہاتھ کو پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے تو صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۷ :- سر اور پیروں کے مسح کے لئے ہاتھ کو ان کے اوپر کھینچے اور اگر ہاتھ کو روک سر یا پیر کو حرکت دے تو وضو باطل ہے، لیکن اگر معمولی سا سر یا پیر ہل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸ :- مسح کی جگہ کو خشک ہونا چاہئے، اور اگر اتنا تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے۔ ہاں اگر تری اتنی کم ہے کہ مسح کے بعد جو تری اس میں نظر آئے عرفاً کہا جائے کہ یہ ہتھیلی کی تری ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۵۹ :- اگر ہاتھ کی تری ختم ہو جائے تو وضو کے دیگر اعضاء سے تری لے سکتا ہے اور اس سے مسح کر سکتا ہے لیکن وضو کے علاوہ دوسرے پانی سے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰ :- اگر صرف سر کے مسح کے لئے تری ہو تو سر کا مسح اسی تری سے کرے اور پیروں کے مسح کے لئے دوسرے اعضاء سے تری لے لے۔

مسئلہ ۲۶۱ :- جراب اور جوتے کے اوپر مسح کرنا باطل ہے۔ ہاں اگر شدید سردی یا چور یا درندوں وغیرہ کے خوف سے موزہ یا جوتا نہ اتار سکے تو اسی کے اوپر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر جوتے کا اوپری حصّہ نجس ہے تو کوئی پاک چیز اس پر رکھ کر مسح کرے۔

مسئلہ ۲۶۲ :- اگر پیر کی پشت نجس ہو اور پاک کرنا ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا چاہئے۔

وضو ارتماسی

مسئلہ ۲۶۳ :- وضوء ارتماسی یہ ہے کہ انسان چہرہ اور ہاتھوں کو وضو کی نیّت سے دھونے کے لئے اوپر سے نیچے پانی میں ڈبوئے یا ان کو پانی میں ڈبو لینے کے بعد وضو کی نیّت سے باہر نکالے اور اگر پانی کے اندر ڈبوتے وقت اس نے وضو کی نیّت کی تھی اور ان کو

اس کا وضو صحیح ہے.

مسئلہ ۲۲۴ :- وضوئے ارتماسی میں ضروری ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف دھوئے جائیں یعنی جس وقت چہرہ یا ہاتھ کو پانی میں ڈبوئے اور وضو کی نیت کرے تو چہرے کو پیشانی کی طرف سے اور ہاتھوں کو کھنی کی طرف سے پانی میں ڈبوئے اور اگر ان چیزوں کو پانی سے نکالتے وقت وضو کی نیت کرے تو چہرے کو پیشانی کی طرف سے اور ہاتھ کو کھنی کی طرف سے باہر نکالے.

مسئلہ ۲۲۵ :- اگر بعض اعضاء کا وضو ارتماسی ہو اور بعض کا ارتماسی نہ ہو تو جائز ہے اور کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۲۲۶ :- وضو کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جب پانی پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے:

" بسم اللہ و باللہ و الحمدللہ الذی جعل الماء طھوراً و لم یجعلہ نجسا "

اور جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

" اللھم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطھرین "

اور کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

" اللھم لقنی حجتی یوم القاک و اطلق لسانی بذکرک "

اور ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

" اللھم لاتحرم علیّ ریح الجنۃ واجعلنی ممن یشم ریحھا و روحھا وطیبھا "

اور چہرہ دھوتے وقت یہ کہے:

" اللھم بیض وجھی یوم تسودّ فیہ الوجوہ ولا تسودّ وجھی یوم تبیض فیہ الوجوہ "

اور داہنے ہاتھ کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

" اللھم اعطنی کتابی بیمینی والخلد فی الجنان بیساری وحاسبنی حساباً یسیراً "

اور بائیں ہاتھ کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

" اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری ولا تجعلھا مغلولۃ الی عنقی واعوذ بک من مقطعات النیران "

اور جب سر کا مسح کرے تو یہ پڑھے۔

" اللھم غشّنی برحمتک وبرکاتک وعفوک "

اور جب پیروں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

" اللھم ثبّت قدمی علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام واجعل سعی فی ما یرضیک عنّی یا ذا الجلال والاکرام "

وضو کے شرائط

وضو کے صحیح ہونے میں تیرہ چیزیں شرط ہیں:

۱۔ وضو کا پانی پاک ہو۔ ۲۔ مطلق ہو۔

مسئلہ ۲۲۷ :- مضاف اور نجس پانی سے وضو باطل ہے چاہے نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو اور اگر اس وضو سے نماز پڑھ لی ہے تو اس نماز کو دو بارہ صحیح وضو کے ساتھ اعادہ کرے۔

مسئلہ ۲۲۸ :- اگر مٹیالے مضاف پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ ہو تو اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو تیمم کرے اور اگر وقت وسیع ہو تو اتنا صبر کرے کہ پانی صاف ہو جائے۔

۳۔ وضو کا [illegible]

کہ اس کا مالک راضی ہے کہ نہیں حرام اور باطل ہے، لیکن اگر پہلے راضی تھا اب معلوم نہیں کہ رضامندی واپس لے چکا ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے، اور اسی طرح اگر وضو کا پانی غصبی جگہ پر گر جائے تو اس کا وضو صحیح ہے.

مسئلہ ۲۷۰:- علوم دینی کے مدارس کے پانی سے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سب کے لئے وقف ہے یا صرف اسی مدرسے کے طلاب کے لئے، تو اگر عام طور سے لوگ وضو کرتے ہوں جس سے یہ اندازہ ہو کہ یہ عام لوگوں کے لئے وقف ہے تب کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۱:- اگر کوئی کسی مسجد میں نماز نہیں پڑھنا چاہتا (صرف وضو کرنا چاہتا ہے) تو اگر اس کو معلوم نہیں کہ یہ عام لوگوں کے لئے وقف ہے یا خصوصی (یعنی صرف انہیں لوگوں کے لئے وقف ہے جو وہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں) تو اگر عام لوگ وضو کرتے ہوں جس سے یہ اندازہ ہو کہ یہ عام لوگوں کے لئے وقف ہے تو وہاں وضو کر سکتا ہے.

مسئلہ ۲۷۲:- ہوٹلوں اور مسافر خانوں وغیرہ کے حوض میں وضو کرنا جو اس میں نہ ٹھہرتے ہوں ایسی صورت میں صحیح ہے کہ جب عام طور پر ان میں سے لوگ بھی وضو کرتے رہتے ہوں جس سے اندازہ ہو جائے کہ ہر ایک کو وضو کرنے کی اجازت ہے.

مسئلہ ۲۷۳:- بڑی نہروں سے وضو کرنا جائز ہے چاہے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اس کا مالک راضی ہے لیکن اگر ان کا مالک وضو کرنے سے صراحتاً منع کرے تو احتیاط واجب ہے کہ وضو نہ کرے.

مسئلہ ۲۷۴:- اگر بھولے سے غصبی پانی سے وضو کر لیا ہو تو وضو صحیح ہے.

۴۔ وضو کے پانی کا برتن مباح ہو.

۵۔ وضو کے پانی کا برتن سونے چاندی کا نہ ہو.

مسئلہ ۲۷۵:- اگر وضو کا پانی غصبی برتن میں ہے اور اس کے علاوہ دوسرا پانی نہیں

سے وضو ارتماسی کرے یا ان برتنوں سے منہ اور ہاتھوں پر پانی ڈالے تو اس کا وضو باطل ہے اور اگر چلو یا کسی دوسری چیز سے پانی لے کر منہ اور ہاتھوں پر ڈالے تو اس کا وضو صحیح ہے، اگرچہ غصبی برتن میں تصرف کرنے کی وجہ سے اس نے گناہ کیا ہے، اور سونے چاندی کے برتن میں سے پانی لینا اور وضو کرنا احتیاط واجب کی بنا پر غصبی برتن کی طرح ہے .

مسئلہ ۲۷۶ :- جس حوض کی ایک انیٹ یا ایک پتھر غصبی ہو تو اس سے وضو کرنا صحیح ہے .

مسئلہ ۲۷۷ :- اگر کسی امامؑ یا امام زادہ کے صحن میں جو پہلے قبرستان زمین کو خاص طور سے قبرستان کے لئے وقف کیا تھا تو اس حوض یا نہر سے وضو کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے .

۴۔ وضو کے اعضاء دھوتے وقت یا مسح کرتے وقت پاک ہوں .

مسئلہ ۲۷۸ :- اگر ایک عضو کا وضو یا مسح ختم ہوجائے اور وہ وضو مکمل ہونے سے پہلے نجس ہوجائے تو وضو صحیح ہے .

مسئلہ ۲۷۹ :- اگر اعضائے وضو کے علاوہ جسم کا کوئی حصّہ نجس ہو تو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن پیشاب و پاخانہ کے مقام کے لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے اس کو پاک کرے پھر وضو کرے .

مسئلہ ۲۸۰ :- اگر اعضاء وضو میں کوئی ایک نجس ہو اور وضو کے بعد شک کرے کہ وضو سے پہلے اس نجس عضو کو پاک کیا تھا یا نہیں، چنانچہ اگر وضو کرتے وقت اس عضو کے پاک اور نجس ہونے کی طرف ملتفت نہ تھا تو وضو باطل ہے اور اگر اسے علم ہو کہ وہ ملتفت تھا یا شک کرے کہ ملتفت تھا یا نہیں تو پھر وضو صحیح ہے، اور ہر صورت میں اس نجس عضو کو پاک کرنا ضروری ہے .

مسئلہ ۲۸۱ :- اگر چہرے یا ہاتھوں کی کوئی جگہ کٹ گئی ہو اور اس کا خون بند نہ ہو

نل کے نیچے کر دیں اور اس کو تھوڑا سا دبائیں تاکہ خون بند ہو جائے. اسی کے بعد اسی حکم کے مطابق جو پہلے بیان کیا گیا وضوئے ارتماسی کرے.

۷۔ وضو اور نماز کے لئے وقت کافی ہوں.

مسئلہ ۲۸۲ :- اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وضو کرتا ہے تو نماز کے تمام واجبات یا کچھ واجبات وقت کے بعد ہوں گے تو پھر تیمم کرنا چاہئے، لیکن اگر تیمم اور وضو کے لئے وقت برابر ہو تو پھر وضو کرے.

مسئلہ ۲۸۳ :- جس کو تنگی وقت کی وجہ سے نماز تیمم سے پڑھنی چاہئے تھی اگر وہ وضوء سے پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے خواہ اسی نماز کے لئے وضو کرے یا کسی اور کام کو انجام دینے کے لئے وضو کرے.

۸۔ قربت کی نیت سے وضو کرے، یعنی صرف خدا کے لئے اس کام کو بجا لائے، چنانچہ ریا کاری، خود نمائی یا ٹھنڈک وغیرہ کی نیت سے کرے تو باطل ہے.

مسئلہ ۲۸۴ :- نیت کا زبان سے کہنا ضروری نہیں اور نہ دل میں کرنا ضروری ہے بس اتنا کافی ہے کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیا کر رہے ہو تو وہ کہہ دے وضو کر رہا ہوں.

۹۔ وضو میں ترتیب کا لحاظ رکھے، یعنی پہلے چہرہ اس کے بعد داہنا ہاتھ، اس کے بعد بایاں ہاتھ اس کے بعد سر کا مسح اس کے بعد پاؤں کا مسح کرے، اور احتیاط واجب کی بنا پر داہنے پیر کو بائیں پیر سے پہلے مسح کرے، اور اگر وضو اس ترتیب سے نہ کرے تو وضو باطل ہوگا.

۱۰۔ وضو کے تمام افعال کو یکے بعد دیگرے بجالائے.

مسئلہ ۲۸۵ :- اگر وضو کے افعال میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اس وقت جس عضو کو دھو رہا ہے یا مسح کر رہا ہے، اس سے پہلے کہ تمام اعضاء جن پر مسح کیا ہے یا دھویا ہے خشک ہو چکے ہوں تو وضو باطل ہو جائے گا اور اگر فقط ایک عضو کی تری خشک ہو گئی ہو

ہے کہ نئے سرے سے وضو کرے۔

مسئلہ ۲۸۶:- اگر افعال وضو کو پے در پے بجالائے لیکن ہوا کی گرمی یا جسمانی حرارت وغیرہ کی وجہ سے اعضاء کی رطوبت خشک ہوجائے تو وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۸۷:- وضو کرتے ہوئے راستے چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے اگر چہرہ اور ہاتھوں کو دھو کر چند قدم چلنے کے بعد سر و پیر کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۱۱۔ مباشرت (یعنی انسان اپنے چہرے اور ہاتھوں کو خود دھوئے اور سر و پیروں کا مسح کرے) اور اگر دوسرا وضو کرائے یا مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

مسئلہ ۲۸۸:- جو شخص خود وضو کرنے پر قادر نہ ہو اس کو چاہیئے کہ دوسرے کی مدد سے وضو کرے اور دوسرا شخص اگر اس کی اجرت مانگے اور یہ دے سکتا ہو تو دینا چاہیئے اور نیّت وضو خود اسی شخص اور نائب دونوں کو کرنی چاہیئے، اور اس کو اپنے ہاتھ سے مسح کرنا چاہیئے اور اگر وہ نہیں کر سکتا تو دوسرا اس کے ہاتھ کو پکڑ کر مسح کی جگہ پر پھرائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس کے ہاتھ سے تری لے کر اس کے سر اور پیروں کا مسح کرانا چاہیئے لیکن اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمم بھی کرے۔

مسئلہ ۲۸۹:- جو افعال وضو انسان خود بجا لا سکتا ہو اس میں کسی دوسرے سے مدد نہیں لینی چاہیئے۔

۱۲۔ پانی کا استعمال باعث نقصان نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۰:- اگر نقصان کا خوف ہو یا یہ خطرہ ہو کہ اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا تو اسے وضو نہیں کرنا چاہیئے، لیکن اگر وہ نہیں جانتا کہ پانی اس کے لئے نقصان دہ ہے اور وضو کرلیتا ہے اور اسے بعد میں معلوم ہو کہ اس کے لئے پانی کا استعمال ضرر رسان تھا تو اس کا وضو صحیح ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس وضو سے نماز نہ پڑھے اور تیمم کرے اور اگر اس نے اسی وضو سے نماز پڑھ لی تو احتیاط مستحب ہے کہ دو بارہ نماز

مسئلہ ۲۹۱ :- اگر پانی کی کم مقدار اس کے لئے باعث نقصان نہ ہو تو اسی مقدار سے وضو کرنا چاہیئے۔

۱۳۔ پانی کے پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۲ :- اگر معلوم ہو کہ کوئی چیز اعضاء وضو سے چپکی ہوئی ہے لیکن شک ہو کہ پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہے کہ نہیں تو اس کو دور کر دینا چاہیئے یا پانی کو اس کے نیچے تک پہنچایا جائے۔

مسئلہ ۲۹۳ :- اگر ناخن کے نیچے تھوڑا سا میل جمع ہو جائے تو وضو میں اشکال نہیں ہے، لیکن اگر ناخن اتار لے پھر اس میل کو وضو کرنے کے لئے دور کرنا پڑے گا اور نیز اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑے ہوں اور میل کچیل اس ناخن کے نیچے ظاہری حصہ شمار ہوتی ہو تو جو معمول سے زیادہ ہے اسے دور کیا جائے۔

مسئلہ ۲۹۴ :- اگر جلنے یا کسی اور وجہ سے اعضائے وضو پر آبلے پڑ جائیں تو ان کا دھونا اور ان کے اوپر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر ان میں سوراخ ہو جائے تو ان کے نیچے پانی کا پہنچانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر اس کے ایک طرف کی کھال جدا ہو جائے تو دوسری طرف کے نیچے پانی کا پہنچانا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر کھال اس طرح اکھڑ جائے جو کبھی اکھڑ کر بدن سے چپک جاتی ہے اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہے تو اس کے نیچے پانی کا پہنچانا ضروری ہے یا اسے کاٹ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۹۵ :- اگر انسان کو یہ احتمال ہو کہ اعضائے وضو پر کوئی مانع موجود ہے تو اگر اس کا یہ احتمال عقلی ہو تو اس کی تحقیق کرنی چاہیئے، مثلاً گل کاری یا رنگ کاری کے بعد شک ہو کہ کچھ گل یا رنگ اس کے ہاتھ پر لگا رہ گیا ہے، تو تحقیق کرے یا ہاتھ کو اتنا رگڑے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اگر کچھ لگا تھا تو وہ دور ہو گیا ہے یا اس کے نیچے پانی پہنچ گیا ہے۔

میل پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع نہیں تو اس کا کوئی حرج نہیں اور یہی حکم ہے اگر چونا وغیرہ کرنے کے بعد کوئی سفید چیز بدن پر لگی ہے جو جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں ہے ہاں اگر یہ شک کرے کہ اس کے ہوتے ہوئے پانی اس کے نیچے جلد تک پہنچ رہا ہے یا نہیں تو اس کو دور کرے۔

مسئلہ ۲۹۷:- اگر وضو کرنے سے پہلے اسے معلوم ہو کہ بعض اعضاء وضو پر رکاوٹ موجود ہے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے لیکن وضو کر لینے کے بعد شک ہوا کہ وضو کرتے وقت پانی جلد تک پہنچ گیا ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۸:- اگر وضو کے بعض اعضاء پر کوئی چیز موجود ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے کبھی پانی اس کے نیچے پہنچ جاتا ہے اور کبھی نہیں پہنچتا اب اگر وضو کر لینے کے بعد شک ہوجائے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا تھا یا نہیں تو اگر جانتا ہے کہ میں وضو کرتے وقت اس کے نیچے پانی کے پہنچنے کی طرف ملتفت نہیں تھا تو دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۹:- اگر وضو کے بعد اپنے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھے اور معلوم نہ ہو کہ وضو کرتے وقت یہ چیز تھی کہ نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر اسے علم ہے کہ وضو کرتے وقت وہ اس مانع کی طرف ملتفت نہیں تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۳۰۰:- اگر وضو کے بعد شک ہو کہ اعضاء وضو پر کوئی ایسی رکاوٹ موجود تھی جو پانی کے جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے یا موجود نہیں تھی تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

مسئلہ ۳۰۱ :- جو شخص امور وضو یا شرائط وضو، مثلاً پانی کے پاک ہونے یا اعضائے وضو پر مانع کے موجود ہونے کے بارے میں زیادہ شک کرے تو اس کو اپنے شک کی پرواہ نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۰۲ :- اگر انسان با وضو ہو اور شک کرے کہ وضو باطل ہوا کہ نہیں تو وہ اس پر بناء رکھے کہ وضو باقی ہے، لیکن اگر پیشاب کے بعد استبراء کے بغیر وضو کیا ہو اور اس کے بعد تری خارج ہو جائے اور یہ نہیں جانتا ہو کہ یہ تری پیشاب کی ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہے۔

مسئلہ ۳۰۳ :- اگر کوئی شک کرے کہ میں نے وضو کیا ہے یا نہیں تو اسے وضو کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۰۴ :- جسے معلوم ہے کہ میں نے وضو کیا تھا اور ایک حدث بھی سرزد ہوا تھا مثلاً پیشاب کیا تھا، لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے پہلے کونسا کام کیا ہے تو اگر یہ صورت نماز سے پہلے در پیش ہو تو وضو کرے اور اگر حالت نماز میں پیش آئے تو نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے وضو کرے اور پڑھی ہوئی نماز کو دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۵ :- اگر نماز کے بعد شک ہو کہ وضو کیا تھا کہ نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۰۶ :- اگر نماز پڑھنے کے دوران شک ہو جائے کہ وضو کیا تھا کہ نہیں تو نماز باطل ہے اس کو چاہیئے کہ وضو کرے اور نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۷ :- اگر نماز پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس کا وضو نماز سے پہلے باطل

مسئلہ ۳۰۸ :۔ اگر انسان کو ایسا مرض لاحق ہو جائے جس میں قطرہ قطرہ پیشاب آتا ہو یا پاخانہ کو روک نہ سکتا ہو تو اگر اس کو معلوم ہو کہ اول وقت سے آخر وقت نماز تک وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی مہلت مل جائے گی تو نماز کو اسی مہلت کے وقفہ میں ادا کرے اور صرف واجبات نماز پر اکتفا کرنا چاہیۓ اور اگر اتنا موقع نہ ہو تو اذان واقامت وقنوت کو چھوڑ دے۔

مسئلہ ۳۰۹ :۔ اگر وضو ونماز کا وقت نہیں ملتا لیکن نماز میں صرف چند مرتبہ پیشاب آتا ہے اور اس طرح ہو کہ اگر ہر مرتبہ وضو کرنا چاہے تو اس کے لۓ مشکل نہ ہو تو اس صورت میں بنابر احتیاط واجب ایک پانی کا برتن اپنے پہلو میں رکھے اور جب پیشاب سرزد ہو وضو کرے اور بقیہ نماز کو پڑھے ، اور اسی طرح اگر ایسی بیماری رکھتا ہو کہ اثنائے نماز میں چند بار پاخانہ اس سے خارج ہو اور بار بار وضو کرنا بھی اس کے لۓ مشکل نہیں تو وہ پانی کا برتن اپنے قریب رکھ لے اور جب بھی پاخانہ خارج ہو وضو کر کے بقیہ نماز کو پڑھے۔

مسئلہ ۳۱۰ :۔ اگر کسی کو پے در پے پاخانہ آتا ہے تو اگر وہ نماز کا کچھ حصّہ وضو سے ادا کر سکتا ہے تو پاخانہ کے بعد ہر دفعہ وضو کرتا رہے یہاں تک کہ اس کے لۓ وضو کرنا مشکل ہو جائے۔

مسئلہ ۳۱۱ :۔ جس شخص کا پیشاب بار بار نکلتا ہے تو اگر وہ نمازوں کے درمیان ایک قطرہ پیشاب بھی اس سے خارج نہ ہو تو وہ ایک ہی وضو سے دونوں نمازوں کو پڑھ سکتا ہے اور اثنائے نماز میں خارج ہونے والے قطرات سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۱۲ :۔ جسے بار بار پیشاب یا پاخانہ خارج ہوتا رہتا ہے اگر وہ نماز کا کوئی حصّہ بھی وضو کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو وہ چند نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھ سکتا ہے مگر اختیاری حالت میں پیشاب یا پاخانہ کرے یا کوئی ایسی چیز اس سے سرزد ہو جو وضو کو باطل کر دیتی ہے تو پھر نہیں پڑھ سکتا ہے۔

لوگوں کے وظیفہ پر عمل کرے جو پاخانہ روکنے پر قادر نہیں ہیں۔

مسئلہ ۳۱۴:- جس کا پاخانہ پے در پے نکلتا ہو اس کو وضو کے بعد فوراً نماز شروع کر دینی چاہیئے اور نماز احتیاط، سجدہ اور بھولے ہوئے تشہد کو بجالانے کے لئے دوسرے وضو کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ نماز اور ان چیزوں کے درمیان فاصلہ نہ کرے۔

مسئلہ ۳۱۵:- جس شخص کو پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہیں تو اس کو چاہیئے کہ نماز کے لئے (کسی تھیلی کے ذریعے کے جس میں روئی وغیرہ رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگھوں تک جانے سے روکے) اپنے کو نجاست سے بچائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کہ ہر نماز سے پہلے مقام پیشاب کو جو کہ نجس ہے دھو لیا جائے، اور اسی طرح وہ شخص جسے بار بار پاخانہ آتا ہے اگر اس کے لئے ممکن ہو تو نماز پڑھنے کی مقدار پاخانے کو دوسری جگھوں تک لگنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مشقت نہ ہو تو ہر نماز کے لئے مقام پاخانہ کو پاک کرے۔

مسئلہ ۳۱۶:- جو شخص بار بار پیشاب و پاخانہ سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اگر اس کے لئے ممکن ہو تو بمقدار نماز پیشاب و پاخانہ کو روکے اگرچہ اس پر کچھ حرج بھی ہوتا ہو بلکہ اگر اس بیماری کا علاج آسانی سے ہو سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ علاج کرائے۔

مسئلہ ۳۱۷:- جو لوگ اس بیماری میں مبتلا ہیں صحت یاب ہونے کے بعد اوپر درج شدہ قاعدے کے مطابق بیماری میں پڑھی ہوئی نمازوں کی قضا ان کے لئے ضروری نہیں ہے، البتہ اگر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اچھے ہو جائیں تو جس نماز کا وقت باقی ہے اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔

جن چیزوں کیلئے وضو کرنا چاھئے

مسئلہ ۳۱۸:- چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا واجب ہے:

۲۔ بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کے لئے اگر اس سے نماز کے درمیان کوئی حدث، مثلاً پیشاب سرزد ہو جائے۔

۳۔ واجب طواف کے لئے۔

۴۔ اگر نذر یا عہد ے یا قسم کھائے کہ وضو کروں گا اور با طہارت رہوں گا۔

۵۔ جب نذر کرے کہ اپنے بدن کے کسی حصّہ کو قرآن سے مس کروں گا۔

۶۔ نجس شدہ قرآن کو پاک کرنے کے لئے یا نجاست کی جگہ سے اس کو نکالنے کے لئے مجبور ہو کہ ہاتھ یا بدن کا کوئی حصّہ قرآن سے مس کرے، لیکن اگر وضو کی مقدار تک قرآن کے نجس رہنے میں بے حرمتی ہو تو وضو کئے بغیر قرآن کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لینا چاہیئے یا اگر نجس تھا تو اسے پاک کرلیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو قرآن کے حروف کو ہاتھ لگانے سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۳۱۹ :- بغیر وضو کے قرآن کی تحریر کا چھونا حرام ہے، لیکن دوسری زبانوں میں جو ترجمے ہوئے ہیں ان کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۰ :- اگر بچہ یا دیوانہ بغیر وضو قرآن کی تحریر کو چھوئے تو اس کو روکنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ان سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جو قرآن کی بے احترامی کا سبب ہو تو روکنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۲۱ :- جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ نام خدا کو جس لغت میں بھی لکھا ہوا ہو، مس نہ کرے۔

مسئلہ ۳۲۲ :- اگر وقت نماز کے داخل ہونے سے پہلے با طہارت رہنے کی نیّت سے وضو یا غسل کرلیا جائے تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۲۳ :- اگر وقت کے داخل ہونے کا یقین کرنے کے بعد واجب وضو کرے اور بعد میں پتہ چلے کہ وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

جانے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور قرآن مجید کو اپنے پاس رکھنے، لکھنے اور پڑھنے اور حاشیہ قرآن کو مس کرنے اور سونے کے لئے بھی وضو کرنا مستحب ہے اور جو باوضو ہو اس کے لئے دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے اور اگر مذکورہ کاموں کے لئے وضو کیا ہے تو ہر وہ کام جسے باوضو بجالانا ضروری ہے وہ اس وضوء سے کیا جاسکتا ہے، مثلاً اس وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

وہ چیزیں جن سے وضو باطل ہو جاتا ھے

مسئلہ ۳۷۵ :- سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہے:

۱۔ پیشاب کا نکلنا۔ ۲۔ پاخانہ کا نکلنا۔

۳۔ وہ ریح جو پاخانہ کے مقام سے خارج ہوتی ہے۔

۴۔ وہ نیند کہ جس کے ذریعے نہ آنکھ دیکھ سکے نہ کان سن سکے، اور اگر آنکھ تو نہیں دیکھ سکتی لیکن کان سنتے ہیں تو وضو باطل نہیں ہوگا۔

۵۔ وہ تمام چیزیں جو عقل کو زائل کر دیتی ہیں، جیسے مستی، بے ہوشی، دیوانگی۔

۶۔ استحاضہ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

۷۔ جس کام کے لئے غسل کی ضرورت پڑے، جیسے جنابت۔

وضو جبیرہ کے احکام

جس چیز سے زخم یا ٹوٹے ہوئے عضو کو باندھتے ہیں اور اس کے اوپر دوا رکھتے ہیں اس کو جبیرہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۷۶ :- اگر اعضائے وضو میں سے کسی عضو پر زخم، پھوڑا ہو یا وہ عضو ٹوٹ گیا ہو اور اس کا اوپری حصّہ کھلا ہو اور خون نہ ہو اور پانی بھی مضر نہ ہو تو حسب معمول

مسئلہ ۳۲۷ :- اگر زخم، پھوڑا یا شکستگی چہرے یا ہاتھوں پر ہو اور اس کا اوپری حصہ کھلا ہو لیکن پانی ڈالنا اس کے لئے مضر ہو تو اس کے اطراف کا دھو لینا کافی ہے، البتہ اگر گیلے ہاتھ کا پھیرنا مضر نہ ہو تو اپنا گیلا ہاتھ اس پر پھیرے اور اگر مضر ہو تو ایک پاک کپڑا رکھ کر اس پر گیلے ہاتھ پھیرے اور اگر یہ بھی مضر ہو یا زخم نجس ہو اور اسے پاک بھی نہ کیا جا سکتا ہو تو اس کے اطراف کو جیسا کہ وضو میں بیان کیا گیا ہے اوپر سے نیچے دھویا جائے اور احتیاط واجب ہے کہ آخری صورت میں جس بیماری کا ذکر کیا گیا ہے اس میں تیمم بھی کرے۔

مسئلہ ۳۲۸ :- اگر زخم، پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی مسح کی جگہ پر ہو اور اس پر مسح نہ کر سکتا ہو تو اس پر ایک پاک کپڑا رکھ کر کپڑے کے اوپر وضو کے پانی کی تری سے مسح کرے، اور اگر کپڑا رکھنا ممکن نہ ہو تو بغیر مسح کے وضو کرے اور تیمم بھی کرے۔

مسئلہ ۳۲۹ :- اگر زخم، پھوڑے یا ٹوٹی ہوئی ہڈی پر کپڑا، چونا یا اسی قسم کی کوئی چیز بندھی ہے اور اس کا کھولنا زیادہ نقصان اور تکلیف کا باعث بھی نہیں ہے اور پانی بھی نقصان دہ نہیں ہے تو اس کو کھول کر وضو کرے، چاہے وہ زخم وغیرہ چہرہ اور ہاتھ پر ہوں یا سر کے اگلے حصے اور پاؤں پر۔

مسئلہ ۳۳۰ :- اگر زخم، پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی چہرہ یا ہاتھوں پر ہو اور اس کو کھولا جا سکے تو اگرچہ اس پر پانی ڈالنا مضر ہو لیکن تر ہاتھ کا پھیرنا ضرر نہ رکھتا ہو تو تر ہاتھ اس کے اوپر پھیرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۳۱ :- اگر زخم کا کھولنا ممکن نہ ہو لیکن زخم اور جو چیز زخم کے اوپر رکھی ہوئی ہے وہ پاک ہے اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہے اور ضرر بھی نہیں رکھتا تو ایسی صورت میں زخم کے اوپر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر زخم یا اس کے اوپر والی چیز نجس ہو چنانچہ اسے دھونا اور پانی کا زخم تک پہنچانا بغیر زحمت اٹھائے ممکن ہے تو پانی سے اس کو دھویا

زخم تک پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھونا بھی ممکن نہ ہو تو زخم کے کناروں کو وضو میں بیان کردہ صورت کے مطابق دھویا جائے اور اگر یہ "یعنی زخم کے اوپر والی چیز" پاک ہے تو اس کے اوپر مسح کیا جائے اور اگر چہرہ نجس ہے یا اس کے اوپر تر ہاتھ نہیں پھیرا جا سکتا، مثلاً اس پر ایسی دوائی لگی ہے جو ہاتھ سے چمٹ جاتی ہے تو کوئی پاک کپڑا اس کے اوپر اس طرح رکھا جائے کہ وہ جبیرہ کا حصّہ شمار ہو اور تر ہاتھ اس پر پھیر لیا جائے اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وضو کرے اور تیمم بھی بجالائے۔

مسئلہ ۳۳۲:- اگر پورے چہرہ یا ایک ہاتھ پر جبیرہ بندھا ہو تو جبیرہ والے احکام اس پر جاری ہوں گے اور وضو جبیرہ کرنا کافی ہوگا، لیکن اگر وضو کے اکثر و بیشتر اعضاء کو گھیرے ہوئے ہو تو پھر احکام جبیرہ جاری نہیں ہوں گے اور اسے تیمم کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۳۳:- اگر جبیرہ وضو کے تمام اعضاء کو گھیرے ہوئے ہو تو تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۳۴:- جس کی ہتھیلی یا انگلیوں میں جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت گیلا ہاتھ اس پر پھیر چکا ہو تو سر و پیر کے مسح کو اسی تری سے انجام دے سکتا ہے اور اگر وہ تری کافی نہ ہو تو وضو کے دیگر اعضاء سے رطوبت لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۳۵:- اگر جبیرہ پاؤں کے اوپر والے پورے حصّہ کو گھیرے ہو لیکن تھوڑی سی مقدار انگلیوں کی طرف اور کچھ حصّہ پاؤں کے اوپر والی طرف کھلا ہو تو جو جگہ کھلی ہے وہاں تو پاؤں کے اوپر جہاں جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۶:- اگر چہرے یا ہاتھوں پر کئی جبیرے ہیں تو ان کے درمیان والے حصّہ کو دھوئے اور اگر جبیرے سے یا پاؤں کے اوپر ہیں تو ان کے درمیان والے حصّوں کا مسح کرے اور جہاں جبیرہ ہے وہاں جبیرے کے حکم پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۳۷:- اگر جبیرہ زخم کے اطراف کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا ممکن بھی نہ ہو تو جبیرہ والے قاعدہ پر عمل کریں اور بنابر احتیاط تیمم بھی کریں،

اس کے کناروں کو دھولے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر ہے تو اس کے اطراف کا مسح کرے اور زخم کی جگہ پر جبیرہ کے حکم پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۳۸ :- اگر اعضائے وضو پر زخم، جراحت، شکستگی کا تو وجود نہیں ہے لیکن کسی دوسرے اسباب کی بنا پر اس کے لئے پانی نقصان دہ ہے تو تیمم کرے، لیکن اگر پانی صرف چہرے اور ہاتھ کے کچھ حصّہ ہی کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کے اطراف کو بھی دھوئے اور تیمم بھی کرے۔

مسئلہ ۳۳۹ :- اگر وضو کے اعضاء کی کسی رگ سے خون نکالا جائے اور اسے دھونا ممکن نہ ہو یا نقصان دہ ہو، اگر اس کے اوپر باندھا ہوا ہو تو جبیرہ کے احکام پر عمل کرے اور اگر کھلا ہوا ہے تو اس کے اطراف کو دھونے کے بعد احتیاط واجب یہ ہے کہ کپڑا اس کے اوپر رکھیں اور تر ہاتھ اس کے اوپر پھیرا جائے۔

مسئلہ ۳۴۰ :- اگر اعضائے وضو یا غسل پر کوئی ایسی چیز چپکی ہوئی ہے جس کا اکھاڑنا ممکن نہیں ہے یا بہت زیادہ مشقت کا باعث ہے تو جبیرہ کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۴۱ :- غسل جبیرہ کا طریقہ وضوئے جبیرہ کی طرح ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اس کو غسل ترتیبی بجالائے نہ ارتماسی۔

مسئلہ ۳۴۲ :- جس کا فریضہ تیمم ہے اگر اس کے اعضائے تیمم میں زخم، پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹ گئی ہو تو وہ وضو جبیرہ کی طرح تیمم جبیرہ کرے۔

مسئلہ ۳۴۳ :- جس کا فریضہ وضوء جبیرہ یا غسل جبیرہ کے ساتھ نماز پڑھنا ہو اگر اس کو معلوم ہے کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور نہ ہوگا تو اول وقت نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اگر امید ہو کہ آخر وقت تک عذر بر طرف ہوجائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ انتظار کرے، اب اگر اس کا عذر دور نہ ہوا تو آخر وقت میں وضو یا غسل جبیرہ کر کے نماز ادا کرے۔

اسے وضو اور غسل جبیرہ کرنا چاہئے .

مسئلہ ۳۲۵ :- جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آیا مجھے تیمم کرنا ہے یا وضو جبیرہ تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں بجالائے .

مسئلہ ۳۲۶ :- جن نمازوں کو وضوئے جبیرہ سے پڑھا ہو وہ صحیح ہیں اور جب عذر دور ہو جائے تو بعد والی نمازوں کے لئے بھی وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کی شرعی تکلیف جبیرہ ہے یا تیمم اور وہ دونوں کو بجالایا ہو تو پھر بعد والی نمازوں کے لئے وضو کرے .

واجب غسل

سات غسل واجب ہیں :

۱۔ غسل جنابت　۲۔ غسل حیض　۳۔ غسل نفاس　۴۔ غسل استحاضہ

۵۔ غسل مس میت　۶۔ غسل میت　۷۔ وہ مستحبی غسل جو نذر، عہد، قسم کی وجہ سے واجب ہو جائے .

غسل جنابت کے احکام

مسئلہ ۳۲۷ :- انسان دو چیزوں سے جنب ہوتا ہے :

اول : جماع (جنسی آمیزش)

دوم : منی کا نکلنا، چاہے خواب میں نکلے یا بیداری میں، کم نکلے یا زیادہ، شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے اپنے اختیار سے ہو یا نہ ہو .

مسئلہ ۳۲۸ :- اگر انسان سے کوئی رطوبت خارج ہو اور معلوم نہ ہو کہ منی ہے یا

سست ہوگیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی، البتہ مریض اور عورت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اچھل کر باہر آئے بلکہ اگر صرف شہوت کے ساتھ نکلے تو وہ منی کے حکم میں ہوگی۔

مسئلہ ۳۴۹ :- منی خارج ہونے کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد کوئی رطوبت باہر آجائے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ منی ہے کہ کوئی دوسری رطوبت تو وہ منی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۳۵۰ :- اگر انسان جماع کرے اور عضو تناسل ختنہ گاہ کی مقدار تک یا اس سے زیادہ داخل ہوجائے، مدخول چاہے عورت ہو یا مرد، قبل میں ہو یا دبر، دونوں بالغ ہوں یانابالغ، منی خارج ہو یا نہیں، ان تمام صورتوں میں دونوں جنب ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۳۵۱ :- اگر شک ہو کہ عضو تناسل ختنہ گاہ کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۲ :- اگر کوئی (معاذ اللہ) کسی حیوان سے بد فعلی کرے اور منی باہر آجائے تو وہ جنب ہوجاتا ہے اور اس کے لئے غسل کافی ہے، لیکن اگر منی نہ نکلے تو بنابر احتیاط واجب نماز اور اس قسم کی چیزوں کے لئے غسل ووضو دونوں کرے۔ البتہ اگر اس فعل سے پہلے باوضو تھا تو صرف غسل کافی ہے۔

مسئلہ ۳۵۳ :- اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن باہر نہ نکلے تو غسل واجب نہیں ہے، اسی طرح اگر شک ہو کہ منی باہر نکلی یا نہیں تب بھی غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۴ :- جو شخص غسل نہ کرسکتا ہو لیکن تیمم کرسکتا ہوں وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بغیر کسی وجہ سے اپنی بیوی سے جماع کرے تو اشکال رکھتا ہے، لیکن اگر لذت حاصل کرنے کے لئے ہو یا جماع نہ کرنے سے اسے کوئی خوف وخطرہ لاحق ہوسکتا

مسئلہ ۳۵۵ :۔ اگر اپنے لباس میں منی دیکھے اور یقین ہوجائے کہ یہ اسی کی ہے تو غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں یقین ہو کہ حالت جنابت سے پڑھی ہیں تو ان کی قضا کرے، لیکن جن نمازوں کے بارے میں شک ہو ان کی قضا لازم نہیں ہے ۔

جو کام مجنب پر حرام ھیں

مسئلہ ۳۵۶ :۔ پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہیں:

۱۔ خط قرآن، اسم خدا، اسمائے انبیاء، اسمائے ائمہ بنابر احتیاط واجب، کا چھونا ۔

۲۔ مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ میں جانا چاہے ایک دروازے سے جا کر دوسرے سے نکل جائے ۔

۳۔ دیگر مساجد میں ٹھہرنا، لیکن اگر ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل جائے یا کوئی چیز اٹھانے کے لئے جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حرم ائمہؑ میں بھی نہ ٹھہرے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ جو مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کا حکم ذکر ہوا ہے حرم ائمہؑ میں بھی اسی حکم پر عمل کرے ۔

۴۔ مسجد میں کوئی چیز رکھنا ۔

۵۔ ان سورتوں میں سے کسی سورت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے اور وہ چار سورتیں ہیں :

الف ۔ سورہ " الم تنزیل " پارہ نمبر ۲۱ سورہ ۳۲ ۔

ب ۔ سورہ " حم سجدہ " پارہ نمبر ۲۴ سورہ ۴۱ ۔

ج ۔ سورہ " والنجم " پارہ نمبر ۲۷ سورہ ۵۳ ۔

د ۔ سورہ " علق " پارہ نمبر ۳۰ سورہ ۹۶ ۔

جو چیزیں مجنب کے لئے مکروہ ھیں

مسئلہ ۳۵۷:- نو چیزیں مجنب کے لئے مکروہ ہیں:

۱۔۲۔ کھانا اور پینا، البتہ وضو کرنے کے بعد مکروہ نہیں ہے۔ ۳۔ واجب سجدہ والی سورتوں کے علاوہ سات سے زیادہ آیات قرآن کا پڑھنا۔ ۴۔ جلد قرآن، حاشیہ قرآن، دو سطروں کے بیچ کے حصّہ کو بدن کے کسی حصّہ سے مس کرنا۔ ۵۔ قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔ ۶۔ سونا لیکن اگر وضو کرلے یا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرلے تو پھر سونا مکروہ نہیں۔ ۷۔ بالوں میں خضاب وغیرہ لگانا۔ ۸۔ جس پر تیل اور مختلف اقسام کی کریمیں ملنا۔ ۹۔ احتلام کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

مسئلہ ۳۵۸:- جنابت دور کرنے اور پاک ہونے کے لئے غسل جنابت کرنا مستحب ہے، لیکن واجب نماز وغیرہ کے لئے غسل جنابت واجب ہے، اور نماز میت، سجدۂ شکر، قرآن کے واجبی سجدوں (جب واجب سجدے کی آیت کو کسی دوسرے سے سن لے) کے لئے غسل جنابت واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۹:- غسل جنابت کرتے وقت واجب یا مستحب کی نیّت کرنا ضروری نہیں ہے صرف قصد قربت اور اطاعت حکم خداوندی کی خاطر بجالانا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۶۰:- اگر کسی کو یقین ہوجائے کہ نماز کا وقت داخل ہوگیا اور وہ واجب کی نیّت سے غسل کرے بعد میں پتہ چلے کہ غسل وقت سے پہلے تھا تو اس کا غسل صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۶۱:- غسل خواہ واجب ہو یا مستحب دو طرح سے کیا جاسکتا ہے، ترتیبی اور ارتماسی۔

غسل ترتیبی

اس کے بعد داہنی طرف کو اس کے بعد بائیں طرف کو، اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اس ترتیب سے غسل نہ کرے تو اس کا غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۳ :- آدھی ناف نصف شرمگاہ کو داہنے بدن کے ساتھ اور دوسرے نصف کو بائیں بدن کے ساتھ دھوئے لیکن بہتر ہے کہ پوری ناف اور شرمگاہ داہنی طرف کے ساتھ بھی اور بائیں طرف کے ساتھ بھی دھوئے۔

مسئلہ ۳۶۴ :- یہ یقین کرنے کے لئے کہ بدن کے تینوں حصّوں، سر و گردن، داہنی طرف، بائیں طرف کو دھولیا ہے ایک حصّہ کو دھوتے وقت تھوڑا سا دوسرا حصّہ بھی دھولے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے داہنے حصّہ کے ساتھ پھر گردن کے داہنے حصّہ کو اور بائیں حصّہ کے ساتھ گردن کے بائیں حصّہ کو دھولے۔

مسئلہ ۳۶۵ :- اگر غسل کرنے کے بعد یہ معلوم ہو کہ بدن کا کچھ حصّہ دھونے کے بغیر رہ گیا ہے لیکن وہ حصّہ کون سا ہے یہ معلوم نہ ہو تو دو بارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۳۶۶ :- اگر غسل کے بعد معلوم ہو کہ بدن کا کچھ حصّہ دھونے سے رہ گیا ہے تو اگر بائیں طرف کا ہے تو صرف اتنا حصّہ کا دھولینا کافی ہے اور اگر داہنی طرف کا ہے تو اس کا دھونے کے بعد بائیں طرف کو پھر دو بارہ دھوئے اور اگر سر و گردن کا حصّہ رہ گیا ہو تو اس کو دھونے کے بعد داہنی اور بائیں طرف کو دو بارہ دھونا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۶۷ :- اگر غسل مکمل ہونے سے پہلے بائیں طرف کا کچھ حصّے دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو صرف اسی مقدار کا دھولینا کافی ہے، لیکن اگر بائیں جانب کو جب دھو رہا ہے تو دائیں جانب یا اس کے کچھ حصّے کو دھونے میں شک کرے یا دائیں حصّے کو جب دھو رہا ہے تو سر و گردن یا اس کے کچھ حصّے کے دھونے میں شک کرے تو ایسے شک کی پرواہ نہ کرے۔

غسل ارتماسی

دفعہ یا آہستہ آہستہ پانی میں ڈبونا چاہئے خواہ وہ حوض اور تالاب ہو یا آبشار ہو کہ پانی ایک ہی مرتبہ میں پورے بدن پر گرتا ہے۔

مسئلہ ۳۶۹:- غسل ارتماسی میں اگر پورا بدن پانی میں ہو اور نیّت کر کے بدن کو حرکت دے دے تو اس کا غسل صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۷۰:- اگر غسل ارتماسی کے بعد معلوم ہو کہ بدن کا کچھ حصّہ دھونے سے رہ گیا، چاہے وہ حصّہ معلوم ہو یا نہ ہو تو دو بارہ غسل کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳۷۱:- اگر غسل ترتیبی کے لئے وقت نہ ہو اور غسل ارتماسی کے لئے وقت ہو تو ارتماسی کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳۷۲:- جس نے واجب روزے رکھا ہو یا حج یا عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہو وہ غسل ارتماسی نہ کرے اور اپنے سر کو پانی میں نہ ڈبوئے، لیکن اگر بھولے سے غسل ارتماسی کرے تو صحیح ہے۔

غسل کرنے کے احکام

مسئلہ ۳۷۳:- غسل ارتماسی میں پہلے سے تمام بدن پاک ہونا چاہئے، لیکن غسل ترتیبی میں پورے بدن کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے اور اگر تمام بدن نجس ہو اور ہر حصّے کو غسل سے پہلے پاک کرلیا جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۷۴:- حرام میں جنب ہونے والے کا پسینہ نجس نہیں ہے اور ایسا شخص گرم پانی سے غسل کرسکتا ہے اور صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۷۵:- اگر بدن کا تھوڑا سا حصّہ بھی دھونے سے رہ جائے تو غسل باطل ہے، لیکن اندرونی حصّے جیسے کان اور ناک کا اندرونی حصّہ یا آنکھ کے اندر کا حصّہ دھونا

مسئلہ ۳۷۶ :- جس حصّہ کے بارے میں شک ہو کہ وہ ظاہر بدن میں داخل ہے یا باطن میں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے دھولیا جائے۔

مسئلہ ۳۷۷ :- اگر کان کی بالی کا سوراخ یا اس جیسا کوئی اور سوراخ اس قدر کھلا ہو کہ اس کا اندرونی حصّہ دکھائی دے اور بدن کا ظاہر شمار کیا جائے تو اسے دھونا ضروری ہے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۸ :- غسل کرتے وقت جو چیزیں بدن تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو ان کا الگ کردینا ضروری ہے اور جب تک دور ہونے کا یقین پیدا نہ ہو غسل نہ کرے اور اگر غسل کرلے تو غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۹ :- اگر غسل کرتے وقت کسی شخص کو شک ہوجائے کہ کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو، اگر اس کا شک عقلاء کی نظر میں بجا ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ مطمئن ہوجائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۸۰ :- ان چھوٹے بالوں کو جو بدن کا حصّہ شمار ہوتے ہیں دھونا چاہیئے اور بنابر احتیاط بڑے بال اور ان کے نچلے حصّہ کو بھی دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۸۱ :- جن شرائط کا وضو میں ذکر کیا جاچکا ہے، مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصبی نہ ہونا وغیرہ غسل کے لئے بھی یہی شرائط ہیں، البتہ غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے، اسی طرح غسل ترتیبی میں اعضاء کے دھونے میں فاصلے ہوجانے سے بھی کوئی حرج نہیں ہوتا، صرف جو لوگ اپنے پیشاب پاخانہ کو نہیں روک سکے ان کے لئے ضروری ہے کہ پے در پے اعضاء کو دھوئیں اور فوراً نماز پڑھ لیں اور یہی حکم مستحاضہ عورت کے لئے بھی ہے۔

مسئلہ ۳۸۲ :- جس شخص کا ارادہ یہ ہو کہ حمام والے کو (غسل کے پیسے) نہیں

کو راضی کرلے پھر بھی اس کا غسل باطل ہے.

مسئلہ ۳۸۳:- جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ حرام پیسہ یا وہ مال جس کا خمس نہیں دیا حمام والے کو دے گا تو اس کا غسل باطل ہے.

مسئلہ ۳۸۴:- اگر حمامی راضی ہو کہ حمام کے پیسے قرض کے طور پر رہ جائیں لیکن غسل کرنے والے کی نیّت یہ ہے کہ میں اس کو پیسے نہیں دوں گا یا مال حرام سے دوں گا تو اس کے غسل میں اشکال ہے.

مسئلہ ۳۸۵:- اگر کوئی شخص مقام پاخانہ "مقعد" کو حمام کے حوض کے پانی سے پاک کرے اور غسل کرنے سے پہلے شک کرے کہ چونکہ اس نے حمام کے حوض سے طہارت کی ہے اس لئے حمام والا اس کے غسل کرنے پر راضی ہے یا نہیں تو اگر وہ غسل سے پہلے حمام والے کو راضی کرلے تو صحیح ہے ورنہ اس کا غسل باطل ہے.

مسئلہ ۳۸۶:- اگر شک ہو کہ غسل کیا کہ نہیں تو غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ اس کا غسل صحیح تھا کہ نہیں تو اس کی پرواہ نہ کرے.

مسئلہ ۳۸۷:- اگر غسل کرتے وقت حدث اصغر سرزد ہو جائے (مثلاً پیشاب نکل آئے) تو وہ اس طرح کر سکتا ہے کہ غسل کو پورا کرے اور اس کے بعد وضو کرلے اور بہتر یہ ہے کہ غسل کو احتیاطاً مافی الذمہ (یعنی جو کچھ اس کا وظیفہ ہے) یا اسی کو پورا کرے یا دو بارہ کرنے کی نیّت پھر سے شروع کرے، لیکن اس صورت میں بھی غسل کے بعد وضو واجب ہے.

مسئلہ ۳۸۸:- اگر کوئی اس خیال سے کہ غسل اور نماز دونوں کے لئے وقت موجود ہے نماز کے لئے غسل کرے تو اگرچہ غسل کے بعد اسے معلوم ہو کہ جتنا وقت غسل کے لئے درکار تھا اتنا نہیں تھا تو بھی اس کا غسل صحیح ہے.

مسئلہ ۳۸۹:- اگر کوئی مجنب ہوا ہو اور اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں پھر اس

کے لئے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۹۰:۔ جس شخص پر چند غسل واجب ہیں وہ تمام کی نیت سے ایک ہی غسل کرسکتا ہے یا یہ کہ ان کے لئے علیحدہ علیحدہ غسل کرے۔

مسئلہ ۳۹۱:۔ جو شخص مجنب ہو اگر اس کے بدن کے کسی حصہ پر آیت قرآن یا خداوند متعال کا نام لکھا ہوا ہو تو اس لکھے ہوئے پر ہاتھ رکھنا حرام ہے اور اگر غسل کرنا چاہے تو پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔

مسئلہ ۳۹۲:۔ غسل جنابت کے ساتھ بغیر وضو نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اگر کوئی اور غسل کیا ہو اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی بلکہ وضو بھی کرنا پڑے گا۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتا ہے اس میں سے ایک استحاضہ ہوتا ہے اور اس وقت عورت کو مستحاضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۳:۔ خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ، سرد اور فشار و جلن کے بغیر آتا ہے، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ کبھی سیاہ رنگ یا سرخ اور گرم وگاڑھا بھی آجائے اور فشار و جلن سے نکلے۔

مسئلہ ۳۹۴:۔ استحاضہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ قلیلہ ۲۔ متوسطہ ۳۔ کثیرہ۔

استحاضہ قلیلہ: اس خون کو کہتے ہیں کہ عورت جب روئی اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو وہ خون سے آلودہ ہو جائے لیکن دوسری طرف سے باہر نہ نکلے۔

استحاضہ متوسطہ: یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے اور دوسری طرف کو

لیتی ہیں.

استحاضہ کثیرہ: وہ ہے جو روئی سے نکل کر پٹی تک بھی پہنچ جائے.

استحاضہ کے احکام

مسئلہ ۳۹۵ :- استحاضہ قلیلہ میں عورت کو چاہیئے کہ وہ ہر نماز کے لئے ایک وضو کرے اور شرمگاہ کے باہر والے حصّہ تک اگر خون پہنچ جائے تو اسے بھی پاک کرے اور احتیاط واجب ہے کہ روئی کو بدلے یا دھوئے.

مسئلہ ۳۹۶ :- اگر نماز سے پہلے یا اثنائے نماز میں عورت استحاضہ متوسطہ دیکھے تو اس نماز کے لئے غسل کرے، اگر استحاضہ متوسطہ میں نماز صبح کے لئے غسل کرے تو پھر دوسری صبح تک استحاضہ قلیلہ والے احکام جو سابقہ مسئلے میں بیان کئے جا چکے ہیں عمل کرے، اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر نماز صبح کے لئے غسل نہ کرے تو نماز ظہرین کے لئے غسل کرنا چاہیئے اور اگر نماز ظہرین کے لئے بھی غسل نہ کرے تو مغربین سے پہلے غسل کرے.

مسئلہ ۳۹۷ :- استحاضہ کثیرہ میں علاوہ ان امور کو بجالانے کے جو استحاضہ متوسطہ والی عورت کرتی ہے جیسا کہ گزشتہ مسئلہ میں بتایا جا چکا ہے بچاہیئے کہ ہر نماز کے لئے اوپر والی پٹی کو بدل دے یا پاک کرے نیز ایک غسل نماز ظہر و عصر کے لئے اور ایک مغرب وعشاء کے لئے بھی کرے اور ظہر و عصر کی نماز کو پے در پے پڑھے اور اگر فاصلہ کر دیا تو نماز عصر کے لئے دو بارہ غسل کرنا پڑے گا، اور اگر نماز مغرب وعشاء کے درمیان بھی فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لئے دو بارہ غسل کرے.

مسئلہ ۳۹۸ :- اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو یا غسل کر لیا ہو تو نماز کے وقت بنابر احتیاط واجب اس کا اعادہ کرنا چاہیئے.

دیتی ہے جس کو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کرے .

مسئلہ ۳۰۰ :- اگر استحاضہ قلیلہ والی عورت نماز صبح کے بعد متوسطہ ہوجائے تو نماز ظہر وعصر کے لئے غسل کرے ، اور اگر نماز ظہر وعصر کے بعد متوسطہ ہوجائے تو مغرب وعشاء کے لئے غسل کرنا چاہیئے .

مسئلہ ۳۰۱ :- اگر استحاضہ قلیلہ والی عورت یا متوسطہ والی عورت نماز صبح کے بعد کثیرہ ہوجائے تو نماز ظہرین کے لئے ایک غسل اور نماز مغربین کے لئے بھی ایک غسل بجالائے ، اور اگر نماز ظہر اور عصر کے بعد کثیرہ ہوجائے تو نماز مغرب وعشاء کے لئے غسل کرے .

مسئلہ ۳۰۲ :- استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ والی عورت اگر نماز کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے اس نماز کے لئے غسل کرے تو وہ غسل باطل ہے، بلکہ اگر اذان صبح کے قریب تہجد کی نماز کے لئے غسل کرے اور نماز تہجد پڑھے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ صبح ہونے کے بعد دو بارہ غسل اور وضو کرے.

مسئلہ ۳۰۳ :- مستحاضہ عورت ہر نماز کے لئے چاہے وہ نماز واجب ہو یا مستحب علیحدہ علیحدہ وضو کرے اور اگر جس نماز کو پڑھ چکی ہے اور دو بارہ احتیاط پڑھنا چاہے یا جس نماز کو فرادہ پڑھ چکی ہے دو بارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اسے تمام وہ کام کرنا پڑیں گے جو مستحاضہ کے لئے بیان کئے جاچکے ہیں ، البتہ نماز احتیاط ، بھولے ہوئے سجدہ اور تشہد اور سجدہ سہو کے لئے اگر نماز کے فوراً بعد انہیں بجالائے تو استحاضہ والے کام بجالانے کی ضرورت نہیں .

مسئلہ ۳۰۴ :- مستحاضہ عورت کو خون رک جانے کے بعد صرف پہلی نماز کے لئے استحاضہ والے کام انجام دیناچاہیئے .

مسئلہ ۳۰۵ :- اگر عورت کو معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کس قسم ہے تو جب وہ نماز

دیکھے کہ استحاضہ کس قسم کا ہے جب معلوم ہو جائے تو تینوں اقسام میں سے جس قسم کا ہو اسی کے احکام بجالائے ،اور اگر اسے علم ہو کہ میرے نماز پڑھنے کے وقت تک استحاضہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی تو وقت کے داخل ہونے سے پہلے بھی یہ امتحان کر سکتی ہے .

مسئلہ ۳۰۶ :- اگر مستحاضہ عورت نے اپنی جانچ کرنے سے پہلے نماز شروع کر دی تو اگر اس نے قصد قربت کیا تھا اور جو اس کی شرعی تکلیف تھی اس پر عمل کیا مثلاً واقع میں اس کا استحاضہ قلیلہ تھا اور اس نے استحاضہ قلیلہ والے کام انجام دیئے تھے تو اس کی نماز صحیح ہے ،اور اگر اس نے قصد قربت نہیں کیا تھا یا اس کا عمل اس کے وظیفہ شرعی کے مطاابق نہیں تھا مثلاً اس کا استحاضہ متوسطہ تھا اور اس نے قلیلہ والے کام کئے تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۳۰۷ :- اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو ضروری ہے جو اس کا یقینی وظیفہ ہو اس کے مطابق عمل کرے ، مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو ضروری ہے کہ استحاضہ قلیلہ کے افعال انجام دے اور اگر نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو ضروری ہے کہ استحاضہ متوسطہ کے احکام پر عمل کرے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ اس سے پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو ضروری ہے کہ اس قسم کے استحاضہ کے مطابق اپنا وظیفہ انجام دے .

مسئلہ ۳۰۸ :- اگر استحاضہ کا خون اندر موجود ہے لیکن باہر نہیں نکلا ہو تو وضو اور غسل باطل نہیں ہوگا، اور اگر خون باہر نکل آئے اگرچہ تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو تو اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان گزر چکا ہے وضو اور غسل باطل ہوگا.

مسئلہ ۳۰۹ :- اگر مستحاضہ نماز کے بعد اپنی جانچ کرے اور خون نہ دیکھے تو اپنے اسی وضو کے ساتھ دوسری نماز پڑھ سکتی ہے اگرچہ اسے علم ہو کہ دو بارہ خون آجائے گا.

مسئلہ ۳۱۰ :- مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہے کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں

شرمگاہ کے اندر ہے اور نہ ہی باہر آئے گا تو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۳۱۱ :- اگر مستحاضہ کو معلوم ہے کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے وہ پوری طرح پاک ہوجائے گی یا جتنی دیر نماز پڑھے گی خون رکا رہے گا تو اس کو صبر کرنا چاہیئے اور جب پاک ہوجائے تو غسل یا وضو کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۱۲ :- اگر وضو اور غسل کے بعد ظاہری طور پر خون رک جائے اور مستحاضہ عورت کو علم ہو کہ اگر نماز میں تاخیر کردے تو وضو و غسل اور نماز جتنا وقت بالکل پاک رہے گی تو اسے نماز میں تاخیر کر دینا چاہیئے ،اور جس وقت بالکل پاک ہوجائے دو بارہ وضو اور غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر نماز کا وقت تنگ ہوجائے تو ضروری نہیں کہ وضو اور غسل کو دو بارہ بجالائے بلکہ اسی حالت میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۱۳ :- مستحاضہ کثیرہ اور متوسطہ جب پورے طور پر خون سے پاک ہوجائے تو اسے غسل کرنا چاہیئے لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ جب گزشتہ نماز کے لئے غسل میں مشغول ہوئی تھی اس وقت سے اب تک خون نہیں آیا تو اس کے لئے دو بارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۳۱۴ :- مستحاضہ کو غسل یا وضو کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہوجانا چاہیئے البتہ اذان واقامت کہنے سے نماز سے پہلے کی دعاؤں کو پڑھنے اور خود نماز میں بھی مستحبات کو مثلاً قنوت وغیرہ کو پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۳۱۵ :- اگر مستحاضہ غسل اور نماز کے درمیان فاصلہ ڈال دے تو اسے دو بارہ غسل کر کے بلا فاصلہ نماز شروع کرنا پڑے گی،البتہ اگر خون شرمگاہ کی فضا میں موجود نہ ہو تو غسل ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۶ :- اگر خون بہہ کر باہر آگیا ہو اور بند ہی نہیں ہوتا تو اگر اس کے لئے مضر نہ ہو تو پھر غسل سے پہلے اور اس کے بعد روئی کے ذریعہ خون کو باہر آنے سے روکے اور

اگر اس نے کوتاہی کی اور خون باہر نکل آیا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دو بارہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور اگر نماز پڑھ چکی ہے تو دو بارہ پڑھنا ہوگی۔

مسئلہ ۳۱۷ :- اگر غسل کے وقت خون بند نہ ہو تو غسل کے لئے کوئی ضرر نہیں ہے البتہ اگر اثناء غسل استحاضہ متوسطہ کثیرہ ہوجائے تو واجب ہے کہ غسل نئے سرے سے شروع کرے۔

مسئلہ ۳۱۸ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ مستحاضہ عورت اگر روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۳۱۹ :- مستحاضہ عورت کے جس پر غسل واجب ہو اس کا روزہ اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ دن میں وہ غسل انجام دے جو دن کی نمازوں کے لئے واجب ہیں اور نیز جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب وعشا کی نماز کا غسل کرے لیکن اگر نماز مغرب وعشاء کا غسل نہ کرے، البتہ نماز تہجد پڑھنے کے لئے اذان صبح سے پہلے غسل کرے اور دن میں بھی جو غسل دن کی نمازوں کے لئے ضروری ہیں وہ انجام دے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۰ :- اگر روزہ دار عورت نماز ظہر وعصر کے بعد مستحاضہ ہوجائے تو اس دن کے روزے کے لئے غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۱ :- اگر استحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہوجائے تو اس کو چاہئے کہ متوسطہ اور کثیرہ والے افعال بجا لائے جو کہ بیان کئے جا چکے ہیں اور اگر متوسطہ کثیرہ ہوجائے تو کثیرہ والے افعال بجا لائے اور اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لئے غسل بھی کر چکی ہے تو بیکار ہے بلکہ اس کو دو بارہ کثیرہ کے لئے غسل کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۲ :- اگر نماز کے درمیان مستحاضہ متوسطہ کثیرہ ہوجائے تو نماز کو توڑ کر استحاضہ کثیرہ کے لئے غسل کرے اور وضو کرے اور دوسرے کام بجالانے کے بعد اسی نماز

غسل اور دوسرا وضو کے بدلے اور اگر غسل اور وضو میں سے ایک کا وقت ہے تو اس کو بجالائے اور دوسرے کو بدلے تیمم کرلے اور اگر تیمم کے لئے بھی وقت نہیں تو نماز کو توڑنا جائز نہیں بلکہ اسی کو پورا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا بھی بجالائے اور یہی حکم ہے اگر اثناء نماز میں استحاضہ قلیلہ متوسطہ یا کثیرہ ہوجائے۔

مسئلہ ۳۷۳ :۔ اگر نماز کے درمیان خون بند ہوجائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ اندر سے بھی خون بند ہوا ہے یا نہیں تو اگر نماز کے بعد معلوم ہوجائے کہ بند ہوگیا تھا تو وضو غسل اور نماز کو دو بارہ انجام دے بنابر احتیاط واجب۔

مسئلہ ۳۷۴ :۔ اگر مستحاضہ کثیرہ متوسطہ ہوجائے تو پہلی نماز کے لئے کثیرہ والے اور بعد والی نمازوں کے لئے متوسطہ والے عمل بجالائے، مثلاً اگر نماز ظہر سے پہلے استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہوجائے تو نماز ظہر کے لئے غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لئے صرف وضو کرے اور اگر اس نے نماز ظہر کے لئے غسل نہ کیا ہو اور اب صرف نماز عصر کے لئے وقت ہو تو نماز عصر کے لئے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لئے بھی غسل نہ کیا ہو تو پھر نماز مغرب کے لئے غسل کرے اور اگر اس کے لئے بھی غسل نہ کیا ہو اور صرف نماز عشاء کے لئے وقت باقی ہو تو نماز عشاء کے لئے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۷۵ :۔ اگر ہر نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ والی کا خون بند ہوجائے اور دو بارہ شروع ہو تو ہر نماز کے لئے اس کو غسل کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۶ :۔ اگر استحاضہ کثیرہ قلیلہ ہوجائے تو پہلی نماز کے لئے استحاضہ کثیرہ والا عمل اور باقی نمازوں کے لئے قلیلے والے احکام پر عمل کرے گی اور اگر متوسطہ قلیلہ ہوجائے تو بھی پہلی نماز کے لئے متوسطہ والے اور باقی نمازوں کے لئے قلیلہ والے احکام پر عمل کرے گی۔

مسئلہ ۳۷۷ :۔ اگر مستحاضہ احکام واجبہ میں سے کسی کام کو ترک کردے یہاں تک کہ

مسئلہ ۳۲۸ :- اگر مستحاضہ قلیلہ نماز کے علاوہ وہ کام انجام دینا چاہتی ہو جس کے لئے وضو کا ہونا شرط ہے، مثلاً اپنے بدن کا کسی حصّہ سے قرآن مجید کے الفاظ کو چھونا چاہتی ہو تو وضو کرنا اس کے لئے بنابر احتیاط واجب ضروری ہے اور وہ وضو جو نمازوں کے لئے کیا تھا کافی نہیں ہے .

مسئلہ ۳۲۹ :- اگر مستحاضہ اپنے واجب غسل بجالائے تو اس کے لئے مسجد میں جانا اور اس میں ٹھہرانا، ان سورتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے اور شوہر کا اس سے ہم بستری کرنا حلال ہوجائے گا، اگرچہ اس نے دوسرے وہ کام نہ کئے ہوں جو نماز واجب کے لئے ضروری ہیں، مثلاً وضو کرنا روئی اور پٹی کا بدلنا .

مسئلہ ۳۳۰ :- مستحاضہ کثیرہ یا متوسطہ اگر چاہے نماز کے وقت سے پہلے اپنے بدن کا کوئی حصّہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے تو غسل کرے اور وضو بھی کرے .

مسئلہ ۳۳۱ :- مستحاضہ پر نماز آیات واجب ہے اور اس نماز کے لئے بھی اسے وہ تمام کام کرنے پڑیں گے جو نماز یومیہ کے لئے بتائے جاچکے ہیں.

مسئلہ ۳۳۲ :- جب نماز یومیہ کے وقت میں مستحاضہ پر نماز آیات واجب ہوجائے تو نماز آیات کے لئے علیحدہ تمام وہ کام بجالائے جو نماز یومیہ کے لئے بجالاتے ہیں اور دونوں کو ایک غسل ووضو سے نہیں پڑھ سکتی اگرچہ دونوں کو ایک دوسرے کے بعد فوراً ہی بجا لاناہو .

مسئلہ ۳۳۳ :- اگر مستحاضہ نماز قضا پڑھنا چاہے تو ہر نماز کے لئے وہ تمام کام کرے جو ادا نماز کے لئے کرتی تھی .

مسئلہ ۳۳۴ :- اگر عورت کو معلوم ہو کہ جو خون اسے آ رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے اور وہ خون شرعی طور پر حیض اور نفاس کا حکم بھی نہیں رکھتا تو اسے استحاضہ کے دستور پر عمل کرنا چاہیئے بلکہ اگر شک کرے کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی اور قسم تو اگر کسی

انجام دے۔

حیض

حیض وہ خون ہے جو غالباً ہر مہینے چند دنوں کے لئے عورت کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو خون حیض دیکھنے کے زمانہ میں حائض کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۲۵ :- خون حیض اکثر اوقات گاڑھا گرم اور سیاہی مائل بہ سرخ یا صرف سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اچھل کر تھوڑی سی جلن کے ساتھ آتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۶ :- سیدانیاں ساٹھ سال پورے ہونے کے بعد یائسہ ہوجاتی ہیں، یعنی انہیں خون حیض نہیں آتا اور غیر سادات عورتیں پچاس سال پورے ہونے کے بعد یائسہ ہوجاتی ہیں۔

مسئلہ ۳۲۷ :- لڑکی کو جو خون نو سال سے پہلے آئے اور عورت کو جو خون یائسہ ہونے کے بعد آئے وہ حیض کے احکام نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۳۲۸ :- حاملہ اور دودھ پلانی والی عورتوں کو بھی خون حیض آسکتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۹ :- جس لڑکی کو معلوم نہ ہو کہ نو سال کی ہو چکی ہے کہ نہیں اگر وہ ایسا خون دیکھے جس میں حیض کی علامتیں نہ ہوں تو وہ حیض نہیں ہے اور اگر حیض کی علامتیں موجود ہوں تو بھی اسے حیض نہیں کہا جاسکتا۔

مسئلہ ۳۳۰ :- جس عورت کو شک ہو وہ کہ یائسہ ہوئی کہ نہیں اگر اس کو خون آئے اور وہ نہ جانتی ہو کہ حیض ہے کہ نہیں تو اس خون کو حیض فرض کرے اور سمجھ لے کہ ابھی یائسہ نہیں ہوئی ہے۔

مسئلہ ۳۳۱ :- حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی، بلکہ اگر تھوڑی سی مدت بھی کم ہو تو حیض نہیں ہے۔

دیکھے اور ایک دن ٹھہر کر خون آئے تو حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۳ :- یہ ضروری نہیں ہے کہ پورے تین دن خون باہر نکلتا رہے۔ بلکہ اگر شرمگاہ میں موجود ہو تو کافی ہے اور اگر تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کے لئے پاک ہوجائے اور اس کے پاک رہنے کی مدت اتنی کم ہے کہ لوگ کہیں کہ پورے تین دن خون شرمگاہ میں موجود رہا ہے تو بھی حیض ہے۔

مسئلہ ۳۳۴ :- پہلی اور چوتھی رات کو خون دیکھنا ضروری نہیں ہے لیکن دوسری اور تیسری رات خون کو رکنا نہیں چاہئے، لہٰذا اگر پہلے دن کی اذان صبح سے لے کر تیسرے دن کے غروب تک لگاتار خون آئے یا اگر پہلے دن دو پہر سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو جبکہ دوسری اور تیسری رات بالکل منقطع نہ ہو تو حیض ہے۔

مسئلہ ۳۳۵ :- اگر تین دن پے در پے خون دیکھے پھر خون رک جائے اور پھر دو بارہ خون دیکھے تو جن دنوں میں خون دیکھا ہے اور جن دنوں میں پاک ہو اگر وہ سب ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو جن دنوں میں درمیان میں وہ پاک رہی ہے وہ بھی حیض کے دن شمار ہوں گے۔

مسئلہ ۳۳۶ :- اگر تین دن سے زائد اور دس دن سے کم خون دیکھے اور اسے علم نہ ہو کہ وہ پھوڑے کا خون ہے یا حیض کا تو اگر نہ جانتی ہو کہ پھوڑا شرمگاہ کی بائیں طرف ہے یا دائیں طرف ہے اگر ہو سکے تو کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور پھر باہر نکالے اگر روئی پر بائیں جانب سے خون لگ کر آئے خون حیض ہوگا اور اگر شرمگاہ کی داہنی جانب سے لگ کر آئے تو پھوڑے کا خون ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۷ :- اگر تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا زخم کا خون ہے تو اگر پہلے حیض تھا تو اسے بھی حیض قرار دے گی اور اگر پہلے پاک تھی تو پاک قرار دے گی، لیکن اگر نہ جانتی ہو کہ پاک تھی یا حیض سے تھی تو

انجام دیتی ہے انہیں انجام دے۔

مسئلہ ۳۴۸ :- اگر کوئی خون دیکھے اور شک کرے کہ حیض ہے یا نفاس تو حیض کے شرائط اگر موجود ہوں تو اسے حیض قرار دے۔

مسئلہ ۳۴۹ :- اگر کوئی خون دیکھے اور معلوم نہ ہو سکے کہ حیض کا ہے یا بکارت کا تو اپنا امتحان کرے، یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کے بعد باہر نکالے تو اگر صرف کناروں پر خون لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر روئی کے تمام حصّوں پر لگا ہوں تو حیض سمجھا جائے۔

مسئلہ ۳۵۰ :- اگر تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور بند ہوجائے اور تین دن کے بعد دو بارہ خون آئے تو دوسرے خون میں اگر حیض کی شرائط موجود ہو تو وہ حیض ہے اور پہلا خون حیض نہیں ہے۔

احکام حائض

مسئلہ ۳۵۱ :- حائضہ عورت پر چند چیزیں حرام ہیں:

۱۔ تمام وہ عبادتیں جن میں وضو، غسل یا تیمم کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے نماز، لیکن جن عبادات میں طہارت کی شرط نہیں ہے ان کو بجا لا سکتی ہے جیسے نماز میت۔

۲۔ تمام وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں اور ان کا ذکر جنابت کے احکام میں کیا جا چکا ہے۔

۳۔ شرمگاہ میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے، اگرچہ بمقدار جائے ختنہ داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ختنہ والی جگہ سے کم مقدار بھی داخل نہ کرے اور حیض والی عورت کی دبر میں بھی داخل نہ کرے چونکہ سخت

مسئلہ ۳۵۲ :- ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے کہ جو یقینی طور پر حیض کے دن نہیں لیکن شرعاً عورت کو انہیں حیض کے دن سمجھنا ہے، لہذا وہ عورت کہ جو دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور اس دستور کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا عمل کرے (کہ وہ اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کے دنوں کو حیض قرار دے) تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے ہم بستری نہیں کر سکتا.

مسئلہ ۳۵۳ :- اگر اپنی بیوی سے حالت حیض میں ہمبستری کرے تو کفارہ دینا بنابر احتیاط واجب ہے، اگر ہمبستری پہلی تھائی میں ہو تو اٹھارہ چنے کے برابر سونا کفارہ کے طور پر فقیر کو دے، اور اگر دوسری تھائی میں ہو تو نو دانوں کے برابر سونا اور اگر تیسرے تھائی میں ہو تو ساڑھے چار دانوں کے برابر سونا دے، مثلاً اگر کسی عورت کی عادت چھ روز ہے تو پہلے دو دن میں (پہلی تھائی) اٹھارہ دانے سونے اور تیسرے چوتھے دن یا رات میں نو دانے اور پانچویں یا چھٹے دن رات میں ساڑھے چار دانے دینے پڑیں گے.

مسئلہ ۳۵۴ :- حیض والی عورت کی دبر میں داخل کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا

مسئلہ ۳۵۵ :- اگر سونے کی قیمت جماع کرنے کے وقت اور فقیر کو دیتے وقت اختلاف رکھتی ہو تو جس وقت فقیر کو دے رہا ہے اس وقت کا حساب کرے.

مسئلہ ۳۵۶ :- اگر کوئی شخص حیض کے پہلے، دوسرے اور تیسرے حصہ میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اسے تینوں کفارے دینے پڑیں گے کہ جن کی مجموعی مقدار ساڑھے اکتیس چنے کے دانے کے برابر بنتی ہے.

مسئلہ ۳۵۷ :- اگر کوئی حالت حیض میں جماع کرنے کے بعد کفارہ ادا کر دے اور پھر جماع کرے تو دو بارہ کفارہ ادا کرے.

مسئلہ ۳۵۸ :- اگر حائضہ سے چند مرتبہ جماع کرے اور درمیان میں کفارہ ادا نہ کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر جماع کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرے.

کہ فوراً الگ ہوجائے اور اگر جدا نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۳۷۰:- اگر مرد حائض سے زنا کرے یا کسی اجنبی حائض عورت سے یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ میری بیوی ہے ہمبستری کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارے دے بلکہ ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۳۷۱:- اگر کوئی کفارہ نہیں دے سکتا تو بنابر احتیاط اتنی مقدار صدقہ ادا کرے کہ جس سے ایک بھوکا فقیر سیر ہوجائے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے تو استغفار کرے اور جب ممکن ہو کفارہ دے۔

مسئلہ ۳۷۲:- عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا جس طرح کتاب طلاق میں بیان ہوگا باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۳:- اگر عورت کہے کہ میں حائضہ ہوں یا حیض سے پاک ہوچکی ہوں تو اس کی بات مان لینی چاہیئے۔

مسئلہ ۳۷۴:- اگر عورت نماز کے درمیان حائضہ ہوجائے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۵:- اگر حالت نماز میں شک ہوجائے کہ حیض شروع ہوگیا کہ نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے، اور اگر نماز کے بعد معلوم ہوجائے کہ حالت حیض میں تھی تو جو نماز پڑھ چکی ہے باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۶:- عورت جب حیض سے پاک ہوجائے تو اسے اپنی نماز، عبادتوں کو بجالانے کے لئے غسل کرنا چاہیئے اور اگر پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے، غسل حیض کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے، لیکن نماز کے لئے غسل سے پہلے یا بعد میں وضو بھی کرنا چاہیئے اور بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرے۔

مسئلہ ۳۷۷:- عورت جب خون حیض سے پاک ہوجائے چاہے ابھی غسل نہ کیا ہو پھر بھی اس کی طلاق صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرسکتا ہے اگرچہ احتیاط

پر حرام تھے جیسے مسجدوں میں ٹھہرنا، قرآن کی تحریر کو چھونا وہ اس وقت تک جائز نہ ہوں گے جب تک غسل نہ کرے۔

مسئلہ ۳۶۸ :- اگر پانی غسل اور وضو دونوں کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ صرف وضو کے لئے کافی ہے تو اسے وضو کر لینا چاہئے اور غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر کسی کے لئے بھی پانی نہیں ہے تو اسے دو تیمم کرنے پڑیں گے، ایک غسل اور ایک وضو کے بدلے۔

مسئلہ ۳۶۹ :- روزانہ کی نمازیں جن کو عورت نے حالت حیض میں نہیں پڑھی اس کی قضا نہیں ہے، لیکن واجب روزے کی قضا کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳۷۰ :- جب نماز کا وقت داخل ہو جائے اور عورت کو معلوم ہو کہ اگر نماز میں تاخیر کی تو حائضہ ہو جائے گی تو فوراً نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۳۷۱ :- اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا وقت گزر جائے کہ جس میں ایک نماز پڑھی جا سکتی ہے اور وہ حائضہ ہو جائے تو اس نماز کی قضاء اس پر واجب ہے، لیکن جلدی پڑھنے اور آہستہ پڑھنے اور دوسرے ایسے امور کے بارے میں ضروری ہے اپنی حالت کا لحاظ کرے، مثلاً وہ عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضاء اس پر اس صورت میں واجب ہوگی جب چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر وقت اس کیفیت سے جس کا ذکر ہوا اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے، اور اس عورت کے لئے جو سفر میں ہو دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا کافی ہے، اور اسی طرح ان شرائط کا لحاظ رکھے جن کو حاصل کرنا ہے جیسے لباس اور بدن کی طہارت، لہذا اگر ان چیزوں کو حاصل کرنے اور ایک رکعت نماز پڑھنے جتنا وقت گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے تو اس کی قضاء اس پر واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۲ :- اگر آخر وقت میں پاک ہو جائے اور غسل و وضو اور دیگر مقدمات، مثلاً لباس کا تیار کرنا یا اس کا پاک کرنا اور ایک رکعت یا اس سے زیادہ کے لئے وقت

مسئلہ ۳۷۳ :- اگر حائضہ کے لئے پاک ہونے کے بعد غسل اور وضو کرنے کی مقدار وقت نہیں ہے، لیکن تیمم کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتی ہے تو وہ نماز اس پر واجب نہیں ہے، لیکن اگر تنگی وقت کے علاوہ اس کی شرعی ذمہ داری ہی تیمم ہو مثلاً پانی اس کے لئے مضر ہو تو اسے تیمم کر کے نماز پڑھنا چاہئے ۔

مسئلہ ۳۷۴ :- اگر عورت حیض سے پاک ہونے کے بعد شک کرے کہ نماز کے لئے مقدار کافی وقت باقی ہے کہ نہیں تو اس کو اپنی نماز پڑھنی چاہئے ۔

مسئلہ ۳۷۵ :- اگر اسے خیال تھا کہ اتنا وقت نہیں ہے جس میں مقدمات نماز مہیا ہوجائیں اور ایک رکعت نماز پڑھی جاسکے اور اس نے نماز نہیں پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ اتنا وقت تھا تو اسے وہ نماز قضا پڑھنی پڑے گی ۔

مسئلہ ۳۷۶ :- حائض عورت کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت خود کو خون سے پاک کرے اور روئی یا کپڑے کے بنے ہوئے پیڈ کو بدل کر وضو کرے اور اگر وضو ممکن نہیں ہے تو تیمم کرے اور اپنی جا نماز پر رو بقبلہ بیٹھ کر ذکر الٰہی ودعا وصلوات میں مشغول ہوجائے ۔

مسئلہ ۳۷۷ :- قرآن کی تلاوت کرنا ، اس کا ہمراہ رکھنا ، حواشی قرآن کا چھونا ، دو سطروں کے بیچ کو چھونا ، مہندی کا خضاب لگانا حائض کے لئے مناسب نہیں ہے اور مکروہ ہے ۔

حائض عورتوں کی قسمیں

مسئلہ ۴۷۸:- حائضہ عورتوں کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ صاحب عادت وقتیہ اور عددیہ، یعنی جو دو ماہ تک مسلسل معین وقت میں خون دیکھے اور دنوں مہینوں میں خون آنے کے دن برابر ہوں، مثلاً دونوں مہینوں میں پہلی سے ساتویں تک دیکھے۔

۲۔ صاحب عادت وقتیہ، اس عورت کو کہتے ہیں جو دو ماہ مسلسل وقت معین میں خون دیکھے لیکن دونوں مہینوں میں خون کے دن برابر نہ ہوں، مثلاً ایک مہینہ میں پہلے سے ساتویں تک اور دوسرے میں پہلی سے آٹھویں تک دیکھے۔

۳۔ صاحب عادت عددیہ، وہ عورت ہے جو مسلسل دو ماہ معین دنوں تک خون دیکھے مگر وقت الگ الگ ہو، مثلاً پہلے مہینے میں پانچویں سے دسویں تک اور دوسرے مہینے میں بارہویں سے سترہویں تک دیکھے۔

۴۔ مضطربہ، وہ عورت ہے جس کے چند مہینے خون آیا ہو، لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اگر پہلے عادت تھی بھی تو وہ اب ختم ہوگئی ہے اور نئی عادت معین ہوئی ہے۔

۵۔ مبتدیہ، جس عورت نے پہلی بار خون دیکھا ہو اس کو مبتدیہ کہتے ہیں۔

۶۔ ناسیہ، جو عورت اپنی عادت بھول گئی ہو وہ ناسیہ ہے۔

ان میں سے ہر ایک کے احکام ہیں جو آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ صاحب عادت وقتیہ و عددیہ

مسئلہ ۴۷۹:- جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ عورت جس سے مسلسل دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور وہ

ایک معین وقت پر ہی [illegible] مثلاً مسلسل دو مہینوں میں [illegible] مہینے کی پہلی تاریخ

کو خون آئے اور ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہے۔

۲۔ وہ عورت جو خون سے پاک تو نہ ہو لیکن دو مہینے مسلسل چند معین دن، مثلاً پہلی تاریخ سے لے کر آٹھویں تاریخ تک جو خون دیکھتی ہے اس میں خون حیض کی علامات موجود ہیں، یعنی گاڑھا، سیاہ گرم اور اچھل کر جلن کے ساتھ نکلتا ہے اور اس کے علاوہ جو خون دیکھتی ہے اس میں استحاضہ والی علامات پائی جائیں تو اس کی عادت پہلی سے لے کر آٹھ تاریخ تک ہوگی۔

۳۔ جو عورت دو مہینے مسلسل معین وقت میں خون دیکھتی رہی اور اس کے بعد تین دن یا اس سے زیادہ خون دیکھے پھر ایک یا ایک سے زیادہ دن پاک رہے اور دو بارہ خون دیکھے اور جتنے دن اس نے خون دیکھا ہے اور وہ درمیانی دن جن میں پاک رہی سب کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں کے تمام دن جن میں پاک رہی مجموعاً ان کی تعداد ایک جیسی تھی تو اس کی عادت تمام وہ دن ہیں کہ جن میں خون دیکھا ہے اور درمیان پاک رہی ہو اور یہ ضروری نہیں ہے کہ درمیان میں پاکیزگی کے دن دونوں مہینوں میں ایک جتنے ہوں، مثلاً اگر پہلے مہینے میں پہلی سے تیسری تک خون دیکھے اور تین دن پاک رہے اور پھر تین دن خون دیکھے اور دوسرے مہینے تین دن خون دیکھنے کے بعد تین دن یا کم و بیش پاک رہی ہو اور دو بارہ خون دیکھے اور سب کو ملا کر نو دن بنتے ہیں یہ سب ایام حیض کے ہوں گے اور اس کی عادت نو دن قرار پائے گی۔

مسئلہ ۳۸۰:- عادت عددیہ اور وقتیہ رکھنے والی عورت اگر عادت کے دنوں میں یا دو تین پہلے دو تین دن بعد خون دیکھے، یعنی اس طرح کہ کہا جائے کہ اس کا حیض آگے یا پیچھے ہو گیا ہے تو اگرچہ اس خون میں حیض کی علامات موجود نہ ہوں وہ ان احکام پر عمل کرے گی جو حائضہ عورت کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اگر بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ

پڑے گی جو وہ بجا نہیں لائی۔

مسئلہ ۳۸۱:- عادت وقتیہ عددیہ رکھنے والی عورت اگر چند دن عادت سے پہلے اور عادت کے تمام دن اور کچھ دن عادت کے بعد خون دیکھے اور مجموعاً دس دن سے زیادہ نہ ہو تو تمام حیض ہوگا، لیکن اگر مجموعاً دس دن سے زیادہ ہوجائے تو جو خون عادت کے دنوں میں آتا رہا وہ حیض ہے اور جو اس سے پہلے یا بعد دیکھتی رہی استحاضہ ہوگا، اور ان عبادات کی قضا کرے گی جو عبادت کے دنوں سے پہلے اور بعد بجا نہیں لائی، اسی طرح اگر عادت کے تمام دن عادت سے کچھ دن پہلے ملا کر خون دیکھا ہو اور مجموعاً دس دن سے زیادہ نہ ہو تو تمام حیض ہوگا اور اگر مجموعاً دس دن سے زیادہ ہو تو عادت کے دنوں کو حیض شمار کیا جائے گا اور جو عادت سے پہلے دیکھ چکی ہے استحاضہ ہوگا اور اگر ان دنوں میں عبادات بجا نہیں لائی ہے تو ان کی قضا کرے گی، اور اگر عادت کے تمام دنوں کے ساتھ کچھ عادت کے بعد بھی خون دیکھتی رہی اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہیں تو تمام حیض ہوگا، اور اگر دس دن سے زیادہ ہے تو صرف عادت والے دنوں کا خون حیض اور باقی استحاضہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۲:- جس عورت کی عادت وقتیہ عددیہ ہے اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ عادت سے چند دن پہلے خون دیکھے اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ بھی نہ ہو تو تمام حیض ہوگا، اور اگر دس دن سے زیادہ ہوجائے تو وہ دن جو عادت میں سے ہیں ادر کچھ دن عادت کے پہلے کے جن کا مجموعہ عادت کے برابر ہوجائے حیض اور اس سے پہلے کے دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ عادت کے بعد کے چند دن کو خون دیکھے اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہ ہو تو تمام حیض ہوگا اور اگر زیادہ ہوجائے تو عادت کے دنوں کے ساتھ چند دن بعد عادت کے کہ جن کی مجموعی مقدار عادت کے برابر ہو حیض قرار دے اور باقی استحاضہ۔

مسئلہ ۳۸۳:- عادت والی عورت کا خون اگر تین یا زیادہ دن تک آنے کے بعد رک

مجموعاً دس سے زیادہ ہو (مثلاً پانچ دن خون آیا ہو پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دو بارہ آیا ہو) تو اس کی چند صورتیں ہیں:

۱۔ پہلی بار کا خون تمام یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد آیا ہے عادت کے دنوں میں نہ ہو اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔

۲۔ پہلا خون ایام عادت میں نہ ہو اور دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں ہو تو دوسرے تمام خون کو حیض اور پہلے کو استحاضہ قرار دے۔

۳۔ پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار ایام عادت میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اور درمیانی پاکیزگی کے ایام اور دوسرے خون کا کچھ حصّہ جو ایام عادت میں آیا ہو یہ مل کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو یہ تمام حیض ہے اور ایام عادت سے پہلے آنے والا پہلے خون کا کچھ اور ایام عادت کے بعد آنے والا دوسرے خون کا کچھ حصّہ استحاضہ ہوگا، مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک آئے تو تیسری سے دسویں تک حیض ہے اور گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

۴۔ پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن پہلا خون تین دن سے کم ہو تو ایسی عورت کو چاہئے کہ دونوں خون آنے کے پورے دن درمیانی پاکیزگی کے ایام ملا کر ان چیزوں کو ترک کر دے جو حائض پر حرام ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور استحاضہ والی عورت نے جن چیزوں کو بجا لانا ہے انہیں بجا لائے۔

مسئلہ ۴۸۳ :- عادت وقتیہ اور عددیہ رکھنے والی عورت اگر عادت کے دنوں میں خون نہ دیکھے اور دوسرے دنوں میں ایام عادت کے مطابق خون دیکھے تو اگر اوقات عادت کے بعد ہو تو خون کے آنے پر اسے حیض قرار دے اور اگر وقت عادت سے پہلے آئے اور

اس میں نہ ہو تو تین دن تک تمام وہ چیزیں جو حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے اور استحاضہ والی عبادات بجالائے یہاں تک کہ معلوم ہوجائے کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ۔

مسئلہ ۳۸۵:۔ عادت عددیہ اور وقتیہ رکھنے والی عورت اگر عادت کے دنوں میں خون دیکھے لیکن اس کے دنوں کی تعداد ایام عادت سے کم یا زیادہ ہو اور ان ہی عادت کے بعد دو بارہ عادت کے دنوں کے مطابق خون دیکھے، تو دونوں خون کے دنوں میں جو کام حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے اور استحاضہ والے امور بجالائے۔

مسئلہ ۳۸۶:۔ عادت وقتیہ اور عددیہ رکھنے والی عورت اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے تو جس خون کو عادت کے دنوں میں دیکھا ہے وہ حیض ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات موجود نہ ہوں اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آیا ہے وہ استحاضہ ہے، چاہے اس میں حیض کی علامتیں پائی جاتی ہوں یا نہیں، مثلاً جس عورت کی عادت پہلی تاریخ سے لے کر ساتویں تک تھی، اگر پہلے سے لے کر بارہویں تک خون دیکھے تو اس کے پہلے سات دن حیض اور بعد کے پانچ دن استحاضہ ہوں گے۔

۲۔ صاحب عادت وقتیہ

مسئلہ ۳۸۷:۔ عادت وقتیہ رکھنے والی عورتیں تین گروہ ہیں:

۱۔ وہ عورت جو دو ماہ مسلسل معین وقت میں خون حیض دیکھتی رہے اور چند دن کے بعد پاک ہوجائے لیکن ان دنوں کی تعداد ایک جیسی نہیں ہے، مثلاً دو مہینے مسلسل مہینے کی پہلی تاریخ کو خون دیکھے لیکن پہلے مہینے ساتویں اور دوسرے مہینے آٹھویں کو خون سے پاک ہوجائے، تو اس کو چاہیے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو خون حیض کو اپنی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

۲۔ جو عورت خون سے پاک ہی نہیں ہوتی (پورے مہینے خون آتا ہے) لیکن دو ماہ

خون میں استحاضہ والی علامات ہوں، اور ان دنوں کی تعداد جن میں خون حیض کی علامات موجود ہیں دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو، مثلاً پہلے مہینہ میں پہلی سے لے کر سات تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں پہلے سے لے کر آٹھ تک اس کے خون میں حیض کی علامات اور باقی میں استحاضہ والی علامات ہوں تو یہ عورت بھی مہینہ کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت حیض کا پہلا دن قرار دے گی۔

۳۔ جو عورت دو ماہ مسلسل معین وقت میں تین دن یا اس سے زیادہ خون دیکھے اور اس کے بعد پاک ہوجائے دو بارہ پھر تین دن یا اس سے زیادہ خون دیکھے اور تمام وہ دن جن میں خون دیکھا ہو ان دنوں سمیت جن میں درمیانی وقفہ میں پاک رہی ہے دس دن سے زیادہ نہ ہوں لیکن دوسرے مہینہ کے دن پہلے سے زیادہ یا کم ہوں، مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینہ میں نو دن تھے تو یہ عورت بھی مہینہ کی پہلی تاریخ کو اپنے حیض کی عادت کی ابتداء قرار دے۔

مسئلہ ۳۸۸:- عادت وقتیہ رکھنے والی عورت اگر اپنی عادت میں یا عادت سے دو تین دن پہلے یا بعد میں اس طرح خون دیکھے کہ کہا جائے کہ اس کا حیض آگے یا پیچھے ہوگیا ہے تو حائض عورتوں کے احکام پر عمل کرے چاہے اس خون میں حیض کے علامات ہوں یا نہ ہوں، لیکن اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ وہ حیض نہیں تھا مثلاً تین دن سے پہلے پاک ہوگئی ہو تو جو عبادتیں وہ بجا نہیں لائی تھی انہیں قضا کرے۔

مسئلہ ۳۸۹:- عادت وقتیہ والی عورت اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور حیض کے دنوں کو علامتوں کی بناپر تشخیص نہ دے سکے تو اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کے دنوں کے برابر حیض قرار دے (چاہے باپ یا ماں کی طرف سے رشتہ دار ہوں زندہ ہوں یا مردہ) لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب ان سب کے حیض کے دنوں کی تعداد ایک جیسی ہو، لیکن اگر ان میں اختلاف ہو، مثلاً کسی کی عادت پانچ دن اور بعض کی عادت سات

عورتوں سے مختلف ہے وہ بہت کم ہوں تو اس صورت می زیادہ عورتوں کی عادت کو حیض قرار دے۔

مسئلہ ۳۹۰: عادت وقتیہ رکھنے والی عورت جو اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کے برابر دنوں کو حیض قرار دیتی ہے تو وہ ہر مہینہ اس دن کو اپنا اول حیض قرار دے جو اس کی عادت کا پہلا دن ہے، مثلاً جو عورت ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو خون دیکھتی ہے اور کبھی ساتویں اور کبھی آٹھویں دن پاک ہوجاتی ہے، اگر وہ کسی مہینہ میں بارہ دن خون دیکھے اور اس کی رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن ہے تو وہ مہینہ کے پہلے سات دنوں کو حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۳۹۱: عادت وقتیہ رکھنے والی عورت جو اسے اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کو حیض قرار دینا ہے اگر اس کی رشتہ دار عورتیں نہ ہوں یا ان کی عادت کے دنوں کی تعداد ایک جیسی نہ ہو تو اسے چاہیۓ کہ ہر مہینہ جس دن خون دیکھے اس دن سے لے کر تین یا چھ یا سات دن تک خون حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور بعد میں بھی اتنے ہی دنوں کو حیض قرار دے۔

۲۔ صاحب عادت عددیہ

مسئلہ ۳۹۲: عادت عددیہ رکھنے والی عورتیں تین قسم ہیں:

۱۔ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد دو مہینوں میں پے در پے ایک جیسی رہی ہو مگر وقت بدل جاتا ہے تو اس صورت میں جتنے دن وہ خون دیکھتی ہے وہ اس کی عادت کے ہوں گے، مثلاً اگر اس نے پہلے مہینے پہلی سے لے کر پانچویں تک اور دوسرے مہینہ گیارہویں سے لے کر پندرہویں تک خون دیکھا ہے تو اس کی عادت پانچ دن ہوگی۔

معین وقت پر خون آتا ہے اور اس میں حیض کی علامتیں پائی جاتی ہے اور باقی میں استحاضہ کی علامات پائی جاتی ہیں اور دونوں مہینوں کے وہ دن جن میں علامات حیض پائی جاتی ہیں ان کی تعداد ایک جیسی ہے لیکن ان کا وقت ایک جیسا نہیں، تو اس صورت میں جتنے دنوں میں حیض کی علامات پائی جاتی ہیں وہ اس کی عادت ہوں گے، مثلاً اگر ایک مہینہ میں پہلی تاریخ سے لے کر پانچویں تک اور دوسری میں گیارہویں سے لے کر پندرہویں تک اس کے خون میں حیض کی علامات تھیں اور باقی میں استحاضہ کی تو اس کی عادت کے دنوں کی تعداد پانچ دن ہوگی۔

۳۔ جو عورت مسلسل تین یا اس سے زیادہ دن خون دیکھے اور ایک دن یا اس سے زیادہ پاک رہے اور دو بارہ خون دیکھے اور پہلے اور دوسرے مہینے میں خون دیکھنے کا وقت مختلف ہو تو اگر تمام وہ دن جن میں خون دیکھا ہے اور وہ درمیانی دن جن میں پاک رہی ہے دس دن سے زیادہ نہ ہوں اور دنوں کی تعداد بھی ایک جیسی ہو تو تمام وہ دن جن میں متفرق طور پر خون دیکھا ہے اس کی عادت حیض شمار ہوں گے، اور ضروری نہیں ہے کہ درمیانی پاک رہنے والے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو، مثلاً اگر پہلے مہینے میں پہلی تاریخ سے لے کر تیسری تک خون دیکھے اور دو دن پاک رہے اور پھر تین دن خون دیکھے اور دوسرے مہینے گیارہویں تاریخ سے لے کر تیرہویں تک خون دیکھے اور دو دن یا کم وبیش پاک رہے اور پھر خون دیکھے تو سب ملا کر آٹھ دن سے زیادہ نہ بنیں تو اس کی عادت آٹھ دن ہوگی۔

مسئلہ ۳۹۳:- عادت عددیہ رکھنی والی عورت اگر اپنی عادت سے زیادہ خون دیکھے اور دس دن سے زیادہ خون آجائے تو اگر تمام خون ایک ہی قسم کا ہو تو بنابر احتیاط واجب جس دن سے خون دیکھا ہے اس دن سے اپنی عادت کے مطابق دنوں تک کو حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ، اور اگر تمام خون ایک جیسا نہ ہو بلکہ چند دنوں میں حیض کی اور

ان کی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہے تو پھر انہیں دنوں کو حیض اور بقیہ کو استحاضہ قرار دے، اور اگر حیض کی علامات والے دنوں کی تعداد عادت کے دنوں سے زیادہ ہے تو عادت کی مقدار کو حیض اور بقیہ کو استحاضہ قرار دے، اور اگر حیض کی علامات والے دنوں کی تعداد عادت کے ایام سے کم ہے تو ان دنوں کے ساتھ چند اور دن ملائے کہ جن کی مجموعی تعداد عادت کے برابر ہو جائے حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ قرار دے.

۲. مضطربہ

مسئلہ ۳۹۴ :- مضطربہ سے مراد وہ عورت ہے جو چند ماہ خون دیکھے لیکن اس کی عادت معین نہ ہو سکی ہو، اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور تمام خون ایک جیسا ہو تو اگر اس کی رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن ہے تو وہ سات دن کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر کم ہو، مثلاً پانچ دن ہو تو پھر ان ہی پانچ دنوں کو حیض قرار دے اور سات دنوں اور اس کی عادت کے درمیان جو دو دن کا فرق ہے ان دونوں میں جو چیزیں حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے اور امور استحاضہ کو بجالائے، یعنی استحاضہ والی عورت کے لئے جو عبادت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق اپنی عبادات بجالائے اور اگر اس کی رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن سے زیادہ ہو، مثلاً نو دن ہو تو سات دن حیض کے ہوں گے اور اس کی عادت اور نو دونوں میں جو دو دن کا فرق ہے اس میں استحاضہ والی عبادت بجالائے اور حائض پر جو حرام ہیں انہیں ترک کرے.

مسئلہ ۳۹۵ :- اگر مضطربہ دس دن سے زیادہ خون دیکھے جس میں چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو اگر وہ خون کہ جس میں حیض کی علامات ہوں تو تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت تک نہ آیا ہو تو جو خون حیض کی علامات رکھتا ہے وہ حیض اور باقی استحاضہ ہوگا، اور اگر

چاہیئے اگر ان کی عادت سات دن ہے تو سات دن کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے، اور اگر رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن سے کم یا سات دن سے زیادہ ہو تو اس دستور پر عمل کرے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان کیا جا چکا ہے اور اسی کو حیض قرار دے، یعنی سات دن تک حائض ہوگی اور باقی ایام میں اس دستور پر عمل کرے گی جو گزشتہ مسائل میں بیان ہو چکا ہے، اور اسی طرح ہے اگر جس خون میں حیض کی علامات موجود تھیں اس کے دس دن گزرنے سے پہلے دو بارہ خون دیکھے جب کہ اس میں بھی حیض کی علامات ہوں، مثلاً پانچ دن سیاہ رنگ کا خون دیکھے اور نو دن زرد رنگ کا خون اور پھر دو بارہ پانچ دن سیاہ رنگ کا خون دیکھے تو اس پہلے خون کو حیض کا خون قرار دے اور باقی کے متعلق سات دن تک جو دستور پہلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

۵۔ مبتدئہ

مسئلہ ۳۹۶:- مبتدئہ، یعنی جو عورت پہلی مرتبہ خون دیکھے، اگر دس دن سے زیادہ دیکھے اور سب ایک ہی طرح کا ہو تو مسئلہ سابق کے مطابق اپنی رشتہ دار عورتوں کے مطابق حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ۔

مسئلہ ۳۹۷:- اگر مبتدئہ دس دن سے زیادہ خون دیکھے جس میں چند دن کے خون میں حیض کی علامات ہوں اور باقی میں استحاضہ کی علامتیں ہوں، تو وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں اگر تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ سب حیض ہے اور جس میں حیض کی علامات نہ ہوں وہ استحاضہ ہے، لیکن اگر دس دن گزرنے سے پہلے خون کے جس میں حیض کی علامات تھیں دو بارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں، مثلاً پانچ دن سیاہ خون آئے تو اسے چاہیئے کہ پہلے آنے والی خون کو جس میں حیض کی علامات پائی جاتی ہیں حیض قرار دے اور دونوں کی تعین میں اپنی رشتہ دار عورتوں کی

مسئلہ ۴۹۸ :- اگر مبتدئہ دس دن سے زیادہ خون دیکھے جس میں چند دن کے خون میں حیض کی علامات ہوں اور چند دن میں استحاضہ کی علامات، لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ آیا ہو تو اسے چاہئے پہلے آنے والے خون کو جس میں حیض کی علامات تھیں حیض قرار دے اور ایام کی تعین میں اپنی رشتہ دار عورتوں کی طرف رجوع کرے اور باقی ایام کو استحاضہ قرار دے۔

۶۔ ناسیہ

مسئلہ ۴۹۹ :- ناسیہ، یعنی وہ عورت جو اپنی عادت بھول گئی ہو اگر دس دن سے زیادہ دیکھے تو اسے چاہئے کہ جس خون میں حیض کی علامات ہوں دس دن تک اسے حیض قرار دے اور باقی ایام کو استحاضہ قرار دے اور اگر علامات کے ذریعہ حیض کی تشخیص نہ کر سکتی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر پہلے سات دن کو حیض اور باقی ایام کو استحاضہ قرار دے۔

حیض کے مختلف مسائل

مسئلہ ۵۰۰ :- مبتدئہ، مضطربہ، ناسیہ اور عادت عددیہ رکھنے والی عورت جس وقت ایسا خون دیکھے جس میں حیض کی علامات ہو یا اسے یقین ہو کہ یہ تین دن تک رہے گا تو اس کو فوراً عبادت ترک کر دینی چاہئے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ وہ حیض نہیں تھا تو چھوٹی ہوئی عبادتوں کی قضا کرے، لیکن اگر اسے یقین نہ ہو کہ تین دن تک خون رہے گا اور اس میں حیض کی علامات بھی موجود نہ ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تین دن تک وہ استحاضہ والے کام کریں اور جو کام حیض والی عورت پر حرام ہیں وہ ترک کریں اور اگر تین دن گزرنے سے پہلے پاک نہ ہو تو پھر اسے حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۱ :- جو عورت صاحب عادت ہے، خواہ وقتیہ اور عددیہ ہو یا فقط عددیہ ہو یا

دونوں ایک دوسرے کی طرح ہوں تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اس نے دیکھا ہے اس کی طرف پلٹ آئے گی، مثلاً اگر وہ مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تک خون دیکھتی اور پاک ہوجاتی تھی اب اگر وہ دو مہینہ دسویں سے سترہویں تک خون دیکھے اور پاک ہوجائے تو دسویں سے سترہویں تک اس کی عادت بن جائے گی۔

مسئلہ ۵۰۲: ایک مہینے سے مراد خون دیکھنے کی ابتدائی وقت سے لے کر تیس روز تک ہے نہ مہینہ کی پہلی تاریخ سے مہینہ کے آخری دن تک ہے۔

مسئلہ ۵۰۳: جو عورت ایک ماہ میں صرف ایک مرتبہ خون دیکھتی ہے اگر کسی مہینہ میں دو مرتبہ خون آجائے اور اس میں حیض کی علامتیں بھی ہو، چنانچہ درمیان کے جن دنوں میں پاک رہی تھی اگر وہ دس دن سے کم نہ ہوں تو دونوں کو حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۴: اگر تین دن یا اس سے زیادہ خون دیکھے جس میں حیض کی علامات ہوں اس کے بعد دس دن یا اس سے زیادہ ایسا خون دیکھے جس میں استحاضہ کی علامتیں ہوں اور پھر تین دن ایسا خون دیکھے جس میں حیض کی علامات ہو تو پہلا اور دوسرا خون کو جس میں حیض کی علامات موجود ہوں حیض قرار دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۵۰۵: اگر عورت دس دن سے پہلے پاک ہوجائے اور اس کو معلوم ہو کہ اندر بھی خون نہیں ہے اسے غسل کرکے اپنی عبادتوں کو بجالانا چاہیئے، چاہے اسے یقین ہو کہ دس دن تمام ہونے سے پہلے اس کو دوبارہ آجائے گا لیکن اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا تو وہ غسل نہ کرے اور نماز بھی نہیں پڑھ سکتی، بلکہ حیض والی عورت کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۵۰۶: اگر عورت دس دن سے پہلے پاک ہوجائے لیکن اسے یہ احتمال ہو کہ اندر خون موجود ہے تو تھوڑی سی روئی اندر داخل کرکے دیکھ لینا چاہیئے، اگر صاف ہو تو غسل کرے اور عباداتوں کو بجالائے اور اگر صاف نہ ہو چاہے خون کے پانی ہی سے آلود ہو

کرنا پڑے گا اگر وہ دس دن سے پہلے پاک ہوجائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن پاک ہو یا اس کا خون دس دن سے تجاوز کرے تو دسویں دن کے آخری وقت غسل کرے تو اگر اس کی عادت دس دنوں سے کم ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ دس روز پورے ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے آخری وقت پاک ہوجائے گی تو غسل نہ کرے اور اگر اسے احتمال ہے کہ اس کا خون دس سے زیادہ ہوجائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک دن عبادت کو ترک کرے اور اس کے بعد دس دن تک عبادت ترک کرسکتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ دسویں دن تک استحاضہ والی عورت کے کام کو بجالائے اور ان کاموں کو جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے، پس اگر وہ دس دن تمام ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے آخری وقت میں خون سے پاک ہوجائے تو وہ تمام حیض ہوگا اور اگر دس دن سے آگے بڑھ گیا تو پھر اپنی عادت کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور ان عبادات کی قضا کرے جو عادت کے دنوں کے بعد ادا نہیں کرتی رہی۔

مسئلہ ۵۰۷ :- اگر چند دن کو حیض قرار دے اور عبادات ترک کردے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ یہ حیض نہیں تھا تو نماز اور روزہ جو ان دنوں ترک کرتی رہی ہے اس کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادت کرتی رہی ہے کہ یہ خون حیض نہیں بعد میں معلوم ہوجائے کہ یہ تو حیض تھا تو اگر ان دنوں روزے رکھتی رہی ہے تو ان کی قضا کرے۔

احکام نفاس

مسئلہ ۵۰۸ :- بچہ کے پہلے ہی جزو کے بطن مادر سے باہر آتے ہی جو خون بھی آئے اگر دس دن سے پہلے یا دسویں دن کے آخر میں خون آنا بند ہوجائے تو وہ خون نفاس ہے اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰۹ :- بچے کے جسم کے پہلے حصّہ کے باہر آنے سے پہلے جو خون عورت دیکھے

مسئلہ ۵۱۰ :- یہ ضروری نہیں کہ بچے کی خلقت پوری ہو بلکہ اگر خون کا لوتھڑا بھی رحم سے خارج ہو اور خود عورت کو معلوم ہو یا چار دائیاں یہ کہیں کہ اگر یہ رحم میں باقی رہتا تو انسان بن جاتا تو جو خون اسے دس دن تک آئے گا وہ نفاس ہوگا .

مسئلہ ۵۱۱ :- ممکن ہے کہ نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے لیکن دس دن سے بہرحال زیادہ نہیں ہوتا .

مسئلہ ۵۱۲ :- اگر شک ہو کہ کوئی چیز ساقط ہوئی ہے یا نہیں یا جو کچھ ضائع ہوا ہے اگر وہ رہ جاتا تو انسان بنتا یا نہ تو جو خون نکلے وہ نفاس نہیں ہے اور جستجو کرنا بھی لازم نہیں ہے .

مسئلہ ۵۱۳ :- مسجد میں ٹھہرنا اور مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ میں داخل ہونا اور بدن کے کسی حصّہ سے حروف قرآن کو چھونا اور دوسرے امور جو حیض والی عورت کے لئے حرام ہیں نفاس والی کے لئے بھی حرام ہیں اور جو چیزیں حائض کے لئے واجب یا مستحب یا مکروہ ہیں وہ نفساء کے لئے بھی واجب، مستحب یا مکروہ ہیں .

مسئلہ ۵۱۴ :- حالت نفاس میں عورت کو طلاق دینا باطل ہے اور اس سے ہمبستری کرنا حرام ہے اور اگر شوہر اس سے ہمبستری کرلے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جس طرح احکام حیض میں بیان ہوچکا ہے کفارہ ادا کرے .

مسئلہ ۵۱۵ :- خون نفاس سے پاک ہونے کے بعد عورت کو غسل کرکے اپنی عبادتوں کو انجام دینا چاہئے اور اگر دوبارہ اسے خون آجائے تو اگر وہ دن جن میں خون دیکھا ان دنوں سمیت کہ درمیانی عرصہ میں جن میں پاک رہی ہے مجموعاً دس دن یا اس سے کم ہوں تو سارے خون کو نفاس قرار دے اور جن دنوں میں پاک رہی ہے اگر اس نے روزہ رکھا ہے تو اس کی قضا بجالائے .

مسئلہ ۵۱۶ :- اگر عورت بظاہر نفاس سے پاک ہوجائے مگر احتمال ہو کہ اندر خون

عبادتوں کو انجام دے۔

مسئلہ ۵۱۷ :- اگر خون نفاس دس دن سے زیادہ آجائے اور وہ عورت حیض میں عادت رکھتی ہو تو اس کی عادت کے دنوں کے برابر نفاس ہوگا باقی استحاضہ اور اگر عادت نہیں رکھتی تھی تو دس دن تک نفاس ہے باقی استحاضہ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جس عورت کی عادت معین ہے وہ عادت کے بعد سے اور جس کی عادت نہیں ہے وہ بچہ جننے کے دس دن کے بعد سے اٹھارہ دن تک استحاضہ والی امور بجالائے اور وہ کام جو نفاس والی عورت پر حرام ہیں انہیں ترک کردے۔

مسئلہ ۵۱۸ :- جس عورت کی عادت حیض میں دس دن سے کم ہو اور اس کو نفاس عادت سے زیادہ آجائے تو عادت کے دنوں کے برابر نفاس قرار دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک یا دو یا دس دن تک عبادت کو ترک کرے اور اگر دس دن سے زیادہ ہوجائے تو ایام عادت کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر عبادت ترک کی ہے تو قضا بجالائے۔

مسئلہ ۵۱۹ :- بہت سے عورتوں کو وضع حمل کے ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ دنوں تک خون آتا ہے ایسی عورتوں کی اگر حیض میں عادت معین ہو تو اپنی عادت کی تعداد کے مطابق اتنے دنوں تک نفاس قرار دیں اور نفاس کے دس دن گزرنے کے بعد جو خون دیکھے اگرچہ ماہانہ عادت کے دنوں میں ہی کیوں نہ آجائے وہ استحاضہ ہوگا، مثلاً جس عورت کی عادت حیض میں ہر مہینہ کی بیسویں سے ستائیس تک تھی اگر اس نے مہینہ کی دس تاریخ کو بچہ جنا اور ایک مہینہ یا زیادہ مسلسل خون آتا رہا تو سترہویں تاریخ تک نفاس ہوگا اور سترہویں سے لے کر دس دن تک یہاں تک کہ وہ خون جو اس کی عادت کے دنوں میں تھا جو کہ بیسویں سے لے کر ستائیسویں تک تھی استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون دیکھے اگر وہ اسی کی عادت کے دنوں میں ہے تو حیض ہوگا، چاہے اس میں حیض کی علامات پائی جائیں یا نہ پائی جائیں اور اگر خون اس کی عادت کے دنوں میں نہیں، اگرچہ

مسئلہ ۵۲۰ :- جن عورتوں کو وضع حمل کے بعد ایک ماہ یا اس سے زیادہ مدت تک خون آتا رہا ہے اگر ان کی ماہواری کی عادت نہیں ہے تو اول کے دس دن نفاس ہیں اور اس کے بعد کے دس دن استحاضہ ہیں، اس کے بعد کے خون میں اگر حیض کی علامت ہے تو حیض ورنہ وہ بھی استحاضہ ہے۔

غسل مس میّت

مسئلہ ۵۲۱ :- اگر انسان کے مردہ کو ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل سے پہلے کوئی مس کرے (یعنی اس کے بدن کا کوئی حصّہ میّت کے بدن سے چھو جائے) تو اس پر مس میّت کا غسل واجب ہو جاتا ہے، خواہ نیند میں مس کرے یا بیداری میں، با اختیار مس کیا ہو یا بے اختیار، انتہا یہ ہے کہ اگر کسی کا ناخن یا ہڈی بھی میّت کے ناخن سے یا ہڈی مس ہو جائے تو غسل واجب ہے لیکن اگر مردہ حیوان کو چھو لے تو غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۲ :- ایسے مردہ کو چھونے سے جس کا تمام بدن سرد نہ ہوا ہو غسل واجب نہیں ہونا چاہے وہ جگہ سرد ہو چکی ہو جس کو مس کیا ہے۔

مسئلہ ۵۲۳ :- اگر اپنے بالوں کو میّت کے بدن اس سے اس طرح مس کرے کہ مس میّت صادق نہ آئے یا اپنا بدن میّت کے بالوں سے یا اپنے بال اس کے بالوں سے مس کرے تو غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۴ :- مردہ بچے کے مس کرنے کے لئے حتیٰ کہ اس سقط شدہ بچے کے لئے بھی جو پورے چار مہینے کا ہو چکا ہے غسل مس میّت واجب ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس سقط شدہ بچے کے مس کرنے کے لئے بھی غسل کیا جائے جو چار مہینے سے کم کا ہے لہذا اگر چار مہینے کا بچہ مردہ دنیا میں آئے تو اس کی ماں غسل مس میّت کرے بلکہ اگر بچہ چار مہینے سے کم کا ہو تو بھی بہتر ہے اس کی ماں غسل مس میّت کرے۔

بعد غسل مس میّت کرے۔

مسئلہ ۵۲۶ :- اگر انسان اس میّت کو چھولے کہ جس کے تینوں غسل مکمل ہوگئے ہیں تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر تیسرے غسل کے پورے ہونے سے پہلے اس کے جسم کے کسی حصّہ کو مس کرے تو اسے غسل مس میّت کرنا پڑے گا اگرچہ اس حصّہ کا تیسرا غسل بھی پورا ہوچکا ہے۔

مسئلہ ۵۲۷ :- اگر نابالغ یا دیوانہ بچہ میّت کو مس کرے تو بالغ اور عاقل ہونے کے بعد اس پر غسل مس میّت واجب ہے۔

مسئلہ ۵۲۸ :- اگر کسی زندہ یا ایسے مردہ سے کہ جس کو غسل نہیں دیا گیا ہے کوئی ایسا ٹکڑا جدا ہوجائے جس میں ہڈی ہو اور اس جدا شدہ حصّہ کو غسل دینے سے پہلے چھولیا ہو تو اسے غسل مس میّت کرنا پڑے گا، لیکن اگر جدا شدہ حصّہ میں ہڈی نہ ہو اور وہ میّت سے جدا ہوا ہو تو اسے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۵۲۹ :- کسی ایسی ہڈی اور دانتوں کے مس کرنے سے جو کسی مردہ انسان کے بدن سے جدا ہوئی ہو اور اسے غسل بھی نہ دیا گیا ہو احتیاط واجب کی بنا پر غسل کرنا چاہیئے لیکن ایسی ہڈی اور دانت کے مس کرنے سے جو زندہ سے جدا ہوئی ہے اور اس پر گوشت نہ ہو غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۳۰ :- غسل مس میّت غسل جنابت کی طرح کیا جاتا ہے لیکن جس نے غسل مس میّت کیا ہے نماز پڑھنے کے لئے اسے وضو کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۵۳۱ :- اگر کئی مردوں کو مس کرے یا ایک ہی میّت کو چند بار چھولے تو سب کے لئے ایک غسل کافی ہے۔

مسئلہ ۵۳۲ :- جس پر غسل مس میّت واجب ہو وہ مسجد میں جا سکتا ہے اور سورہائے سجدہ کو پڑھ سکتا ہے، اپنی بیوی سے ہمبستری کر سکتا ہے، لیکن نماز وطواف وغیرہ

محتضر کے احکام

مسئلہ ۵۳۳ :- محتضر یعنی جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس کو اس طرح چت لٹانا چاہیئے کہ دونوں پیروں کے تلوے رو بقبلہ ہوں چاہے مرنے والا مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا اور اگر پورے طور سے اس طرح لٹانا ممکن نہ ہو تو جتنا ممکن ہے اس طریقہ پر رجاءً عمل کیا جائے (یعنی حکم خدا کی اطاعت کی امید پر)اور اگر اسے لٹانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو اسے قبلہ رخ بٹھا دیا جائے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر داہنی کروٹ یا بائیں کروٹ اسے قبلہ رخ لٹا جائے .

مسئلہ ۵۳۴ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک میّت کا غسل پورا نہ ہوجائے اسے قبلہ رخ رکھا جائے، لیکن غسل پورا ہونے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اسے اس طرح رکھا جائے کہ جس حالت میں اس پر نماز پڑھتے ہیں .

مسئلہ ۵۳۵ :- محتضر کو رو بہ قبلہ لٹانا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کے ولی سے اجازت لینا لازم نہیں ہے .

مسئلہ ۵۳۶ :- مستحب ہے کہ محتضر کو شہادتین، بارہ اماموں کا اقرار ، اسلام کے تمام عقائد اس طرح تلقین کریں کہ وہ سمجھ لے اور یہ بھی مستحب ہے کہ مرتے دم تک تکرار کرتے رہیں .

مسئلہ ۵۳۷ :- مستحب ہے کہ محتضر کو یہ دعا اس طرح تلقین کریں کہ وہ سمجھ جائے .

اللهم اغفرلی الکثیر من معاصیک واقبل منّی الیسیر من طاعتک یا من یقبل الیسیر ویعفو عن الکثیر اقبل منّی الیسیر واعف عنّی الکثیر ، انک انت العفو الغفور . اللهم ارحمنی فانک رحیم .

مسئلہ ۵۳۸ :- اگر کسی کی جان مشکل سے نکل رہی ہو تو مستحب ہے کہ اس کی نماز

مسئلہ ۵۲۹ :- محتضر کو راحت پہنچانے کے لئے مستحب ہے کہ اس کے سرہانے سورۂ "یٰس" و "صافات" و "احزاب" و "آیۃ الکرسی" اور سورۂ "اعراف" کی ۵۴ ویں آیت یعنی "ان ربکم اللہ الذی خلق السماوات ..." اور سورۂ "بقرہ" کی آخری تین آیت پڑھنا مستحب ہے، بلکہ جتنا قرآن ممکن ہو پڑھیں۔

مسئلہ ۵۳۰ :- محتضر کو تنہا چھوڑ دینا یا اس کے پیٹ پر کسی وزنی چیز کا رکھنا مجنب وحائض کا اس کا پاس رہنا، رونا، بات چیت کرنا، صرف عورتوں کو اس کے پاس چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

موت کے بعد کے احکام

مسئلہ ۵۳۱ :- مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میّت کے منہ کو بند کر دیا جائے تا کہ وہ کھلا نہ رہے، آنکھوں کو اور ٹھڈی کو باندھ دیں، ہاتھ پاؤں کو سیدھا کر دیں، میّت پر ایک چادر ڈال دیں، اور اگر رات کو مرجائے تو اس کے مرنے کی جگہ چراغ روشن کیا جائے، تشییع جنازہ کے لئے مؤمنین کو اطلاع دیں، دفن میں جلدی کریں، لیکن اگر مرنے کا یقین نہ ہو تو یقین ہونے تک صبر کریں اور اگر میّت حاملہ ہے جبکہ اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کے دفن میں اتنی تاخیر کی جائے کہ اس کے بائیں پہلو کو چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے اور پھر اسے سی دیا جائے۔

میّت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کے احکام

مسئلہ ۵۳۲ :- ہر مسلمان میّت کا غسل، کفن، نماز اور دفن اگرچہ بارہ امام کو ماننے والا نہ بھی ہو ہر مکلف پر واجب کفائی ہے، یعنی اگر بعض اشخاص نے انجام دے دیا تو سب سے ساقط اور اگر کسی نے انجام نہ دیا تو سب گنہگار ہیں۔

مسئلہ ۵۳۳ :- اگر کوئی غسل و کفن و دفن میں مشغول ہو جائے تو دوسروں پر

کرناچاہیئے۔

مسئلہ ۵۳۴ :- اگر کسی کو یقین ہوجائے کہ دوسرا شخص میّت کے امور میں مشغول ہے تو اس پر ان کاموں میں اقدام کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر اسے شک یا گمان ہے تو پھر اقدام کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۵۳۵ :- اگر کسی کو معلوم ہوجائے کہ غسل، کفن، نماز یا دفن میّت باطل طریقہ پر دیا گیا ہے تو دوبارہ انجام دینا چاہیئے لیکن اگر گمان یا شک ہو کہ صحیح بجالایا گیا ہے یا غلط تو پھر اقدام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۳۶ :- میّت کے غسل وکفن، نماز ودفن کے لئے اس کے ولی سے اجازت لینی چاہیئے۔

مسئلہ ۵۳۷ :- عورت کا ولی غسل، کفن ودفن میں اس کا شوہر ہے اور اس کے بعد وہ مرد ہیں جو میّت سے میراث پاتے ہیں، وہ عورتوں سے مقدم ہیں اور میراث ہی کی ترتیب سے ولایت ہے۔

مسئلہ ۵۳۸ :- اگر کوئی کہے کہ میں میّت کا وصی یا ولی ہوں یا میّت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ اس کے اعمال بجالاؤں جبکہ کوئی اور شخص اس طرح کی دعوی نہ کرے تو اس صورت میں اس شخص کی بات قابل قبول ہوگی اور میّت کے امور اسی کے سپرد ہوں گے۔

مسئلہ ۵۳۹ :- اگر میّت اپنے کاموں کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو معین کرجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ولی اور وہ شخص دونوں اجازت دیں، لیکن میّت نے جس شخص کو ان امور کی انجام دہی کے لئے معین کیا ہے ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص قبول بھی کرلے، لیکن اگر قبول کرلیا تو اسے وصیّت کے مطابق عمل کرناچاہیئے۔

غسل میّت کے احکام

مسئلہ ۵۵۰:- میّت کو تین غسل دینا واجب ہے ۔
۱۔ ایسے پانی سے جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔ ۲۔ ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہو۔ ۳۔ خالص پانی کے ساتھ ۔

مسئلہ ۵۵۱:- بیری کے پتے اور کافور اتنے زیادہ نہ ہو کہ پانی کو مضاف کردیں اور اتنے کم بھی نہ ہو کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ اس میں بیری کے پتے اور کافور ملے ہوئے ہیں ۔

مسئلہ ۵۵۲:- اگر ضرورت کے مطابق بیری کے پتے اور کافور نہ مل سکے تو بنابر احتیاط واجب جتنی مقدار کے پتے میسر ہو اسے پانی میں ڈالا جائے ، لیکن اس قدر کم نہ ہو کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں ۔

مسئلہ ۵۵۳:- جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہو اگر وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی مکمل کرنے سے پہلے مرجائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہ دیں بلکہ کافور کے بدلے خالص پانی سے غسل دیا جائے گا اور اسی طرح ہے اگر عمرہ کے احرام میں بال کاٹنے سے پہلے مرجائے ۔

مسئلہ ۵۵۴:- اگر بیری کے پتے اور کافور یا ان میں سے کوئی ایک نہ مل سکے یا ان کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً غصبی ہو تو ان میں سے جو بھی ممکن نہ ہو اس کے بدلے میّت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے ۔

مسئلہ ۵۵۵:- میّت کو غسل دینے والے کو دوازدہ امامی، بالغ ، عاقل ہونا چاہیۓ اور غسل کے لازمی مسائل کو جاننے والا ہونا چاہیۓ ۔

مسئلہ ۵۵۶:- میّت کو غسل دینے والا کو قصد قربت رکھنا چاہیۓ یعنی غسل حکم خدا بجالانے کے لئے انجام دے اور اگر تیسرے غسل کے آخر تک اسی نیّت پر باقی رہے تو کافی ہے اور علیحدہ نیّت کی ضرورت نہیں ہے ۔

اور اس کی اولاد کا غسل کفن اور دفن شریعت میں جائز نہیں ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہوجائے تو اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو اسے غسل دینا چاہیئے اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان نہ ہو تو پھر غسل دینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵۸ :- سقط شدہ بچہ اگر چار ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا اور اگر چار ماہ کا نہیں تو اسے کپڑے میں لپیٹ کر غسل کے بغیر دفن کر دیں۔

مسئلہ ۵۵۹ :- مرد عورت کو اور عورت مرد کو غسل نہیں دے سکتے اور غسل باطل ہے، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل نہ دے۔

مسئلہ ۵۶۰ :- مرد تین سال سے کم عمر کی بچی کو غسل دے سکتا ہے اور عورت تین سال سے کم عمر کے بچہ کو غسل دے سکتی ہے۔

مسئلہ ۵۶۱ :- اگر مرد کی میّت کو غسل دینے کے لئے کوئی مرد نہ مل سکے تو جو عورتیں اس کی محرم اور رشتہ دار ہیں جیسے ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ اگرچہ رضاعیت سے ہو اس مرد کو غسل دے سکتی ہیں زیر لباس سے، اسی طرح اگر عورت کی میّت کو غسل دینے کے لئے عورت نہ مل سکے تو اس عورت کے محرم مرد اس کو غسل دے سکتے ہیں البتہ لباس کے اوپر سے۔

مسئلہ ۵۶۲ :- اگر مرد کی میّت کو مرد یا عورت کی میّت کو عورت غسل دے تو بہتر یہ ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ اس کے پورے بدن کو برہنہ کر لے۔

مسئلہ ۵۶۳ :- میّت کی شرمگاہ پر نگاہ کرنا حرام ہے اور غسل دنے والا اگر دیکھ لے تو گناہ کار ہوگا لیکن غسل باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۵۶۴ :- اگر میّت کا کوئی عضو نجس ہوگیا ہو تو غسل دینے سے پہلے اس کو پاک

سے پاک کردیں۔

مسئلہ ۵۶۵:- غسل میّت کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک غسل ترتیبی ممکن ہو ارتماسی نہ دیں البتہ غسل ترتیبی میں یہ جائز ہے کہ بدن کے تینوں حصّوں کو ترتیب سے پانی میں ڈبو دیں۔

مسئلہ ۵۶۶:- اگر عورت حالت حیض میں یا مرد حالت جنابت میں مر جائے تو وہی غسل میّت کافی ہے۔

مسئلہ ۵۶۷:- میّت کو غسل دینے کے لئے مزدوری لینا جائز نہیں ہے، البتہ مقدمات کے لئے اجرت لینے میں اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۸:- اگر پانی نہ ملے یا میّت کا بدن ایسا ہو کہ اس کو غسل نہ دیا جا سکتا ہو تو میّت کو ہر غسل کے بدلے ایک تیمم دیں۔

مسئلہ ۵۶۹:- میّت کو تیمم دینے والا شخص میّت کے روبرو بیٹھے اور اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارے اور میّت کے چہرے اور ہتھیلیوں کی پشت پر ہاتھ پھیرے اور اگر ممکن ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ میّت کے ہاتھوں سے بھی اس کو تیمم کروائے۔

کفن کے احکام

مسئلہ ۵۷۰:- مسلمان میّت کو تین کپڑوں میں کفن دینا واجب ہے: ایک لنگ دوسرا پیراہن (قمیص) تیسرے سرتاسری (چادر)۔

مسئلہ ۵۷۱:- لنگ ایسی ہو کہ ناف سے زانو تک تمام اطراف بدن کو چھپا سکے اور بہتر یہ ہے کہ سینہ سے پیروں تک پہنچ جائے اور بنابر احتیاط واجب قمیص کاندھے سے آدھی پنڈلی تک تمام بدن کو چھپا سکنے والی ہو اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے اوپر تک پہنچ جائے، اور چادر اتنی لمبی ہو کہ سر اور پیروں کی طرف سے باندھنا ممکن ہو اور چوڑائی اتنی ہو کہ ایک

مسئلہ ۵۷۲ :- لنگ کی وہ مقدار جو ناف سے گھٹنوں تک چھپائے اور پیراہن کی وہ مقدار جو کندھے سے نصف پنڈلی تک چھپائے یہ واجب کفن کی مقدار ہے اور اس سے زیادہ مقدار جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہوچکی ہے یہ مستحب کفن کی مقدار ہے۔

مسئلہ ۵۷۳ :- اگر میّت کے وارث بالغ ہوں اور یہ اجازت دے دیں کہ کفن کے مقدار واجب اور مستحب کو ان کے حصّہ وارثت سے لے لیا جائے تو کوئی اشکال نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب کفن کی مقدار سے زیادہ اور اسی طرح وہ مقدار جو احتیاطاً ضروری ہے نابالغ وارث کے حصّہ سے نہ لی جائے۔

مسئلہ ۵۷۴ :- اگر کوئی وصیّت کرجائے کہ مستحب کفن کی مقدار اس کے مال کے تیسرے حصّہ سے لی جائے یا یہ وصیّت کرے کہ مال کا تیسرا حصّہ اس کے اپنے مصارف پر خرچ کیا جائے لیکن مصرف معین نہ کرے یا صرف کچھ مقدار کا مصرف معین کرجائے تو مستحب کفن کی مقدار اس کے مال کے تیسرے حصّہ سے لی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۵۷۵ :- عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے چاہے عورت خود مالدار ہو اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے اگر وہ عدت تمام ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کا بھی کفن شوہر کے ذمہ ہوگا اور اگر شوہر نابالغ یا دیوانہ ہو تو ولی شوہر کو اس کے مال سے کفن دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۷۶ :- میّت کا کفن اس کے رشتہ داروں پر واجب نہیں ہے اگرچہ زندگی میں اس کے مخارج ان ہی پر واجب ہوں۔

مسئلہ ۵۷۷ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ کفن کے تینوں ٹکڑے اتنے باریک نہ ہوں کہ میّت کا بدن نیچے سے دکھائی دے۔

مسئلہ ۵۷۸ :- غصبی کپڑے میں کفن دینا جائز نہیں ہے چاہے کفن کے لئے کوئی دوسری چیز مہیا نہ ہوسکے اور اگر میّت کو غصبی کفن دیا گیا ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو

بنابر احتیاط مجبوری کی حالت میں مردار کی کھال میں کفن دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۵۷۹:- نجس چیز اور خالص ریشمی کپڑے اور سونے کی تاروں سے بنے ہوئے کپڑے میں میّت کو کفن دینا جائز نہیں ہے لیکن اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۰:- میّت کو ایسے کپڑے میں کفن دینا جو حرام گوشت جانور کی اون یا بالوں سے تیار کیا گیا ہو حالت اختیار میں جائز نہیں ہے لیکن اگر حلال گوشت جانور کے کھال کو اس طرح سے بنائیں کہ اسے جامہ کہا جائے اور اسی طرح حلال گوشت جانور کے بالوں اور پشم سے بنے ہوئے کفن میں کوئی اشکال نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں میں بھی کفن نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۵۸۱:- اگر کفن بیرونی نجاست سے یا خود میّت کی نجاست سے نجس ہو جائے تو اگر کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو جتنا حصّہ نجس ہوا ہے دھونا یا کاٹنا ضروری ہے لیکن اگر میّت کو قبر میں رکھ چکے ہوں تو بہتر ہے کہ اسے کاٹ دیں بلکہ اگر میّت کو قبر سے باہر نکالنا میّت کی اہانت کا باعث بنتا ہو تو پھر کاٹنا ہی واجب ہے اور اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو اور بدل دینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ بدل دیں۔

مسئلہ ۵۸۲:- حج یا عمرے کا احرام باندھتے ہوئے اگر کوئی مر جائے تو دوسروں کی طرح اس کو بھی کفن دیں اور اس کے سر اور چہرے کو چھپانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۳:- مستحب ہے کہ انسان صحت وسلامتی کی حالت میں کفن، بیری کے پتے اور کافور اپنے لئے مہیا کر رکھے۔

احکام حنوط

مسئلہ ۵۸۴:- غسل تمام ہونے کے بعد میّت کو حنوط کرنا واجب ہے، یعنی سجدہ کے ساتوں مقامات: پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پیروں کے انگوٹھے پر کافور کا

چاہیئے ،اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو ختم ہو چکی ہے تو وہ کافی نہیں .

مسئلہ ۵۸۵ :- میّت کو حنوط کرنے میں اعضاء سجدہ کے درمیان ترتیب ضروری نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ پہلے کافور میّت کی پیشانی پر ملا جائے .

مسئلہ ۵۸۶ :- بہتر یہ ہے کہ میّت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کرلیا جائے اگرچہ کفن پہناتے وقت اور بعد میں بھی کوئی حرج نہیں ہے .

مسئلہ ۵۸۷ :- احرام حج باندھے ہوئے اگر کوئی شخص سعی سے پہلے مرجائے تو حنوط کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی احرام عمرہ باندھے ہوئے بال کاٹنے سے پہلے مرجائے اسے حنوط کرنا جائز نہیں ہے .

مسئلہ ۵۸۸ :- جو عورت وفات کی عدت میں ہو اس کے لئے خوشبو لگانا حرام ہے لیکن اگر مرجائے تو حنوط کرنا واجب ہے .

مسئلہ ۵۸۹ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ میّت کو مشک، عنبر اور دوسرے عطریات سے معطر نہ کریں یا حنوط کے لئے کافور کے ساتھ کوئی دوسری خوشبو نہ ملائی جائے .

مسئلہ ۵۹۰ :- مستحب ہے کہ کافور کے ساتھ تھوڑی سے خاک شفا ملا دیا جائے لیکن وہ کافور ایسی جگھوں پر نہ لگے کہ جس سے بے حرمتی ہوتی ہو ، لیکن اتنی زیادہ بھی نہ ہو کہ اسے کافور نہ کہا جاسکے .

مسئلہ ۵۹۱ :- اگر غسل وحنوط دونوں کے لئے کافور کافی نہ ہو تو غسل کو مقدم کریں اور اگر کافور ساتوں اعضاء کے لئے کفایت نہ کرے تو پیشانی کو مقدم کریں.

مسئلہ ۵۹۲ :- دو تر وتازہ لکڑیوں کا میّت کے ہمراہ قبر میں رکھنا مستحب ہے .

نماز میّت کے احکام

مسئلہ ۵۹۳ :- مسلمان میّت پر نماز پڑھنا اگرچہ بچہ ہو واجب ہے، البتہ ضروری ہے کہ

مسئلہ ۵۹۴:- نماز میّت غسل، حنوط و کفن کے بعد پڑھنی چاہیۓ، اگر اس سے پہلے یا اس کے درمیان پڑھی جائے تو نماز باطل ہے چاہے بھول کر ہو یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہو۔

مسئلہ ۵۹۵:- نماز میّت میں نہ تو وضو، غسل اور تیمم کی شرط ہے اور نہ بدن ولباس کے پاک ہونے کی اور اگر لباس بھی غصبی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں، البتہ احتیاط مستحب ہے کہ دوسری نمازوں میں جن امور کی رعایت کی جاتی ہے اس میں بھی کی جائے۔

مسئلہ ۵۹۶:- نماز میّت کو قبلے کی طرف چہرہ کر کے پڑھنا واجب ہے اسی طرح میّت کو نمازی کے سامنے اس طرح چت لٹانا واجب ہے کہ میّت کا سر نمازی کے داہنی طرف اور پیر بائیں طرف رہیں۔

مسئلہ ۵۹۷:- نمازی کی جگہ میّت سے اونچی یا نیچی نہ ہو، ہاں تھوڑی سی اونچائی یا نیچائی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۸:- نمازی کو میّت سے دور نہ ہونا چاہیۓ، ہاں جماعت پڑھنے والے اگر دور ہوں تو کی حرج نہیں ہے، بس صف سے اتصال ہونا چاہیۓ۔

مسئلہ ۵۹۹:- نمازی میّت کے سامنے کھڑا ہو البتہ اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جا رہی ہے اور جماعت کی صف میّت کے دونوں طرف بڑھ جائے تو ان لوگوں کی نماز جو میّت کے مقابل نہیں ہیں اشکال نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۶۰۰:- میّت اور نمازی کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل نہ ہو البتہ میّت اگر تابوت میں رکھی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۱:- نماز میّت پڑھتے وقت میّت کی شرمگاہ چھپی ہونی چاہیۓ اور اگر اسے کفن دینا ممکن نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کو اگرچہ تختہ، اینٹ وغیرہ سے چھپانا پڑے تب بھی چھپایا جائے۔

وقت میّت کو معین کرنا چاہیئے، مثلاً میں اس میّت پر نماز پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ۔

مسئلہ ۷۰۳:- اگر کوئی ایسا نہ ہو جو کھڑے ہو کر میّت پر نماز پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ۷۰۴:- اگر میّت نے کسی معین شخص کے لئے وصیّت کر دی ہو کہ فلاں شخص میری نماز جنازہ پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ شخص ولی میّت سے اجازت لے اور ولی کے لئے بھی احتیاط واجب ہے کہ اجازت دے۔

مسئلہ ۷۰۵:- کسی میّت پر چند مرتبہ نماز پڑھنی مکروہ ہے لیکن اگر میّت اہل علم اور متقی انسان ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۰۶:- اگر میّت کو جان بوجھ کر، بھولے سے یا مجبوری سے بغیر نماز کے دفن کر دیا جائے یا دفن کے بعد معلوم ہو کہ جو نماز اس میّت پر پڑھی گئی تھی وہ باطل ہے تو جب تک اس کا بدن سالم ہے اس کی قبر پر نماز اسی ترتیب سے پڑھنی واجب ہے۔

نماز میّت پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۷۰۷:- نماز میّت میں پانچ تکبیریں ہیں، اگر نماز میں پانچ تکبیریں اس ترتیب سے کہے تو کافی ہے:

نیّت کے بعد پہلے تکبیر کہے اور پڑھے: اشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله

اور دوسری تکبیر کے بعد کہے: اللهم صل علیٰ محمد و آل محمد

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے: اللهم اغفر للمؤمنين و المؤمنات

اور چوتھی تکبیر کے بعد اگر میّت مرد ہے تو کہے: اللهم اغفر لهذا الميّت

اور اگر عورت کی میّت ہے تو کہے: اللهم اغفر لهذه الميّت

اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کے نماز ختم کر دے ہو لیے بہتر ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد اس طرح کہے:

قیوماً دائماً ابداً لم یتخذ صاحبۃً ولا ولداً ، واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ، بشیراً ونذیراً بین یدی الساعۃ ۔

اور دوسری تکبیر کے بعد اس طرح کہے ۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد وبارک علیٰ محمد وآل محمد وارحم محمداً وآل محمد کافضل ما صلیّت وبارکت وترحمت علیٰ ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید وصل علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین ۔۔

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے ۔

اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات تابع بیننا وبینھم بالخیرات انک علیٰ کل شی قدیر ۔

اور چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد کی ہے تو اس طرح کہے ۔

اللھم ان ھذا المسجیٰ قدامنا عبدک وابن عبدک وابن امتک نزل بک وانت خیر منزول بہ اللھم انک قبضت روحہ الیک وقد احتاج الیٰ رحمتک ، وانت غنی عن عذابہ ، اللھم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا ، اللھم ان کا محسناً فزد فی احسانہ وان کان مسیئاً فتجاوز عنہ واغفر لنا ولہ ، اللھم اجعلہ عندک فی اعلیٰ علیین واخلف علیٰ اھلہ فی الغابرین وارحمہ برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ ۔

اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کے نماز ختم کردے لیکن اگر عورت کی میت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد اس طرح کہے ۔

اللھم ان ھذہ المسجاۃ قدامنا امتک وابنۃ عبدک نزلت بک وانت خیر

فزد فی احسانها وان کانت مسیئةً فتجاوز عنها واخلف علیٰ اھلها فی الغابرین وارحمھا برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

مسئلہ ۷۰۸ :- تکبیروں اور دعاؤں کو یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھے کہ نماز اپنی صورت سے خارج نہ ہوجائے ۔

مسئلہ ۷۰۹ :- جو شخص نمازِ میّت کو جماعت سے پڑھے وہ بھی تمام تکبیروں اور دعاؤں کو خود بھی پڑھے ۔

نمازِ میّت کے مستحبات

مسئلہ ۷۱۰ :- نمازِ میّت میں چند چیزیں مستحب ہیں :

۱۔ نمازِ میّت پڑھنے والے کو باوضو باغسل یا باتیمم ہونا مستحب ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم اس وقت کرے جب وضو و غسل ممکن نہ ہو یا اگر وضو یا غسل کرتا ہے تو نمازِ میّت میں شریک نہیں ہو سکتا ۔ ۲۔ اگر مرد کی میّت ہے تو امام جماعت یا فرادیٰ نماز پڑھنے والا میّت کے کمر کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میّت عورت کی ہے تو اس کے سینے کے مقابلے کھڑا ہو ۔ ۳۔ ننگے پاؤں نماز پڑھے ۔ ۴۔ ہر تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کرے ۔ ۵۔ میّت اور اس میں اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا کی وجہ سے اس کا لباس ملے تو جنازہ سے لگے ۔ ۶۔ نمازِ میّت کو باجماعت ادا کرے ۔ ۷۔ اگر جماعت ہو تو پیش نماز تکبیر اور دعاؤں کو زور زور سے پڑھے اور جو لوگ ساتھ پڑھ رہے ہیں وہ آہستہ پڑھیں ۔

۸۔ جماعت میں اگرچہ ماموم ایک ہی ہو وہ امام کے پیچھے کھڑا ہو ۔ ۹۔ نماز پڑھنے والا میّت اور مومنین کے لئے بہت دعا کرے ۔ ۱۰۔ نماز میت سے پہلے تین مرتبہ "الصلاۃ" کہے ۔

۱۱۔ نمازِ میّت ایسی جگہ پڑھے جہاں زیادہ تعداد میں لوگ آسکیں ۔ ۱۲۔ حائض اگر نمازِ میّت جماعت سے پڑھے تو ایک صف میں الگ کھڑی ہو ۔

دفن کے احکام

مسئلہ ۶۱۲ :- میّت کو اس طرح دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بد بو باہر نہ آنے پائے اور جانور بھی وہاں تک نہ پہنچ سکیں، اور اگر یہ دونوں چیزیں نہ ہو تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ قبر کی گہرائی جیسے اوپر ذکر کیا گیا ہے ویسے ہی ہونے چاہئے اور اگر خطرہ ہو کہ جانور میّت کے جسم کو ضرر پہنچائے گا تو قبر کو پختہ بنا دیں.

مسئلہ ۶۱۳ :- اگر میّت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو کسی جگہ یا تابوت میں رکھے سکتے ہیں.

مسئلہ ۶۱۴ :- دفن کرتے وقت میّت کو قبر میں داہنی کروٹ اس طرح لٹائیں کہ قبلے کی طرف چہرہ ہو.

مسئلہ ۶۱۵ :- اگر کوئی شخص کشتی میں مرجائے اور اس کے بدن کے خراب ہونے کا ڈر نہ ہو اور کشتی میں رکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو تو صبر کریں اور خشکی پر پہنچ کر اس کو دفن کردیں، ورنہ کشتی میں غسل و حنوط و کفن دے کر نماز پڑھ کر اس کی بدن ایسی چیز میں رکھ کر اس کا منہ مضبوطی سے بند کردیں جس کی وجہ سے پانی کے جانور اس بدن تک رسائی حاصل نہ کر سکیں اور اس کو سمندر میں ڈال دیں اور اگر ممکن ہو تو اسے سمندر میں ایسی جگہ ڈال دیں جہاں فوراً جانور کا لقمہ نہ بنے.

مسئلہ ۶۱۶ :- اگر خطرہ ہو کہ دشمن میّت کی قبر کھود کر میّت کو نکال لے گا اور اس کا کان، ناک یا کوئی اور عضو کاٹ لے گا تو اگر ممکن ہو جس طرح پہلے والے مسئلہ میں بیان کیا گیا اسی کے مطابق عمل کرتے ہوئے اس کو سمندر میں ڈال دیں.

مسئلہ ۶۱۷ :- جہاں ضروری ہو تو قبر کو پختہ کرنے کا خرچ اور اسی طرح سمندر میں پھینکنے کا خرچ میّت کے اصل مال سے لیا جائے گا.

مسئلہ ۶۱۸ :- اگر کافرہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ بھی مرجائے اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو عورت کو قبر میں بائیں کروٹ لٹایا جائے گا [illegible]

قبلے کی طرف رہے، بلکہ اگر روح بھی بچے کے بدن میں داخل نہ ہوئی ہو تب بھی بنابر احتیاط واجب اسی قاعدہ پر عمل کریں.

مسئلہ ۶۱۹ :- غیر مسلموں کے قبرستان میں مسلمان کا دفن کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں کافر کو دفن کرنا جائز نہیں ہے.

مسئلہ ۶۲۰ :- مسلمان کو ایسی جگہ دفن کرنا جہاں اس کی بے احترامی ہو حرام ہے جیسے اس جگہ پر دفن کرنا جہاں کوڑا ڈالا جاتا ہے.

مسئلہ ۶۲۱ :- میّت کو غصبی جگہ پر دفن نہیں کرنا چاہیۓ اور نہ ان جگہوں پر دفن کرنا چاہیۓ جو دفن کے لۓ وقف نہیں ہے جیسے مساجد اور وہ جگہ جہاں دوسرے مقصد کے لۓ وقف ہو.

مسئلہ ۶۲۲ :- دوسرے مردے کی قبر میں میّت کو دفن کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ قبر پرانی اور پہلی میّت کا نشان باقی نہ رہا ہو تو دفن کر سکتے ہیں.

مسئلہ ۶۲۳ :- میّت کی جو چیز جدا ہو جائے چاہے وہ بال، ناخن، دانت ہو اس کو میّت کے ساتھ دفن کر دینا چاہیۓ، اور جو ناخن یا دانت زندگی میں جدا ہو جائے اس کا میّت کے ساتھ دفن کرنا مستحب ہے.

مسئلہ ۶۲۴ :- اگر کوئی کنویں میں مرجائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو کنویں کو بند کردیں اور اسی کنویں کو اس کی قبر قرار دے دیں.

مسئلہ ۶۲۵ :- اگر ماں کے رحم میں بچہ مرجائے اور اس کا رحم میں رہنا ماں کے لۓ خطرہ ہو تو جو سب سے آسان راستہ ہو اس طرح اس کو نکال لیں، یہاں تک کہ اگر مجبور ہوں کہ بچہ کو ٹکڑا ٹکڑا کرنا پڑے تو کردیں، اور اس کام میں پہلے نمبر پر اس کا شوہر ہے کہ وہ اس کام کو انجام دے بشرطیکہ وہ اہل فن ہو اور دوسرے نمبر پر وہ عورت ہے جو اہل فن ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو محرم مرد اہل فن ہوں یہ کام انجام دے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو

مسئلہ ۲۲۶ :- اگر ماں مرجائے اور پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو فوراً ان لوگوں کے ذریعہ جن کا سابق مسئلہ میں اشارہ کیا گیا ہے، بائیں پہلو کو چاک کر کے بچہ کو نکال لیں اگر چہ بچہ کے زندہ رہنے کی امید بھی نہ ہو۔

دفن کے مستحبات

مسئلہ ۲۲۷ :- مستحب ہے کہ دفن میں درج ذیل امور کو ملحوظ نظر رکھیں:

۱۔ قبر کو متوسط انسان کے قد کے برابر کھودیں۔

۲۔ میّت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کردیں، البتہ اگر دور والا قبرستان کسی اعتبار سے بہتر ہو تو وہاں دفن کریں، مثلاً وہاں متقی افراد دفن ہوں یا فاتحہ کے لئے زیادہ تر لوگ وہاں جاتے ہوں۔

۳۔ دفن کے وقت جنازہ کو قبر کے قریب زمین پر رکھیں اور تین دفعہ اٹھا کر تھوڑا تھوڑا قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور اٹھالیں اور چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں۔

۴۔ اگر مرد کی میّت ہو تو تیسری دفعہ سر کی طرف سے زمین پر رکھیں اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر عورت کی ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلہ کی طرف رکھیں اور چوڑائی میں سے قبر میں داخل کیا جائے، اور قبر میں اتارتے وقت قبر پر ایک چادر تان دیں۔

۵۔ تابوت سے جنازہ بہت آرام سے نکالیں اور بہت سکون سے قبر میں اتار دیں، دفن سے پہلے اور دفن کے وقت کی جو دعائیں منقول ہیں انہیں پڑھیں۔

۶۔ قبر میں لحد بنا دیں اور میّت کو قبر میں رکھ دیں اور اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور میّت کے چہرے کو خاک پر رکھ دیں اور مٹی کا ایک تکیہ سا اس کے سر کے نیچے

۷۔ میّت کے پیچھے کچھ مٹی یا اینٹ وغیرہ رکھ دیں تاکہ جس میّت کو داہنی کروٹ لٹائیں تو پیچھے کی طرف پلٹ نہ جائے۔

۸۔ لحد بند کرنے سے پہلے دایاں ہاتھ میّت کے دائیں کندھے پر ماریں اور بایاں ہاتھ زور سے میّت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں: "اسمع افهم یا فلان ابن فلان" اور فلاں بن فلاں کی جگہ میّت اور اس کے باپ کا نام لیں، مثلاً تین مرتبہ کہیں: "اسمع افهم یا محمد بن علی"۔

اور اس کے بعد کہیں:

هل انت علی العهد الذی فارقتنا علیه من شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمداً صلی الله علیه وآله عبده ورسوله وسید النبیین وخاتم المرسلین وان علیاً امیر المؤمنین وسید الوصیین وامام افترض الله طاعته علی العالمین وان الحسن والحسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسی بن جعفر وعلی بن موسیٰ ومحمد بن علی وعلی بن محمد والحسن بن علی والقائم الحجة المهدی صلوات الله علیهم ائمة المؤمنین وحجج الله علی الخلق اجمعین وائمتک ائمة هدی بک ابرار یا فلان بن فلان ۔ اور فلاں بن فلاں کی جگہ میّت اور اس کے باپ کا نام لیں اور کہیں:

اذا اتاک الملکان المقربان رسولین من عند الله تبارک وتعالیٰ وسئلاک عن ربک وعن نبیک وعن دینک وعن کتابک وعن قبلتک وعن ائمتک فلا تخف ولا تحزن وقل فی جوابهما الله ربی ومحمد صلی الله علیه وآله نبیی والاسلام دینی والقرآن کتابی والکعبة قبلتی وامیر المؤمنین علی بن ابی طالب امامی والحسن بن علی المجتبیٰ امامی والحسین بن علی الشهید بکربلا امامی وعلی زین

وعلی المرضا امامی ومحمد الجواد امامی وعلی الھادی لمامی والحسن العسکری امامی والحجۃ المنتظر امامی، ھؤلاء صلوات اللہ علیھم اجمعین ائمتی وسادتی وقادتی وشفعائی بھم اتولی ومن اعدائھم اتبرء فی الدنیا والاخرۃ، ثم اعلم یا فلان بن فلان... اور فلاں بن فلاں کی جگہ میّت اور اس کے باپ کا نام لیں اور بعد میں کہیں:

ان اللہ تبارک وتعالی نعم الرب وان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ نعم الرسول وان علی بن ابی طالب واولادہ المعصومین الائمۃ الاثنی عشر نعم الائمۃ وان ما جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حق وان الموت حق وسؤال منکر ونکیر فی القبر حق والبعث حق والنشور حق والصراط حق والمیزان حق وتطایر الکتب حق وان الجنۃ حق والنار حق وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور، پھر کہے: افھمت یا فلان اور فلاں کی جگہ پر میّت کا نام لیں اور بعد میں کہیں:

ثبتک اللہ بالقول الثابت وھدیک اللہ الی صراط مستقیم عرف اللہ بینک وبین اولیائک فی مستقر من رحمتہ، پھر کہے: اللھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد بروحہ الیک ولقنہ منک برھاناً اللھم عفوک عفوک۔

مسئلہ ۷۲۸:- مستحب ہے کہ جو شخص میّت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت ہو برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میّت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میّت کے اقرباء کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں اور اگر میّت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو عزیز واقرباء اسے قبر میں اتاریں۔

مسئلہ ۷۲۹:- قبر کو بصورت مربع مستطیل یا مربع بنائیں اور چار انگلیوں کے برابر زمین سے بلند بنائیں اور اس پر کوئی ایسی نشانی نصب کردیں جس سے وہ پہچانی جائے، قبر کے اوپر پانی چھڑکیں، پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہیں قبر پر اپنے ہاتھوں کو اس طرح

اور میّت کے لئے طلب بخشش کریں۔

اور اس دعا کو پڑھیں:

اللھم جاف الارض عن جنبیه واصعد الیک روحه ولقه منک رضواناً واسکن قبره من رحمتک ماتغنیه به عن رحمة من سواک۔

مسئلہ ۲۳۰:- تشییع جنازہ کرنے والے کے چلے جانے کے بعد مستحب ہے کہ میّت کا ولی یا جس کو ولی اجازت دے میّت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو شریعت کی طرف سے معین ہیں۔

مسئلہ ۲۳۱:- صاحبان عزاء کو تعزیت پیش کرنا مستحب ہے، لیکن اگر ایک مدت گزر چکی ہو اور وہ فراموش ہوگئی ہو اور تعزیت دینے سے پھر وہ مصیبت یاد آنے کا اندیشہ ہو تو ترک کرنا بہتر ہے، نیز یہ بھی مستحب ہے کہ میّت کے گھر والوں کے لئے تین دن تک کھانا بھیجیں اور ان کے پاس اور ان کے گھر میں کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۳۲:- مستحب ہے کہ انسان رشتہ داروں کی موت پر اور خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جب بھی میّت یاد آئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے، میّت کے لئے قرآن پڑھے اور ماں باپ کی قبر پر خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے اور قبر پختہ بنائے تاکہ جلدی خراب نہ ہو۔

مسئلہ ۲۳۳:- کسی کی موت پر بدن وچہرے کو نوچنا، طمانچہ مارنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴:- باپ اور بھائی کی موت کے علاوہ کسی اور کی میّت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵:- اگر شوہر اپنی بیوی یا بیٹے کی موت پر اپنا لباس پھاڑ ڈالے یا عورت میّت کی مصیبت پر اپنے چہرے کو اس طرح زخمی کرے کہ خون نکل آئے یا بالوں کو نوچ ڈالے تو کفارہ دے، ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا ان کو لباس

بلکہ اگر خون نہ بھی نکلے جب بھی احتیاط واجب کی بنا پر اسی قاعدہ کے مطابق عمل کرے.

مسئلہ ۷۲۶ :- احتیاط واجب ہے کہ میّت پر روتے وقت بہت بلند آواز سے نہ روئے اور نہ فریاد کرے.

نماز وحشت

مسئلہ ۷۲۷ :- مستحب ہے کہ قبر کی پہلی رات میّت کے لئے دو رکعت نماز وحشت پڑھے جس کا طریقہ یہ ہے، پہلی رکعت میں "الحمد" کے بعد ایک مرتبہ "آیۃ الکرسی" اور دوسری رکعت میں "الحمد" کے بعد دس مرتبہ " انا انزلناہ" پڑھے اور سلام کے بعد کہے:

" اللهم صل علی محمد و آل محمد و ابعث ثو ابها الیٰ قبر فلان " (فلاں کی جگہ میّت کا نام لے).

مسئلہ ۷۲۸ :- دفن کی رات جس وقت بھی چاہے نماز وحشت پڑھ سکتا ہے لیکن نماز عشا کے بعد زیادہ مناسب ہے.

مسئلہ ۷۲۹ :- اگر میّت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا ہو یا کسی اور غرض سے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت میں بھی قبر کی پہلی رات تک تاخیر کی جائے.

قبر کھولنے کے احکام

مسئلہ ۷۳۰ :- مسلمان کی قبر کھولنا حرام ہے چاہے وہ قبر بچے یا دیوانہ کی ہو لیکن اگر اس کا بدن مٹی سے مل کر مٹی بن گیا ہے تو اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۷۳۱ :- امام زادوں، شہیدوں، علماء اور صالحین کی قبور کا کھولنا اگرچہ سالہا سال گزر جائے حرام ہے.

مسئلہ ۷۳۲ :- چند جگھوں پر قبو کھولنا حرام نہیں ہے:

۱- اگر میّت غصبی زمین میں دفن ہو گئی ہو اور مالک زمین راضی نہ ہو

سے ایسی چیز جس کا تعلق ورثا سے ہو وہ میّت کے ساتھ دفن ہوگئی ہے اور ورثا راضی نہ ہوں کہ وہ چیز میّت کے ساتھ قبر میں رہے، لیکن اگر میّت نے وصیّت کر دی ہو کہ کوئی دعا، قرآن، انگوٹھے اس کے ساتھ دفن کر دی جائے تو اگر وصیّت ـ حصّے سے زیادہ میں نہ ہو اور اسراف بھی نہ ہو تو قبر کو نہیں کھول سکتے .

۳۔ میّت بغیر غسل یا کفن کے دفن ہوگئی ہو یا یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا غسل باطل تھا یا اس کا کفن دستور شرعی کے مخالف تھا یا اسے قبر میں قبلہ رخ نہیں لٹایا گیا تھا .

۴۔ کسی حق کا ثابت کرنا میّت کے بدن کے دیکھنے ہی پر موقوف ہو .

۵۔ میّت کو ایسی جگہ دفن کر دیا گیا ہو جہاں اس کی بے احترامی ہوتی ہو جیسے کافروں کا قبرستان یا جہاں کوڑا و غلاظت ڈالا جاتا ہے .

۶۔ کسی ایسے شرعی مقصد کو انجام دینے کے لئے جس کی اہمیّت قبر کھولنے سے زیادہ ہو مثلاً زندہ بچہ کو حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مقصود ہے .

۷۔ جس جگہ یہ خوف ہو کہ درندہ میّت کے بدن کو کوئی نقصان پہنچائے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا، یا دشمن لاش نکال لے جائے گا .

۸۔ جہاں پر میّت کا تھوڑا سا حصّہ میّت کے ساتھ دفن نہ ہوا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس حصّہ کو اس طرح دفن کریں کہ میّت کا بدن ظاہر نہ ہو .

مستحب غسل

مسئلہ ۶۴۳:- مستحب غسل شریعت میں بہت ہیں ان میں سے چند کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے.

۱۔ غسل جمعہ: اس کا وقت اذان صبح سے ظہر تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجا لایا جائے اور اگر ظہر تک غسل نہ کر سکے تو عصر جمعہ تک اداء وقضاء کی نیّت کئے بغیر

کسی وقت قضا کرے، اور جس کو خطرہ ہو کہ جمعہ کے دن پانی نہ مل سکے گا وہ جمعرات کو غسل کرے، بلکہ شب جمعہ اس امید پر کہ مطلوب خدا ہے غسل بجالائے تو وہ صحیح ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کے وقت یہ کہے:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له وان محمداً عبده ورسوله اللهم صل علی محمد وآل محمد واجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين

۲۔ ماہ رمضان کی راتوں کا غسل: اس کا مطلب یہ ہے رمضان المبارک کی پہلی رات اور تمام طاق راتوں مثلاً تیسری اور پانچویں اور ساتویں رات کا غسل کرنا مستحب ہے اور اکیسویں کی رات سے ہر رات کو غسل کرنا مستحب ہے، اور پہلے، پندرہویں، سترہویں، انیسویں، اکیسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انیسویں اور تیسویں رات کے غسل کی زیادہ تاکید کی گئی ہے، ان غسلوں کا وقت پوری رات ہے اگرچہ بہتر ہے کہ غروب آفتاب کے ساتھ بجالائے لیکن اکیسویں رات سے آخر ماہ تک مغرب وعشاء کے درمیان غسل کرے اور یہ بھی مستحب ہے کہ تئیسویں رات کو ابتداء رات کے غسل کے علاوہ رات کے آخری حصّہ میں ایک اور بھی غسل کیا جائے۔

۳۔ غسل عیدین: عید فطر اور عید قربان، ان کا وقت اذان صبح سے غروب تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے بجالائے اور اگر ظہر سے غروب تک بجالائے تو احتیاط یہ ہے کہ بقصد رجاء انجام دے۔

۴۔ عید الفطر کی رات کی غسل: اس کا وقت اول مغرب سے اذان صبح تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ اول سب ہی کر لیا جائے۔

۵۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کے دن کا غسل اور نویں کے دن بہتر ہے کہ ظہر کے قریب غسل کیا جائے۔

۶۔ اول رجب، نیمہ رجب، ستائیسویں رجب اور آخر رجب کو بھی غسل مستحب ہے۔

۸۔ ذوالحجہ کی چوبیسویں کے دن کا غسل۔

۹۔ عید نوروز کے دن کا غسل اور پندرہ شعبان (ولایت حضرت امام زمانہؑ) سترہ ربیع الاول (ولادت رسول اکرمؐ) اور پچیسویں ذیقعدہ کے دن کا غسل بہ رجاء بجالائے۔

۱۰۔ نومولود کو غسل دینا مستحب ہے۔

۱۱۔ اس عورت کا غسل جس نے نامحرم کے لئے خوشبو لگائی ہو۔

۱۲۔ اس شخص کا غسل جو نشہ کی حالت میں سو جائے۔

۱۳۔ اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کچھ حصّہ اس میّت کے ساتھ مس کیا ہو جس کو غسل دیا جا چکا ہے۔

۱۴۔ اس شخص کا غسل جس نے چاند گرہن یا سورج گرہن کے وقت جان بوجھ کر نماز نہ پڑھی ہو جبکہ پورے چاند یا سورج کو گرہن لگا ہو۔

۱۵۔ اس شخص کا غسل جو سولی پڑھے شخص کو دیکھنے کے لئے جائے اور اسے دیکھ بھی لے لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوراً نگاہ پڑ گئی ہو یا گواہی دینے کے لئے گیا ہے تو پھر اس کے لئے غسل مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۳۴:- مقدس مقامات میں جانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، ان میں سے حرم مکہ، شہر مکہ، مسجد الحرام، خانہ کعبہ، حرم مدینہ، شہر مدینہ، مسجد نبویؐ حرم ائمہ معصومینؑ میں داخل ہونے کے لئے، اور اگر ایک دن میں کئی مرتبہ مشرّف ہو تو صرف ایک غسل کافی ہے، اگر کوئی چاہتا ہے کہ ایک ہی دن میں مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر مسجد الحرام میں بھی داخل ہو یا مدینہ منورہ میں داخل ہو کر مسجد النبیؐ میں بھی داخل ہو تو صرف ایک غسل کافی ہے، اسی طرح زیارت رسولؐ کے لئے اور زیارت ائمہ معصومینؑ کے لئے غسل مستحب ہے چاہے زیارت دور سے کرے یا نزدیک سے اور نشاط عبادت کے لئے، حاجت طلب کرنے کے لئے، توبہ کے لئے، سفر پر جانے کے لئے خصوصاً زیارت حضرت سید

تیمم سے نماز پڑھ لے پھر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اگر پانی کی تلاش میں جاتا تو پانی مل جاتا تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۷۵۸ :- اگر پانی کی تلاش کے بعد تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ پانی وہاں موجود تھا اس کی نماز صحیح ہے.

مسئلہ ۷۵۹ :- جو شخص وقت نماز داخل ہونے کے بعد با وضو ہو اور جانتا ہو کہ اگر میرا وضو ٹوٹ گیا تو پھر نماز کے لئے وضو نہیں کر سکوں گا تو اگر وضو کو برقرار رکھ سکتا ہے تو اسے باطل نہیں کرنا چاہئے.

مسئلہ ۷۶۰ :- اگر وقت نماز سے پہلے با وضو ہو اور اسے علم ہو کہ اگر وضو ٹوٹ گیا تو پانی ملنا ممکن نہیں ہے تو اگر وضو کو برقرار رکھ سکتا ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو باطل نہ کرے.

مسئلہ ۷۶۱ :- اگر کسی کے پاس بمقدار وضو یا غسل پانی ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر اس پانی کو پھینک دیا تو دوسرا پانی نہیں ملے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو تو اس پانی کا بہانا حرام ہے اور احتیاط واجب ہے نماز کے وقت سے پہلے بھی پانی کو نہ بہائے.

مسئلہ ۷۶۲ :- جس کو معلوم ہے کہ پانی نہیں ملے گا اگر وہ وقت نماز کے داخل ہونے کے بعد اپنے وضو کو باطل کرے یا جو پانی اس کے پاس ہے اسے پھینک دے تو اس نے گناہ کیا ہے لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بجالائے.

تیمم کا دوسرا مورد

مسئلہ ۷۶۳ :- اگر کنویں میں پانی ہو اور کمزوری یا کوئی ذریعہ نہ ہونے کی وجہ سے یا چور کے خوف یا کسی اور وجہ سے پانی تک رسائی نہیں ہو سکتی تو تیمم کرے.

مسئلہ ۷۶۴ :- اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لئے رسی اور ڈول کی ضرورت ہو تو اس کا

اگر رسی اور ڈول کا انتظام کرنا یا وضو کے پانی کا خریدنا اتنا زیادہ گراں ہو جو اس کے لئے ضرر رساں ہو تو انتظام کرنا یا خریدنا واجب نہیں ہے .

مسئلہ ۶۶۵ :- اگر پانی حاصل کرنے کے لئے قرض لینے پر مجبور ہو تو واجب ہے کہ قرض لے لے، لیکن اگر علم ہے یا گمان ہے کہ اس قرض کی ادائیگی پر قادر نہیں ہے تو قرض لینا واجب نہیں ہے .

مسئلہ ۶۶۶ :- اگر کنویں کھودنے میں زیادہ مشقت نہ ہو تو پانی حاصل کرنے کے لئے کنویں کھودنا بنابر احتیاط واجب ہے .

مسئلہ ۶۶۷ :- اگر کوئی احسان جتائے بغیر تھوڑا سا پانی بخشش کے طور پر دے تو قبول کرلینا چاہئے .

تیمم کا تیسرا مورد

مسئلہ ۶۶۸ :- پانی تو موجود ہے لیکن ڈر ہے کہ وضو کرنے سے بیمار ہوجائے گا یا بیماری لمبی ہوجائے گی، یا سخت ہوجائے گی یا علاج مشکل ہوجائے گا تو ان تمام صورتوں میں تیمم کرے، البتہ اگر گرم پانی سے وضو کرسکتا ہو اور اس کے لئے ضرر نہ ہو تو گرم پانی سے وضو یا غسل کرے .

مسئلہ ۶۶۹ :- یہ ضروری نہیں ہے کہ ضرر کا یقین ہو، بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو جب کہ وہ احتمال معقول ہو اور اس سے خوف پیدا ہوجائے تو تیمم کرنا چاہئے .

مسئلہ ۶۷۰ :- جو شخص آنکھ کے درد میں مبتلا ہو اور پانی اس کے لئے نقصان دہ ہو تیمم کرے .

مسئلہ ۶۷۱ :- جس کو معلوم ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اس لئے تیمم کیا اور بعد میں نماز پڑھنے سے پہلے معلوم ہوجائے کہ پانی مضر نہیں تھا تو اس کا تیمم باطل ہے لیکن اگر نماز کے بعد معلوم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے .

کرلیا بعد میں پتہ چلا کہ پانی اس کے لئے مضر تھا تو وضو اور غسل صحیح ہے.

تیمم کا چوتھا مورد

مسئلہ ۶۷۳:- اگر کسی کے پاس کافی پانی ہو لیکن اگر اس سے وضو یا غسل کرے تو خطرہ ہے کہ وہ یا اس کے بچے یا اس کے دوست یا اس کے ساتھی، ملازم یا خادمہ پیاس سے ہلاک ہوجائیں گے یا بیمار ہوجائیں گے یا ضرورت سے زیادہ مشقت وزحمت میں مبتلا ہوجائیں گے تو اس کو تیمم سے نماز پڑھنی چاہیے اور پانی کو محفوظ رکھنا چاہیے، اسی طرح اگر اسے یہ ڈر ہو کہ اس کا اپنا یا کسی دوسرے کا جانور پیاس سے مرجائے گا تو پانی اسے پلا دے اور خود تیمم کرے اور یہی حکم ہے اگر کوئی شخص جس کی جان محفوظ رکھنا واجب ہو اس طرح پیاسا ہے کہ اگر اسے پانی نہ دیا گیا تو وہ تلف ہوجائے گا.

مسئلہ ۶۷۴:- اگر کوئی پاک پانی کے ساتھ ساتھ نجس پانی بھی پینے کی مقدار بھر رکھتا ہے تو نجس پانی سے استفادہ نہیں کرسکتا. پاک پانی کو پینے کے لئے رکھے اور تیمم سے نماز پڑھے، البتہ نجس پانی حیوان کو دے سکتا ہے.

تیمم کا پانچواں مورد

مسئلہ ۶۷۵:- جس کے پاس صرف اتنا پانی ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کرے تو بدن یا لباس کو پاک کرنے کے لئے کچھ نہیں بچتا تو اس کو چاہیے کہ پانی سے بدن یا لباس کو پاک کرے اس کے بعد تیمم سے نماز پڑھے، لیکن اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے تیمم کرسکے تو پانی سے وضو یا غسل کرے اور نجس بدن یا نجس لباس سے نماز پڑھے.

تیمم کا چھٹا مورد

اور کوئی پانی یا برتن نہ ہو، مثلاً پانی یا برتن غصبی ہے یا سونے وچاندی کا برتن ہے تو وضو یا غسل کے بجائے تیمم کرے.

تیمم کا ساتواں مورد

مسئلہ ۶۷۷ :- اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ وضو یا غسل کرے تو پوری نماز یا اس کا کچھ حصّہ وقت کے بعد ادا ہوگا تو وہ شخص تیمم کرے.

مسئلہ ۶۷۸ :- اگر جان بوجھ کہ نماز میں اتنی تاخیر کردے کہ وضو یا غسل کا وقت نہ رہے تو گناہ کیا لیکن اس کی نماز تیمم سے صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضاء بھی بجالائے.

مسئلہ ۶۷۹ :- جس کو شک ہو کہ وقت تنگ ہوگیا کہ نہیں اس کو وضو یا غسل کرلینا چاہیئے.

مسئلہ ۶۸۰ :- اگر کسی نے تنگی وقت کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھی اور نماز کے بعد جو پانی اس کے پاس تھا ضائع ہوگیا اب اگرچہ اس نے اپنے تیمم کو نہ توڑا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا شرعی وظیفہ تیمم کرنا ہو تو وہ دو بارہ تیمم کرے.

مسئلہ ۶۸۱ :- اگر کسی نے تنگی وقت کی وجہ سے تیمم کر کے نماز شروع کردی اور نماز کے درمیان جو پانی اس کے پاس تھا ضائع ہوگیا تو بعد والی نمازوں کے لئے دو بارہ تیمم کرے، پہلے تیمم کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا.

مسئلہ ۶۸۲ :- اگر وضو یا غسل کر کے بغیر مستحبات (مثلاً اقامت وقنوت) کے نماز پڑھ سکتا ہے تو ایسا ہی کرے، بلکہ اگر سورہ کا بھی وقت نہ ہو تو اس کو بھی چھوڑ دے اور وضو سے نماز پڑھے.

وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۶۸۳:- مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر جبکہ یہ چیزیں پاک ہوں تیمم کرنا صحیح ہے اور پکی مٹی جیسے اینٹ اور کوزہ پر بھی صحیح ہے.

مسئلہ ۶۸۴:- چونے کے پتھر، گچ کے پتھر، سنگ مرمر، سنگ سیاہ اور اس طرح کے دوسرے پتھروں پر تیمم جائز ہے، لیکن جواہرات پر جیسے عقیق و فیروزہ کے پتھر وغیرہ پر تیمم باطل ہے اور بنابر احتیاط واجب گچ و پختہ چونا پر تیمم نہ کیا جائے.

مسئلہ ۶۸۵:- پہلے مسئلہ میں بتائی ہوئی چیزیں اگر دستیاب نہ ہوسکیں تو لباس وغیرہ پر جو گرد و غبار ہے اس پر تیمم کرلیں، اور اگر غبار بھی نہ ملے تو گیلی مٹی پر تیمم کریں اور اگر وہ بھی نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز بغیر تیمم کے پڑھے اور بعد میں قضاء بھی بجالائے.

مسئلہ ۶۸۶:- اگر فرش وغیرہ کو جھاڑنے سے مٹی مہیا ہوسکے تو گرد پر تیمم کرنا باطل ہے اور اگر گیلی مٹی کو خشک کر کے مٹی تیار ہو سکتی ہے تو گیلی مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے.

مسئلہ ۶۸۷:- جس کے پاس پانی تو نہ ہو مگر قدرتی برف یا کارخانوں میں بنائی ہوئی برف ہو تو اگر ممکن ہو کہ اس کو پگھلا کر پانی کرے اور پھر اس سے وضو یا غسل کرے، اور اگر ممکن نہ ہو اور اس کے پاس تیمم کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز بغیر وضو اور تیمم کے پڑھے اور احتیاط واجب کی بنا پر بعد میں اس کی قضا بھی بجالائے.

مسئلہ ۶۸۸:- اگر خاک اور ریت کے ساتھ گھاس یا دوسری چیزیں مخلوط ہوں تو اس سے تیمم جائز نہیں ہے، لیکن اگر مٹی اور ریت میں گھاس اتنی کم ہو کہ اس کا شمار ہی نہ ہو اس سے تیمم کیا جاسکتا ہے.

مسئلہ ۶۸۹:- اگر تیمم کے لیے خاک وغیرہ نہ ہو لیکن خرید سکتا ہو تو خریدنا واجب ہے.

خشک زمین یا خشک مٹی مل سکے اس وقت تک تر زمین اور تر مٹی پر تیمم نہ کرے۔

مسئلہ ۷۹۱:- جس چیز پر تیمم کرے وہ پاک ہونا چاہئے اور اگر کوئی ایسی پاک چیز نہ ملے کہ جس پر تیمم صحیح ہے تو نماز اس پر واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ بغیر تیمم اور وضو کے نماز پڑھے اور احتیاط واجب ہے کہ اس کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۷۹۲:- اگر انسان کو یقین ہو کہ فلاں چیز سے تیمم صحیح ہے اور اس سے تیمم کرے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ اس سے تیمم باطل تھا تو جتنی نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں انہیں دو بارہ بجالائے۔

مسئلہ ۷۹۳:- جس چیز پر تیمم کرے وہ غصبی نہ ہو۔

مسئلہ ۷۹۴:- غصبی فضا میں تیمم باطل نہیں ہے، لہذا اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں ہاتھ زمین پر مارے اور بغیر اجازت کے دوسرے کے ملک میں داخل ہوجائے اور ہاتھ پیشانی پر پھیرے تو اس کا تیمم باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۹۵:- اگر نہ جانتا ہو کہ تیمم کی جگہ غصبی ہے یا بھول جائے تو تیمم صحیح ہے اگرچہ بھولنے والا ہی خود غصب کرنے والا ہو۔

مسئلہ ۷۹۶:- جو شخص کسی غصبی جگہ پر قید کردیا گیا ہے اگر وہاں کا پانی اور مٹی غصبی ہیں تو تیمم سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۷:- مستحب ہے کہ جس چیز پر تیمم کررہا ہے اس میں کچھ گرد و غبار ہو جو ہاتھ میں رہ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد مستحب ہے کہ ہاتھ کو حرکت دے تاکہ گرد گر جائے۔

مسئلہ ۷۹۸:- گڑھے والی زمین، راستے کی مٹی اور شورہ زار زمین پر بشرطیکہ اس پر نمک نہ جم گیا ہو، تیمم کرنا مکروہ ہے اور اگر شور زار زمین پر نمک جم گیا ہو اور پر تیمم باطل ہے۔

تیمم کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۶۹۹ :- تیمم میں چار چیزیں واجب ہیں:

۱۔ نیّت ۲۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اکٹھا ایسی چیز پر مارنا جس پر تیمم کرنا صحیح ہے۔ ۳۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پوری پیشانی اور اس کے دونوں طرف، جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں، ابروؤں تک اور ناک کے اوپر تک کھینچے اور احتیاط واجب ہے کہ دونوں ابروں پر بھی مسح کرے۔ ۴۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو داہنے ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرے اور اس کے بعد داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۰۰ :- تیمم خواہ وضو کے بدلے میں ہو یا غسل کے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر تیمم غسل کے بدلے میں ہو تو ہاتھوں کو دو مرتبہ زمین پر مارے اس طرح کہ ایک مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مار کر پیشانی پر پھیرے اور دوسرے مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مار کر ہاتھوں کی پشت پھیرے، بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو کے بدلے تیمم میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے، یعنی دو مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مارے، بلکہ اس سے بہتر یہ ہے کہ تیمم کو تین مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مارنے سے انجام دے، دو مرتبہ یکے بعد دیگرے زمین پر ہاتھوں کو مارے اور پیشانی پر پھیرے اور تیسری مرتبہ زمین پر مارے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

تیمم کے احکام

مسئلہ ۷۰۱ :- پوری پیشانی اور پوری ہتھیلیوں کی پشت کا مسح ضروری ہے، اگر تھوڑا سا بھی مسح سے رہ گیا تو تیمم باطل ہے چاہے جان بوجھ کر چھوڑ دے یا بھولے سے چھوٹ جائے، لیکن بہت زیادہ وقت کی بھی ضرورت نہیں ہے، بس اتنا کافی ہے کہ کہا جائے پوری پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت کا مسح کر لیا ہے۔

مسئلہ ۷۰۲ :- یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ اس نے ہاتھ کی پوری پشت کا مسح کیا ہے

مسئلہ ۷۰۳ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ پیشانی اور ہتھیلیوں کی پشت کا مسح اوپر سے نیچے کی طرف کیا جائے اور افعال تیمم کو پے در پے بجا لانا چاہیۓ اور اگر افعال تیمم کے درمیان اتنا فاصلہ ہوجائے کہ تیمم کی صورت ہی باقی نہ رہے تو تیمم باطل ہے۔

مسئلہ ۷۰۴ :- نیّت کرتے وقت یہ معین کرنا ضروری ہے کہ یہ تیمم وضو کے بدلے میں ہے یا غسل کے بدلے میں ہے، اور اگر غسل کے بدلے ہو تو غسل کو معین کرے اور اگر غلطی سے وضو کے بدلے کی جگہ غسل کے بدلے یا غسل کے بدلے کی جگہ وضو کے بدلے کی نیّت کرے یا مثلاً جو تیمم غسل جنابت کے بدلے تھا اس میں غسل مس میت کی نیّت کرے تو اگر اس کی یہ غلطی تشخیص کی غلطی نہ ہو تو اس کا تیمم باطل ہے۔

مسئلہ ۷۰۵ :- تیمم میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت پاک ہونی چاہیۓ، البتہ اگر ہتھیلی نجس ہو اور اس کو پاک نہ کرسکتا ہو تو اسی طرح تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۰۶ :- تیمم کے اعضاء پر جو رکاوٹیں ہوں ان کو دور کردینا چاہیۓ اگر ہاتھوں میں انگوٹھی ہو تو اتار دے۔

مسئلہ ۷۰۷ :- اگر پیشانی یا ہتھیلیوں کی پشت یا ہتھیلیوں پر زخم ہو اور اس پر کوئی کپڑا یا کوئی دوسری ایسی چیز بندھی ہو جس کا کھولنا ممکن نہ ہو یا کھولنے سے نقصان ہوتا ہو تو اسی طرح تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۰۸ :- اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر بال ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس کے بال پیشانی پر آگئے ہوں تو ان کو پیچھے ہٹالے۔

مسئلہ ۷۰۹ :- اگر اسے احتمال ہو کہ پیشانی، ہتھیلی یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہے تو اس کی جستجو کرے یہاں تک کہ اسے یقین یا اطمینان ہوجائے کہ کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۱۰ :- اگر کوئی خود تیمم نہیں کرسکتا تو نائب مقرر کرے جو اس کے ہاتھوں کو

کردے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نائب اپنے ہاتھ کو ایسی چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور اپنے ہاتھ کو اس کی پیشانی اور ہاتھ کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۱۱:- اگر تیمم کرنے کے درمیان میں شک ہوجائے کہ اس سے قبل والے حصّہ یا جزء کو بھول گیا ہے یا نہیں تو پرواہ نہ کرے اور اس کا تیمم صحیح ہے، اسی طرح اگر کسی جزء کے بجالانے کے بعد شک کرے کہ اس کو صحیح طریقہ سے بجالایا ہے کہ نہیں تو بھی پرواہ نہ کرے اور اس کا تیمم صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۱۲:- اگر بائیں ہاتھ کے مسح کے بعد شک کرے کہ تیمم درست کیا ہے یا نہیں تو اس کا تیمم صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۱۳:- جس کا فریضہ تیمم ہے وہ نماز کے وقت سے پہلے تیمم نہ کرے، البتہ اگر کسی دوسرا واجب یا مستحب کام کے لئے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی رہے تو اسی تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۴:- جس کا وظیفہ تیمم ہو اگر یقین رکھتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا تو وہ تیمم سے اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر یقین رکھتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہوجائے گا تو انتظار کرے اور وضو یا غسل کے ساتھ نماز پڑھ یا پھر تنگی وقت میں تیمم کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۵:- جو شخص تیمم سے نماز پڑھتا ہو وہ اس حال میں قضا نماز بھی پڑھ سکتا ہے اگرچہ وہ یہ احتمال دیتا ہو کہ اس کا عذر جلد ہی دور ہوجائے گا، لیکن اگر اسے عذر کے زائل ہونے کا یقین ہو تو نماز قضا کے فوت ہونے سے پہلے تک عذر کے برطرف ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۷۱۶:- جو شخص وضو یا غسل نہیں کرسکتا اس کے لئے تیمم سے مستحبی نمازیں پڑھنی جائز ہے حتی کہ اول وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ آخر وقت تک عذر کے

مسئلہ ۷۱۷ :- جس شخص نے احتیاطاً غسل جبیرہ اور تیمم دونوں کیۓ ہوں، مثلاً ایک زخم اس کی پشت میں ہو اگر وہ غسل اور تیمم کرنے کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو، مثلاً وہ پیشاب کرلے تو بعد کی نمازوں کے لئۓ ضروری ہے کہ وضو کرے۔

مسئلہ ۷۱۸ :- جو شخص پانی نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تیمم کرے عذر ختم ہوجانے کے بعد اس کا تیمم خود بخود باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۹ :- جو چیزیں وضو کو باطل کردیتی ہیں وہ وضو کے بدلے کیۓ ہوۓ تیمم کو بھی باطل کردیتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کردیتی ہیں وہ غسل کے بدلے کیۓ ہوۓ تیمم کو بھی باطل کردیتی ہیں۔

مسئلہ ۷۲۰ :- اگر کسی پر کئ غسل واجب ہوجائیں اور وہ غسل نہ کرسکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر غسل کے بدلے ایک تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۱ :- جو شخص غسل نہیں کرسکتا اگر کسی ایسے کام کو بجالانا چاہتا ہو کہ جس کے لئۓ غسل واجب ہے تو اسے چاہیۓ کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر وضو نہیں کرسکتا اور ایسا کام کرنا چاہتا ہے کہ جس کے لئۓ وضو واجب ہے تو وضو کے بدلے تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۲ :- اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو اس تیمم کے ساتھ وضو کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر کسی اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو وضو کرنا پڑے گا اور اگر وضو نہیں کرسکتا تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے گا۔

مسئلہ ۷۲۳ :- اگر غسل کے بدلے میں تیمم کیا ہو اور اس کے بعد ایسا کام کرے جس سے وضو باطل ہوجاتا ہے اگر بعد والی نمازوں کے لئۓ غسل نہ کرسکے تو وضو کرے اور اگر وضو نہ کرسکتا ہو تو وضو کے بدلے تیمم کرے۔

بھی تیمم کرے تو بس دو تیمم اس کے لئے کافی ہیں تیسرے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۷۵:۔ جس کا فریضہ تیمم ہے اگر کسی کام کے لئے تیمم کرے تو جب تک تیمم اور اس کا عذر باقی ہے وہ تمام ان کاموں کو انجام دے سکتا ہے جن میں وضو یا غسل کی شرط ہے، لیکن اگر تیمم کو وقت تنگ ہونے کی وجہ سے کیا ہے یا پانی کی موجودگی میں نماز میّت یا سونے کے لئے تیمم کیا تھا تو اس طہارت سے فقط وہ کام انجام دے سکتا ہے جس کے لئے تیمم کیا تھا۔

مسئلہ ۷۷۶:۔ چند مقام پر مستحب ہے کہ انسان جو نمازیں تیمم سے پڑھ چکا ہے انہیں دوبارہ پڑھے۔

۱۔ جہاں پانی نہ ہو یا پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ موجود ہو اور عمداً خود کو مجنب کر کے تیمم سے نماز پڑھے۔

۲۔ جہاں اسے علم یا گمان تھا کہ پانی نہیں ملے گا اور اس کے باوجود اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو مجنب کیا اور تیمم سے نماز پڑھی۔

۳۔ جہاں جان بوجھ کر پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تنگ وقت میں تیمم سے نماز پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل جاتا۔

۴۔ جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کی اور آخر وقت میں نماز تیمم سے پڑھی۔

۵۔ جس کو علم یا گمان ہو کہ پانی نہیں ملے گا پھر بھی اپنے پاس موجود پانی کو ضائع کر کے تیمم سے نماز پڑھی ہو۔

نماز کے مسائل

نماز کے احکام

نماز تمام عبادتوں میں سے سب سے زیادہ اہم ہے. روایت میں ہے کہ اگر نماز قبول ہوگئی تو دیگر اعمال بھی قبول کر لئے جائیں گے اور اگر نماز نہ قبول کی گئی تو دیگر اعمال بھی قبول نہ کئے جائیں گے.

اسی طرح روایت میں ہے کہ پنجگانہ نماز پڑھنے والے کے گناہ اس طرح بخش دیئے جاتے ہیں جس طرح نہر کے پانی سے پانچ وقت نہانے والے کے بدن سے کثافت دور ہوجاتی ہے اور انسان کے لئے بہتر ہے کہ نماز کو اول وقت میں پڑھا کرے اور اس کی اہمیّت کا قائل ہو اور جو شخص نماز کو کم اہمیّت دے گویا کہ نماز نہیں پڑھی ہو. پیغمبر اکرمؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص نماز کو اہمیّت نہ دے اور اس کو خفیف سمجھے وہ آخرت کے عذاب کا مستحق ہے. چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک دن رسول خداؐ نے ایک شخص کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع و سجود کامل طور سے نہیں بجالا رہا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر یہ شخص مرجائے اور اس کی نماز کا یہی عالم ہو تو میرے دین پر نہیں مرے گا. پس انسان کو چاہیئے کہ تیزی سے نماز نہ پڑھے اور جو چیزیں حواس کی پراکندگی کا سبب بنتی ہیں ان سے پرہیز کرے، نماز میں کلمات کے معانی کی طرف توجہ رکھنا اور خضوع وخشوع سے نماز پڑھنا

چھوٹا جاننا۔ معصومین ؑ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ نماز کے وقت یاد خدا میں اس طرح محو ہوجاتے تھے کہ اپنے سے بھی بے خبر ہوجاتے تھے۔ حضرت علی ؑ کے پاؤں میں تیر کا پھل رہ گیا تھا نماز کی حالت میں نکال لیا گیا آپ ؑ کو خبر بھی نہیں ہوئی۔

نماز کو قبولیّت اور اس کی فضیلت و کمال کے لئے واجب شرائط کے علاوہ چند امور بھی ہیں جن کو رعایت کرنا مناسب ہے:

۱۔ نماز سے پہلے اپنی خطاؤں سے توبہ اور استغفار کرے۔

۲۔ جو گناہ نماز کی قبولیّت میں رکاوٹ بنتے ہیں ان سے پرہیز کرے، جیسے حسد، تکبر، غیبت، حرام مال کھانا، نشہ آور چیزوں کا پینا، خمس وزکات نہ دینا، بلکہ ہر گناہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۳۔ جو امور حضور قلب اور نماز کی قدر وقیمت کو کم کرتے ہوں ان کو انجام نہ دینا، مثلاً غنودگی کی حالت میں، پیشاب وپاخانہ روک کر، شور وغل کے درمیان نماز نہ پڑھے، ایسی جگہ بھی نماز نہ پڑھے جہاں توجہ ہٹ جاتی ہو۔

۴۔ جن چیزوں سے نماز کا ثواب زیادہ ہوتا ان کو بجا لانا، مثلاً پاکیزہ لباس پہننا۔ بالوں میں کنگھا کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عقیق کی انگوٹھی پہننا۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں:

۱۔ روزانہ کی نمازیں ۲۔ نماز آیات ۳۔ نماز میّت ۴۔ طواف واجب کی نماز (جیسے عمرۂ تمتع اور عمرۂ مفردہ میں نماز طواف، حج تمتع اور طواف النساء کی نماز طواف)۔

۵۔ والدین کی قضاء نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔ ۶۔ سنّتی نمازیں جو نذر، عہد یا قسم کی وجہ سے واجب ہوتی ہوں۔

۱۔ نماز پنجگانہ

روزانہ پانچ نمازیں واجب ہیں۔ ظہر و عصر، یہ دونوں چار چار رکعت ہیں، مغرب، یہ تین رکعت ہے، عشاء، یہ چار رکعت ہے، نماز صبح، جو دو رکعت ہے۔

مسئلہ ۷۲۷:- سفر میں چار رکعتی نمازیں، آئندہ شرائط کے مطابق، دو رکعت ہو جاتی ہیں۔

نماز ظہر و عصر کا وقت

مسئلہ ۷۲۸:- سب سے بہتر طریقہ وقت ظہر کے داخل ہونے کے معلوم کرنے کا شاخص ہے (ایک سیدھی لکڑی یا کوئی اور چیز ہموار زمین پر عمودی طور سے گاڑ دیں سورج نکلنے کے بعد اس کا سایہ مغرب کی طرف ہوگا، جیسے جیسے سورج بلند ہوتا رہے گا سایہ کم ہوتا جائے گا جب سایہ کمی کے آخری درجہ تک پہنچ جائے تو یہ ظہر ہے اور پھر جب بڑھنے لگے اور مشرق کی طرف پلٹے تو یہ نماز ظہرین کا اول وقت ہے، البتہ بعض شہروں میں جیسے مکہ مکرمہ میں سال کے بعض دنوں میں سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے، ایسی جگہوں پر جب سایہ ختم ہو کر پھر سے ظاہر ہونے لگے تو نماز ظہر و عصر کا وقت آجاتا ہے۔

مسئلہ ۷۲۹:- لکڑی یا اسی قسم کی دوسری چیز جو ظہر کے وقت کو معین کرنے کے لئے زمین پر نصب کی جاتی ہے اسے شاخص کہتے ہیں۔

مسئلہ ۷۳۰:- نماز ظہر و عصر دونوں کا ایک وقت مخصوص اور ایک وقت مشترک ہوتا ہے، نماز ظہر کے وقت مخصوص اول وقت ظہر سے اتنی دیر تک رہتا ہے جتنی دیر میں نماز ظہر پڑھی جا سکے اور نماز عصر کا مخصوص وقت جب غروب آفتاب میں صرف ایک نماز کا وقت رہ جائے تو ہوتا ہے اور اگر کسی نے اس وقت تک نماز ظہر نہیں پڑھی تو اب اس کی قضاء ہوگئی اب صرف نماز عصر پڑھے، ظہر کی قضاء کرے، ان دونوں (ظہر و عصر) کے مخصوص وقتوں کے درمیان کا وقت مشترک وقت ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص غلطی سے

صحیح ہے.

مسئلہ ۷۳۱ :- اگر بھولے سے نماز ظہر پڑھنے سے پہلے نماز عصر پڑھنے لگے اور پڑھنے میں متوجہ ہو تو اگر وہ وقت مشترک ہو تو عصر کی نیت سے ظہر کی نیت کی طرف پلٹ جائے اور قصد کرلے کہ جو کچھ پڑھا ہے وہ ظہر سے متعلق ہے اور باقی نماز پوری کر کے نماز عصر پڑھے اور اگر وقت ظہر کا مخصوص وقت ہو تو نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹا دے اور نماز کو پورا کرے اس کے بعد نماز ادا کرے اور احتیاط مستحب ہے کہ نماز عصر کے بعد دو بارہ نماز ظہر کو پڑھے.

مسئلہ ۷۳۲ :- نماز جمعہ دو رکعت ہے، جمعہ کے دن ظہر کے بدلے میں پڑھی جاتی ہے. پیغمبر اسلامؐ اور امام معصومؑ اور ان کے نائب خاص کے زمانہ میں واجب عینی ہے، لیکن غیبت کبریٰ کے زمانہ میں واجب تخییری ہے، یعنی انسان کو نماز جمعہ اور نماز ظہر کے درمیان اختیار ہے جس کو چاہے پڑھے، لیکن جس زمانہ میں حکومت عدل اسلامی ہو اس میں احتیاط یہ ہے کہ جمعہ ترک نہ ہو.

مسئلہ ۷۳۳ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز جمعہ کو نماز ظہر کے اول وقت عرفی سے مؤخر نہ کیا جائے اور اگر اسے سے تاخیر ہوجائے تو نماز جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرنا چاہیئے.

مسئلہ ۷۳۴ :- جیسا کہ مسئلہ (۷۳۰) میں بیان کیا گیا ہے کہ نماز ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کے لئے ہر ایک کا اپنا ایک مخصوص وقت ہوتا ہے، پس اگر کوئی جان بوجھ کر نماز عصر کو نماز ظہر کے مخصوص وقت میں پڑھے یا بالعکس تو اس کی نماز باطل ہے، اور اگر کوئی شخص کسی اور نماز کو، نماز صبح کی قضا یا اس قسم کی دوسری نماز کو نماز ظہر یا نماز مغرب کے مخصوص وقت میں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے.

نماز مغربین کا وقت

کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور یہ سرخی غروب آفتاب کے وقت پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ ۷۳۶ :- مغرب و عشاء کے بھی دو وقت ہیں: ۱۔ اختصاصی ۲۔ اشتراکی
مغرب کا اختصاصی وقت غروب آفتاب کے بعد سے اتنی دیر تک رہتا ہے جتنی دیر میں آدمی تین رکعت نماز پڑھ سکے اور اگر مسافر نماز عشاء کو مغرب کے اختصاصی وقت میں پڑھے تو نماز باطل ہے، اور نماز عشاء کا اختصاصی وقت جب آدھی رات میں صرف نماز عشاء پڑھنے کا وقت رہ جائے، اور اگر کسی نے جان بوجھ کر اس وقت تک نماز مغرب نہیں پڑھی تو پہلے نماز عشاء کو پڑھے اس کے بعد مغرب کی قضا کرے، اور ان دونوں مخصوص وقتوں کے درمیان کا وقت مشترک وقت ہے، اگر کوئی مشترک وقت میں غلطی سے نماز عشاء کو مغرب سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد متوجہ ہو کہ مغرب نہیں پڑھی تو اس کی نماز صحیح ہے، نماز مغرب کو اس کے بعد بجا لائے۔

مسئلہ ۷۳۷ :- مخصوص اور مشترک وقت جس کو اس سے پہلے والے مسئلہ میں بیان کیا گیا اشخاص کے اعتبار سے فرق رکھتا ہے، مثلاً ظہر و عصر و عشا کا مخصوص وقت مسافر کے لئے دو رکعت کے برابر ہے اور حاضر کے لئے چار رکعت پڑھنے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۷۳۸ :- اگر بھولے یا غفلت سے نماز عشاء شروع کر دے اور درمیان میں متوجہ ہو کہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی، چنانچہ اگر پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ مشترک وقت میں پڑھا ہے اور چوتھی رکعت کے رکوع میں نہیں گیا تو نیت مغرب کی طرف پلٹا دے اور نماز کو ختم کرے اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھے اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو نماز عشاء کو تمام کر کے اس کے بعد نماز مغرب پڑھے لیکن اگر جو کچھ پڑھا ہے نماز مغرب کے مخصوص وقت میں پڑھا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۷۳۹ :- نماز عشاء کا آخری وقت آدھی رات ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ رات کا شمار غروب آفتاب سے اذان صبح تک کرے لیکن نماز شب اور اس کی مانند چیزوں

مسئلہ ۷۳۰ :- اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز مغرب یا عشاء کو آدھی رات تک نہیں پڑھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اذان صبح سے پہلے تک ادا و قضا کی نیت کے بغیر بجالائے.

نماز صبح کا وقت

مسئلہ ۷۳۱ :- اذان صبح کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر کی طرف اٹھتی ہے جسے فجر اول کہتے ہیں، جب وہ سفیدی مشرق کی طرف اور افق میں پھیل جائے تو فجر دوم اور وہ اول نماز صبح ہے، اور نماز صبح کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے.

اوقات نماز کے احکام

مسئلہ ۷۳۲ :- انسان اس وقت نماز پڑھ سکتا ہے جب وقت کے داخل ہونے کا یقین ہوجائے یا دو عادل آدمی وقت داخل ہونے کی خبر دے بشرطیکہ ان دونوں کی خبر اور گواہی حسی ہو، مثلاً گواہی دیں کہ شاخص کا سایہ کم ہونے کے بعد بڑھنا شروع ہوگیا ہے، اور وقت شناس و مورد اطمینان شخص کی اذان بھی کافی ہے.

مسئلہ ۷۳۳ :- اندھا یا وہ شخص جو قید خانے میں ہے یا اس قسم کا عذر رکھنے والے کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک وقت کے داخل ہونے کا یقین نہ ہوجائے نماز شروع نہ کرے، لیکن اگر آسمان میں بادل، غبار جیسی رکاوٹ کی وجہ سے وقت کے داخل ہونے کا یقین نہیں حاصل کرسکتے اگر گمان قوی پیدا ہوجائے تو نماز پڑھ سکتے ہیں.

مسئلہ ۷۳۴ :- اگر اوپر بیان کئے گئے قواعد کی بناپر نماز شروع کردے اور اثنائے نماز میں معلوم ہوجائے کہ ابھی نماز کا وقت نہیں آیا تو اس کی نماز باطل ہے، اسی طرح اگر نماز پڑھنے لینے کے بعد معلوم ہو کہ پوری نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے تو نماز کا اعادہ کرے، لیکن اگر نماز ہی میں معلوم ہوجائے یا نماز کے بعد پتہ چلے کہ وقت داخل ہوگیا تھا تو نماز

مسئلہ ۷۴۵ :- اگر انسان وقت کے داخل ہونے سے باخبر ہوئے بغیر غفلت یا فراموشی سے نماز پڑھ لے اور اس کی پوری نماز وقت کے اندر ہوئی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر پوری نماز یا اس کا کچھ حصّہ وقت سے پہلے واقع ہوا ہو تو اس کی نماز باطل ہے، بلکہ اگر نماز کے بعد معلوم ہوجائے کہ اثناء نماز میں وقت داخل ہوگیا تھا تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۶ :- اگر اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہوگیا ہے اور وہ نماز شروع کرے اور اثناء نماز میں یہ شک ہوجائے کہ وقت داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے، ہاں اگر اثناء نماز میں یقین ہوجائے کہ وقت ہوگیا ہے، لیکن یہ شک ہو کہ جتنی نماز پڑھ چکا ہوں وہ وقت میں تھی یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۴۷ :- تنگی وقت میں اگر مستحبات کی ادائیگی سبب بنے کہ کچھ واجبات وقت کے بعد واقع ہوں تو ان مستحبات کو چھوڑ دینا چاہیئے، مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصّہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے گا تو قنوت نہ پڑھے، اگر قنوت پڑھے تو گنہگار ہوگا، البتہ اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۴۸ :- اگر ایک رکعت نماز کا وقت ہو تو پوری نماز ادا کی نیّت سے پڑھے لیکن نماز کو اس حد تک عمداً مؤخر کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۷۴۹ :- جو شخص مسافر نہیں اگر اس کے پاس مغرب تک پانچ رکعات پڑھنے کا وقت ہے تو وہ نماز ظہر اور عصر دونوں کو پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہے تو صرف نماز عصر اور اس کے بعد نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک پانچ رکعات پڑھنے کا وقت ہے تو نماز مغرب وعشاء دونوں کو پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہے تو صرف عشا پڑھے اور بعد میں نماز مغرب کو بجالائے اور احتیاط واجب ہے کہ ادا یا قضا کی نیّت نہ کرے۔

مسئلہ ۷۵۰ :- مسافر کو اگر مغرب تک تین رکعت کا وقت ہو تو نماز ظہر اور عصر

اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس صرف چار رکعت کا وقت ہے تو مغرب اور عشاء دونوں پڑھے اور اگر اس سے کم ہو تو صرف نماز عشاء پڑھے اور بعد میں مغرب کو ادا یا قضاء کی نیّت کے بغیر بجا لائے اور اگر نماز عشاء پڑھنے کے بعد اسے معلوم ہوجائے کہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ وقت آدھی رات تک باقی ہے تو فوراً نماز مغرب کو ادا کی نیّت سے بجالائے۔

مسئلہ ۷۵۱ :- مستحب مؤکد ہے کہ نماز کو اول وقت فضیلت میں پڑھے روایات میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب پڑھے گا اتنا بہتر ہے مگر یہ کہ تاخیر کسی اور وجہ سے بہتر ہو، مثلاً انتظار کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۲ :- جب انسان کوئی ایسا عذر رکھتا ہو کہ اگر اول قت میں نماز پڑھنا چاہے تو مجبور ہے کہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھے چنانچہ اگر اسے معلوم ہو یا احتمال ہو کہ عذر آخر وقت تک باقی رہے گا تو وہ اول وقت نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اگر مثلاً اس کا لباس نجس ہو، یا کوئی اور عذر رکھتا ہو اور احتمال دے کہ اس کا عذر دور ہوجائے گا تو احتیاط واجب ہے کہ اتنا انتظار کرے کہ اس کا عذر دور ہوجائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے اور ضروری نہیں کہ اتنا وقت انتظار کرے یہاں تک کہ صرف نماز کے واجب افعال بجالا سکے بلکہ اگر مستحبات نماز، مثلاً اذان واقامت اور قنوت کا وقت ہو تو نجس لباس کے ساتھ نماز کو ان مذکورہ مستحبات سمیت بجالا سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۵۳ :- جس کو شکیات وسہویات نماز معلوم نہ ہوں اور احتمال ہو کہ نماز میں کوئی بات پیش آسکتی ہے تو ان شکیات وسہویات کو یاد کرنے کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر نماز کو اول وقت سے مؤخر کرے، لیکن اگر اطمینان ہو کہ بطور کامل ادا کرے گا تو اول وقت نماز پڑھنا جائز ہے، تو اگر اثناء نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کا حکم اسے معلوم نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی ایسا مسئلہ در پیش

نماز کے بعد مسئلہ معلوم کرے اور نماز باطل ہو تو دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۴ :- اگر نماز کا وقت وسیع ہے اور کوئی صاحب حق اس سے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو امکان کی صورت میں پہلے اس کا قرض ادا کرے اس کے بعد نماز پڑھے، اسی طرح اگر کوئی اور ایسا کام پیش آئے کہ جسے فوراً بجالانا ہے، مثلاً یہ دیکھے کہ مسجد نجس پڑی ہے تو پہلے مسجد کو پاک کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے اور اگر اس نے پہلے نماز پڑھ لی تو وہ گنہگار ہوگا، لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

نمازوں کی ترتیب

مسئلہ ۷۵۵ :- نماز ظہر و عصر ترتیب سے پڑھی جائے گی، یعنی پہلے ظہر پھر عصر، اسی طرح مغرب و عشاء میں ترتیب ہے، اگر کوئی عمداً نماز عصر کو ظہر سے پہلے یا عشا کو مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۵۶ :- اگر نماز ظہر کو شروع کرے اور درمیان میں یاد آجائے کہ ظہر پڑھ چکا ہے تو نماز عصر کی نیّت نہیں کرسکتا اس کی نماز باطل ہوجائے گی، یہی صورت مغرب و عشاء کی ہے۔

مسئلہ ۷۵۷ :- اگر نماز عصر پڑھتے ہوئے اسے یقین ہوجائے کہ نماز ظہر نہیں پڑھی تو اپنی نیّت نماز ظہر کی طرف پلٹ دے اور اگر پلٹانے کے بعد رکن نماز میں مشغول ہوجائے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر تو پڑھ لی تھی تو احتیاط واجب ہے کہ نیّت نماز عصر کی طرف پلٹ دے اور نماز پوری پڑھنے کے بعد دو بارہ نماز عصر پڑھے، لیکن اگر رکن نماز میں داخل ہونے سے پہلے اسے یاد آجائے تو وہ نیّت کو نماز عصر کی طرف پلٹا دے اور جو کچھ وہ نماز ظہر کی نیّت سے پڑھ چکا ہے وہ دو بارہ عصر کی نیّت سے پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہوگی اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز عصر کو دو بارہ پڑھے۔

نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹا دے اور نماز عصر کو بعد میں پڑھے، البتہ اگر وقت اتنا کم ہے کہ نماز کے ختم ہوتے ہی مغرب کا وقت ہوجائے گا تو وہ نماز عصر کی نیت سے پوری کرے اور نماز ظہر کی قضا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۷۵۹ :- اگر نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع سے پہلے شک کرے کہ نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں، تو اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز تمام کرنے کے بعد آدھی رات ہوجائے گی تو عشاء کی نیت سے نماز کو تمام کرے اور اگر وقت زیادہ ہے تو پھر نیت کو نماز مغرب کی طرف پھیر دے اور پھر نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۶۰ :- اگر نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع کے بعد شک کرے کہ نماز مغرب پڑھی تھی یا نہیں تو اس نماز کو تمام کرے اور اس کے بعد نماز مغرب پڑھے اور اگر یہ شک نماز عشاء کے اختصاصی وقت میں ہو تو پھر نماز مغرب کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶۱ :- اگر انسان کسی نماز کو احتیاطاً دو بارہ پڑھے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ اس نماز سے پہلے والی نماز کو نہیں پڑھی تو نیّت کو اس نماز کی طرف نہیں پلٹ سکتا، مثلاً جب وہ نماز عصر احتیاطاً پڑ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں پلٹ سکتا۔

مسئلہ ۷۶۲ :- قضا نماز سے ادا کی طرف اور مستحب نماز سے واجب کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶۳ :- اگر ادا نماز کا وقت وسیع ہو تو نماز کے دوران قضا کی طرف عدول جائز ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب عدول ممکن بھی ہو، مثلاً ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے صبح کی قضاء نماز کی طرف اسی وقت عدول کرسکتا ہے جب ظہر کی تیسری رکعت میں داخل نہ ہوچکا ہو۔

مستحب نمازیں

نمازوں میں رات دن کے نوافل کی بہت تاکید ہوئی ہے اور ان کی تعداد روز جمعہ کے علاوہ ایام میں چونتیس رکعت ہے۔ نافلہ ظہر آٹھ رکعت، نافلہ عصر آٹھ رکعت، نافلہ مغرب چار رکعت، نافلہ عشاء دو رکعت، نافلہ شب گیارہ رکعت، نافلہ صبح دو رکعت،
اور چونکہ عشاء کی دو رکعت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر ادا کی جائیں تو وہ ایک رکعت شمار کی جاتی ہے۔ البتہ جمعہ کے دن اڑتیس ہوں گی کیوں کہ چار رکعت کا نافلہ ظہر وعصر کے ساتھ اضافہ ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۷۶۵ :- گیارہ رکعت نافلہ شب میں آٹھ رکعت نماز شب کے نافلہ کی نیّت سے دو رکعت نافلہ شفع اور ایک نافلہ وتر کے عنوان سے پڑھی جائیں گی اور اس کی تفصیل دعاؤں کی کتابوں میں تحریر کی گئی ہے۔

مسئلہ ۷۶۶ :- تمام نوافل کو بیٹھ کر پڑھا جا سکتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر دو رکعت کو ایک رکعت شمار کرے، مثلاً آٹھ رکعت نافلہ ظہر کو اگر بیٹھ کر پڑھے تو سولہ رکعت پڑھے اور اگر وتر کو بیٹھ کر پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔

مسئلہ ۷۶۷ :- ظہرین کا نافلہ سفر میں ساقط ہے، سفر میں نہیں پڑھنا چاہئے۔ البتہ نافلہ عشا کو اس نیّت سے کہ شاید مطلوب ہوں بجالایا جاسکتا ہے۔

نوافل یومیہ کا وقت

مسئلہ ۷۶۸ :- نافلہ ظہر کا وقت نماز عصر سے پہلے ہے۔ اول ظہر سے شروع ہوتا ہے اور جب شاخص کا سایہ ۷/۲ سے زیادہ ہوجائے تو ختم ہوجاتا ہے، مثلاً اگر شاخص کی بلندی ۷۰ سنٹی میٹر ہے تو جب سایہ جو ظہر کے بعد پیدا ہوتا ہے ۲۰ سنٹی میٹر کو پہنچے گا تو نافلہ ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۷۶۹ :- نافلہ عصر جو نماز عصر سے پہلے پڑھا جاتا ہے اس کا وقت اس وقت

کے مقررہ وقت کے بعد پڑھنا چاہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نافلہ ظہر کو ظہر کے بعد اور نافلہ عصر کو عصر کے بعد بجالائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ادا یا قضا کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۷۷۰ :- نافلہ مغرب کا وقت نماز مغرب کے بعد سے اس وقت تک رہتا ہے جب تک مغرب کی سرخی ختم نہ ہوجائے، یعنی وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد سے پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ ۷۷۱ :- نماز عشاء ختم ہونے کے بعد سے نصف شب تک نافلہ عشاء کا وقت رہتا ہے اور بہتر ہے کہ نماز عشاء کے بعد بلا فاطلہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۷۷۲ :- نافلہ صبح کا وقت نماز صبح سے پہلے ہے اور اس کا وقت آدھی رات کے بعد گیارہ رکعت نماز تہجد کی مقدار وقت گزرنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ فجر اول سے پہلے نہ پڑھیں مگر یہ کہ بلا فاصلہ نماز تہجد کے بعد پڑھ لیں تو ایسی صورت میں کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۷۳ :- نافلہ شب کا وقت نصف شب سے اذان صبح تک رہتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اذان صبح کے نزدیک پڑھی جائے۔

مسئلہ ۷۷۴ :- مسافر اور وہ شخص جس کے لئے نماز تہجد کا آدھی رات کے بعد پڑھنا مشکل ہو یا اسے ڈر ہو کہ بروقت نہ پڑھ سکے تو وہ ابتداء رات میں انہیں پڑھ سکتا ہے۔

نماز غفیلہ

مسئلہ ۷۷۵ :- مستحبی نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب و عشاء کے درمیان پڑھی جاتی ہے اس کا وقت نماز مغرب کے بعد مغرب کی طرف والی سرخی زائل ہونے تک ہے۔ یہ نماز دو رکعت ہے پہلی رکعت میں حمد کے بعد بجائے سورہ کے یہ آیت پڑھے:

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین ۔

اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد بجائے سورہ کے یہ آیت پڑھے :

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۔

اور قنوت میں یہ پڑھے :

اللھم انی اسالک بمفاتح الغیب التی لا یعلمہا الا انت ان تصلی علیٰ محمد وآل محمد وان تفعل بی کذا و کذا ۔

اور کذا وکذا کی جگہ اپنی حاجتوں کو طلب کرے اس کے بعد کہے :

اللھم انت ولی نعمتی والقادر علیٰ طلبتی تعلم حاجتی فاسالک بحق محمد وآل محمد علیہ وعلیھم السلام لمّا قضیتہا لی ۔

قبلہ کے احکام

مسئلہ ۷۷۶ :- خانہ کعبہ جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے جو شخص جہاں بھی ہو اسی کے رو برو نماز پڑھے اور جو شخص دور ہو اگر اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں رو بہ قبلہ نماز پڑھ رہا ہے تو کافی ہے، اور یہی حکم ہے دوسرے امور جنہیں قبلہ رخ انجام دینا ہے، مثلاً جانور کو ذبح کرنا ۔

مسئلہ ۷۷۷ :- جو شخص واجب نماز کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اگر اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں رو بہ قبلہ نماز پڑھ رہا ہے کافی اور ضروری نہیں ہے کہ اس کے گھٹنے اور انگلوں

مسئلہ ۷۷۸:- جو شخص بیٹھ کے نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ معمول کے مطابق نہیں بیٹھ سکتا اور بیٹھتے وقت پاؤں کے تلوے زمین پر لگائے ہوئے ہے تو ضروری ہے کہ نماز کے موقع پر اس کا چہرہ، شکم، سینہ قبلہ رخ ہوں اور پاؤں کی پنڈلیاں قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۷۹:- اگر کوئی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو داہنی کروٹ اس طرح لیٹے کہ پورا اگلا حصہ رو بہ قبلہ ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو بائیں کروٹ اس طرح لیٹے کہ پورا اگلا حصہ رو بہ قبلہ ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس طرح چت لیٹے کہ پیروں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۸۰:- نماز احتیاط اور بھولے ہوئے تشہد و سجدہ میں بھی رو بہ قبلہ ہونا چاہئے اور سجدہ سہو میں بھی احتیاط مستحب یہی ہے۔

مسئلہ ۷۸۱:- مستحبی نمازوں کو راہ چلتے اور سواری (مثلاً کار، ریل گاڑی، ہوائی جہاز اور کشتی) پر بھی پڑھا جاسکتا ہے اور ایسی صورت میں رو بہ قبلہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۸۲:- قبلہ کی تشخیص کے لئے بہت سے طریقے ہیں پہلے تو کوشش کرے تا کہ یقین ہوجائے، دو عادل یا ایک ایسا شخص جو قابل اطمینان ہو اور حسی علامات سے گواہی دے یا ایسے شخص کے قول پر جو علمی قاعدے سے قبلہ کو پہچانتا ہو اور قابل اطمینان بھی ہو عمل کیا جاسکتا ہے اور اگر یہ چیزیں ممکن نہ ہوں تو اس گمان پر بھی عمل کرسکتا ہے جو مسلمانوں کی محرابوں، قبروں یا دوسرے ذرائع سے حاصل ہوں، حتیٰ کہ اگر ایک فاسق یا کافر جو علمی قاعدے سے قبلہ کو پہچانتا ہو اس کی بات سے قبلہ کے بارہ میں گمان حاصل ہوجائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۷۸۳:- جو شخص قبلے کی سمت کے بارے میں گمان کرے اگر وہ اس سے قوی تر گمان حاصل کرسکتا ہے تو وہ اپنے گمان پر عمل نہیں کرسکتا، مثلاً اگر مہمان صاحب

(مثلاً قبلہ نما سے) زیادہ قوی گمان پیدا کر سکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہیئے ۔

مسئلہ ۷۸۴ :- عام طور سے جو قبلہ نما استعمال ہوتے ہیں اگر یہ صحیح ہوں تو شناخت قبلہ کے لئے بہترین ذریعہ ہے اور اس سے حاصل ہونے والا گمان دوسرے ذرائع سے حاصل ہونے والے گمان سے کم نہیں ہے بلکہ شاید دقیق تر ہے ۔

مسئلہ ۷۸۵ :- اگر قبلہ کی جہت کو نہیں جانتا تو مساجد کے محراب اور مسلمانوں کی قبور کے ذریعے قبلہ کی سمت معلوم کرتا ہے تو اگر نماز پڑھنے سے پہلے اپنی کوشش یا جدید آلات سے ، مثلاً قبلہ نما کے ذریعہ کسی دوسری طرف قبلہ ہونے کا اطمینان اور علم پیدا کرلے تو احتیاط واجب ہے کہ مساجد کے محراب اور مسلمانوں کی قبور کو قبلہ کی شناخت کا معیار نہ بنائے خصوصاً اگر یہ گمان اور ظن غالب پیدا ہوجائے کہ اس جگہ کے رہنے والے لوگ مساجد کے محراب اور قبور بنانے میں زیادہ باریک بینی سے کام نہیں لیتے رہے تو اس طرف یا ان اطراف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے جس کی طرف قبلہ ہونے کے متعلق اطمینان یا قوی گمان ہو۔

مسئلہ ۷۸۶ :- اگر قبلہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور قبلہ چار مختلف سمتوں میں مساوی شک ہو تو اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو چار نماز چاروں طرف منہ کر کے پڑھے اور اگر وقت کم ہو تو جتنی مقدار وقت ہو نماز پڑھے ، مثلاً ایک نماز پڑھنے جتنا وقت ہو تو اس نماز کو جس طرف منہ کر کے چاہے پڑھے اور نمازوں کو اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہوجائے کہ ان میں سے ایک نماز قبلہ رخ پڑھی گئی ہے ۔

مسئلہ ۷۸۷ :- اگر یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو طرف میں سے ایک طرف ہے تو دونوں طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہیئے ، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ گمان کی صورت میں چاروں طرف منہ کر کے نماز پڑھے ۔

کو پڑھنا چاہتا ہے تو بہتر ہے کہ پہلی نماز کو چاروں طرف پڑھ لے پھر دوسری نماز شروع کرے۔

مسئلہ ۷۸۹ :- جس شخص کو قبلے کی سمت کا یقین نہ ہو اگر نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جس میں قبلے کی طرف منہ کرنا ضروری ہے، مثلاً حیوان کو ذبح کرنا ہو تو اپنے گمان پر عمل کرے اور اگر گمان نہ حاصل ہو سکے تو جس طرف ذبح کر دے صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۹۰ :- اگر قبلہ کے بارے میں اسے گمان حاصل ہو اور نماز شروع کر دے پھر اثناء نماز میں کسی دوسری طرف قبلہ ہونے کا گمان پیدا ہو گیا تو اسے باقیماندہ نماز دوسری طرف پڑھنی چاہیئے، لیکن اگر پہلی نماز کی جتنی مقدار پڑھی تھی وہ قبلہ سے دائیں یا بائیں یا پشت بہ قبلہ پڑھی گئی ہے تو ایسی صورت میں اس نماز کو قبلہ رخ تمام کرے اور احتیاط مستحب ہے کہ نماز کو دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۱ :- اگر قبلہ کی تحقیق کیے بغیر غفلت یا سستی کی وجہ سے نماز پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ درست سمت قبلہ میں پڑھی گئی ہے اور نماز میں قصد قربت بھی رکھتا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن اگر نماز کے بعد معلوم ہو جائے کہ سمت قبلہ کی طرف نہیں پڑھی گئی تو اس کی نماز باطل ہے اور دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۲ :- اگر بھیڑ، بکری یا اونٹ کو عمداً سمت قبلہ کی مخالف طرف ذبح یا نحر کرے تو ان کا گوشت کھانا حرام ہے، لیکن اگر یہ کام بھول جانے یا جاہل ہونے اور معذور ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے تو ان کا گوشت کھانا حلال ہے۔

نماز کی حالت میں بدن کا چھپانا

مسئلہ ۷۹۳ :- نماز پڑھتے ہوئے مرد کا آگا پیچھا چھپا ہونا چاہیئے، چاہے اس کو کوئی نہ دیکھ رہا ہو اور بہتر ہے کہ ناف سے زانو تک چھپالے۔

سر بھی صرف چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ و پاؤں کھلے رہ سکتے ہیں، لیکن یہ یقین کر لینے کے لئے کہ مقدار واجب کو چھپا لیا ہے تھوڑا سا چہرے کے اطراف اور گٹوں سے نیچے کو بھی چھپالے۔

مسئلہ ۷۹۵ :- نماز احتیاط، بھولے ہوئے سجدہ یا تشہد بلکہ بنابر احتیاط واجب سجدہ سہو کے وقت بھی نماز کی طرح اپنے کو چھپانا چاہیئے۔

مسئلہ ۷۹۶ :- عورتوں کے لئے مصنوعی بالوں اور پوشیدہ زینتوں (جیسے ہاتھ کے کڑے وغیرہ اور گردن بند) اور چہرے کی آرائش کو نامحرم سے چھپانا واجب ہے۔

مسئلہ ۷۹۷ :- اگر انسان جان بوجھ کر نماز میں اپنی شرمگاہ نہ چھپائے تو اس کی نماز باطل ہے، بلکہ ااگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نہ چھپائے تو بھی احتیاط واجب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۸ :- اگر نماز پڑھنے میں معلوم ہوجائے کہ جس چیز کا چھپانا، مثلاً (شرمگاہ) واجب ہے وہ ظاہر ہے تو فوراً چھپالے اور اگر س کے چھپانے میں کافی وقفہ لگ جائے تو احتیاط واجب ہے کہ اپنے کو چھپا کر نماز ختم کر کے دو بارہ پڑھے، لیکن اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ مقدار واجب کو نہیں چھپایا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۹۹ :- اگر حالت قیام میں اس کی شرمگاہ کو اس کا لباس چھپائے رہتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ کسی دوسری حالت میں، مثلاً رکوع یا سجود میں نہ چھپائے تو جس وقت اس کی شرمگاہ ننگی ہوجاتی ہے اگر اسے کسی طریقہ سے چھپا لیتا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسے لباس سے نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۰۰ :- نماز میں اپنے کو درخت کے پتوں اور گھاس سے چھپایا جا سکتا ہے، لیکن احتیاط مستحب ہے کہ ان چیزوں کا استعمال اس وقت کرے جب کوئی دوسری چیز نہ ہو۔

مسئلہ ۸۰۱ :- اگر مٹی کے علاوہ کچھ نہ ہو تو وہ چھپانے والی چیز نہیں ہے اور ننگا نماز پڑھ سکتا ہے، ہاں احتیاط مستحب ہے کہ ایک مرتبہ برہنہ نماز پڑھ لے اور ایک مرتبہ مٹی سے

مسئلہ ۸۰۲ :- اگر بدن کو چھپانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن احتمال ہے کہ آخر وقت تک کچھ مل جائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز میں تاخیر کردے، اگر کچھ نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفہ کے مطابق نماز پڑھے.

مسئلہ ۸۰۳ :- اگر کسی شخص کے پاس نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لئے حتی درخت کے پتے اور گھاس بھی نہ ہو اور آخر وقت تک ملنے کا احتمال نہ ہو تو اگر کوئی نامحرم اس کو دیکھ رہا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اس طرح اپنی شرمگاہ کو چھپائے اور اگر کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور شرمگاہ کو ہاتھوں سے چھپالے اور رکوع و سجود اشاروں سے کرے اور سجدہ کے لئے تھوڑا سا زیادہ جھک جائے.

نمازی کے لباس کی شرائط

مسئلہ ۸۰۴ :- نمازی کے لباس میں چھ شرطیں ہیں:

۱۔ پاک ہو ۲۔ بنابر احتیاط واجب غصبی نہ ہو ۳۔ مردار کے اجزاء کا نہ ہو ۴۔ حرام گوشت حیوان کے اجزاء کا نہ بنا ہو ۵۔۶۔ اگر نمازی مرد ہے تو اس کا لباس خالص ریشمی یا خالص سونے کے تاروں سے بنا ہوا نہ ہو. ان کی شرح آئندہ مسائل میں آئے گی.

پہلی شرط

مسئلہ ۸۰۵ :- نمازی کے لباس کو پاک ہونا چاہئے اور اگر کوئی عمداً نجس بدن یا نجس لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۸۰۶ :- جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اگر وہ نجس بدن یا لباس سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے.

اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اسے کسی نجس چیز کے متعلق معلوم

پسینہ نجس ہے اور اس سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۸۰۸ :- اگر لاعلمی میں نجس بدن یا لباس میں نماز پڑھے اور بعد میں نجس ہونے کا علم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر وقت موجود ہو تو نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۰۹ :- اگر پہلے نجاست کا علم تھا پھر بھول گیا اور نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لی تو نماز کا اعادہ کرے چاہے نماز پڑھتے میں یاد آجائے یا نماز کے بعد یاد آئے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہے تو قضاء کرے۔

مسئلہ ۸۱۰ :- اگر نماز پڑھتے میں بدن یا لباس نجس ہوجائے یا نماز پڑھتے میں متوجہ ہوجائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہوگیا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا کہ پہلے ہی سے نجس تھا یا نماز پڑھنے میں نجس ہوا تو اگر پانی کا ملنا ممکن ہے اور بدن یا لباس کا اس طرح پاک یا لباس کا اس طرح بدل لینا ممکن ہے کہ نماز کی صورت نہیں بگڑتی تو اسی وقت پاک کر لے یا بدلے لے اور پھر نماز کو پڑھے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ دے اور پاک بدن وپاک لباس سے نماز پڑھے، اور یہ سب اس صورت میں ہے جب نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔

مسئلہ ۸۱۱ :- جو شخص تنگ وقت میں نماز پڑھ رہا ہے اگر نماز پڑھتے میں اس کا لباس نجس ہوجائے اور قبل اس کے کہ نماز کا کوئی حصہ نجاست کے ساتھ پڑھے اسے معلوم ہوجائے کہ نجس ہوگیا ہے یا اسے معلوم ہوجائے کہ لباس نجس ہے، لیکن شک کرے کہ ابھی نجس ہوا یا پہلے سے نجس تھا تو اگر پاک کرنے یا بدلنے یا لباس اتارنے سے نماز کی صورت نہیں بگڑتی اور وہ لباس اتار سکتا ہے تو وہ اپنے لباس کو پاک کرے یا بدل دے اور اگر کوئی اور چیز شرمگاہ کو چھپانے کے لئے موجود ہے تو لباس اتار دے اور نماز تمام کرے، لیکن اگر شرمگاہ کوئی اور چیز سے چھپا ہوا نہ ہو اور لباس کو بھی پاک نہیں کر سکتا اور نہ بدل سکتا ہے، لباس کو اتار دے اور جو طریقہ ننگے لوگوں کے لئے بتایا جا چکا ہے اس کے مطابق

سے لباس کو نہیں اتار سکتا تو اسی حالت میں نماز کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۲ :- اگر کوئی تنگ وقت میں نماز پڑ رہا ہو اور نماز پڑھتے میں بدن نجس ہوجائے اور قبل اس کے نماز کا کوئی حصّہ نجاست کے ساتھ پڑھے متوجہ ہوجائے یا اسے معلوم ہو کہ اس کا بدن نجس ہے اور شک کرے کہ ابھی نجس ہوا یا پہلے سے نجس تھا تو اگر بدن کو پاک کرنے سے نماز کی صورت نہیں بگڑتی تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز کی صورت بگڑتی ہے تو اسی حالت میں نماز تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۳ :- جو شخص اپنے لباس یا بدن کے پاک ہونے میں شک کرے اور نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۴ :- اگر نجس لباس کو پاک کرے اور یقین ہوجائے کہ پاک ہوگیا پھر نماز پڑھے اور نماز کے بعد معلوم ہو کہ ابھی پاک نہیں ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اگر نماز کا وقت باقی ہے دو بارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو اس نماز کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۸۱۵ :- اگر اپنے بدن یا لباس میں کوئی خون دیکھے اور اسے یقین ہوجائے کہ یہ خون نجس نہیں ہے، مثلاً مچھر کا خون ہے، لیکن نماز کے بعد معلوم ہوجائے کہ وہ خون نجس تھا جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۶ :- اگر اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور یقین کرے زخم یا پھوڑے کا ہے جس کا خون نماز میں کوئی حرج نہیں رکھتا اور نماز پڑھ لے بعد میں پتہ چلے کہ خون زخم اور پھوڑے کا نہیں تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۷ :- اگر کسی چیز کے نجس ہونے کو بھول جائے اور گیلا بدن یا لباس اس سے متصل ہوجائے اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن اگر گیلا بدن اس چیز سے متصل ہوجائے جس کے نجس ہونے کو بھول گیا ہو اور اپنے کو پاک کئے

سے کوئی تری کے ساتھ نجس چیز سے لگ جائے جس کے نجس ہونے کو انسان بھول چکا ہو اور اس کو پاک کرنے سے پہلے وضو کر لے اور نماز پڑھ لے تو اس کا وضو اور نماز باطل ہیں.

مسئلہ ۸۱۸ :- جس کے پاس صرف ایک لباس ہو اور اس کا لباس اور بدن دونوں نجس ہو جائے اور پانی بھی اتنا ہی ہو کہ صرف ایک کو پاک کیا جا سکتا ہو تو اگر لباس اتارنا ممکن ہو تو بدن کو پاک کرے اور نماز کو اسی دستور کے مطابق پڑھے جو ننگوں کے نماز پڑھنے کا بیان کیا جا چکا ہے اور اگر سردی یا کسی اور عذر کی وجہ سے لباس نہ اتار سکتا ہو تو اگر نجاست دونوں کی مساوی ہو ، مثلاً دونوں کو پیشاب یا خون لگا ہے یا بدن کی نجاست شدید تر ہو یا زیادہ مقدار میں ہو ، مثلاً بدن کی نجاست پیشاب ہے جس کا حکم یہ ہے کہ قلیل پانی سے دو مرتبہ دھویا جائے تو احتیاط واجب یہ ہے ک بدن کو پاک کرے اور اگر لباس کی نجاست شدید تر ہو یا زیادہ ہو تو اس کو اختیار حاصل ہے کہ بدن یا لباس جس کو چاہے پاک کرے .

مسئلہ ۸۱۹ :- اگر کسی کے پاس نجس لباس کے علاوہ دوسرا لباس نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو یا یہ احتمال نہ ہو کہ آخر وقت تک دوسرا پاک لباس مل سکے گا تو نماز کو اس دستور کے مطابق پڑھے جو ننگوں کے لئے بیان کیا گیا ، لیکن اگر اس کے لئے سردی یا کسی اور عذر کی وجہ سے لباس اتارنا ممکن نہ ہو تو اسی لباس میں نماز پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے.

مسئلہ ۸۲۰ :- جس کے پاس دو لباس ہوں اور ان دونوں میں ایک لباس نجس ہو لیکن یہ نہیں معلوم کہ کونسا نجس ہے تو نماز کے وقت کے وسیع ہونے کی صورت میں دونوں کے ساتھ نماز پڑھے ، مثلاً اگر نماز ظہر و عصر پڑھنا چاہتا ہے تو ہر ایک کے ساتھ ایک نماز ظہر اور ایک نماز عصر پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو احتیاط واجب ہے کہ نماز کو

پھر قضا کرے۔

دوسری شرط

مسئلہ ۸۲۱ :- بنابر احتیاط واجب نمازی کا لباس مباح ہونا چاہیئے، اگر کوئی جان بوجھ کر غصبی لباس میں نماز پڑھے یہاں تک کہ تاگا یا بٹن غصبی ہو تو نماز بنابر احتیاط واجب باطل ہے اور غیر غصبی لباس میں نماز کو اعادہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۸۲۲ :- جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے، لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے، اگر عمداً غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز باطل ہے اور غیر غصبی لباس میں نماز کو اعادہ کرے۔

مسئلہ ۸۲۳ :- اگر لا علمی یا بھول جانے کی وجہ سے غصبی لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر خود غاصب ہو اور بھول کر نماز پڑھ لے تو یہاں پر احتیاط واجب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۸۲۴ :- غصبی اشیاء چھوٹی ہوں یا بڑی جیسے تسبیح، رومال، اگر نماز پڑھنے والے کے ساتھ ہوں تو نماز باطل ہونے کا سبب نہیں بنتی ہیں۔

مسئلہ ۸۲۵ :- اگر کوئی اپنی جان کی حفاظت کے لئے غصبی لباس میں نماز پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے، اسی طرح اگر اس لباس کی حفاظت کے لئے کہ مبادا چور یا اس قسم کے لوگ نہ اٹھالیں اس لباس کو پہن کر نماز پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۶ :- اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور نماز پڑھتے ہی متوجہ ہو جائے تو اگر بدن پر کوئی ایسی چیز ہو جس سے اپنی شرمگاہ کو چھپا سکتا ہو تو فوراً نماز کا تسلسل توڑے بغیر غصبی لباس کو اتار دے اس کی نماز صحیح رہے گی اور اسے اپنی اس نماز کو پورا کرنا چاہیئے، لیکن اگر شرمگاہ کو کسی دوسری چیز سے نہ چھپا سکتا ہو یا

اگر اتنا بھی وقت نہ ہو تو نماز کی حالت میں لباس اتار دے اور برہنہ لوگوں کی نماز کے مطابق نماز پوری کرے۔

مسئلہ ۸۲۷:- ان پیسوں سے کہ جس کا خمس یا زکات نہ دی ہو لباس خرید کر اس میں نماز پڑھے تو صحیح نہیں ہے اور نماز باطل ہے، لیکن اگر لباس ایسی رقم کے عوض خریدے جو اس نے اپنے ذمہ لی ہو اور بوقت معاملہ یہ ارادہ رکھتا ہو کہ رقم ایسے مال سے ادا کرے گا جس کا خمس، زکات ادا نہیں ہوا ہے تو اس صورت میں اگر کوئی اور رقم اس کے پاس ہو جس کا خمس یا زکات واجب نہ ہو تو اگر اپنے ذمہ رقم لے کر خریداری کرے اور رقم کی ادائیگی ایسے مال سے کرے جس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

تیسری شرط

مسئلہ ۸۲۸:- نمازی کا لباس اس مردہ حیوان کا نہ ہو جو خون جہندہ رکھتا ہے، بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوسرے ان مردہ حیوانوں کے اجزاء کا بھی نہ ہو جو خون جہندہ نہیں رکھتے (جیسے مچھلی، سانپ)۔

مسئلہ ۸۲۹:- نمازی کے پاس مردار کے اجزاء میں سے جو روح رکھتے ہیں کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہو خواہ وہ لباس کی صورت میں نہ ہو۔

مسئلہ ۸۳۰:- اگر مردار کہ وہ اجزاء جو روح نہیں رکھتے جیسے بال اون، نمازی کے ہمراہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور نماز صحیح ہے۔

چوتھی شرط

مسئلہ ۸۳۱:- نمازی کا لباس حرام گوشت حیوان کے اجزاء کا نہ ہو، بلکہ اگر اس کے بال بھی نمازی کے ہمراہ ہوں گے تو نماز باطل ہے۔

نمازی کے بدن یا لباس پر ہو (مثلاً بلی کا لعاب دہن) تو جب تک تر ہے اور نجاست موجود ہے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے، لیکن اگر خشک ہوجائے اور عین برطرف ہوجائے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۳۳ :- کسی انسان کا بال، پسینہ یا لعاب دہن اگر نمازی کے بدن یا لباس پر ہے تو نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۴ :- اگر شک ہو کہ یہ لباس حرام گوشت حیوان کا ہے یا حلال گوشت حیوان کا تو اس میں نماز صحیح ہے چاہے وہ ملک کے اندر بنایا گیا ہو یا باہر۔

مسئلہ ۸۳۵ :- اگر انسان کو احتمال ہو کہ بٹن صدف، یعنی سیپ سے ہے اور وہ ایک حیوان سے ہے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر یقین ہو کہ بٹن صدف سے ہے اور احتمال دے کہ ایسے حیوان سے ہے جو گوشت نہیں رکھتا تو بھی اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۶ :- خز کی کھال میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سنجاب کی کھال سے نماز میں اجتناب کرے۔

مسئلہ ۸۳۷ :- اگر ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق نہ جانتا ہو کہ حرام گوشت جانور سے بنایا گیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر بھول کر کے اس سے نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو اعادہ کرے۔

مسئلہ ۸۳۸ :- آج کل جو مصنوعی کھال پلاسٹک کے مادے سے بنائی جاتی ہے یا اسی طرح کی کسی دوسری چیز سے تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اگر شک ہو کہ یہ مصنوعی کھال ہے یا واقعی اور وہ بھی حرام گوشت جانور کی ہے یا مردہ کی تو اس میں بھی اشکال نہیں ہے۔

پانچویں اور چھٹی شرط

ہے اور اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے، البتہ عورتوں کے لئے نماز یا غیر نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۰ :- سونے سے زینت مردوں کے لئے حرام ہے جیسے سونے کی انگوٹھی، سونے کی کلائی گھڑی وغیرہ اور نماز بھی باطل ہوجاتی ہے اور بنابر احتیاط واجب یہ ہے کہ سونے کی عینک سے بھی اجتناب کریں، لیکن یہ سب چیز عورتوں کے لئے نماز اور نماز کے علاوہ دونوں میں جائز ہیں۔

مسئلہ ۸۳۱ :- اگر مرد کو معلوم نہ ہو اور اسی انگوٹھی یا لباس سے جو سونے سے بنے ہیں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے، البتہ اگر بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو بنابر احتیاط واجب نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۳۲ :- سونے سے زینت اور سونے کی تاروں سے بنے ہوئے لباس مردوں کے لئے حرام ہے آشکار ہو یا پنہان اور نماز بھی اس کے ساتھ باطل ہے، پس اگر اندرونی لباس، مثلاً بنیان وغیرہ سونے کی تار سے بنا ہو یا گردن میں لٹکی ہوئی سونے کی زنجیر بظاہر نظر نہ آئے تو بھی حرام ہے اور نماز کو باطل کر دیتی ہے۔

مسئلہ ۸۳۳ :- خالص ریشمی لباس مردوں کے لئے نماز اور نماز کے علاوہ دونوں میں حرام ہے اور احتیاط واجب کی بناپر ٹوپی اور ازار بند کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۳۴ :- اگر پورے لباس کا استر یا اس کے کچھ حصّے کا استر خالص ریشم کا ہو تو وہ مرد کے لئے حرام اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے۔

مسئلہ ۸۳۵ :- اگر سونے کی انگوٹھی یا سونے کی کلائی یا اس قسم کی دوسری چیز مرد کے جیب میں ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۸۳۶ :- جس لباس کے لئے معلوم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا

مسئلہ ۸۴۷ :- اگر ریشم کا رومال یا اسی قسم کی دوسری چیز مرد کے جیب میں ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۸۴۸ :- ریشمی لباس عورتوں کے لئے نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۸۴۹ :- اضطرار و مجبوری کی حالت میں خالص ریشمی، سونے کے تار سے بنے ہوئے، غصبی، مردار کے اجزاء سے بنے ہوئے لباس کے پہننے میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور اگر مجبوری آخر وقت تک باقی رہے تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۵۰ :- اگر لباس ریشم اور دوسری چیز سے مخلوط ہو تو مرد کے لئے اس کو پہننا اور نماز پڑھنا صحیح ہے اس شرط کے ساتھ کہ دوسری چیز ان اشیاء میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھی جا سکتی ہو، لیکن اگر غیر ریشم اتنا کم ہو کہ اس کا شمار ہی نہ ہو تو مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۱ :- اگر سوائے غصبی اور اس لباس کے جو مردار سے بنایا گیا ہے اس کے پاس اور کوئی لباس نہیں اور لباس پہننے پر مجبور نہیں تو برہنہ لوگوں کے لئے جو دستور ہے اس کے مطابق نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۵۲ :- اگر حرام گوشت جانور سے تیار شدہ لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور لباس پہننے پر مجبور ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اگر مجبور نہیں تو برہنہ لوگوں کے لئے بیان شدہ طریقوں کے مطابق پر نماز پڑھے اور احتیاط واجب ہے کہ ایک مرتبہ نماز اسی لباس کے ساتھ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۸۵۳ :- اگر سوائے ریشمی لباس یا سونے کے تار سے بنے ہو لباس مرد کے پاس نہ ہو تو اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو برہنہ لوگوں کے دستور کے مطابق نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۵۴ :- اگر کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے اپنی شرمگاہ کو نماز میں چھپائے تو اگر ممکن ہو تو خریدے یا کرایہ پر لے لے لیکن اگر اس کے مہیا کرنے میں اتنے پیسے خرچ

ہے تو برہنہ لوگوں کے دستور کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۸۵۵ :- جس کے پاس لباس نہیں ہے اگر کوئی دوسرا شخص اس کو بخش دے یا عارتیاً دیدے اور زیادہ احسانمندی اور ناراضگی کا باعث نہ ہو تو قبول کرلیناچاہئے، بلکہ اگر بطور بخشش مانگنا یا عارتیاً لینا اس کے لئے سخت نہ ہو تو لیناچاہئے۔

مسئلہ ۸۵۶ :- بنابر احتیاط واجب انسان کو شہرت والے لباس پہننے سے اجتناب کرنا چاہئے اور اس سے مراد وہ لباس ہے جس کا رنگ، سلائی اس جیسے اشخاص کا معمول نہیں، البتہ اگر اس لباس سے نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۷ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ مرد عورتوں کا مخصوص لباس اور عورتیں مردوں کا مخصوص لباس نہ پہنیں لیکن نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۸ :- اگر کسی کے پاس (ساتر) یعنی شرمگاہ کوڈھانپنے والی کوئی چیز موجود نہ ہو اور یہ احتمال ہو کہ آخر وقت میں پیدا ہوجائے گی تو احتیاط واجب ہے کہ نماز کو اول وقت سے مؤخر کرے اور ساتر کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۵۹ :- جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہے اگر برہنہ ہو تو بنابر احتیاط واجب اس کا لحاف یا گدا نجس اور خالص ریشم کا نہ ہو اور نہ ہی ان چیزوں کا ہو جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

وہ مقامات کہ جن میں نمازی کے بدن یا لباس کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے

مسئلہ ۸۶۰ :- تین مقامات پر اگر نمازی کا لباس یا بدن نجس ہو تو اس کی نماز صحیح ہے: ۱۔ زخم یا جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے نمازی کا لباس یا بدن خون آلودہ ہو۔

۲۔ لباس یا بدن پر خون ایک درہم سے کم ہو (درہم تقریباً انگشت شہادت کے ایک پور کے برابر ہوتا ہے)۔

اور دو صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں اگر نمازی کا صرف لباس نجس ہو تو اس کی نماز صحیح ہے: ۱۔ موزہ، ٹوپی، ازار بند جیسی چھوٹی چیزیں نجس ہوں.

۲۔ بچہ کی پرورش کرنے والی عورت کا لباس. ان کی تشریح آئندہ مسائل میں آئے گی.

مسئلہ ۸۷۱ :- اگر نمازی کے بدن یا لباس میں زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو اور بدن یا لباس کا پاک کرنا بہت مشکل کام ہو تو جب تک یہ چیزیں ٹھیک نہ ہو جائیں اسی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے، یہی حکم اس کثافت کا ہے جو خون کے ساتھ آتی ہے یا وہ دوا جو زخم پر لگائی جاتی ہے اگر نجس ہو جائے.

مسئلہ ۸۷۲ :- اگر جسم کے کسی کٹے ہوئے حصّہ یا اس زخم کا خون جو جلدی درست ہو جائے گا اور اس کا دھونا بھی آسان ہے اور وہ ایک درہم یا اس سے زیادہ ہو نمازی کے بدن یا لباس میں لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۸۷۳ :- زخم سے فاصلہ پر جو جگہ ہے وہ خواہ بدن ہو یا لباس اگر نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرنا ہوگا، البتہ وہ مقامات مستثنیٰ ہیں جہاں عموماً خون زخم سے سرایت کرتا ہی ہے.

مسئلہ ۸۷۴ :- اگر منہ یا ناک کے اندر زخم ہو اور اس سے بدن یا لباس تک خون پہنچے تو اسے پانی کے ساتھ دھوئیں اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے، لیکن بواسیر کے خون کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ اس کے دانے اندر ہوں.

مسئلہ ۸۷۵ :- جس کے بدن میں زخم ہے اگر وہ اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور معلوم نہ ہو کہ اسی زخم کا ہے یا کوئی دوسرا خون ہے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے

مسئلہ ۸۷۶ :- اگر بدن پر کئی زخم ہوں اور اتنے نزدیک ہیں کہ ایک زخم شمار کیا جاتا ہے تو جب تک سب نہ اچھے ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن اگر اتنے دور دور ہیں کہ ہر ایک الگ زخم شمار ہوتا ہے تو جو ٹھیک ہو جائے

مسئلہ ۸۶۷ :- اگر سوئی کی نوک کے برابر بھی خون حیض نمازی کے بدن یا نمازی کے لباس پر لگا ہوا ہو تو اس کی نماز باطل ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ خون نفاس اور استحاضہ کا بھی یہی حکم ہے، اور بہتر ہے کہ حرام گوشت جانور کے خون سے اجتناب کرے، لیکن ان کے علاوہ کوئی خون، مثلاً انسانی بدن کا خون یا حلال گوشت جانور کا خون اگرچہ بدن اور لباس کے کئی مقامات پر لگا ہو تو اگر مجموعاً ایک درہم سے کم ہو، تو اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۸۶۸ :- اگر لباس میں استر نہ ہو اور خون لباس پڑے اور اس کی دوسری طرف تک پہنچ جائے تو وہ ایک ہی خون شمار ہوگا لیکن اگر اس کی دوسری طرف پر الگ خون لگ جائے تو ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کیا جائے لہذا اگر وہ خون جو لباس کے دونوں طرف لگا ہے مجموعاً درہم سے کم ہے تو نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۶۹ :- اگر لباس میں استر ہے اور خون استر میں سرایت کرگیا ہے تو ہر ایک الگ خون شمار ہوگا لہذا اگر لباس اور استر کا خون ملاکر درہم سے کم ہے تو نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہو تو نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۸۷۰ :- اگر بدن یا لباس پر لگا ہوا خون درہم سے کم تھا اور کچھ تری سے لگ گئی تو اگر وہ خون اور تری بمقدار درہم یا اس سے زیادہ ہو تو نماز اس کے ساتھ باطل ہے، بلکہ اگر تری اور خون دونوں ملاکر درہم سے کم ہو تب بھی اس کے ساتھ نماز پڑھنا مشکل ہے مگر یہ کہ تری خون میں مستہلک اور ختم ہوجائے تو نماز صحیح ہے ورنہ باطل۔

مسئلہ ۸۷۱ :- اگر بدن یا لباس خون آلود تو نہ ہو، لیکن خون سے متصل ہونے کی وجہ سے نجس ہوجائے تو جتنا حصّہ نجس ہوا ہے اگرچہ درہم سے کم ہو اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۸۷۲ :- اگر لباس یا بدن پر درہم سے کم خون ہو اور دوسری نجاست، مثلاً

مسئلہ ۸۷۳ :- اگر نمازی کے چھوٹے لباس، مثلاً ٹوپی اور رومال جس سے شرمگاہ نہیں چھپائی جا سکتی نجس ہوں تو اگر وہ مردار اور حرام گوشت جانور سے تیار نہ کئے گئے ہو تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے، اسی طرح اگر انگوٹھی، عینک وغیرہ نجس ہو تو نماز جائز ہے.

مسئلہ ۸۷۴ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسی نجس چیز جس سے شرمگاہ کو چھپائی جا سکتی ہے نمازی کے ساتھ نہ ہو اور جو شخص اس مسئلہ کو نہ جانتا ہو اور ایک مدت تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا ہو تو ان نمازوں کی قضا بجا لانا ضروری نہیں ہے، لیکن ایسی نجس چیزیں جو شرمگاہ کو نہیں چھپا سکتی جیسے چھوٹا رومال، چابی، چاقو، نجس کرنسی تو ان کے نمازی کے ساتھ ہونے سے کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۸۷۵ :- جو عورت بچہ کی تربیت کرتی ہے اور ایک لباس سے زیادہ اس کے پاس نہیں ہے تو اگر وہ دوسرا لباس کا انتظام نہیں کر سکتی تو اگر دن رات کے اندر ایک مرتبہ اپنے لباس کو دھوئے تو اس میں نماز پڑھ سکتی ہے چاہے اس کا لباس بچہ کے پیشاب سے نجس ہو گیا ہو، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ شب وروز میں جس نماز سے پہلے اس کا لباس نجس ہوا ہے اس پہلی نماز کے لئے اپنے لباس کو دھوئے، اسی طرح اگر عورت کئی لباس رکھتی ہو لیکن مجبوری سے ان سب کو پہنے لہذا اگر شب وروز میں ایک مرتبہ ان سب کو بیان کردہ طریقہ سے دھولے تو کافی ہے.

نمازی کے لباس کے مستحبات

مسئلہ ۸۷۶ :- نمازی کے لباس میں چند چیزیں مستحب ہیں جن میں سے :

تحت الحنک کے ساتھ عمامہ، عبا کا پہن لینا بالخصوص پیش نماز کے لئے، سفید لباس کا پہننا، پاکیزہ ترین لباس پہننا، خوشبو استعمال کرنا، عقیق کی انگوٹھی پہننا.

نمازی کے لباس کے مکروھات

مسئلہ ۸۷۷ :- چند چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں اور ان میں سے ہے:
سیاہ لباس پہننا، گندہ و کثیف لباس پہننا، تنگ لباس پہننا، جو آدمی نجاست سے پرہیز نہیں کرتا اس کا لباس پہننا خصوصاً شرابی کا، ایسا لباس پہننا جس پر تصویر بنی ہو، لباس کے بٹن کھولنا، ایسی انگوٹھی پہننا جس پر انسان یا حیوان کی صورت کندہ ہو۔

نمازی کی جگہ

نمازی کی جگہ میں چند شرط معتبر ہیں:

پہلی شرط : مباح ہو

مسئلہ ۸۷۸ :- غصبی ملک، قالین اور تخت پر نماز پڑھنے میں اشکال ہے اور نماز باطل ہے، البتہ غصبی چھت کے نیچے اور غصبی خیمے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۹ :- اس جگہ نماز پڑھنا جس کی منفعت دوسرے کی ملکیت ہو (مثلاً کرائے پر ہو) تو کرایہ دار کی اجازت کے بغیر اس میں نماز پڑھنا باطل ہے، اور اسی طرح ایسے ملک میں نماز پڑھنا جو دوسرے کے حق سے متعلق ہو، مثلاً میّت نے وصیّت کردی ہو کہ اس کے ثلث (تھائی) مال کو فلاں کام میں خرچ کریں تو جب تک ثلث کو جدا نہ کردیا جائے اس ملک میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسئلہ ۸۸۰ :- جو شخص مسجد میں بیٹھا ہو اگر کوئی اس کی جگہ غصب کرکے اس میں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط واجب اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۸۸۱ :- اگر نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ یہ جگہ غصبی ہے تو اس کی نماز صحیح

میں یاد آئے تو نماز صحیح ہے بشرطیکہ خود نماز پڑھنے والا غاصب نہ رہا ہو ورنہ اس کی نماز میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۸۸۲ :- اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے مگر مسئلہ نہ معلوم ہو کہ غصبی جگہ میں نماز صحیح نہیں ہے اگر وہ ایسی جگہ پر نماز پڑھے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۸۳ :- جو شخص سواری پر واجب نماز کو پڑھنے کے لئے مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین غصبی ہو تو اس کی نماز باطل ہے، اسی طرح اگر مستحبی نماز سواری پر پڑھے۔

مسئلہ ۸۸۴ :- غصبی زمین کے جس کا فی الحال کوئی معین مالک نہ ہو اسے اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے اور اس سلسلہ میں شرعی تکلیف کو معلوم کرنے کے لئے جامع الشرائط مجتہد سے رجوع کرنا چاہیئے اور اسی طرح ہے اگر تعمیر اور بلڈنگ بنانے کے سامان جیسے لوہا، اینٹیں وغیرہ کو غصب کر کے اس سے گھر یا دوکان بنالیا جائے اور اس سامان کے مالک معلوم نہ ہو تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور ضروری ہے کہ جامع الشرائط مجتہد سے رجوع کیا جائے۔

مسئلہ ۸۸۵ :- اگر کوئی ایک ملک میں دوسرا شریک رکھتا ہے اور شریک کا حصّہ جدا نہیں ہے تو وہ شخص اپنے شریک کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۸۶ :- وہ مال کے جس کا خمس یا زکات نہ دی گئی ہو اس سے خریدی ہوئی جائیداد میں تصرف حرام ہے اور اس میں نماز باطل ہے، اور اسی طرح اگر ذمے میں خریدے اور خریدتے وقت نیّت رہی ہو کہ اس کی قیمت اس مال میں سے دے گا جس کا خمس یا زکات ادا نہیں کی۔

مسئلہ ۸۸۷ :- اگر قرائن سے صاحب ملک کی رضامندی روشن و قطعی ہو تو وہاں نماز

سے اجازت دے لیکن معلوم ہو کہ دل سے راضی نہیں ہے تو نماز نہیں پڑھ سکتا.

مسئلہ ۸۸۸ :- اس میّت کے ملک میں جس کے ذمہ خمس یا زکات ہے تصرف کرنا اور نماز پڑھنا حرام اور باطل ہے مگر یہ کہ ورثاء کو ارادہ ہو کہ میّت کا قرض ادا کرے.

مسئلہ ۸۸۹ :- اس میّت کی ملک میں جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہے تصرف کرنا اور نماز پڑھنا حرام اور باطل ہے جب کہ اس کا قرضہ اس کی جائیداد کے برابر ہو ۔ البتہ ورثاء کی جزئی تصرفات جیسے تجہیز میّت (یعنی کفن ودفن کے عمومی اخراجات) میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر میّت کا قرضہ اس کے متروکہ مال سے کم ہو اور یہ علم ہو کہ قرض خواہ راضی ہے اور ورثاء بھی قرضہ کی ادائیگی پر مصمم ارادہ رکھتے ہیں تو ایسی جائیداد میں تصرف جائز اور اس میں نماز پڑھنا بلا اشکال ہے، لیکن ایسی صورت میں احتیاط واجب ہے کہ ولی میّت سے بھی اجازت حاصل کریں.

مسئلہ ۸۹۰ :- اگر میّت کے بعض ورثاء نابالغ دیوانے یا غائب ہوں تو ان کی ملکیّت میں تصرف کرنا اور نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ جزدی تصرفات جو میّت کے اٹھانے میں رسوم ہیں اس میں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۸۹۱ :- مسافر خانوں ، حماموں اور ان جیسی جگہوں میں جن میں مسافر اور خریدار حضرات آیا جایا کرتے ہیں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن غیر مسافر اور خریدار کے لئے اگر مالک کی رضامندی کے قرائن موجود ہیں تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن مخصوص مقامات پر مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر مالک تصرف کی اجازت ویدے تو اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ نماز کے لئے بھی راضی ہے، مثلاً کسی کو دوپہر شام کے کھانے یا آرام کرنے کے لئے دعوت دے تو اس سے نماز کی رضایت کا علم ہی ہوجاتا ہے.

مسئلہ ۸۹۲ :- زراعت اور غیر زراعت کی ان بڑی زمینوں پر جن کے (چاروں

سونا اور جزوی تصرفات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے وہ شہر ودیہات سے قریب ہوں یا دور ہوں اور چاہے ان زمینوں کے مالک نابالغ ہوں یا بڑے، لیکن اگر مالک صریح طور سے کہہ دے کہ میں راضی نہیں ہوں یا معلوم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو اس میں تصرف حرام ہے اور نماز میں بھی اشکال ہے۔

دوسری شرط: نمازی کی جگہ متحرک نہ ہو

مسئلہ ۸۹۳:- نمازی کی جگہ متحرک نہیں ہونا چاہیئے، اگر وقت کی تنگی یا دوسری ضرورت کی بناپر نماز کشتی یا موٹر گاڑی وغیرہ میں پڑھنے پر مجبور ہو اور قبلہ بدلتا رہتا ہو تو جتنا بھی ممکن ہو وہ خود بھی قبلہ کی طرف مڑتا جائے، البتہ مڑتے وقت کچھ نہ پڑھے، لیکن اگر نماز کی صورت بگڑ جائے اور موالات باقی نہ رہے نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۹۴:- ٹرک، کشتی، ریل گاڑی، ہوائی جہاز وغیرہ جب کھڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۹۵:- گیہوں، جو اور ریت کے ڈھیر وغیرہ جہاں پر ٹھہرا نہیں جا سکتا ہے نماز پڑھنا باطل ہے لیکن اگر حرکت تھوڑی سی ہو جس سے نماز کے واجبات اور باقی شرائط ادا کیے جا سکتے ہیں تو پھر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۹۶:- جب بارش وہوا یا لوگوں کی بھیر بھاڑ کی وجہ سے اطمینان نہ ہو کہ نماز کو تمام کر پائے گا تو اگر نماز کو تمام کرنے کی امید سے شروع کرے اور اتفاق سے کوئی رکاوٹ در پیش نہ آئے تو نماز صحیح ہے، اور جس جگہ پر رکنا حرام ہو جیسے جہاں چھت کے گرنے کا اندیشہ ہو یا پھاڑ کے گرنے یا سیلاب آنے کا خطرہ ہو وہاں نماز نہ پڑھے لیکن اگر نماز پڑھ لے تو صحیح ہے صرف اس نے حرام کا ارتکاب کیا ہے، اور اسی طرح اس جگہ نماز نہ پڑھے جہاں اٹھنا بیٹھنا حرام ہو جیسے وہ بچھونا، جس پر خدا کا نام لکھا ہو لیکن اگر نماز پڑھے

تیسری شرط:

ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں واجبات کو انجام دے سکے

مسئلہ ۸۹۷:- اتنی نیچی چھت کے نیچے نماز باطل ہے جہاں آدمی کھڑا نہ ہو سکے یا جگہ اتنی تنگ ہو کہ رکوع و سجود نہ کر سکے اور اگر ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جائے تو جتنا ممکن ہو قیام رکوع اور سجود کو بجالائے۔

مسئلہ ۸۹۸:- انسان کو چاہیئے کہ ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسول اکرمؐ اور ائمہ معصومینؑ کی قبروں کے آگے نماز نہ پڑھے اور اگر آگے نماز پڑھنے سے بے احترامی ہوتی ہو حرام ہے اور نماز بھی باطل ہے، البتہ قبر مطہر کے برابر نماز پڑھنا باطل نہیں ہے تاہم معصوم کا احترام اور آداب کی رعایت ملحوظ رکھنا بہتر اور پسندیدہ عمل ہے۔

مسئلہ ۸۹۹:- اگر حالت نماز میں نماز پڑھنے والے شخص اور قبر مطہر کے درمیان کوئی حائل، مثلاً دیوار ہو جس کی وجہ سے بے حرمتی نہ ہوتی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن صندوق اور ضریح مبارک اور وہ کپڑا جو اس پر پڑا ہوا ہے حائل اور فاصلہ بننے کے لئے کافی نہیں ہے۔

چوتھی شرط

مسئلہ ۹۰۰:- یہ ہے کہ اگر نمازی کی جگہ نجس ہے تو ایسی تر نہ ہو کہ اس کی رطوبت بدن یا لباس سے لگ جائے مگر یہ کہ وہ نجاست نماز میں معاف ہوتی ہو، لیکن اگر وہ جگہ نجس ہو جہاں پیشانی رکھنی ہے تو اگر چہ وہ جگہ خشک ہی کیوں نہ ہو تب بھی نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نمازی کی پوری جگہ نجس نہ ہو۔

مسئلہ ۹۰۱:- نماز میں عورت مرد کے پیچھے کھڑی ہو اور بہتر ہے کہ عورت کے سجدہ کی جگہ مرد کے سجدہ کی جگہ سے کچھ پیچھے ہو، لہذا اگر عورت مرد کے آگے یا برابر کھڑی ہو تو نماز باطل ہے، اس حکم میں محرم و نامحرم میں کوئی فرق نہیں ہے زوجہ و شوہر ہوں یا نماز واجب

مسئلہ ۹۰۲ :- اگر عورت مرد کے پہلو یا مرد کے آگے کھڑی ہو اور دونوں ایک ساتھ نماز شروع کریں تو دونوں کی نماز باطل ہے، لیکن اگر کسی نے پہلے شروع کردی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور دوسرے کی باطل ہے.

مسئلہ ۹۰۳ :- اگر مرد و عورت کے درمیان دیوار یا پردہ وغیرہ ہو یا تقریباً دس زراع (۵ میٹر) کا فاصلہ ہو تو اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۹۰۴ :- اگر عورت دوسری منزل پر نماز پڑھ رہی ہو خواہ مرد کے آگے یا برابر شمار ہوتی ہو اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ بلندی اس کی دس زراع یعنی پانچ میٹر سے کم ہی کیوں نہ ہو.

پانچویں شرط

مسئلہ ۹۰۵ :- نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ اس کے گھٹنے رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ بھی اس مقدار سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو.

مسئلہ ۹۰۶ :- مرد کا نامحرم عورت کے ساتھ ایسی جگہ ہونا جہاں دوسرا نہ آسکتا ہو خلاف احتیاط ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھیں، لیکن اگر ان میں سے ایک نماز پڑھنے میں مشغول ہو اور دوسرا جو اس کے ساتھ نامحرم ہے داخل ہوجائے تو جو شخص نماز پڑرہا ہے اس کی نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۹۰۷ :- اس جگہ نماز پڑھنا جو مجلس گناہ ہے، **مثلاً** شراب خانہ، قمار خانہ، یا جہاں لوگ غیبت کرتے ہیں اور گھانا بجاتے ہیں نماز پڑھنا احتیاط کے خلاف ہے.

مسئلہ ۹۰۸ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب نماز کو خانہ کعبہ میں اور اس کی چھت پر نہ پڑھیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۹۰۹ :- خانہ کعبہ میں اور اس کی چھت کے اوپر مستحب نماز پڑھنے میں

نماز پڑھیں ۔

وہ مقامات جہاں نماز مستحب ہے

مسئلہ ۹۱۰ :- نماز کو مسجد میں ادا کرنا مستحب ہے۔ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے سب سے بہتر تو مسجد الحرام ہے، اس کے بعد مسجد النبیؐ ، اس کے بعد مسجد کوفہ ہے ، اس کے بعد مسجد بیت المقدس ہے، اس کے بعد ہر شہر کی جامع مسجد ہے، اس کے بعد محلہ و بازار کی مسجد ہے ۔

مسئلہ ۹۱۱ :- عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے اور اگر نا محرم سے بخوبی اپنی حفاظت کر سکتی ہوں تو مسجد میں بہتر ہے اور اگر مسائل اسلامی کا یاد کرنا مسجد کے علاوہ کہیں اور ممکن نہ ہو تو مسجد جانا واجب ہے ۔

مسئلہ ۹۱۲ :- حرم ائمہؑ میں نماز پڑھنا مستحب ہے، بلکہ مسجد سے بہتر ہے اور حدیث میں ہے حضرت علیؑ کے حرم میں ایک نماز کا ثواب دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے ۔

مسئلہ ۹۱۳ :- زیادہ مسجد میں جانا اور اس مسجد میں جانا جس میں کوئی نمازی نہ ہو مستحب ہے اور مسجد کے پڑوسی جب تک ان کے لئے عذر نہ ہو مسجد میں نماز کو ترک کرنا اس کے لئے مکروہ ہے ۔

مسئلہ ۹۱۴ :- جو لوگ بے اعتنائی کی وجہ سے مسلمانوں کی مسجدوں میں حاضر نہیں ہوتے بہتر ہے کہ ان سے رابطہ دوستی پیدا نہ کیا جائے ان کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے ، ان سے کسی کام میں مشورہ نہ لیا جائے ، ان کا ہمسایہ نہ بنے ، ان سے لڑکی نہ لی جائے ، نہ ان کو لڑکی دی جائے ۔

وہ مقامات جہاں نماز مکروہ ہے

مسئلہ ۹۱۵ :- چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ان میں سے ، حمام ، زمین نمک زار ، کسی بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے انسان کے مقابلے میں ، کھلے ہوئے دروازے کے

ہو اور اگر مزاحمت ہو تو حرام ہے اور نماز باطل ہے، آگ اور چراغ کے سامنے، باورچی خانہ کے اندر، جہاں بھی آگ کی بھٹی ہو، کنویں کے سامنے، ایسے گڑھے کے سامنے جس میں فاضل پانی ڈالا جاتا ہے، تصویر و مجسمہ کے سامنے، مجسمہ سے مراد جاندار کا مجسمہ ہے، البتہ اس پر پردہ ڈال دیں تو کوئی حرج نہیں ہے، ایسے کمرہ میں جس میں کوئی مجنب موجود ہو، جہاں تصویر ہو چاہے نمازی کی سامنے نہ ہو، قبر کے سامنے اور قبر کے اوپر اور قبرستان میں۔

مسئلہ ۹۱۶:- اگر انسان کسی ایسی جگہ پر نماز پڑ رہا ہوں کہ جہاں لوگ اس کے سامنے سے گزر رہے ہوں تو مستحب ہے کہ اپنے آگے کوئی چیز رکھ دے تاکہ نمازی اور لوگوں میں رکاوٹ بن جائے حتی کہ عصاء، تسبیح یا رسی وغیرہ کا رکھنا بھی کافی ہے۔

مسجد کے احکام

مسئلہ ۹۱۷:- مسجد کا نجس کرنا حرام ہے اور جس کو معلوم ہو جائے فوراً نجاست کو دور کرنا چاہیئے چاہے مسجد کی زمین ہو یا نچلی اور اوپر والی چھت ہو یا دیوار کا داخلی حصّہ ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دیواروں کے باہری حصّہ کو بھی نجس نہ کریں اور اگر نجس ہو جائے نجاست کو دور کریں مگر یہ کہ وقف کرنے والے نے اس کو جزء مسجد نہ قرار دیا ہو۔

مسئلہ ۹۱۸:- اگر مسجد کو پاک نہ کر سکتا ہو یا پاک کرنا دوسروں کی مدد پر موقوف ہو اور کوئی مددگار مل نہ رہا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ ایسے لوگوں کو اطلاع کر دے جو اس کو پاک کر سکیں۔

مسئلہ ۹۱۹:- اگر مسجد کی کوئی ایسی جگہ نجس ہو جائے جس کی طہارت اس کے کھودے جانے یا گرانے پر موقوف ہو تو اس کو کھود ڈالیں یا اگر زیادہ خراب کرنا نہیں پڑتی

واجب نہیں ہے، لیکن اگر مسجد کو نجس کرنے والا شخص کھودے یا خراب کرے تو حتی الامکان اس جگہ کو پر کرے اور تعمیر کرے۔

مسئلہ ۹۷۰:- اگر مسجد کو غصب کرلیں اور اس کی جگہ مکان وغیرہ بنائیں یا شہر، گلی کو وسعت دیتے وقت کچھ حصّہ مسجد کا گلی یا سڑک میں اس طرح آجائے کہ اسے مسجد نہ کہا جائے، تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے نجس کرنا حرام ہے اور پاک کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۹۷۱:- میّت کو غسل سے پہلے مسجد میں رکھنا اگر نجاست کے سرایت یا مسجد کی بے احترامی کا سبب نہ بنے تو ممنوع نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ میّت کو مسجد میں نہ رکھیں، البتہ غسل دینے کے بعد کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۷۲:- حرم رسولؐ اور ائمہؑ کو نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہوجائے اور اس کا نجس رہنا بے حرمتی کا باعث ہو اس کو پاک کرنا واجب ہے، بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے اگر بے احترامی نہ بھی ہو تب بھی اس کو پاک کریں۔

مسئلہ ۹۷۳:- اگر مسجد کے بچھونے نجس ہوجائے بنابر احتیاط واجب اس کو پاک کرنا ضروری ہے، لیکن اگر پانی سے دھونے کی وجہ سے خراب ہوجاتی ہے اور نجس جگہ کو کاٹنا بہتر ہے تو اسے کاٹ دیا جائے اور اگر نجس کرنے والا کاٹے تو اس کا نقصان بھی ادا کرے۔

مسئلہ ۹۷۴:- عین نجاست (مثلاً خون، پیشاب) کا مسجد میں لے جانا اگر مسجد کی بے احترامی ہو تو حرام ہے، اور اسی طرح متنجس (یعنی جو چیز نجس ہوگئی ہو جیسے نجس لباس، نجس جوتا) کا مسجد میں لے جانا اگر بے احترامی ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۹۷۵:- مجلس، مذہبی جشن وغیرہ کے لئے اگر مسجد کو مزین کریں یا سیاہ پوش کریں اور چائے و کھانے پینے کا سامان لے جائیں تو اگر اس سے مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نماز پڑھنے میں رکاوٹ بھی نہیں ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

اسی طرح جاندار چیز (جیسے انسان و حیوان وغیرہ) کی تصویر مسجد میں نقش نہ کریں، لیکن غیر جاندار چیزوں کی تصویر نقش کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹۲۷ :- اگر مسجد گر بھی جائے تب بھی اس کی زمین بیچی نہیں جا سکتی اور نہ کسی کی ملکیت یا سڑک میں آسکتی ہے۔

مسئلہ ۹۲۸ :- مسجد کے دروازوں، کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کو بیچنا حرام ہے، بلکہ ان چیزوں کو اسی مسجد کی تعمیر میں خرچ کریں اور اگر اس مسجد کے کام نہ آسکے تو دوسری مسجدوں میں لگائیں اور اگر دوسری مسجدوں کے بھی کام نہ آسکیں تب بیچ ڈالیں اور ممکن ہو تو رقم کو اسی مسجد کی تعمیر میں ورنہ دوسری مسجدوں کی تعمیر میں لگائیں۔

مسئلہ ۹۲۹ :- مسجد کا بنانا مستحب ہے اور مسجد اگر گر جائے تو اس کی مرمت بھی مستحب ہے اور بہترین کام ہے اور اگر مسجد اس قدر منہدم ہوجائے کہ اس کی مرمت ناممکن ہوجائے تو اس کی مکمل طور پر گرا کے دوبارہ بنا سکتے ہیں، بلکہ وہ مسجد جو خراب نہیں ہوئی لوگوں کی ضرورت کے مطابق اس کو گرا کے وسیع کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۳۰ :- مسجد کو صاف کرنا، چراغ جلانا، اس کی ضروریات کو پورا کرنا مستحب ہے اور مسجد میں جانے والے کے لئے خوشبو لگانا، پاکیزہ لباس پہننا مستحب ہے مسجد میں داخل ہوتے وقت جوتوں کے تلووں کو دیکھنا کہ کہیں اس میں کوئی نجاست تو نہیں رہ گئی ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت داہنا پیر اور نکلتے وقت بایاں پیر رکھے۔ مسجد میں سب سے پہلے آئے اور سب سے بعد میں جائے۔

مسئلہ ۹۳۱ :- مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت تحیّت واحترام مسجد کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی دوسری واجب یا مستحب نماز پڑھ لے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۹۳۲ :- بغیر مجبوری مسجد میں سونا، دنیا کے بارے میں گفتگو کرنا، ایسے اشعار پڑھنا جس میں نصیحت وغیرہ نہ ہو مکروہ ہے، اسی طرح تھوکنا، ناک چھینکنا، بلغم کا تھوکنا،

مسئلہ ۹۳۳ :- بچوں اور دیوانوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دینا مکروہ ہے لیکن اگر بچوں کا لانا کسی مزاحمت کا سبب نہ ہو اور بچوں کو مسجد اور نماز سے رغبت دلانے کا سبب ہو تو مستحب ہے۔

مسئلہ ۹۳۴ :- جو شخص لہسن، پیاز وغیرہ کھائے ہو اور اس کے منہ کی بد بو سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اس کا مسجد میں جانا مکروہ ہے۔

اذان واقامت

مسئلہ ۹۳۵ :- روزانہ کی نمازوں سے پہلے اذان واقامت کا کہنا مرد اور عورت کے لئے مستحب ہے، لیکن عیدین کی نماز سے پہلے مستحب ہے تین مرتبہ "الصلاۃ" کہے اور دوسری واجب نمازوں کے لئے تین مرتبہ "الصلاۃ" بقصد رجاء اور امید مطلوبیت کہیں۔

مسئلہ ۹۳۶ :- مستحب ہے کہ برکت وثواب کی امید سے ولادت کے پہلے دن یا ناف گرنے سے پہلے بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔

مسئلہ ۹۳۷ :- اذان میں حسب ترتیب ذیل اٹھارہ جملے ہیں:

۱۔ اللّٰہ اکبر، چار مرتبہ
۲۔ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ، دو مرتبہ
۳۔ اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، دو مرتبہ
۴۔ حیّ علی الصلاۃ، دو مرتبہ
۵۔ حیّ علی الفلاح، دو مرتبہ
۶۔ حیّ علیٰ خیر العمل، دو مرتبہ
۷۔ اللّٰہ اکبر، دو مرتبہ
۸۔ لا الہ الا اللّٰہ، دو مرتبہ

اقامت کے سترہ جملے ہیں اس طرح کہ تمام چیزیں اذان ہی کی مانند ہیں سوائے اس کے کہ اقامت کے شروع میں دو مرتبہ "اللّٰہ اکبر" کہے اور اس کے آخر میں ایک مرتبہ "لا الہ الا اللّٰہ" کہے لیکن "حیّ علیٰ خیر العمل" کے بعد دو مرتبہ "قد قامت الصلاۃ" کا اضافہ ہوگا۔

ان محمداً رسول اللہ " کے بعد بقصد قربت اور تبرک کہنا بہتر ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اللہ اکبر — خدا اس سے بزرگ و برتر ہے کہ اس کی توصیف بیان کی جائے

اشہد ان لا الہ الا اللہ — میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے

اشہد ان محمداً رسول اللہ — میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں

حیّ علی الصلاۃ — نماز کے لئے جلدی کرو

حیّ علی الفلاح — کامیابی کے لئے جلدی کرو

حیّ علیٰ خیر العمل — بہترین عمل کے لئے جلدی کرو

قد قامت الصلاۃ — نماز قائم ہوگئی

اللہ اکبر — اللہ سب سے بزرگ ہے

لا الہ الا اللہ — خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے

مسئلہ ۹۲۹:- اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے اور اگر معمول سے زیادہ فاصلہ آگیا تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۹۳۰:- اگر اذان اور اقامت میں آواز گلے میں پھیرے تو اگر غنا ہوجائے (یعنی ایسی طرز سے آواز نکالنا جو لہو ولعب کی محفلوں کے مناسب ہو) حرام و باطل ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹۳۱:- ہر ایسی نماز جو سابقہ نماز کے ہمراہ پڑھی جائے اس کی اذان ساقط ہوجاتی ہے خواہ دو نمازوں کا جمع کرنا مستحب ہو یا نہ ہو، اور مندرجہ ذیل مقامات پر اذان ساقط ہوجاتی ہے اور بنابر احتیاط واجب ان مواقع پر اذان نہ کہنا چاہئے:

۱۔ جمعہ کے دن اگر نماز عصر کو نماز جمعہ کے ساتھ پڑھنا مقصود ہے تو عصر کی اذان

۲۔ عرفہ کے دن نماز عصر کی اذان ساقط ہے اگر ظہر و عصر کو ملا کر پڑھنا مقصود ہے، عرفہ سے مراد نویں ذی الحجہ ہے۔

۳۔ جو شخص مشعر الحرام میں ہے اور مغرب و عشاء کی نماز ملا کر پڑھنا چاہتا ہے اس پر عید قربان کی رات نماز عشاء کی اذان ساقط ہے۔

۴۔ وہ مستحاضہ عورت جس کو ظہر کے بعد بلا فاصلہ عصر اور مغرب کے بعد بلا فاصلہ عشاء کی نماز پڑھنی ہو اس سے عصر و عشاء کی اذان ساقط ہے۔

۵۔ جو شخص پیشاب و پاخانہ کو روکنے پر قادر نہیں ہے اس سے بھی نماز عصر و عشاء کی اذان ساقط ہے۔

ان پانچ نمازوں سے اذان اس وقت ساقط ہوگی جب گزشتہ نماز اور اس نماز کے درمیان بالکل فاصلہ نہ ہو یا معمولی فاصلہ ہو اور اگر نافلہ پڑھے تو فاصلہ حاصل ہوجاتا ہے اور اگر ہر نماز کو جدا گانہ پڑھا جائے تو ہر نماز کے لئے اذان اور اقامت دونوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۹۳۲:۔ گر نماز جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہی جائے تو جماعت میں شریک ہونے والے سب کے لئے کافی ہے چاہے اذان واقامت کہتے وقت موجود ہو یا سنا ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۹۳۳:۔ اگر نماز جماعت کے لئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز ختم ہوچکی ہے لیکن صفیں ابھی تک باقی ہیں تو اپنی نماز کے لئے اذان واقامت نہ کہے بشرطیکہ پہلے والی جماعت کے لئے اذان واقامت کہی جاچکی تھی۔

مسئلہ ۹۳۴:۔ جہاں پر کچھ لوگ نماز جماعت میں مشغول ہیں یا ابھی ان کی نماز جماعت ختم ہوئی ہے اور صفیں باقی ہیں اگر کوئی فرادیٰ یا دوسری منعقد ہونے والی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس سے پانچ شرط کے ساتھ اذان واقامت ساقط ہے:

۱۔ پہلی والی نماز کے لئے اذان واقامت کہی گئی ہو۔

۳۔ دونوں نمازیں ایک ہی جگہ پر ہو، پس اگر نماز جماعت مسجد کے اندر ہوئی ہو اور وہ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان واقامت کہے۔

۴۔ دونوں نماز اداء ہوں۔

۵۔ اس کی نماز اور جماعت کی نماز کا وقت مشترک ہو، مثلاً دونوں نماز ظہر یا نماز عصر پڑھیں یا جماعت نماز ظہر ہو اور اس کی نماز عصر ہو یا بالعکس۔

مسئلہ ۹۳۵:- اگر کوئی گزشتہ شرائط میں سے دوسری شرط کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ جماعت کی نماز صحیح تھی یا نہیں تو بھی اس سے اذان اور اقامت ساقط ہے، لیکن اگر وہ دوسری چار شرائط میں سے کسی ایک میں شک کرے تو بہتر ہے کہ رجاء مطلوبیّت کی نیّت سے اذان اور اقامت کہے۔

مسئلہ ۹۳۶:- کسی بھی اذان دینے والے کی اذان کو سن کر دہرانا مستحب ہے، لیکن "حیّ علی الصلاۃ" سے لے کر "حیّ علیٰ خیر العمل" تک ثواب کی امید سے کہے۔

مسئلہ ۹۳۷:- جس نے دوسرے شخص سے اذان اور اقامت سنی ہو چاہے دہرایا ہو یا نہیں تو اگر اس اذان واقامت اور اس نماز کے درمیان جسے یہ پڑھنا چاہتا ہے زیادہ فاصلہ نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اذان واقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۳۸:- عورت کی اذان لذت کے ساتھ سن کر مرد کی اذان ساقط نہیں ہوتی، بلکہ بغیر لذت کے بھی بنابر احتیاط واجب ساقط نہیں ہوگی، لیکن مرد کی اذان سن کر عورت سے اذان ساقط ہوجاتی ہے۔

مسئلہ ۹۳۹:- جس جماعت میں مرد وعورت دونوں شریک ہوں نماز جماعت کی اذان واقامت مرد کو کہنا چاہیۓ، البتہ عورتوں کی جماعت میں عورتوں کی اذان واقامت کافی ہے۔

مسئلہ ۹۵۰:- اقامت کو اذان کے بعد کہنی چاہیۓ اور اگر اذان سے پہلے کہیں تو صحیح نہیں ہے۔

الا اللہ" سے پہلے "اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہے تو ضروری ہے کہ پلٹ کر ترتیب کی رعایت کرے۔

مسئلہ ۹۵۲ :- اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رکھے اور اگر اتنا فاصلہ رکھے کہ اقامت اس اذان سے مربوط نہ سمجھی جائے تو دوبارہ رکھے اسی طرح اذان و اقامت اور نماز کے درمیان فاصلہ زیادہ نہ دے ورنہ اذان واقامت کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۹۵۳ :- اذان واقامت کو صحیح عربی میں کہنا چاہیئے، چنانچہ اگر غلط کہے یا ترجمہ کرے (کسی بھی زبان میں) تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۵۴ :- اذان واقامت وقت نماز کے داخل ہونے کے بعد کہی جائیں اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر وقت سے پہلے کہدیں تو باطل ہے۔

مسئلہ ۹۵۵ :- اگر اقامت کہنے سے پہلے شک ہوجائے کہ اذان کہی ہے کہ نہیں تو اذان کہہ لے، لیکن اگر اقامت شروع کرنے کے بعد شک ہو کہ اذان کہی ہے کہ نہیں تو اپنے شک پر اعتنا نہ کرے۔

مسئلہ ۹۵۶ :- اگر اذان واقامت کہتے وقت کسی حصّے سے پہلے شک کرے کہ اس سے پہلے والا حصّہ کہہ چکا ہوں یا نہیں تو مشکوک حصّہ کو کہے لیکن اگر کسی حصّہ کو کہتے وقت شک کرے کہ اس سے پہلے والا حصّہ کہا ہے یا نہیں تو اس کا کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۵۷ :- اذان کہتے وقت رو بہ قبلہ کھڑا ہونا مستحب ہے، باوضو یا غسل ہو، بلند آواز سے کہے اور کھینچے اور اذان کے جملوں میں تھوڑا سا فاصلہ دے، اذان کہتے وقت بات نہ کرے۔

مسئلہ ۹۵۸ :- اقامت کہتے وقت مستحب ہے کہ بدن آرام سے ہو، اقامت کو اذان کے بہ نسبت بہت آہستہ کہے اور اس کے جملے ایک دوسرے سے ملا کر نہ کہے اور جملوں میں فاصلہ اذان کے بہ نسبت زیادہ ہو۔

دیر بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا دعا کرے یا ذکر کہے یا تھوڑی دیر خاموش ہو جائے یا بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے، لیکن نماز صبح کی اذان واقامت کے درمیان بات کرنا اور نماز مغرب کی اذان واقامت کے درمیان نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۷۰:- جس کو اذان کے لئے معین کیا جائے بہتر ہے کہ وہ عادل ہو، وقت شناس ہو، بلند آواز ہو، اس کی آواز مناسب ہو، اذان کو بلند جگہ پر کہے، اگر لاوڈ اسپیکر سے اذان کہی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ مؤذن نیچے ہو۔

مسئلہ ۹۷۱:- ریڈیو وغیرہ سے اذان کا سن لینا نماز کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ خود نمازی حضرات ہی اذان کہیں۔

مسئلہ ۹۷۲:- احتیاط واجب یہ ہے کہ اذان ہمیشہ نماز کے قصد سے کہی جائے اور دخول وقت کا اعلان کرنے کے لئے اذان کہنا جبکہ اس کے بعد نماز پڑھنے کا قصد نہ ہو تو مشکل ہے۔

مسئلہ ۹۷۳:- اگر نماز پڑھنے کے لئے اذان واقامت کہے اور اس کے بعد ایک گروہ اس سے کہے کہ وہ انہیں نماز پڑھائے یا وہ چاہے کہ نماز کو کسی کی اقتداء میں پڑھے تو پہلے کہی گئی اذان اور اقامت کافی نہیں ہے، مستحب ہے دوبارہ کہے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں:

۱۔ نیت ۲۔ قیام ۳۔ تکبیرۃ الاحرام، یعنی اللہ اکبر اول نماز میں ۴۔ رکوع ۵۔ سجود ۶۔ قرائت ۷۔ ذکر ۸۔ تشہد ۹۔ سلام ۱۰۔ ترتیب ۱۱۔ موالات (اجزائے نماز کا پے در پے بجالانا)

کہ اگر ان کو بجا نہ لائے یا زیادہ کر دیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے چاہے کمی یا زیادتی عمداً ہو یا سہواً واشتباہاً ہو، لیکن غیر رکنی میں نماز اس وقت باطل ہوتی ہے جب جان بوجھ کر کم یا زیادہ کرے اور اگر بھولے سے اشتباہاً کمی یا زیادتی ہو جائے تو نماز صحیح ہے اور نماز کے ارکان پانچ ہیں:

۱۔ نیّت ۲۔ تکبیرۃ الاحرام ۳۔ قیام متصل بہ رکوع، یعنی رکوع سے پہلے کھڑے ہونا اور تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اور رکوع میں جانے سے پہلے ۴۔ رکوع ۵۔ دو سجدے

۱۔ نیّت

مسئلہ ۹۷۵:۔ نماز کو بقصد قربت، یعنی صرف فرمان خدا کی انجام دہی کے لئے بجا لانا چاہئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ نیّت دل میں گزارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ۔

مسئلہ ۹۷۶:۔ اگر نماز ظہر یا عصر میں یہ نیّت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں اور معین نہ کرے کہ ظہر ہے یا عصر تو اس کی نماز باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی پر نماز ظہر کی قضا لازم ہے اور وہ نماز ظہر کے وقت نماز قضا یا نماز ظہر کو پڑھنا چاہتا ہے تو جو بھی نماز پڑھتا ہے اس کی نیّت میں معین کرے۔

مسئلہ ۹۷۷:۔ ابتداء سے آخر تک نماز ہی کی نیّت رہنی چاہئے اور اگر غافل ہو جائے اور یہ خیال نہ رہے کہ کیا کر رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۷۸:۔ جو شخص ریاکاری کے لئے نماز پڑھے گا اس کی نماز باطل ہے اور اگر خدا اور لوگ دونوں پیش نظر ہوں جب بھی اس کا عمل باطل ہے۔

مسئلہ ۹۷۹:۔ اگر نماز کا کچھ بھی حصّہ غیر خدا کے لئے بجا لایا تو اس کی نماز باطل ہے چاہے وہ حصّہ واجب ہو، مثلاً حمد وسورہ یا مستحب ہو جیسے قنوت، بلکہ اگر اصل نماز تو

میں یا مخصوص طریقہ سے، مثلاً جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تب بھی نماز باطل ہے۔

۲۔ تکبیرۃ الاحرام

مسئلہ ۹۷۰:- ہر نماز کی ابتداء میں "اللہ اکبر" کہنا واجب اور رکن ہے۔ "اللہ" اور "اکبر" کے حروف اور دونوں کلموں (اللہ) اور (اکبر) کو ایک دوسرے کے بعد فوراً کہے اور یہ دونوں لفظ صحیح عربی زبان میں کہے جائیں اور اگر غلط عربی یا مثلاً ان کا ترجمہ فارسی میں کہا جائے تو صحیح نہیں۔

مسئلہ ۹۷۱:- احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے نہ ملائے جو اس سے پہلے پڑھے، مثلاً اقامت یا دعا جو تکبیر سے پہلے پڑھتے ہیں۔

مسئلہ ۹۷۲:- اگر انسان چاہے کہ "اللہ اکبر" اس چیز کے ساتھ ملا دے جو اس کے بعد پڑھنا چاہتا ہے، مثلاً "بسم اللہ الرحمن الرحیم" تو اکبر کی "ر" کو پیش کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۳:- تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت بدن آرام کے ساتھ ہو اور اگر حالت حرکت میں عمداً تکبیرۃ الاحرام کہی تو نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایسا کرے تو احتیاط واجب ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز باطل ہو جائے (مثلاً پشت بہ قبلہ ہو جائے) پھر دو بارہ تکبیر کہے۔

مسئلہ ۹۷۴:- تکبیرۃ الاحرام، حمد، سورہ اور نماز کے دوسرے اذکار کو اس طرح ادا کرے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو کم سے کم خود سن لے۔

مسئلہ ۹۷۵:- جو لوگ کسی بیماری یا گونگے پن کی وجہ سے "اللہ اکبر" کو صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر سکتے جتنا بھی ادا کر سکتے ہوں ادا کریں اور اگر بالکل ادا نہیں کر سکتے تو اشارہ سے کہیں اور زبان سے ادا کریں جو گونگوں اور بہروں میں رائج ہے اور دل میں بھی

مسئلہ ۹۷۶:- مستحب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام سے پہلے کہے :

یا محسن قد اتاک المسیء و قد امرت المحسن ان یتجاوز عن المسیء انت المحسن و انا المسیء بحق محمد و آل محمد صل علیٰ محمد و آل محمد و تجاوز عن قبیح ما تعلم منی ۔

ترجمہ : اے احسان کرنے والے اللہ ! تیری بارگاہ میں گنہگار آیا ہے تو نے نیکو کاروں کو حکم دیا ہے کہ گنہگاروں کو معاف کر دیا کریں تو نیکو کار ہے میں گنہگار ہوں، محمدؐ و آل محمدؐ کے طفیل میں ان پر رحمت نازل فرما اور میری جن برائیوں سے تو واقف ہے ان کو معاف فرما دے ۔

مسئلہ ۹۷۷:- تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اور دیگر تکبیروں کو ادا کرتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا مستحب ہے اور اس کا برعکس مشکل، بلکہ ناجائز ہے ۔

مسئلہ ۹۷۸:- اگر شک ہو کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے کہ نہیں تو اگر حمد کے پڑھنے میں مشغول ہوگیا ہے تب تو اپنے شک کا اعتنا نہ کرے اور اگر ابھی حمد شروع نہیں کی تو ضروری ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کہہ لے ۔

مسئلہ ۹۷۹:- اگر تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح کہی ہے کہ نہیں تو اگر تکبیرۃ کہنے کے بعد شک ہوا ہے تو پرواہ نہ کرے ۔

۲۔ قیام

مسئلہ ۹۸۰:- قیام تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اور قیام رکوع میں جانے سے پہلے جس کو قیام متصل بہ رکوع کہتے ہیں یہ دونوں رکن ہے لیکن حمد و سورہ پڑھتے ہوئے اور اسی طرح رکوع کے بعد والا قیام واجب تو ہے مگر رکن نہیں ہے، لہٰذا اگر ان کو کوئی بھول کر چھوڑ دے تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

تا اسے یقین ہو جائے کہ قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں تکبیر کہی ہے.

مسئلہ ۹۸۲:- اگر رکوع بھول جائے اور حمد و سورہ کے بعد بیٹھ جائے پھر یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا ہے ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے پھر رکوع کرے اور گر خمیدگی کی حالت میں رکوع کی طرف پلٹے تو اس کی نماز باطل ہے کیوں کہ قیام متصل بہ رکوع کو ترک کر دیا.

مسئلہ ۹۸۳:- قیام کی حالت میں بدن کو حرکت نہیں دینی چاہیئے نہ کسی طرف جھکنا چاہیئے، نہ کسی چیز پر ٹیک لگانا چاہیئے، البتہ اگر مجبور کی وجہ سے ہو یا رکوع کی طرف جھکتے ہوئے پاؤں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں.

مسئلہ ۹۸۴:- اگر بھولے سے قیام کی حالت میں حمد و سورہ کے لئے بدن کو حرکت دے یا کسی طرف جھک جائے تو نماز باطل نہیں ہے لیکن اگر تکبیرۃ الاحرام کہتے ہوئے یا قیام متصل بہ رکوع کے وقت ہو تو بنابر احتیاط واجب نماز کو تمام کر کے دو بارہ پڑھے.

مسئلہ ۹۸۵:- واجب یہ ہے کہ حالت قیام میں دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پیروں پر ہو اگر بوجھ ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں.

مسئلہ ۹۸۶:- اگر پیروں کو ضرورت سے زیادہ پھیلا دے، یعنی اتنا پھیلا دے کہ کھڑے ہونے کی شکل سے خارج ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۹۸۷:- اگر نماز میں تھوڑا سا آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو داہنی یا بائیں طرف حرکت دینا چاہے تو کچھ نہ کہے صرف "بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد" کو حرکت کی حالت میں کھڑے ہوتے ہوئے کہنا چاہیئے اور نماز کے واجب ذکر ادا کرتے ہوئے بھی بدن ساکن ہونا چاہیئے، بلکہ احتیاط واجب ہے کہ مستحبی ذکروں میں بھی اس معنی کی رعایت کی جائے.

مسئلہ ۹۸۸:- اگر حالت حرکت میں کوئی ذکر کہے مثلاً رکوع میں جاتے وقت یا سجدہ

گیا ہے تو احتیاطاً نماز دو بارہ پڑھے اور اگر اس قصد سے نہ کہے بلکہ مطلق ذکر مقصود ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۸۹ :- الحمد پڑھتے وقت ہاتھ اور انگلیوں کو حرکت دینے میں کوئی اشکال نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں حرکت نہ دے۔

مسئلہ ۹۹۰ :- اگر حمد و سورہ پڑھتے ہوئے یا تسبیحات پڑھتے ہوئے بے اختیار تھوڑی سی حرکت بدن میں ہوجائے کہ بدن سکون کی حالت سے خارج ہوجائے یا ہجوم کی وجہ سے دھکا لگے اور اس کو حرکت ہوجائے تو احتیاط واجب ہے کہ حالت حرکت میں جتنا پڑھا ہے بدن ساکن ہونے کے بعد اس کو دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۱ :- اگر نماز پڑھتے ہوئے قیام سے عاجز ہوجائے تو بیٹھ جائے اور بیٹھنے سے عاجز ہوجائے تو لیٹ جائے، لیکن جب تک بدن ساکن نہ ہوجائے کچھ نہ پڑھے مگر یہ کہ کسی چیز کے پڑھنے میں قربت مطلقہ کا قصد ہو۔

مسئلہ ۹۹۲ :- جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو چاہیئے کہ بیٹھ کر پڑھے لیکن اگر عصا یا دیوار وغیرہ کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے یا پیروں کو ایک دوسرے سے دور رکھ کر کھڑا ہو سکتا ہو تو یہی کرے، ہاں اگر یہ سب ممکن نہ ہو تو یہاں تک کہ رکوع کی حالت کی طرح بھی نہیں کھڑا ہو سکتا تو سیدھا بیٹھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۳ :- انسان جب تک بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے چاہے کسی چیز کے سہارے سے ہی تو پھر یہی کرے لیٹ کر نماز نہ پڑھے اور اگر کسی بھی طرح بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو داہنی کروٹ لیٹ کر پڑھے مگر اس طرح لیٹے کہ بدن کا پورا اگلا حصّہ رو بہ قبلہ ہو اور اگر یہ نہ کر سکتے تو بائیں کروٹ لیٹ کر پڑھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس طرح پت لیٹ کر پڑھے کہ پیروں کے تلوے رو بہ قبلہ ہوں۔

مسئلہ ۹۹۴ :- جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اگر الحمد و سورہ کے بعد کھڑے ہو کر

بھی بیٹھ کر کرے۔

مسئلہ ۹۹۵:- اگر کوئی کمزوری کی بنا پر نماز لیٹ کر پڑھتا ہو تو اگر درمیان میں تھوڑا سا حصہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو اتنا بیٹھ کر پڑھے یا کھڑا ہو سکتا ہو تو کھڑے ہو کر پڑھے، البتہ جب تک بدن سکون میں نہ ہو کچھ نہ پڑھے مگر قصد قربت مطلقہ سے۔

مسئلہ ۹۹۶:- اگر کھڑے ہونے کی طاقت تو رکھتا ہے مگر جانتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے نقصان پہنچے گا یا بیماری لمبی ہو جائے گی تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اس سے بھی نقصان کا اندیشہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۷:- اگر کسی کو یہ احتمال ہو کہ آخری وقت تک وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے گا تو اول وقت نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۹۸:- مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں بدن کو سیدھا رکھے شانوں کو جھکا دے، ہاتھوں کو رانوں پر رکھے، انگلیوں کو بند کرے، سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے، بدن کا بوجھ دونوں پیروں پر برابر رکھے، خضوع و خشوع کے ساتھ ہو، مرد اپنے پیروں کو کچھ کھلا رکھیں، عورتیں اپنے پیروں کو ملا کر رکھیں۔

۴۔ قرائت

مسئلہ ۹۹۹:- روزانہ کی واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور اس کے بعد ایک پوری سورہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۰:- تنگی وقت میں یا ایسی جگہ جہاں چور یا درندہ کا خطرہ ہو سورہ کو نہیں پڑھنا چاہیئے، اسی طرح اگر کسی اہم کام میں جلدی ہو تب بھی سورہ کو چھوڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۱:- اگر جان بوجھ کر سورہ کو حمد سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اشتباہاً ایسا کرے اور سورہ درمیان میں اسے یاد آجائے تو پلٹ کر صحیح پڑھے۔

کے بعد یاد آئے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۲ :- اگر رکوع میں جانے سے پہلے معلوم ہوجائے کہ حمد و سورہ نہیں پڑھا تو انہیں پڑھیں اور اگر یہ معلوم ہو کہ سورہ نہیں پڑھا تو فقط اسے پڑھے البتہ اگر معلوم ہوجائے کہ صرف حمد نہیں پڑھی تو پہلے حمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھکا اور رکوع تک پہنچنے سے پہلے معلوم ہوگیا کہ حمد و سورہ یا صرف سورہ یا صرف حمد نہیں پڑھی تو کھڑا ہوجائے اور گزشتہ دستور پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۰۰۳ :- اگر کوئی شخص جان بوجھ کر واجب نماز میں ان چار سوروں میں سے ایک سورہ پڑھے جن میں سجدہ کی آیت ہے تو نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۰۵ :- اگر بھولے سے سورۂ سجدہ کی تلاوت شروع کردی ہے اور آیت سجدہ تک پہنچنے سے پہلے متوجہ ہوجائے تو اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھے اور اگر سجدہ کی آیت کے بعد متوجہ ہوجائے تو بنابر احتیاط حالت نماز میں اشارہ سے سجدہ کرے اور جو سورہ پڑھ چکا ہے اسے کافی سمجھے۔

مسئلہ ۱۰۰۶ :- اگر حالت نماز میں آیۂ سجدہ سن لے تو اس کی نماز صحیح ہے جب کہ اشارہ سے سجدہ کرلیا ہو۔

مسئلہ ۱۰۰۷ :- مستحبی نمازوں میں سورہ کو چھوڑ سکتا ہے حتی کہ ان مستحبی نمازوں میں بھی چھوڑ سکتا ہے جو نذر کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں، البتہ جن مستحبی نمازوں میں مخصوص سورے وارد ہوئے ہیں ان کو اسی طرح پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۸ :- نماز جمعہ اور جمعہ کے دن نماز ظہر کی پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ کا پڑھنا مستحب ہے اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقین کا اور جب ان دونوں میں (جمعہ، منافقین) سے کسی ایک کو شروع کردے تو احتیاط واجب ہے کہ دوسرے سورہ کی طرف عدول نہ کرے۔

دوسرے کی طرف عدول جائز نہیں ہے، لیکن نماز جمعہ اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں اگر بھولے سے ان دونوں (قل ھو اللہ احد ، قل یا ایھا الکافرون) میں سے کسی کو شروع کردے اور نصف تک نہ پہنچا ہو تو ان کو چھوڑ کر سورہ جمعہ یا منافقین پڑھ سکتا ہے.

مسئلہ ۱۰۱۰ :- اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر میں جان بوجھ کر " قل ھو اللہ احد - یا - قل یا ایھا الکافرون " کو پڑھے تو اگرچہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقین نہیں پڑھ سکتا.

مسئلہ ۱۰۱۱ :- اگر نماز میں " قل ھو اللہ - اور - قل یا ایھا الکافرون " کے علاوہ کوئی بھی سورہ شروع کردے تو اس کو چھوڑ کر دوسرے سورہ پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ نصف تک نہ پہنچا ہو.

مسئلہ ۱۰۱۲ :- اگر سورہ کے کچھ حصہ کو بھول جائے یا تنگی وقت کی وجہ سے پورا سورہ نہ پڑھ سکے تو اس کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ نصف سے گزر چکا ہو یا ابھی تک نہ پہنچا ہو یا سورہ " قل ھو اللہ، قل یا ایھا الکافرون " ہو.

مسئلہ ۱۰۱۳ :- مردوں پر واجب ہے صبح اور مغرب وعشاء کی نماز میں حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھیں اور مرد وعورت پر دونوں واجب ہے کہ حمد وسورہ نماز ظہر وعصر میں آہستہ پڑھیں.

مسئلہ ۱۰۱۴ :- مرد کو پورے طور پر متوجہ رہنا چاہیئے کہ نماز صبح، مغرب وعشاء میں حمد وسورہ کے تمام کلمات یہاں تک کہ ان کا آخری حرف بلند آواز سے پڑھے.

مسئلہ ۱۰۱۵ :- عورت نماز صبح، مغرب اور عشاء میں الحمد اور سورہ کو بلند اور آہستہ پڑھ سکتی ہے لیکن اگر کوئی نامحرم اس کی آواز سن رہا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آہستہ پڑھے.

مسئلہ ۱۰۱۶ :- جہاں قرائت بلند ہونی چاہیئے وہاں عمداً آہستہ پڑھنے سے اور جہاں

یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو نماز صحیح ہے، اور اگر حمد و سورہ پڑھتے وقت معلوم ہو جائے کہ اشتباہ کیا ہے تو ضروری نہیں کہ جتنا حصّہ پڑھ چکا ہے اسے دو بارہ پڑھے.

مسئلہ ۱۰۱۷:- اگر کوئی قرائت ضرورت سے زیادہ بلند آواز میں چیخ کر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۱۰۱۸:- اگر کوئی قرائت وذکر کو صحیح پڑھنا نہیں جانتا اسے سیکھنا چاہئے اور وہ لوگ جو صحیح تلفظ نہیں سیکھ سکتے جس طرح بھی تلفظ کر سکتے ہوں اسی طرح پڑھیں اور ایسے اشخاص کے لئے احتیاط مستحب ہے کہ جتنا بھی ممکن ہو نماز کو جماعت سے پڑھیں.

مسئلہ ۱۰۱۹:- جو شخص حمد و سورہ یا نماز کے دیگر اذکار کو اچھی طرح نہیں جانتا اور سیکھ سکتا ہے تو اگر وقت وسیع ہے تو اسے سیکھنا چاہئے اور اگر وقت تنگ ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو نماز جماعت کے ساتھ پڑھے.

مسئلہ ۱۰۲۰:- احتیاط واجب کی بنا پر واجبات نماز سکھانے کی اجرت نہیں لی جا سکتی لیکن مستحبات کے سکھانے کی اجرت لی جا سکتی ہے.

مسئلہ ۱۰۲۱:- اگر حمد و سورہ کے کلمات میں سے ایک کلمہ کو نہیں جانتا یا جان بوجھ کر اسے نہیں کہتا یا کسی حرف کو کسی حرف سے اس طرح بدل دیتا ہے، مثلاً "ض" کی جگہ "ز" کہتا ہے یا زیر و زبر کو غلط پڑھتا ہے یا تشدید حذف کر دے تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۱۰۲۲:- اگر کسی کلمہ کو یا اس کے تلفظ کو صحیح جانتا تھا اور اسی طرح پڑھتا رہا اور بعد میں معلوم ہو کہ غلط تھا تو احتیاط مستحب ہے کہ اعادہ کرے اور اگر وقت باقی نہ ہو تو قضا کرے.

مسئلہ ۱۰۲۳:- اگر کسی لفظ کے زیر و زبر سے واقف نہ ہو تو سیکھنا ضروری ہے لیکن اگر کوئی ایسا کلمہ ہے جس کے آخر وقف کرنا جائز ہے اور یہ ہمیشہ وقف کرے تو پھر سیکھنا ضروری نہیں ہے، اور اسی طرح اگر یہ نہیں جانتا وہ لفظ "س" سے یا "ص" سے ادا کرنا

اور ایک مرتبہ "ص" سے تو اس کی نماز باطل ہے، مثلاً "اھدنا الصراط المستقیم" میں مستقیم کو ایک دفعہ "س" سے اور ایک دفعہ "ص" سے پڑھے، مگر یہ کہ اس کلمہ کو دونوں طریقہ سے پڑھا گیا ہو اور یہ بھی حقیقت تک رسائی کی امید سے دونوں پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۷۴:- اگر کسی لفظ میں "واو" ہو اور اس لفظ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو اور "واو" کے بعد "ہمزہ" ہو تو بہتر یہ ہے کہ "واو" کو "مدّ" کے ساتھ کھینچ کر پڑھے، اسی طرح اگر کسی لفظ میں "الف" ہو اور "الف" سے پہلے حرف پر "زبر" ہو اور بعد والے حرف پر "ہمزہ" ہو، مثلاً "جآء" تو بہتر ہے کہ اس "الف" کو "مدّ" کے ساتھ پڑھے، اور اگر کسی لفظ میں "ی" ہو اور "ی" سے پہلے حرف پر "زبر" ہو اور بعد والے حرف پر "ہمزہ" ہو، مثلاً "جیء" تو بہتر ہے کہ "ی" کو "مدّ" کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف "واو، الف، ی" کے بعد "ہمزہ" کی بجائے کوئی "ساکن" حرف ہو تب بھی ان تینوں حروف کو "مدّ" کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے، مثال کے طور پر "ولا الضآلین" میں "الف" کے بعد حرف "لام" ساکن ہے تو اس کے "الف" کو "مدّ" کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۷۵:- اقویٰ یہ ہے کہ نماز میں وقف بحرکت اور وصل بہ سکون میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وقف بحرکت کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ کے آخری حرکت کا اظہار کرے اور (اسی کے ساتھ) کسی ایک کلمہ اور اس کے بعد والے کلمہ میں فاصلہ دے، مثلاً کہے "الرحمن الرحیم" اور "الرحیم" کی "میم" کے نیچے "زیر" دے اور پھر کچھ فاصلہ کے بعد کہے "مالک یوم الدین" اور وصل بہ سکون کا مطلب یہ ہے کہ آخر کلمہ کو "زیر وزبر" کے بغیر پڑھے اور فوراً اس کے بعد والی آیت یا کلمہ کو کہے، مثلاً "الرحمن الرحیم" میں "الرحیم" کی "میم" کو ساکن پڑھ کر فوراً "مالک یوم الدین" کہے۔

مسئلہ ۱۰۷۶:- تین رکعتی اور چار رکعتی نماز کی تیسری وچوتھی رکعت میں اختیار ہے صرف حمد پڑھے (بغیر سورہ) یا تین مرتبہ تسبیحات اربعہ، یعنی "سبحان اللہ والحمد للہ

بھی کرسکتا ہے کہ ایک رکعت میں حمد اور ایک میں تسبیحات پڑھے .

مسئلہ ۱۰۲۷ :- تنگی وقت میں تسبیحات اربعہ کو ایک مرتبہ پڑھنا چاہئے .

مسئلہ ۱۰۲۸ :- مرد اور عورت پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا تسبیحات اربعہ کو آہستہ پڑھے .

مسئلہ ۱۰۲۹ :- گر تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بسم اللہ کو بھی آہستہ پڑھے خصوصاً ماموم اور فرادیٰ نماز پڑھنے والے کے لئے .

مسئلہ ۱۰۳۰ :- جو شخص تسبیحات اربعہ یاد نہیں کرسکتا یا درست نہیں پڑھ سکتا تو وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے .

مسئلہ ۱۰۳۱ :- اگر تیسری یا چوتھی رکعت کا گمان کرتے ہوئے پہلی اور دوسری رکعت میں تسبیحات پڑھے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو ضروری ہے کہ پلٹ کر حمد و سورہ پڑھے لیکن اگر رکوع میں یا اس کے بعد متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے، البتہ احتیاط مستحب ہے کہ دو سجدہ سہو بجالائے .

مسئلہ ۱۰۳۲ :- اگر نماز کی آخری دو رکعت میں اس خیال سے کہ یہ پہلی دو رکعت ہیں الحمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعت میں اس گمان سے کہ یہ آخری دو رکعات ہیں الحمد پڑھے چاہے یہ بات رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد معلوم ہوجائے تو اس کی نماز صحیح ہے .

مسئلہ ۱۰۳۳ :- اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھنا چاہتا تھا لیکن زبان سے تسبیحات نکل گئے یا اس کے برعکس تسبیحات پڑھنا چاہتا تھا مگر زبان پر حمد جاری ہوگیا تو کافی نہیں ہے، بلکہ پلٹ کر دوبارہ تسبیحات یا حمد کو پڑھے لیکن اگر ایک چیز کو پڑھنا اس کی عادت تھی اور وہی اس کی زبان پر آئی اور اس کے خزانہ دل میں اسی کا قصد تھا تو نماز کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے .

مسئلہ ۱۰۳۴ :- جس شخص کی عادت ہو کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات

دوبارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۵:- تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے، مثلاً "استغفر اللہ ربی واتوب الیہ" کہے اور جو شخص استغفار میں مشغول ہے اگر شک کرے کہ تسبیحات کو پڑھا ہے یا نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے، اسی طرح اگر نمازی رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے جب کہ استغفار نہیں کہہ رہا شک کرے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے ہیں یا نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۳۶:- اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں یا رکوع جاتے ہوئے شک کرے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے ہیں یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۳۷:- اگر نمازی شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا جملہ درست پڑھا ہے یا نہیں تو اگر بعد والی چیز میں مشغول نہیں ہوا تو اس آیت یا جملے کو صحیح طور پر پڑھے لیکن اگر بعد کی کسی چیز کے پڑھنے میں مشغول ہوچکا ہے تو اگر وہ چیز رکن ہے، مثلاً حالت رکوع میں شک کرے کہ سابقہ جملات صحیح پڑھا ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے، اور اگر وہ چیز رکن نہیں ہے، مثلاً "اللہ الصمد" کہتے وقت شک کرے کہ "قل ھو اللہ احد" درست پڑھا ہے یا نہیں تو پھر بھی اپنے شک کی پرواہ نہ کرے، لیکن اگر احتیاطاً اس آیت یا جملہ کو بطور صحیح کہے کوئی حرج نہیں ہے، اگرچہ چند مرتبہ شک کرے اور تکرار کرے، لیکن اگر وسوسے کی حد تک پہنچ جائے تو پرواہ نہ کرے اور گر پرواہ کرتا ہے تو بنابر احتیاط واجب نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۸:- حمد پڑھنے سے پہلی رکعت میں "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" کہنا مستحب ہے، نیز نماز ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں اگر نماز جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو امام کے لئے "بسم اللہ" کو بلند آواز سے کہنا مستحب ہے، اسی طرح حمد و سورہ و نماز کے ذکر کو الگ الگ کرکے پڑھے (یعنی اس طرح جلدی جلدی نہ پڑھے کہ

تو ماموین "الحمدللہ رب العالمین" کہیں اور "قل ھو اللہ" کے بعد ایک یا دو یا تین مرتبہ "کذلک اللہ ربی - یا. کذلک اللہ ربنا" کہے.

مسئلہ ۱۰۲۹ :- مستحب ہے کہ نمازوں میں پہلی رکعت کے اندر "انا انزلناہ" اور دوسری میں "قل ھو اللہ احد" پڑھے.

مسئلہ ۱۰۳۰ :- مکروہ ہے کہ پوری پنجگانہ نمازمیں کسی ایک میں "قل ھو اللہ" نہ پڑھے.

مسئلہ ۱۰۳۱ :- سورہ "قل ھو اللہ احد" اور سورہ "الحمد" کو ایک ہی سانس میں پڑھنا مکروہ ہے.

مسئلہ ۱۰۳۲ :- جس سورہ کو پہلی رکعت میں پڑھا ہے اسے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے سوائے "قل ھو اللہ احد" کے، اس کو دونوں رکعتوں میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے.

۵. رکوع

مسئلہ ۱۰۳۳ :- ہر رکعت میں قرائت کے بعد ایک رکوع کرنا چاہیئے، یعنی اتنا جھکے کہ ہاتھوں کو زانوں پر رکھ سکے.

مسئلہ ۱۰۳۴ :- اگر رکوع کی مقدار تو جھکے لیکن ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھے احتیاط کے خلاف ہے اور احتیاط یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے.

مسئلہ ۱۰۳۵ :- اگر رکوع معمول کے خلاف بجا لائے، یعنی دائیں یا بائیں طرف جھک جائے اگرچہ اس کے ہاتھ زانوں تک پہنچ رہے ہو تو صحیح نہیں.

مسئلہ ۱۰۳۶ :- جھکنا رکوع کی نیّت سے ہو بنابرین اگر کسی جانور کو مارنے کے لئے جھکے تو اس کو رکوع نہیں شمار کیا جا سکتا، بلکہ کھڑا ہوجائے اور پھر رکوع کے قصد سے جھکے.

مسئلہ ۱۰۳۷ :- جس کے ہاتھ زانو دوسروں سے مختلف ہوں، مثلاً اس کے ہاتھ

نیچے ہو تو ایسے لوگ عام آدمیوں کی طرح جھکیں۔

مسئلہ ۱۰۴۸ :- بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ زانوں کے مقابل ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدہ کی جگہ کے قریب تک پہنچے۔

مسئلہ ۱۰۴۹ :- رکوع میں ذکر کرنا واجب ہے اور رکوع کا ذکر بنابر احتیاط واجب تین مرتبہ "سبحان اللہ" یا ایک مرتبہ "سبحان ربی العظیم وبحمدہ" کہنا ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۰ :- ذکر رکوع کو صحیح عربی میں کہنا ضروری ہے اور مستحب ہے کہ ذکر کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کہے۔

مسئلہ ۱۰۵۱ :- واجب ذکر ادا کرتے ہوئے بدن کا سکون و آرام کی حالت میں ضروری ہے اور مستحب ذکر کے لئے بھی بدن کا ساکن ہونا بنابر احتیاط واجب ہے اگر اس کو ذکر رکوع کے قصد سے کہے۔

مسئلہ ۱۰۵۲ :- اگر ذکر واجب کے کہتے ہوئے کوئی دھکا دیدے یا کسی اور مجبوری کی بناپر بدن حرکت میں آجائے تو سکون کے بعد دوبارہ کہے بنابر احتیاط مستحب البتہ معمولی سی حرکت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۳ :- رکوع میں پہنچنے اور بدن کے ساکن ہونے سے پہلے اگر عمداً ذکر رکوع کہہ لے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۴ :- واجب ذکر کے تمام ہونے سے پہلے اگر عمداً سر کو رکوع سے اٹھا لے تو نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایسا کیا گیا ہو تو اگر رکوع کی حالت سے خارج ہو جانے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو بدن کے ساکن ہونے کی صورت میں دوبارہ ذکر کہے اور اگر رکوع سے خارج ہونے کے بعد متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۵ :- اگر رکوع میں "ذکر" پڑھنے کی مقدار نہیں ٹھہر سکتا تو اگر رکوع کی حدود سے خارج ہونے سے پہلے پڑھ سکتا ہے تو پڑھے اور اگر پورا ذکر نہیں پڑھ سکتا تو اٹھتے

مسئلہ ۱۰۵۶ :- اگر بیماری یا کسی اور وجہ سے رکوع میں سکون سے نہ رہ سکتا تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن حالت رکوع سے خارج ہونے سے پہلے واجب ذکر پڑھ لے، یعنی "سبحان ربی العظیم وبحمدہ" یا تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہے۔

مسئلہ ۱۰۵۷ :- جو لوگ رکوع کی حد تک نہیں جھک سکتے اگر وہ کسی چیز پر تکیہ کر کے جھک سکتے ہوں تو جھکیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جتنا جھک سکتے ہوں جھکیں اور اگر بالکل جھک نہ سکتے ہوں تو بیٹھ کر رکوع کریں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک اور نماز پڑھے کے جس میں رکوع کے لئے سر کا اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۵۸ :- جو شخص قیام کی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع نہیں کر سکتا تو وہ قیام کی حالت میں نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر کے ساتھ اشارہ کرے اور اگر سر سے اشارہ بھی نہیں کر سکتا تو نیت رکوع سے آنکھیں بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے سر اٹھانے کی نیت سے آنکھیں کھول دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہے تو دل میں رکوع کی نیت کرے اور ذکر کہے۔

مسئلہ ۱۰۵۹ :- جو شخص کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع نہیں کر سکتا اور رکوع کے لئے بیٹھ کر تھوڑا سا جھک سکتا ہے یا کھڑے ہو کر اشارہ کر سکتا ہے تو وہ کھڑے ہو کہ نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر کا اشارہ کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک اور نماز پڑھے اور رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور جتنا ہو سکے رکوع کے لئے جھکے۔

مسئلہ ۱۰۶۰ :- اگر کوئی رکوع کی حد تک پہنچنے کے بعد اور بدن کے سکون حاصل ہونے کے بعد سر اٹھا لے اور دو بارہ رکوع کی حد تک جھکے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر رکوع کی مقدار جھکنے اور بدن کے سکون کے بعد رکوع کی نیت سے اتنا جھکے کہ مقدار رکوع سے آگے بڑھ جائے اور دوبارہ رکوع کی طرف پلٹ آئے تو بنابر احتیاط واجب اس کی نماز باطل ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد اعادہ کرے۔

کے بعد سجدہ میں جائے اور اگر کوئی عمداً اس کام کو ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۲:- اگر کوئی رکوع کو بھول جائے اور سجدہ سے پہلے متوجہ ہوجائے تو پلٹ جائے اور پہلے سیدھا کھڑا ہو پھر رکوع میں جائے اور اگر جھکی ہوئی حالت میں رکوع کی طرف پلٹا تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۳:- اگر پیشانی زمین پر لگنے کے بعد متوجہ ہوجائے کہ رکوع نہیں کیا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کھڑا ہوجائے اور رکوع بجا لائے اور نماز کو تمام کر کے دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۶۴:- رکوع میں جانے سے پہلے جب آدمی ابھی کھڑا ہی ہو "اللہ اکبر" کہنا مستحب ہے اور رکوع کی حالت میں دونوں گھٹنوں کو پیچھے رکھے اور پیٹھ سیدھی رکھے، گردن کھنچی ہوئی اور بالکل پیٹھ کے برابر ہو، اور دونوں پیروں کے بیچ میں نگاہ کرے اور رکوع سے اٹھنے اور سیدھا کھڑا ہوجانے کے بعد جب بدن ساکن ہو اس وقت " سمع اللہ لمن حمدہ " کہے۔

مسئلہ ۱۰۶۵:- عورتوں کے لئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کے پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

۶۔ سجدے

مسئلہ ۱۰۶۶:- نماز خواہ واجب ہو یا مستحب اس کی ہر رکعت میں دو سجدے واجب ہیں، یہ سجدے رکوع کے بعد کئے جاتے ہیں اور سجدہ میں سات چیزیں زمین پر ہونا چاہئے۔

۱۔ پیشانی ۲۔۳۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ۴۔۵۔ دونوں گھٹنوں

۶۔۷۔ دونوں پیروں کے انگوٹھوں کے سرے۔

مسئلہ ۱۰۶۷:- دونوں سجدے مل کر ایک رکن ہیں کہ اگر کبھی دونوں سجدوں کو خواہ

مسئلہ ۱۰۶۸ :- اگر عمداً ایک سجدہ کی کمی یا زیادتی ہو جائے تو نماز باطل ہے لیکن اگر بھولے سے ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہو جاتی۔

مسئلہ ۱۰۶۹ :- اگر پیشانی کو عمداً یا بھولے سے زمین پر نہ رکھے تو سجدہ نہیں ہوگا لیکن اگر پیشانی تو زمین پر ہو اور کسی عضو کو بھولے سے زمین پر نہ رکھے یا بھول کر ذکر سجدہ نہ کہے تو سجدہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۰ :- سجدہ میں کوئی سا ذکر خدا کہے تو کافی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ مقدار ذکر تین مرتبہ "سبحان اللہ" یا ایک مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ" سے کم نہ ہو اور مستحب یہ ہے کہ "سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ" تین یا پانچ یا سات مرتبہ کہے۔

مسئلہ ۱۰۷۱ :- سجدہ میں بھی ذکر واجب کی ادائیگی کی حد تک بدن ساکن ہونا چاہئے مستحب ذکر کرتے ہوئے بھی بدن ساکن ہونا چاہئے بشرطیکہ ذکر کو ذکر سجدہ کے قصد سے کہا ہو۔

مسئلہ ۱۰۷۲ :- بدن ساکن ہونے سے پہلے اگر سجدہ شروع کر دے تو سجدہ باطل ہے اسی طرح اگر تھوڑا سا ذکر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے ادا کرے جب بھی سجدہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۳ :- اگر اس سے پہلے کہ پیشانی زمین تک پہنچے اور بدن میں سکون آجائے بھولے سے ذکر سجدہ کہے اور سجدہ سے سر اٹھانے سے قبل معلوم ہو جائے کہ اشتباہ کیا ہے تو دوبارہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر بجالائے۔

مسئلہ ۱۰۷۴ :- اگر سجدے سے سر اٹھانے کے بعد معلوم ہو جائے کہ بدن کے سکون سے پہلے ذکر کہا تھا یا ذکر ختم ہو جانے سے پہلے سر اٹھالیا تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۵ :- جس وقت ذکر نہ کر رہا ہو تو سات اعضاء میں سے کچھ کو پیشانی کے علاوہ زمین سے اٹھا سکتا ہے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ سکتا ہے، لیکن ذکر کرتے وقت جائز نہیں ہے اور نماز باطل ہو جاتی ہے۔

تو دو بارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور اسے ایک سجدہ شمار کرنا چاہیئے لیکن دوسرے اعضاء کو اگر بھولے سے اٹھالے تو انہیں دو بارہ زمین پر رکھے اور ذکر سجدہ کہے ۔

مسئلہ ۱۰۷۷ :- ضروری ہے کہ پہلے سجدہ کے بعد بیٹھ جائے اور جب بدن ساکن ہو جائے تو دو بارہ سجدہ میں جائے ۔

مسئلہ ۱۰۷۸ :- پیشانی کی جگہ پاؤں کی جگہ سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہ ہو ۔

مسئلہ ۱۰۷۹ :- ڈھلوان والی زمین میں کہ جس کا ڈھلوان صحیح طور پر معلوم نہیں احتیاط واجب یہ ہے کہ پیشانی کی جگہ پاؤں کی جگہ سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ بلند نہ ہو ۔

مسئلہ ۱۰۸۰ :- اگر بھول کر پیشانی کسی ایسی جگہ پر رکھے جو پاؤں کی انگلیوں اور گھٹنوں کے سروں سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ اونچی ہو، اگر بلندی اتنی ہو کہ اس کو سجدہ نہ کہا جاسکے تو سر کو اٹھا کر کسی ایسی چیز پر رکھے جس کی اونچائی چار ملی ہوئی انگلیوں سے کم ہو اور اس حالت میں پیشانی کو وہاں سے گھسیٹ کر جگہ بدل سکتا ہے ، لیکن اگر اتنی ہے کہ اس کو سجدہ کہتے ہیں تو واجب ہے کہ پیشانی کو وہاں سے گھسیٹ کر ایسی جگہ رکھے جس کی اونچائی چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر یا کم ہو اور اگر پیشانی کا کھینچنا ممکن نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ نماز کو تمام کر کے پھر دو بارہ پڑھے ۔

مسئلہ ۱۰۸۱ :- پیشانی اور جس چیز پر سجدہ کرنا ہے ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ پر اتنی میل ہو کہ پیشانی سجدہ گاہ تک نہ پہنچے تو سجدہ باطل ہے، البتہ اگر سجدہ گاہ کا صرف رنگ بدلا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۰۸۲ :- سجدہ میں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنا چاہیئے لیکن مجبوری کی حالت میں ہتھیلیوں کی پشت کو رکھے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو گٹوں کو رکھے اور اگر وہ بھی ممکن نہ ہو تو

مسئلہ ۱۰۸۳ :- بنابر احتیاط واجب سجدہ کے وقت پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر ہوں، دوسری انگلیوں کا زمین پر ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ اگر پیر کے انگوٹھے کا ناخن اتنا بڑا ہو کہ سرے زمین پر نہ لگے تو نماز باطل ہے اور اگر کوئی مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھتا رہا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نمازیں اعادہ کرے.

مسئلہ ۱۰۸۴ :- اگر کسی کا انگوٹھا تھوڑا سا کٹا ہو تو باقی زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھا ہی باقی نہ ہو یا بہت کم باقی ہے تو دوسری انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر انگلیاں نہ ہوں تو باقی ماندہ پیر کا کچھ زمین پر رکھے.

مسئلہ ۱۰۸۵ :- اگر غیر معمولی طریقے سے سجدہ کرے، مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکالے تو احتیاط واجب کی بناپر نماز دو بارہ پڑھے اور اگر لیٹ کر ساتوں اعضاء کو زمین پر رکھے تب بھی نماز کو اعادہ کرے.

مسئلہ ۱۰۸۶ :- سجدہ گاہ یا جس چیز پر سجدہ کرتے ہیں پاک ہو، لیکن پاک سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھدے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور اس نے پیشانی پاک طرف پر رکھی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۱۰۸۷ :- اگر پیشانی پر پھوڑا وغیرہ ہو اور سجدہ گاہ وغیرہ پر سجدہ نہ کر سکے تو پیشانی کے کنارے کو سجدہ گاہ پر رکھے یا دونوں طرف سجدہ گاہ رکھے اور اس کے بیچ کی جگہ خالی رکھے اور سجدہ گاہ کو زمین سے اتنا بلند رکھے کہ پھوڑا اس میں آجائے.

مسئلہ ۱۰۸۸ :- اگر پھوڑا یا زخم پوری پیشانی پر ہو تو پیشانی کے باہر دونوں طرف میں سے کسی ایک طرف سجدہ کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تھوڑی کو سجدہ گاہ پر رکھیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو بنابر احتیاط واجب چہرے کے جس حصّہ کو ممکن ہو سجدہ گاہ پر رکھیں اور اگر چہرے کے کسی حصّے پر سجدہ ممکن نہ ہو تو سر کے اگلے حصّہ پر سجدہ کرے.

مسئلہ ۱۰۸۹ :- جو شخص پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو تو جتنا جھک سکتا ہو اتنا تو جھک

اس تک پہنچ جائے اور اس پر سجدہ کرے لیکن اگر سجدہ گاہ کو اٹھا کر پیشانی سے لگائے تو صحیح نہیں ہے، ہتھیلیوں، گھٹنوں، پیروں کے انگوٹھوں کو حسب معمول زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۹۰:- اگر جھک نہ سکتا ہو تو سجدہ کے لئے بیٹھ جائے اور سر سے اشارہ کرے، یہ بھی ممکن نہ ہو تو آنکھوں سے اشارہ کرے، یعنی سجدہ کی نیت سے آنکھوں کو بند کرے اور سر اٹھانے کی نیت سے کھول دے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل میں سجدہ کی نیت کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہاتھ یا اس قسم کی کسی چیز سے سجدہ کے لئے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۱:- جو شخص بیٹھ نہیں سکتا تو وہ کھڑے ہو کر سجدہ کی نیت کرے اور سر سے اشارہ کرے، یہ بھی ممکن نہ ہو تو آنکھوں سے، یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل میں سجدہ کی نیت گزارے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہاتھ یا اس جیسے شئے سے سجدہ کے لئے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۲:- اگر پیشانی سجدہ کی جگہ سے بے اختیار اٹھ جائے تو ضروری ہے کہ حتی الامکان اسے دو بارہ سجدہ کی جگہ پر نہ جانے دے اور یہ ایک سجدہ شمار ہوگا چاہے ذکر سجدہ پڑھا ہو یا نہیں، اور اگر سر کو نہ روک سے اور بے اختیار سجدہ کی جگہ پہنچ جائے تو وہی ایک سجدہ شمار ہوگا اور اگر "ذکر" نہ پڑھا ہو تو اسے پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۹۳:- تقیہ کی صورت میں بچھونے وغیرہ پر سجدہ کیا جاسکتا ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ نماز کے لئے دوسری جگہ جائے تا کہ سجدہ گاہ پر سجدہ کر سکے، البتہ اگر وہیں پر پتھر یا چٹائی پر سجدہ کرنا ممکن ہو تو واجب ہے کہ ایسا کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۴:- کسی ایسی چیز پر سجدہ کرنا کہ جس پر بدن ساکن نہیں رہ سکتا ہو باطل ہے، لیکن اگر گدا یا کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے کہ ابتداء میں وہ متحرک ہے لیکن آخر میں ایک جگہ پر رک جاتی ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۵:- اگر انسان مجبور رہے کہ کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھے تو اگر بدن اور لباس کا آلودہ ہونا اس کے لئے مشقت کا باعث نہ ہو تو سجدہ اور تشہد کو معمول کے مطابق

کرے اور تشہد بھی حالت قیام میں بجالائے اور اگر اس مشقت کے باوجود سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجالائے تو اس کی نماز صحیح ہے.

مسئلہ ۱۰۹۶ :- دوسرے سجدہ جہاں پر تشہد واجب نہیں ہے، مثلاً نماز ظہر وعصر وعشاء کی تیسری رکعت تو وہاں بھی دوسرے سجدے کے بعد ایک لحظہ بیٹھ جانا بہتر ہے پھر بعد کی رکعت کے لئے کھڑا ہو، اس عمل کا نام "جلسہ استراحت" ہے.

وہ چیزیں کے جن پر سجدہ صحیح ھے

مسئلہ ۱۰۹۷ :- سجدے کے وقت پیشانی زمین پر ہو یا ان چیزوں پر ہو جو زمین سے اگتی ہیں جیسے لکڑی اور درختوں کے پتے لیکن وہ چیزیں جو کھانے اور پہننے کے کام میں آئی ہیں ان پر سجدہ جائز نہیں ہے، لیکن معدنیات، مثلاً سونا، چاندی، عقیق، فیروزہ، پر سجدہ جائز نہیں ہے، البتہ معدنی پتھروں پر جیسے سنگ مرمر اور سنگ سیاہ پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۱۰۹۸ :- انگور کے پتوں پر سجدہ کرنا جبکہ تازہ ہوں جائز نہیں ہے، لیکن ان کے خشک ہوجانے کے بعد ان پر سجدہ کیا جاسکتا ہے.

مسئلہ ۱۰۹۹ :- گھاس وغیرہ جو زمین سے اگتی ہیں اور حیوانوں کی غذا ہیں ان پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۱۱۰۰ :- ان پھولوں پر بھی سجدہ کیا جاسکتا ہے جو انسان کی غذا نہیں ہے، لیکن وہ پھول اور گھاس جو دواؤں میں استعمال ہوتی ہے جیسے گل بنفشہ، گل گاو زبان سجدہ صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۱۱۰۱ :- اس گھاس پر سجدہ صحیح نہیں ہے جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہے اور بعض میں نہیں، اور اسی طرح کچے پھلوں پر بھی جائز نہیں ہے، لیکن توتون پر سجدہ جائز

مسئلہ ۱۱۰۲ :- چونے اور گچ کے پتھر پر سجدہ صحیح ہے، اسی طرح پختہ جپسم اور چونے اور اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں پر بھی سجدہ کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۳ :- اگر کاغذ ایسی چیزوں سے بنایا جائے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے، مثلاً لکڑی اور بھوسے سے تو اس پر سجدہ جائز ہے، اسی طرح روئی سے بنے ہوئے کاغذ پر سجدہ جائز ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ ریشم سے بنے ہوئے کاغذ پر سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۰۴ :- سب سے بہتر چیز سجدہ کے لئے تربت حضرت سید الشہداء ؑ ہے اور اس کے بعد خاک اور اس کے بعد پتھر اور اس کے بعد گھاس ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۵ :- گر ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہے یا گرمی یا سردی یا تقیہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہیں کر سکتا تو وہ اپنے لباس پر سجدہ کرے جو کتان یا روئی سے بنایا گیا ہو اور اگر کسی اور چیز سے بنایا گیا ہو، مثلاً (اون) سے تو اسی پر اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اپنی ہتھیلی کی پشت پر سجدہ کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر معدنی چیزوں پر، مثلاً عقیق پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۰۶ :- کیچڑ اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے اگر کچھ نیچے جانے کے بعد ٹک جائے تو سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۷ :- اگر پہلے سجدہ میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدہ کے لئے اگر اسی طرح سجدہ میں جائے اور الگ نہ کرے کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کو الگ کر دیں۔

مسئلہ ۱۱۰۸ :- اگر نماز پڑھتے میں وہ چیز اختیار سے نکل جائے جس پر سجدہ جائز ہے اور کوئی دوسری چیز بھی موجود نہ ہو تو اگر وقت وسیع ہے اور دوسری جگہ پر ایسی چیز موجود ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے تو نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو یا کوئی چیز جس پر سجدہ

بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھوں کی پشت پر اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی معدنی چیز پر عقیق جیسے سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۰۹:- اگر سجدہ کی حالت میں متوجہ ہو کی پیشانی ایسی چیز پر رکھی ہے کہ جس پر سجدہ جائز نہیں ہے تو اگر ممکن ہو پیشانی کو کھینچ کر اس چیز پر رکھے جس پر سجدہ صحیح ہے اور اگر اس پر دسترس نہیں رکھتا اور وقت بھی تنگ ہے تو پچھلے مسئلہ کے قاعدہ پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۱۰:- اگر سجدہ کے بعد متوجہ ہو کہ سجدہ ایسی چیز پر کیا ہے جس پر سجدہ جائز نہیں تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۱:- غیر خدا کے لئے سجدہ کرنا حرام ہے، ائمہ کی قبروں کے سامنے جو بعض لوگ پیشانی کو زمین پر رکھتے ہیں اگر شکر خدا کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس سے امامؑ کو سجدہ کرنا مقصود ہے تو حرام ہے۔

سجدہ کے مستحبات و مکروھات

مسئلہ ۱۱۱۲:- سجدہ میں چند چیز مستحب ہیں:

۱۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد جب جسم ساکن ہو جائے تو سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے اور جو شخص بیٹھ نماز پڑ رہا ہے جب بیٹھ جائے سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے۔

۲۔ مرد پہلے ہاتھوں کو زمین پر رکھیں اور عورتیں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھیں۔

۳۔ جس چیز پر سجدہ صحیح ہے اس پر پیشانی کے علاوہ ناک کو بھی رکھنا مستحب ہے۔

۴۔ سجدہ کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملائے رکھے اور کان کے پاس رو بہ قبلہ رکھے۔

۵۔ سجدہ میں دعا کرے خدا سے اپنی حاجتوں کو طلب کرے اور ایک اچھی اور مناسب دعا یہ ہے:

فانک ذو الفضل العظیم.

ترجمہ: اے بہترین ذات کہ جس سے لوگ اپنی حاجتوں کو طلب کرتے ہیں اور اے بہترین عطا کرنے والے اپنے فضل و کرم سے مجھے اور میرے عیال کو رزق دے کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے.

۶۔ سجدہ کے بعد بائیں ران پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کی پشت کو بائیں پیر کے تلوے پر رکھے اور اس کو "تورک" کہتے ہیں.

۷۔ سجدہ اول کے بعد جب بدن ساکن ہوجائے تو کہیں: "استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ".

۸۔ ہر سجدہ کے بعد جب بیٹھ جائے اور اس کا بدن ساکن ہوجائے تو تکبیر کہے.

۹۔ سجدہ کو طول دے اور تسبیح و حمد و ذکر کرے اور بیٹھے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے.

۱۰۔ دوسرے سجدہ جانے کے لئے بدن کے سکون کی حالت میں "اللہ اکبر" کہے.

۱۱۔ سجدہ میں درود بھیجے.

۱۲۔ اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو زمین سے اٹھائے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو.

۱۳۔ مرد اپنی کھنیاں اور شکم زمین سے نہ چپٹائیں اور بازوؤں کو پہلوں سے الگ رکھیں اور عورتیں اپنی کھنیاں اور شکم زمین سے چپٹائیں اور اعضاء بدن ایک دوسرے سے ملاکر رکھیں اور سجدے کے باقی مستحبات مفصل کتب میں بیان کئے گئے ہیں.

قرآن کے واجب سجدے

مسئلہ ۱۱۱۴:- قرآن مجید کے چار سوروں میں سجدہ کی آیت ہے:

۱۔ سورۂ "الم سجدہ"، تنزیل آیت ۳۲ ۲۔ سورۂ "حم سجدہ"، آیت ۴۱

انسان جب بھی سجدہ کی آیت کو پڑھے یا سنے اس پر سجدہ واجب ہوجاتا ہے اور اگر بھول جائے تو جب بھی یاد آئے اور اگر خود نہ سنے لیکن کان میں سجدہ کی آیت پڑھائے تو بنابر احتیاط واجب سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۱۵ :- اگر انسان خود آیت سجدہ کو پڑھے اور اسی حالت میں کسی سے سنے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دو سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۱۶ :- نماز کے علاوہ اگر سجدہ میں ہو اور آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو سجدہ سے سر اٹھاکر دو بارہ سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۱۷ :- اگر آیت سجدہ ٹیپ سے یا ریڈیو سے سنے تو سجدہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۸ :- بنابر احتیاط واجب قرآن کے واجب سجدوں میں بھی پیشانی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ جائز ہے، لیکن وہ تمام شرائط جو نماز میں واجب ہیں اس میں واجب نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۱۱۹ :- قرآن کے واجب سجدہ میں اس طرح عمل کرے کہ کہا جائے اس نے سجدہ کیا ہے، یعنی نیّت اور سجدہ کی ظاہری صورت کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۰ :- قرآن کے سجدہ کے لئے صرف سجدہ میں چلا جانا کافی ہے، ذکر واجب نہیں ہے لیکن ذکر کرنا بہتر ہے اور بہتر ہے کہ یہ ذکر کہے۔

لا اله الا الله حقاً حقا ، لا اله الا الله ایماناً و تصدیقا ، لا اله الا الله عبودیةً ورقا ، سجدت لک یا ربّ تعبداً ورقا لا مستنكفاً ولا مستكبراً بل انا عبد ذليل ضعيف خائف مستجير۔

مسئلہ ۱۱۲۱ :- قرآن کے واجب سجدے میں تکبیرۃ الاحرام، تشہد اور سلام نہیں ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد تکبیر کہے۔

۷۔ تشہد

مسئلہ ۱۱۷۲:۔ ہر نماز کی دوسری رکعت میں تشہد واجب ہے، اسی طرح نماز مغرب وعشاء، ظہر وعصر کی آخری رکعت میں بھی تشہد واجب ہے، تشہد کا طریقہ یہ ہے کہ دوسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن ساکن ہو، تب تشہد پڑھے اور صرف اتنا کہنا کافی ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ، اللھم صل علی محمد وآل محمد.

مسئلہ ۱۱۷۳:۔ تشہد کے کلمات کو صحیح عربی میں ترتیب کے ساتھ پے در پے ادا کرے.

مسئلہ ۱۱۷۴:۔ اگر تشہد بھول جائے اور بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے پھر اٹھ کر نماز کو آگے بڑھا دے، لیکن اگر رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کو تمام کرے اور نماز کے بعد تشہد کی قضاء کرے اور دو سجدہ سہو بجالائے.

مسئلہ ۱۱۷۵:۔ تشہد میں بائیں ران پر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھنا مستحب ہے اور تشہد سے پہلے "الحمد للہ" یا "بسم اللہ وباللہ والحمد للہ وخیر الاسماء للہ" کہنا مستحب ہے اور تشہد میں ہاتھوں کو ران پر رکھنا اور انگلیوں کو ملا کر رکھنا مستحب ہے اور اپنی گود میں نظر رکھے اور تشہد ختم کر کے کہے:

وتقبل شفاعتہ وارفع درجتہ

مسئلہ ۱۱۷۶:۔ مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں.

۸۔ سلام

بیٹھے ہوئے جب بدن ساکن ہو کہے : " السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته " ، اور اس کے بعد واجب ہے کہ یہ کہے : " السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته " یا کہے : " السلام علینا وعلیٰ عباد الله الصالحین " ، لیکن اگر یہ سلام کہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بعد " السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته " کو بھی کہے .

مسئلہ ۱۱۲۸ :- اگر نماز کے سلام کو بھول جائے اور ایسے وقت میں یاد آئے کہ نماز کی صورت ابھی بگڑی نہیں ہے اور جو کام عمداً یا سہواً نماز کو باطل کر دیتے ہیں ان میں سے کسی کام کو انجام بھی نہیں دیا ہے (مثلاً پشت بہ قبلہ نہیں ہوا) تو ضروری ہے کہ سلام کہہ لے اور اس کی نماز صحیح ہے .

مسئلہ ۱۱۲۹ :- اگر نماز کے سلام کو بھول جائے اور ایسے وقت یاد آئے جب صورت نماز بگڑی گئی ہو لیکن ایسا کام نہیں کیا جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو سلام ضروری نہیں ہے اس کی نماز صحیح ہے ، اور اگر صورت نماز کے بگڑنے سے پہلے ایسا کوئی کام کر ڈالا ہو جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو اس کی نماز باطل ہے .

۹۔ ترتیب

مسئلہ ۱۱۳۰ :- اگر عمداً نماز کی ترتیب کی خلاف ورزی کرے ، مثلاً سورہ کو حمد سے پہلے یا سجدہ کو رکوع سے پہلے بجالائے نماز باطل ہے .

مسئلہ ۱۱۳۱ :- اگر کسی رکن کو بھول جائے اور اس کے بعد والا رکن بجالائے ، مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کرے تو نماز باطل ہے .

مسئلہ ۱۱۳۲ :- اگر کسی رکن کو بھول جائے اور اس کے بعد والی چیز کو بجالائے جو رکن نہ ہو ، مثلاً دو سجدے کرنے سے پہلے تشہد پڑھ لے تو وہ اس رکن کو بجالائے اور جس

دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۳۳:- اگر کسی غیر رکن کو بھول جائے اور بعد والے رکن کو بجالائے، مثلاً الحمد بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اس کی نماز صحیح ہے، اور بھولے ہوئے حمد کے لئے احتیاط واجب کی بناپر دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۳۴:- اگر کسی غیر رکن کو بھول جائے اور بعد والی چیز میں جو وہ بھی غیر رکن ہے مشغول ہوجائے، مثلاً حمد بھول جائے اور سورہ پڑھ لے تو اگر بعد والے رکن میں جا چکا ہے، مثلاً رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے کہ حمد کو نہیں پڑھا ہے تو وہ آگے بڑھ جائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط واجب کی بناپر ہر واجب کے لئے جو بھول جائے دو سجدہ سہو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو پہلے بھولے ہوئے چیز کو بجالائے اور بعد میں جس چیز کو غلطی سے بجالایا دو بارہ پڑھ لے اور بنابر احتیاط واجب دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۳۵:- اگر پہلا سجدہ کو دوسرا سجدہ کے خیال سے یا دوسرا کو اس خیال سے کے پہلا ہے بجالائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ پہلا اور دوسرا سجدہ دوسرا شمار ہوجائے گا۔

۱۰۔ موالات (پے درپے)

مسئلہ ۱۱۳۶:- نمازی کو موالات کی بھی رعایت کرنی چاہیئے، یعنی نماز کے کاموں کے درمیان، مثلاً رکوع، سجود، تشہد کے درمیان اتنا فاصلہ نہ کرے کہ صورت نماز سے خارج ہوجائے اور اگر ایسا کرے گا تو نماز باطل ہے خواہ عمداً کرے یا سہواً۔

مسئلہ ۱۱۳۷:- اگر نماز میں جان بوجھ کر اس کے حروف اور کلمات کے درمیان فاصلہ رکھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً اتنا فاصلہ کردے کہ قرائت وکلمات کی صورت تو ختم ہوجائے، لیکن نماز کی صورت باقی رہے تو پلٹ کر صحیح طریقہ سے بجا لانا

ضرورت نہیں ہے، مگر تکبیرۃ الاحرام میں کہ اگر اس کے کلمات میں اتنا فاصلہ ہوجائے کہ تکبیرۃ الاحرام کی شکل و صورت سے خارج ہوجائے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۸:- رکوع، سجود، قنوت کا طول دینا، قرائت میں لمبے لمبے سورہ پڑھنا موالات کو ختم نہیں کرتے۔

قنوت

مسئلہ ۱۱۳۹:- ہر واجب و مستحب نماز میں دوسری رکعت میں قرائت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت مستحب ہے اور نماز وتر اگرچہ ایک رکعت ہے مگر اس میں رکوع سے پہلے قنوت مستحب ہے اور نماز جمعہ میں ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور ایک دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ہے اور نماز آیات میں پانچ قنوت ہیں اور نماز عیدین میں پہلی رکعت میں پانچ قنوت اور دوسری میں چار قنوت ہیں۔

مسئلہ ۱۱۴۰:- اگر قنوت پڑھنا چاہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ہاتھوں کو چہرے کے مقابل تک بلند کرے اور مستحب ہے کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں اور دونوں ہاتھوں کو ملائے رکھے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے۔

مسئلہ ۱۱۴۱:- قنوت میں چاہے جو ذکر پڑھے جائز ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ "سبحان اللہ" کہنا بھی کافی ہے، لیکن بہتر ہے کہ منقول دعائیں، مثلاً یہ دعا پڑھے:

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم، لا الہ الا اللہ العلی العظیم، سبحان اللہ ربّ السموات السبع وربّ الارضین السبع وما فیھن وما بینھن وربّ العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین

مسئلہ ۱۱۴۲:- قنوت کو بلند پڑھنا مستحب ہے، لیکن نماز جماعت میں اس طرح نہ پڑھے کہ امام اس کی آواز کو سنے۔

مسئلہ ۱۱۴۳:- اگر قنوت کو عمداً چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں ہے اور بھولے سے

اگر رکوع میں یاد آئے تو رکوع کے بعد قضا کرنا مستحب ہے، اور اگر سجدہ میں یاد آئے تو نماز کے سلام کے بعد قضا کرے۔

نماز کا ترجمہ

۱۔ سورہ حمد کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم	خداوند رحمن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں
الحمد للہ رب العالمین	ساری تعریفیں اس خدا کیلئے مخصوص ہیں جو جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔
الرحمن الرحیم	جو دنیا میں سب پر رحم کرنے والا ہے اور آخرت میں صرف مؤمنین پر رحم کرنے والا ہے
مالک یوم الدین	قیامت وجزا کے دن کا مالک ہے
ایاک نعبد وایاک نستعین	پروردگار ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں
اھدنا الصراط المستقیم	ہم کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھ
صراط الذین انعمت علیھم	ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تونے اپنا انعام نازل کیا ہے

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تونے غضب نازل کیا اور نہ گمراہوں کا راستہ

۲۔ سورہ اخلاص کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد	اے پیغمبر کہہ دیجئے وہ خدائے یکتا ہے
اللہ الصمد	وہ خدا جو سب سے بے نیاز مگر سب اس کے نیازمند ہیں
لم یلد ولم یولد	کوئی اس سے نہیں پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا

۳. ذکر رکوع اور سجود کا ترجمہ

سبحان ربی العظیم وبحمدہ — میرا عظیم پروردگار ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں

سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ — میرا پرورگر جو ہر ایک سے بالاتر ہے اور ہر عیب و نقص سے پاک ومنزہ ہے اور میں اسکی حمد کرتا ہوں

۴. رکوع اور سجود کے بعد کے اذکار کا ترجمہ

سمع اللہ لمن حمدہ — ستائش کرنے والے کی حمد وثناء کو خدا سنتا ہے اور قبول کرتا ہے

استغفر اللہ ربی واتوب الیہ — میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خدا سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کیطرف رجوع کرتا ہوں

بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد — خدا کی مدد اور قوت سے اٹھتا بیٹھتا ہوں

۵. قنوت کا ترجمہ

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلیّ العظیم

کوئی لائق پرستش نہیں سوائے اس خدا کے جو صاحب علم وکرم ہے خدائے بلند مرتبہ اور صاحب بزرگی وعظمت کے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں.

سبحان اللہ ربّ السموات السبع وربّ الارضین السبع وما فیھن وما بینھن وربّ العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین

پاک ومنزہ ہے وہ جو سات آسمانوں اور زمینوں، اور ان دونوں کے اندر اور ان کے درمیان کی ہر چیز، اور عرش عظیم کا پروردگار ہے. حمد وثناء مخصوص ہے اس خدا کیلئے جو

۶۔ تسبیحات کا ترجمہ

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

خداوند عالم پاک ومنزہ ہے حمد وتعریف اسی کے لئے مخصوص ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، خدا اس سے کہیں بزرگ ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

۷۔ تشہد کا ترجمہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی پرستش کے قابل نہیں ہے وہ یگانہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اللھم صل علیٰ محمد وآل محمد

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں، خداوندا! محمدؐ اور ان کی آل پاک پر درود بھیج۔

۸۔ سلام کا ترجمہ

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	اے نبیؐ! آپؐ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت وبرکت ہو
السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین	ہم پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	اے نمازیو! تم پر سلام اور خدا کی رحمت وبرکتیں ہو

تعقیبات نماز

مسئلہ ۱۱۳۴ :- نمازی کے لئے نماز کے بعد ذکر ودعا وتلاوت قرآن میں مشغول ہونا مستحب ہے اور اسی کو "تعقیب" کہتے ہیں اور بہتر ہے کہ اپنی جگہ سے اٹھنے اور وضو باطل ہونے سے پہلے رو بہ قبلہ ہو کر تعقیبات پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ تعقیبات عربی میں پڑھے لیکن بہتر یہ ہے کہ دعاؤں کی کتابوں میں جو بیان ہے اس کے مطابق عمل کرے اور ان میں سے سب سے اہم تسبیحات فاطمہ زہراء ع ہے کہ ۳۴ مرتبہ " اللہ اکبر " اور ۳۳ مرتبہ "الحمد للہ" اور ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" (اسی ذکر شدہ ترتیب سے).

مسئلہ ۱۱۳۵ :- نماز کے بعد دوسرے مستحبات میں سجدۂ شکر ہے کہ پیشانی کو بقصد شکر زمین پر رکھے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ سو مرتبہ یا تین مرتبہ یا ایک مرتبہ کہے "شکراً للہ" یا "شکراً" یا "عفواً" اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت ملے یا کوئی مصیبت دور ہو فوراً سجدۂ شکر ادا کرے.

درود

مسئلہ ۱۱۳۶ :- جب انسان نبی اسلام ص کا نام نامی اسم گرامی خواہ محمد ص یا احمد ص بلکہ لقب وکنیت جیسے مصطفی، ابو القاسم وغیرہ سنے تو درود بھیجنا مستحب ہے، حتی اگر نماز میں بھی ہو.

مسئلہ ۱۱۳۷ :- آنحضرت ص کا اسم گرامی لکھتے وقت بھی درود لکھنا مستحب ہے، بلکہ جب بھی حضرت ص کو یاد کرے درود بھیجے.

مبطلات نماز

۱۔ نماز کے درمیان اس کی شرطوں میں سے کوئی شرط فوت ہوجائے، مثلاً دوران نماز معلوم ہوجائے کہ مکان نماز غصبی ہے۔

۲۔ طہارت باطل ہوجائے، نماز کے درمیان ایسا کام کرے جس سے طہارت وضو وغیرہ ٹوٹ جائے خواہ عمداً ہو یا سہواً یا مجبوراً، البتہ جو شخص پیشاب، پاخانہ کو نہیں روک سکتا اس کو وضو کے احکام میں بتائے ہوئے قاعدے پر عمل کرنا چاہیئے، اسی طرح اگر حالت نماز میں مستحاضہ عورت کو خون آجائے تو اگر وہ مستحاضہ کے لئے معین شدہ دستور پر عمل کرتی رہی ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۱۴۹:- جو بے اختیار سو جائے، مثلاً سجدہ میں سو گیا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ سجدہ نماز تھا یا سجدہ شکر تو نماز کا اعادہ کرے، لیکن اگر نماز کا ختم ہونے کا علم رکھتا ہو لیکن شک کرے کہ نیند نماز کے دوران آئی تھی یا نماز کے بعد تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۰:- جس کو معلوم ہے کہ اپنے اختیار سے سو گیا تھا لیکن یہ شک ہے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا حالت نماز میں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۱:- اگر حالت سجدہ میں نیند سے بیدار ہو اور شک کرے کہ نماز کا یہ آخری سجدہ ہے یا سجدہ شکر ہے تو اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۳۔ ھاتھ باندھنا

مسئلہ ۱۱۵۲:- اگر کوئی شخص بعض اسلامی فرقوں کی طرح ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے، یہاں تک کہ اگر ادب کے قصد سے ہاتھوں کو باندھ یا سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے تو چاہے ان کے مشابہ نہ بھی ہو احتیاط واجب کی بنا پر نماز کا اعادہ کرے، لیکن اگر بھولے سے ہو یا مجبوری سے ہو، یا کسی دوسرے کام کی وجہ سے ہو، مثلاً ہاتھ کھجانے کے لئے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۴۔ آمین کہنا

ے ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے .

۵. پشت بہ قبلہ ہونا

اگر عمداً یا بھولے سے پشت بہ قبلہ ہوجائے یا مکمل طور سے قبلہ کے داہنے یا بائیں طرف مڑجائے خواہ عمداً ہو یا بھولے سے اسی طرح اگر اتنا مڑجائے کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ رو بہ قبلہ ہے تو اس کی نماز باطل ہے .

مسئلہ ۱۱۵۳ :- اگر عمداً یا سہواً سر کو پشت کی جانب موڑ دے جس سے پشت کو دیکھ سکے تو نماز باطل ہے لیکن اگر سر کو تھوڑا سا موڑ لے جان بوجھ کر یا غلطی سے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی .

٦. بات کرنا

اگر نماز میں عمداً بات کرے چاہے ایک جملہ یا ایک کلمہ یہاں تک کہ کوئی کلمہ معنی دار زبان سے جاری کرے خواہ ایک حرفی ہو یا اس سے زیادہ نماز کو باطل کردیتی ہے اور اگر سہواً ہو نماز باطل نہیں ہوتی .

مسئلہ ۱۱۵۴ :- اگر ایسا لفظ کہے جس میں صرف ایک حرف ہو، مثلاً "ق" جس کے معنی عربی میں بچنے کے ہیں، اور اس میں معنی بھی ہوں اور وہ معنی کا قصد بھی کرے تو نماز باطل ہے اور اگر معنی کا قصد نہ کرے لیکن اس کی طرف متوجہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرے .

مسئلہ ۱۱۵۵ :- کھانسنے ، آہ کرنے اور چھینکنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے چاہے یہ عمداً ہو، لیکن "آخ اور آہ" اور اس کے مانند جس میں دو حرف ہوں ان کو اگر عمداً کہا جائے تو نماز باطل ہوجاتی ہے .

مسئلہ ۱۱۵٦ :- اگر کسی جملہ کو، مثلاً "اللہ اکبر" کو ذکر خدا کی نیت سے کہے اور کہتے وقت آواز بلند کردے کہ جس سے دوسرے کو کچھ سمجھانا مقصود ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے

مسئلہ ۱۱۵۷ :- تلاوت قرآن، دعــا نماز میں عربی زبان میں احتیاط واجب کی بناپر جائز ہے سوائے وہ سورے جن میں سجدہ کی آیت ہے .

مسئلہ ۱۱۵۸ :- حمد وسورہ کی آیتوں، رکوع و سجود کے ذکر اور تسبیحات کے تکرار میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر وسوسہ کی وجہ سے ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے .

مسئلہ ۱۱۵۹ :- نمازی کو حالت نماز میں کسی کو سلام نہیں کرنا چاہیئے ، لیکن اگر دوسرا اس کو سلام کرے تو جواب دینا واجب ہے، لیکن اس طرح جواب دے کہ لفظ سلام کا پہلے ذکر ہو ، مثلاً کہے " السلام علیکم . یا . سلام علیکم " اور " علیکم السلام " نہیں کہنا چاہیئے .

مسئلہ ۱۱۶۰ :- نماز کے علاوہ بھی سلام کا جواب دینا فوراً واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے جواب سلام میں اتنا تاخیر کر دے کہ جب جواب دینا چاہے اس سلام کا جواب شمار نہ ہوتا ہو تو اگر حالت نماز میں ہے تو جواب نہ دے اور اگر حالت نماز میں نہیں ہے تو جواب دینا واجب نہیں ہے .

مسئلہ ۱۱۶۱ :- واجب ہے کہ سلام کا جواب اس طرح دے کہ سلام کرنے والا سن لے، لیکن اگر سلام کرنے والا بھرا ہے تو آواز کو بلند کرے یا اشارہ سے اس طرح جواب دے کہ وہ سنے یا جواب سلام کی طرف متوجہ ہو .

مسئلہ ۱۱۶۲ :- سلام کا جواب، جواب کے ارادے سے دینا چاہیئے نہ کہ بعض آیات قرآنی کی تلاوت یا دعــا کی نیت سے .

مسئلہ ۱۱۶۳ :- اگر عورت، نا محرم مرد حتی کہ اچھا برا سمجھنے والا بچہ اگر نمازی کو سلام کرے تو نمازی اس کا جواب دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دعا کی نیت سے جواب دے .

مسئلہ ۱۱۶۴ :- اگر نمــازی سلام کا جواب نہ دے تو گنہگار ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے .

اس کا جواب واجب نہیں ہے،اور اگر سلام شمار ہوتا ہو تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور بہتر ہے دعا کی نیّت سے جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۶۶: اگر شوخی، مذاق،تفریح کے عنوان سے سلام کیا جائے اس کا جواب واجب نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مسلم کے سلام کے جواب میں صرف "علیک" کہے۔

مسئلہ ۱۱۶۷: اگر کوئی مجمع میں آکر سلام کرے تو سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ایک شخص بھی جواب دے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۸: اگر کوئی شخص چند آدمیوں پر سلام کرے اور سلام کرنے والا جس شخص پر سلام کرنے کی نیّت نہیں رکھتا اگر وہ جواب دیدے تو بھی ان آدمیوں پر جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۹: اگر چند آدمیوں کو سلام کرے اور ان میں سے بعض نماز میں مشغول ہوں اور نماز پڑھنے والے کو شک ہو کہ سلام کرنے والے نے میرا بھی قصد کیا ہے کہ نہیں تو اس کو جواب نہیں دینا چاہیئے،اسی طرح اگر اسے معلوم ہو کہ سلام کرنے والے نے میرا بھی قصد کیا ہے لیکن اگر دوسرے نے جواب دیدیا ہے تو پھر اس نمازی کو جواب نہیں دینا چاہیئے،لیکن اس صورت میں کہ اگر دوسرے لوگ جواب نہ دیں تو نمازی کو جواب دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۱۷۰: سلام کرنا مستحب مؤکد ہے اور بہتر یہ ہے کہ سوار پیادہ کو، کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

مسئلہ ۱۱۷۱: اگر دو شخص ایک ساتھ ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو جواب دیں۔

مسئلہ ۱۱۷۲: حالت نماز کے علاوہ مستحب ہے کہ سلام کا جواب سلام سے بہتر دیا

۷. آواز سے ھنسنا

ساتویں چیز جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے وہ آواز کے ساتھ ہنسنا ہے (یعنی قہقہہ لگانا) خواہ وہ عمداً ہو یا سہواً، لیکن سہو کی صورت میں اگر نماز کی صورت بگڑ جائے تو نماز باطل ہے، البتہ تبسم ومسکرانے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے.

مسئلہ ۱۱۷۳:۔ اگر قہقہہ کو روکنے کے لئے اپنے پر اس طرح جبر کرے کہ اس کی حالت متغیر ہوجائے رنگ سرخ ہوجائے، بدن ہلنے لگے اور اس طرح ہو کہ نماز گزار کی حالت سے خارج ہوجائے تو اس کی نماز باطل ہے.

۸. آواز سے رونا

دنیاوی کام کے لئے عمداً زور سے رونا نماز کو باطل کردیتی ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے دنیاوی کام کے لئے بغیر آواز کے بھی گریہ نہ کرے، لیکن اگر رونا خوف خدا سے ہو اور آخرت کے لئے ہو نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ یہ بہترین عمل ہے.

۹. صورت نماز کا ختم ھوجانا

جن چیزوں سے نماز کی صورت ختم ہوجاتی ہو جیسے تالی بجانا، ناچنا اور اچھلنا وغیرہ ان سے نماز باطل ہوجاتی ہے خواہ وہ چیزیں جان بوجھ کر بجالائی جائیں یا بھولے سے، لیکن جن چیزوں سے نماز کی صورت نہ بگڑتی ہو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا.

مسئلہ ۱۱۷۴:۔ اگر نماز میں اتنی دیر خاموش ہوجائے کہ نماز کی صورت باقی نہ رہے تو نماز باطل ہے.

مسئلہ ۱۱۷۵:۔ اگر نماز میں کوئی کام کرے یا تھوڑی دیر سکوت کرے پھر شک

۱۰. کھانا پینا

اس طرح کھانا پینا جس سے نماز کی صورت ختم ہوجائے نماز کو باطل کردیتا ہے حتی اگر نماز کی صورت باقی رہے تو بھی احتیاط واجب کی بناپر نماز باطل ہوگی .

مسئلہ ۱۱۷۶ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے کھانے پینے سے پرہیز کرے جو موالات نماز کو ختم کردیتے ہیں اگرچہ نماز کی صورت باقی رہے .

مسئلہ ۱۱۷۷ :- اگر منہ میں کھانے کے کچھ ذرات رہ گئے ہوں اور نماز میں ان کو نگل لے تو نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اگر قند یا چینی یا اس قسم کی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور حالت نماز میں آہستہ آہستہ پانی ہو کہ اندر چلی جائے اور نمازی کا مقصود بھی یہی ہو تو نماز میں اشکال ہے .

۱۱. دو رکعتی اور تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک

اگر دو رکعتی یا تین رکعتی نماز میں رکعتوں کے بارے میں شک ہوجائے یا چار رکعتی نماز میں پہلی اور دوسری رکعت کے بارے میں شک ہوجائے تو نماز باطل ہے .

۱۲. رکن کی کمی یا زیادتی کرنا

اگر ارکان نماز میں سے کسی رکن میں کمی یا زیادتی کرے خواہ عمداً ہو یا بھولے سے تو اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے جیسے رکوع کی کمی یا زیادتی یا دونوں سجدوں کی کمی یا زیادتی، ہاں اگر وہ چیز رکن نہیں ہے تو اگر عمداً کمی یا زیادتی کی ہو تب تو نماز باطل ہوگی .

مسئلہ ۱۱۷۸ :- اگر نماز کے بعد شک ہو کہ نماز پڑھتے میں کوئی ایسا کام جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے بجالایا ہے یا نہیں تو پرواہ نہ کرے اس کی نماز صحیح ہے .

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں

ہاتھوں سے کھیلنا، انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسانا، تھوکنا، قرآن یا کتاب یا انگوٹھی کی تحریر پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح حمد وسورہ وذکر پڑھتے ہوئے کسی کی بات سننے کے لیۓ چپ ہوجانا، اور ہروہ کم جو نماز کے خضوع وخشوع کو ختم کردے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۰:- نیند کی حالت میں اور پیشاب، پاخانہ روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح تنگ وچست لباس، موزہ پہننا مکروہ ہے، اور بھی مکروہات ہیں جو مفصل کتابوں میں درج ہیں۔

جہاں نماز کا توڑنا جائز ھے

مسئلہ ۱۱۸۱:- واجب نماز کا اختیاراً توڑنا جائز نہیں ہے، البتہ مالی یا بدنی نقصان سے بچنے کے لیۓ نماز کو توڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۲:- اگر نمازی کی جان یا ایسی شخص کی جان خطرے میں پڑجائے جس کا بچانا واجب ہے اور نماز توڑے بغیر وہ ٹل نہ سکتا ہو تو نماز کا توڑ دینا جائز ہے اسی طرح جس مال کی حفاظت واجب ہے اس کے بچانے کے لیۓ بھی نماز توڑی جا سکتی ہے، لیکن ایک مختصر سے مال کے لیۓ جس کی کوئی اہمیّت نہ ہو نماز کا توڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۳:- اگر وسیع وقت میں نماز کے دوران قرض خواہ اپنا قرض مانگنے آجائے تو اگر حالت نماز میں ادا کرسکتا ہے ادا کردے اور اگر نماز توڑنے کے بغیر قرض کو ادا کرنا ممکن نہیں تو نماز توڑ دے اور قرض ادا کرے اور پھر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۸۴:- اگر نماز پڑھتے میں پتہ چل جائے کہ مسجد نجس ہوگئی تو اگر وقت تنگ ہے تو نماز کو تمام کرے لیکن اگر وقت وسیع ہے اور مسجد کے پاک کرنے سے نماز پر اثر نہ پڑتا ہو تو مسجد کو پاک کرے لیکن اگر نماز پر اثر پڑتا ہو تو نماز کو توڑ دے اور مسجد کو پاک کرنے کے بعد نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۸۵:- جن مقامات پر نماز کا توڑنا واجب ہے اگر نہ توڑے تو گنہگار ہے

مسئلہ ۱۱۸۶ :- اگر رکوع سے پہلے متوجہ ہوجائے کہ اذان واقامت نہیں کہی ہے اور وقت وسیع ہے تو بہتر ہے کہ نماز کو توڑکر اذان واقامت کہہ کر دو بارہ شروع کرے ۔

شکیات نماز

شکیات نماز کی ۲۳ قسمیں ہیں (جو حسب ذیل ہیں):
۱۔ جو شکوک نماز کو باطل کردیتے ہیں وہ آٹھ ہیں ۲۔ جن شکوک کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے وہ چھ ہیں ۳۔ جن شکوک کا تدارک ممکن ہے وہ نو ہیں :

۱۔ وہ شک جن کی وجہ سے نماز باطل ہو جاتی ہے

مسئلہ ۱۱۸۷ :- وہ آٹھ قسم کے شک جو نماز کو باطل کردیتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہیں :

۱۔ دو رکعتی نمازوں کی رکعتوں کے بارے میں شک ہو جیسے نماز صبح ، نماز قصر لیکن اگر مستحبی نماز دو رکعت ہے یا نماز احتیاط تو اس میں رکعتوں میں شک ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی ۔

۲۔ تین رکعتی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک ہوجائے جیسے مغرب ۔

۳۔ چار رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک ہو بشرطیکہ اس میں پہلی رکعت شک میں شامل ہو ، مثلاً ایک رکعت پڑھی یا زیادہ ۔

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدہ کا ذکر ختم ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ (اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے صحیح شکوک کی چوتھی صورت کا مطالعہ کیا جائے) ۔

۶۔ تین، چھ یا اس سے زیادہ میں شک ہو۔ ۷۔ یہی نہ معلوم ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں۔ ۸۔ چار اور چھ یا اس سے زیادہ میں شک ہو خواہ دوسرا سجدہ مکمل کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں لیکن اگر دوسرے سجدے کے بعد چار اور چھ رکعتوں کے درمیان یا چار اور چھ سے زیادہ میں شک پیش آئے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ چار رکعتوں پر بنا رکھتے ہوئے نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو سجدے سہو بجالائے اور اس کے بعد نماز کو اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۸:- باطل شکوک میں سے اگر کوئی صورت نماز پڑھتے میں پیش آئے تو فوراً نماز کو نہیں توڑ سکتا بلکہ پہلے غور و فکر کرے اگر کسی طرف ظن نہ قائم ہو شک ہی رہے تب نماز کو توڑے۔

۲۔ ناقابل اعتبار شکوک

مسئلہ ۱۱۸۹:- جن شکوک کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیۓ وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ محل گزر جانے کے بعد شک، مثلاً رکوع میں پہنچنے کے بعد شک ہو کہ حمد پڑھا یا نہیں ۲۔ سلام کے بعد شک ۳۔ وقت نماز گزر جانے کے بعد شک ۴۔ کثیر الشک، یعنی بہت زیادہ شک کرنے والے کا شک اگر وقت نماز میں ہو تو اپنے شک پر عمل کرے اور نماز پڑھے اور اگر وقت سے خارج ہو تو شک کی اعتنا نہ کرے ۵۔ امام اور ماموم کا شک ۶۔ مستحبی نمازوں میں شک۔

پہلا۔ محل گزر جانے کے بعد شک

مسئلہ ۱۱۹۰:- اگر نماز میں شک کرے کہ افعال واجبہ میں سے کسی عمل کو انجام دیا ہے یا نہیں، مثلاً شک کرے کہ سورہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول نہیں ہوا تو پھر مشکوک کو بجالائے لیکن اگر بعد والے کام مشغول ہو چکا ہے تو شک

مسئلہ ۱۱۹۱:- اگر حمد یا سورہ کی آیتوں میں شک ہوجائے کہ پہلی آیت پڑھی یا نہیں یا کسی کلمہ میں شروع کرنے کے بعد شک ہوجائے کہ اس سے پہلے والا کلمہ پڑھا کہ نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۲:- اگر رکوع یا سجود کر لینے کے بعد شک کرے کہ واجبات کو ادا کیا ہے کہ نہیں، مثلاً ذکر پڑھا یا نہیں بدن کا سکون تھا یا نہیں، تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۳:- سجدہ میں جاتے ہوئے اگر شک کرے کہ رکوع بجا لایا یا نہیں، یا قیام متصل بہ رکوع بجالایا یا نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۴:- اگر اٹھتے وقت شک ہو کہ تشہد بجا لایا کہ نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے، لیکن اٹھتے ہوئے اگر شک کرے کہ سجدہ بجالایا کہ نہیں تو پلٹ کر سجدہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۹۵:- بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے والا اگر حمد یا تسبیحات پڑھتے ہوئے شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا کہ نہیں تو پرواہ نہ کرے، لیکن اگر حمد و تسبیحات شروع کرنے سے پہلے شک ہوجائے تو بجالانا چاہئے۔

مسئلہ ۱۱۹۶:- اگر ارکان نماز میں سے کسی کے متعلق شک ہو کہ اسے بجالایا ہے کہ نہیں تو اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول نہیں ہوا تو اس کو بجالائے، مثلاً تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے کئے ہیں یا نہیں تو انہیں بجالائے اور اگر اس کے بعد یاد آئے کہ اس رکن کو تو بجالا چکا ہے تو چونکہ رکن زیادہ ہوگیا ہے نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۷:- اگر شک کرے کہ وہ عمل جو رکن نہیں ہے بجالایا ہے کہ نہیں تو اگر بعد والے عمل میں مشغول نہیں ہوا تو اس کو بجالائے، مثلاً سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ الحمد پڑھا ہے یا نہیں تو الحمد کو پڑھے اور اگر انجام دینے کے بعد یاد آئے کہ اس عمل کو بجالا چکا تھا تو نماز صحیح ہے کیونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۸:- اگر کسی رکن کے متعلق شک ہو کہ اس کو بجالایا ہے کہ نہیں، مثلاً

اگر بعد میں یاد آجائے کہ اس رکن کو بجا نہیں لایا تو چنانچہ بعد والے رکن میں داخل نہیں ہوا ہے تو اس کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہوچکا ہے تو اس کی نماز باطل ہے، مثلاً اگر بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آجائے کہ دو سجدے نہیں کئے تو انہیں بجالائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۹:- اگر کسی غیر رکنی عمل کے بجالانے میں شک کرے تو اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول ہوگیا تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے، مثلاً سورہ پڑھتے ہوئے شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے کہ نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر بعد میں یاد آجائے کہ اسے بجا نہیں لایا تھا تو اگر بعد والے رکن کو شروع نہیں کرچکا تو اسے بجالائے اور اگر بعد والے رکن کو شروع کرچکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے، لہذا اگر قنوت میں یاد آجائے کہ سورہ الحمد نہیں پڑھی تو اس کو پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے اور الحمد ترک کرنے کے لئے دو سجدے سہو بجالائے، اور اگر ترک شدہ واجب، تشہد یا سجدہ ہو تو ان کی قضا بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۰:- اگر شک ہو کہ نماز کے سلام کو بجالایا کہ نہیں یا شک ہو کہ صحیح کہا تھا کہ نہیں تو اگر دوسری نماز میں مشغول ہوگیا ہے یا کسی ایسی کام میں مصروف ہے کہ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور حالت نماز سے باہر ہوچکا ہے تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر ان باتوں سے پہلے ہے تو پلٹ کر سلام کہہ لینا ضروری ہے، لیکن اگر سلام کے صحیح کہنے میں شک کرے تو بہر صورت اپنے شک کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے اگرچہ کسی دوسرے کام مشغول ہوا ہو یا نہ۔

دوسرا: سلام کے بعد شک

مسئلہ ۱۲۰۱:- نماز کا سلام تمام کرنے کے بعد اگر شک ہو کہ اس کی نماز صحیح تھی کہ

کرے کہ چار رکعت پڑھی یاپانچ تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے، لیکن اگر اس کے شک کی دونوں پہلو ایسی ہوں کہ ہرایک سے نماز باطل ہوتی ہو، مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یاپانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے۔

تیسرا، وقت کے بعد شک

مسئلہ ۱۷۰۲:- وقت نماز گزر جانے کے بعد اگر شک ہو کہ نماز پڑھی تھی یا نہیں حتی کہ اگر گمان بھی ہو کہ نہیں پڑھی تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے، لیکن اگر ابھی نماز کا وقت باقی ہو اور شک ہوجائے تو نماز پڑھ لے بلکہ اگر گماں بھی ہو کہ نماز پڑھی لی ہے جب بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۷۰۳:- وقت نماز گزر جانے کے بعد اگر شک کرے کہ نماز صحیح پڑھی ہے کہ نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۴:- ظہر و عصر کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ صرف چار رکعت نماز پڑھی ہے مگر یہ نہ معلوم ہو کہ ظہر کی نیّت سے پڑھی تھی یا عصر کی نیّت سے؟ تو مافی الذمہ (یعنی وہ نماز جو اس پر واجب ہے) کی نیّت سے چار رکعت قضا نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۷۰۵:- اگر مغرب و عشاء کا وقت گزر جانے کے بعد پتہ چلے کہ دونوں میں سے کوئی ایک ہی نماز پڑھی ہے، لیکن معلوم نہیں وہ مغرب کی تھی یا عشاء کی؟ تو مغرب کی اور عشاء کی بھی قضاء کرے۔

چوتھا، کثیر الشک (جس کو زیادہ شک ہوتا ہو)

مسئلہ ۱۷۰۶:- اگر کسی ایک نماز میں تین مرتبہ شک ہو یا تین نمازوں میں پے در پے شک ہو تو وہ کثیر الشک ہے، مثلاً صبح، ظہر و عصر کی نمازوں میں شک کرے تو اگر

پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۷:- کثیر الشک اگر کسی چیز کے بجالانے میں شک کرے چنانچہ اس چیز کو بجالانا نماز کو باطل نہیں کرتا تو بنا رکھے کہ بجالایا ہے، مثلاً اگر شک ہو کہ رکوع کیا ہے کہ نہیں تو رکوع کرنے پر بنا رکھتا ہے اور اگر اس چیز کو بجالانا نماز کو باطل نہیں کرتا تو بنا رکھے کہ بجا نہیں لایا ہے، مثلاً اگر شک کرے کہ ایک رکوع بجالایا یا دو رکوع تو بناء اس پر رکھے کہ ایک ہی رکوع بجالایا ہے کیونکہ رکوع کی زیادتی نماز کو باطل کردیتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۸:- اگر کسی کو صرف مخصوص جگہ پر زیادہ شک ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کرے، لیکن دوسرے مقامات پر جو شک ہوں ان پر شک کے دستور کے مطابق عمل کرے، مثلاً کسی کو زیادہ شک اس بات میں ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں، اگر اسے رکوع کرنے میں شک ہو تو ضروری ہے شک کے حکم پر عمل کرے، یعنی اگر ابھی کھڑا ہے تو رکوع کرے اور اگر سجدہ میں چلا گیا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۹:- اگر کسی کو صرف معین نماز (مثلاً نماز ظہر) میں شک ہوتا ہے تو اس میں شک کی پرواہ نہ کرے، باقی نمازوں میں شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۱۰:- اگر کسی کو کسی خاص جگہ زیادہ شک ہوتا ہے (مثلاً جس وقت لوگوں کے درمیان نماز پڑھے) تو صرف اسی جگہ پر اپنی شک کی پرواہ نہ کرے، باقی جگہوں میں شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۱۱:- اگر کسی کو شک ہو کہ وہ کثیر الشک ہوگیا ہے کہ نہیں تو یہ سمجھے کہ نہیں ہوا ہے، اسی طرح اگر کوئی کثیر الشک تھا تو جب تک یقین نہ ہوجائے کہ اب اپنی عام حالت پر واپس آگیا ہے اس وقت تک اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۱۲:- جس کو زیادہ شک ہوتا ہو اگر کسی رکن (مثلاً رکوع) کے بجالانے میں اس کو شک ہو کہ بجالایا کہ نہیں؟ اور وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں یاد آئے

رکن میں داخل ہوگیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے .

مسئلہ ۱۲۱۳ :- جس کو زیادہ شک ہوتا ہو اگر کسی چیز جو رکن نہیں ہے اس کو شک ہو کہ بجا لایا کہ نہیں ؟ اور وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں یاد آئے کہ انہیں بجالایا تھا تو اگر بجالانے کے محل سے نہیں گزرا تو اسے بجالائے اور اگر اس کے محل سے گزر چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے، مثلاً شک کرے کہ سورہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور اس کی پرواہ نہیں کی تو اگر قنوت میں یاد آجائے کہ سورہ حمد نہیں پڑھی تو اسے پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے .

پانچواں : امام و ماموم کا شک

مسئلہ ۱۲۱۴ :- اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک کرے، مثلاً نہیں جانتا ہو کہ تین رکعت پڑھی یا چار رکعت پڑھی، اور ماموم کو یاد ہو کہ چار رکعت پڑھی ہے تو کسی طرح امام کو سمجھا دے اور امام کو چاہیئے کہ اس کے مطابق عمل کرے اور نماز احتیاط پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے، اس کے برعکس اگر امام کو معلوم ہو کہ کتنی رکعت پڑھی لیکن ماموم کو شک ہو تو ماموم کو چاہیئے کہ امام کی پیروی کرے اپنے شک کی پرواہ نہ کرے .

چھٹا ، مستحبی نمازوں میں شک

مسئلہ ۱۲۱۵ :- اگر مستحبی نماز کی رکعتوں میں شک ہو تو اختیار ہے کہ چاہے کم پر بناء رکھے یا زیادہ پر البتہ اگر زیادہ پر بناء رکھنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو کم پر بناء رکھے ، مثلاً اگر ایک و دو میں شک ہو تو اختیار ہے ایک پر بنا رکھے یا دو پر لیکن اگر دو یا تین میں شک ہو تو پھر دو ہی پر بنا رکھنی ہوگی .

مسئلہ ۱۲۱۶ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ رکن کی کمی نافلہ کو باطل کردیتی ہے لیکن

وقت یاد آئے جب بعد والے رکن میں داخل ہوچکا ہے تو اس کام کو بجالائے اور پھر اس رکن کو ادا کرے، مثلاً اگر رکوع کی حالت میں اسے یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو وہ پلٹ آئے اور سورہ کو پڑھے اور پھر دوبارہ رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۱۲۱۷:- اگر نافلہ کے کسی عمل میں شک کرے چاہے وہ رکن ہو یا غیر رکن تو اگر اس کا محل نہیں گزرا تو اسے بجالائے اور اگر اس کا محل گزر چکا ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۱۸:- نماز مستحبی میں اپنے ظن وگمان پر اس وقت تک عمل کرے جب تک نماز کے باطل ہونے کا سبب نہ ہو، مثلاً اگر گمان ہے کہ دو رکعت ہے تو اسی پر بناء رکھے اور اگر گمان ہے ایک رکعت تو ضروری ہے کہ ایک رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۹:- اگر کوئی ایسا کام کرے جس سے واجب نماز میں سجدہ سہو واجب ہوجاتا تو اس کام کے کرنے پر مستحبی نماز میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا، اسی طرح مستحبی نماز میں بھولے ہوئے سجدہ وتشہد کی قضا نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۰:- اگر شک کرے کہ مستحب نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اگر نماز جعفر طیار کی طرح اس کے لئے کوئی معین وقت نہ ہو تو بنا رکھے کہ میں نے نہیں پڑھی اور اسی طرح اگر وقت معین ہو لیکن وقت گزرنے سے پہلے یہ شک کرے جیسے نوافل یومیہ، لیکن اگر وقت معین گزرنے کے بعد شک کرے کہ نماز پڑھی ہے کہ نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

۲۔ صحیح شکوک

مسئلہ ۱۲۲۱:- نو صورتیں ایسی ہیں کہ اگر چار رکعتی نمازوں کی رکعتوں میں شک ہو پہلے تھوڑی سی فکر کرنی چاہیئے اگر کسی طرف کا یقین یا گمان حاصل ہو تو اسی طرف کو لے لے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان دستوروں کے مطابق عمل کرے جو بیان کئے جائیں گے۔

تیسری مان کر ایک رکعت اور پڑھ کر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر (جس طرح بیان کیا جائے گا) پڑھے یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۲۔ دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا چوتھی تو چار مان کر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

۳۔ دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک ہو کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری یا چوتھی ہے تو چوتھی سمجھ کر نماز تمام کرے نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور اس کے بعد دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھے لیکن اگر پہلے سجدہ کے بعد یا دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے ایسے شک پیش آئے تو اس کے لئے جائز ہے کہ نماز کو ختم کردے اور دو بارہ پڑھے۔

۴۔ دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک ہو کہ یہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں تو چوتھی ماں کر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجالائے، لیکن اگر پہلے سجدہ کے بعد یا دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے یہ شک پیش آئے تو احتیاط واجب ہے کہ جو دستور بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے اور نماز کو دو بارہ بھی پڑھے۔

۵۔ جہاں بھی تین و چار میں شک ہو، چار فرض کر کے نماز ختم کرے نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۶۔ قیام کی حالت میں شک ہوجائے کہ یہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر سلام نماز بجالائے، اس کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۷۔ قیام کی حالت میں شک ہوجائے کہ یہ تیسری رکعت ہے یا یہ کہ پانچویں تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر سلام نماز بجالائے اس کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

جائے اور تشہد پڑھ کر سلام نماز بجالائے، اس کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے اور دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھے ۔

۹۔ قیام کی حالت میں شک ہوجائے کہ پانچویں رکعت ہے یا چھٹی تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر سلام نماز بجالائے اور دو سجدہ سہو بجالائے ۔

مسئلہ ۱۲۲۲ :- اگر کسی کو صحیح شکوک میں سے کوئی شک درپیش ہو تو وہ نماز کو توڑ نہیں سکتا اور اگر نماز توڑ دی تو گنہگار ہوگا لہذا اگر کوئی ایسا کام کئے بغیر جو کہ نماز کو باطل کر دیتا ہے (مثلاً قبلہ سے منہ پھیر لینا) نئے سرے سے نماز شروع کر دے تو دوسرے نماز بھی باطل ہوگی اور اگر کوئی ایسا کام کرنے کے بعد دوسری نماز میں مشغول ہوا تو پھر اس کی دوسری نماز صحیح ہوگی ۔

مسئلہ ۱۲۲۳ :- اگر کوئی ایسا شک پیدا ہوجائے جس کے لئے نماز احتیاط واجب ہوتی ہے چنانچہ کسی شخص نے نماز تمام کرنے کے بعد نماز احتیاط پڑھے بغیر نئے سرے سے نماز پڑھی تو گنہگار ہوگا ۔ اب اگر اس نے کوئی ایسا کام کرنے کے بغیر نماز نئے سرے سے پڑھی جس کام سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو اس کی دوسری نماز بھی باطل ہوگی اور اگر کوئی ایسا کام انجام دینے کے بعد نماز شروع کی ہے تو دوسری نماز صحیح ہے ۔

مسئلہ ۱۲۲۴ :- اگر کسی کو صحیح شکوک میں سے کوئی شک درپیش ہو فوراً انسان غور وفکر کرے لیکن اگر وہ چیزیں کہ جن کے ذریعہ سے یقین یا ایک طرف کا گمان حاصل ہونا ممکن ہے اسے پیش نہ آئیں اور اس کا شک دور نہ ہو تو اگر تھوڑی دیر اور فکر کرلے تو کوئی اشکال نہیں، مثلاً سجدہ میں شک کرے تو سجدہ کے بعد تک غور وفکر میں تاخیر کرسکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۲۲۵ :- اگر شروع میں کسی ایک طرف گمان ہو اور بعد میں دونوں طرف مساوی ہوگیا اور شک کی حالت پیدا ہوگئی تو شک کے دستور پر عمل کرے اور اس کے

کے مطابق عمل کرے ۔

مسئلہ ۱۲۲۶ :- جس کو یہ نہ معلوم ہو کہ جو حالت پیدا ہوئی ہے وہ " شک " ہے یا " ظن " تو ضروری ہے احتیاط پر عمل کرے اور ہرا لیسے مقام پر احتیاط کے مخصوص طریقے ہیں جو مفصل کتابوں میں بیان کیا گیا ہے ۔

مسئلہ ۱۲۲۷ :- اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ اثنائے نماز میں حالت ترویدرکھتا تھا، مثلاً دو یا تین رکعتیں پڑھی ہیں اور تین پر بناء رکھی، لیکن معلوم نہیں کہ اس کا تین، رکعت پر بناء رکھنا، تیسری رکعت کا گمان ہوجانے کی وجہ سے تھا یا دونوں طرف کے مساوی ہونے کی وجہ سے تھا تو احتیاط واجب ہے کہ نماز احتیاط پڑھ لے ۔

مسئلہ ۱۲۲۸ :- تشہد پڑھتے ہوئے یا بعد والی رکعت میں داخل ہونے کے بعد شک ہو کہ دونوں سجدوں کو بجا لایا ہے کہ نہیں ؟ اور اسی وقت ایک ایسا شک ہوجائے جو دونوں سجدوں کے تمام کرنے کے بعد ہوتا تو نماز صحیح رہتی (مثلاً دوسری یا تیسری رکعت کا شک ہوجائے) تو بنا رکھے کہ سجدوں کو بجا لایا ہے اور شک کے قاعدہ پر عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو دو بارہ پڑھے ۔

مسئلہ ۱۲۲۹ :- اگر تشہد میں مشغول ہونے سے قبل یا اٹھنے سے پہلے ان رکعات میں جن میں تشہد نہیں ہے، شک ہو کہ دونوں سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور ایسے موقع پر ایک اور شک جو دونوں سجدوں کے پورا کرنے کے بعد صحیح ہوتا ہے پیدا ہوجائے تو اس کی نماز باطل ہوگی ۔

مسئلہ ۱۲۳۰ :- اگر قیام کی حالت میں تین اور چار یا تین اور چار اور پانچ رکعت میں شک کرے اور اسے یاد آئے کہ دو سجدے اس سے پہلی والی رکعت کے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے ۔

مسئلہ ۱۲۳۱ :- اگر نمازی کا پہلا شک دور ہوجائے اور اس کی جگہ دوسرا شک پیدا

تیسری اس کے بعد یقین ہوگیا کہ تین رکعت پڑھ چکا ہے اور شک ہوگیا کہ یہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی تو تیسری اور چوتھی رکعت کے شک کے قاعدہ پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۲:- اگر نمازی کو یہ معلوم ہے کہ نماز کے وسط میں شک ہوا تھا لیکن یہ نہیں معلوم کہ دو اور تین میں شک ہوا تھا یا تین اور چار میں تو احتیاط واجب ہے کہ دونوں کے دستور پر عمل کرے اور نماز کا بھی اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۳:- اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ حالت نماز میں ایک شک پیش آیا ہے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ باطل شک تھا یا صحیح شک اور اگر صحیح شک تھا تو کونسا قسم ہے تو احتیاط واجب ہے کہ جن صحیح شکوک کا احتمال ہے ان کے دستور کے مطابق عمل کرے اور پھر نماز دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۳۴:- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو اگر ایسا شک ہوجائے جس کے لئے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے یا دو رکعت بیٹھ کر تو ایک رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے یا ایسا شک ہوجائے کہ جس کے لئے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو وہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۳۵:- کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا اگر نماز احتیاط پڑھتے وقت قیام سے عاجز ہوجائے تو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی طرح نماز احتیاط پڑھے جس کا حکم اس سے پہلے والے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۶:- جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھتے وقت کھڑے ہونے کی طاقت پیدا ہوجائے تو اس کو اس شخص کے وظیفہ پر عمل کرنا چاہئے جو کھڑے ہو کر نماز احتیاط پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۳۷:- رکعتوں میں شک کی وجہ سے جو نماز احتیاط پڑھی جاتی ہے اس کا

صرف حمد پڑھے (دوسرا سورہ نہ پڑھے)اور پھر عام نمازوں کی طرح رکوع دونوں سجدے بجا لائے اور اگر نماز احتیاط ایک رکعت ہے تو دونوں سجدوں کے بعد تشہد وسلام پڑھ کر ختم کرے اور اگر دو رکعت ہے تو دونوں سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک رکعت اور پڑھے اور تشہد کے بعد سلام پڑھے .

مسئلہ ۱۲۳۸ :- نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہے اور اس کو آہستہ پڑھنا ضروری ہے اور نیّت بھی زبان پر نہ لائیں حتیٰ کہ " بسم اللہ " کو بھی بنابر احتیاط واجب آہستہ پڑھے .

مسئلہ ۱۲۳۹ :- اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے یاد آجائے کہ میں نے جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے تو پھر نماز احتیاط کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر نماز احتیاط پڑھتے ہوئے یاد آئے تو اس کو اختیار ہے جی چاہے نماز احتیاط کو توڑ دے،جی چاہے تو مکمل کرلے .

مسئلہ ۱۲۴۰ :- اگر نماز احتیاط شروع کرنے سے پہلے یاد آجائے کہ نماز کی رکعتیں کم تھیں اور ابھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو جتنی مقدار کم ہے اس کو پورا کرے اور بے جا سلام کی وجہ سے احتیاطاً دو سجدہ سہو بجا لائے اور اگر کوئی ایسا کام کرچکا ہے جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو نماز کا اعادہ کرے .

مسئلہ ۱۲۴۱ :- اگر نماز احتیاط پڑھنے کے بعد یاد آجائے کہ نماز کی کمی بالکل نماز احتیاط کے برابر تھے (مثلاً تین وچار میں شک کی وجہ سے ایک رکعت نماز احتیاط پڑھی ہو اور نماز احتیاط کے بعد یاد آئے کہ میری اصلی نماز تین رکعت تھی) تو اس کی نماز صحیح ہے .

مسئلہ ۱۲۴۲ :- اگر نماز احتیاط پڑھنے کے بعد یاد آجائے کہ نماز کی کمی نماز احتیاط سے کم تھی، مثلاً دو اور چار کے شک میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھی، بعد میں یاد آئے کہ نماز تین رکعت پڑھی تھی تو بنابر احتیاط واجب بلا فاصلہ نماز کی کمی پورا کرے اور اگر ابھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو اصل نماز کا اعادہ بھی کرے .

زیادہ تھی اور اس نے نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو اس کمی کو پورا کرے اور اصل نماز کا بھی اعادہ کرے اور اگر کوئی ایسا کام کرچکا ہے جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۴۴ :- اگر دو تین اور چار میں شک کرے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنے کے بعد یاد آجائے کہ نماز دو رکعت پڑھی تھی تو ضروری نہیں ہے کہ دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۴۵ :- اگر تین اور چار کے درمیان شک کرے اور دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر یا ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھتے وقت یاد آئے کہ نماز تین ہی رکعت پڑھی تھی تو نماز احتیاط تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۴۶ :- اگر دو تین اور چار میں شک کرے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھتے وقت دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ نماز تین رکعت پڑھی تھی تو بیٹھ جائے اور نماز احتیاط کو ایک رکعت پر ختم کرے اور احتیاط واجب کی بناپر دوبارہ نماز بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۴۷ :- اگر نماز احتیاط کی حالت میں اسے پتہ چلے کہ نماز کی کمی نماز احتیاط سے کم یا زیادہ تھی تو اگر نماز احتیاط کو اس نماز کی کمی کے مطابق پورا نہ کرسکے تو نماز احتیاط کو چھوڑ دے اور نماز کی کمی پورا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو دوبارہ بھی پڑھے، مثلاً تین اور چار والے شک میں جب دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اسے یاد آئے کہ نماز دو رکعت پڑھی تھی تو چونکہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز کو دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی نماز کے برابر حساب نہیں کرسکتا ہے، لہذا بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز احتیاط کو چھوڑ دے اور دو رکعت نماز کی کمی کو پورا کرے اور احتیاطاً نماز کو دوبارہ بھی پڑھے۔

گیا ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر وقت باقی ہے اور ایسا کام بھی نہیں کیا جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے تو نماز احتیاط پڑھے لیکن اگر کسی اور کام میں مشغول ہوچکا ہے یا ایسا کام جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے کرلیا ہو یا نماز اور شک کے درمیان کافی وقت گزر چکا ہے تو احتیاطاً نماز احتیاط کو بجالائے اور دو بارہ نماز بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۴۹:۔ اگر نماز احتیاط میں کسی رکن کو زیادہ کرے یا مثلاً ایک رکعت کی جگہ دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہوجائے گی اور بعید نہیں ہے کہ ایسی حالت میں فقط اصل نماز کا اعادہ کرنے پر اکتفاء کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۰:۔ نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اگر اس کے کسی عمل میں شک کرے تو اگر محل نہیں گزرا تو اسے بجالائے اور اگر محل گزر چکا ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے، مثلاً شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے کہ نہیں تو اگر رکوع سے پہلے ہو حمد کو پڑھ لے اور اگر رکوع میں ہو تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۱:۔ اگر نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہوجائے تو زیادہ پر بنا رکھے لیکن اگر زیادتی نماز کے باطل ہونے کا سبب ہو تو نماز کو اعادہ کرے اور نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۲:۔ بھولے سے نماز احتیاط میں اگر اجزاء غیر رکنی کی کمی یا زیادتی ہوجائے تو اس کے لئے سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۳:۔ اگر نماز احتیاط میں سلام کے بعد شک کرے کہ کسی جزء یا شرط کو بجالایا ہے کہ نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۴:۔ اگر نماز احتیاط میں تشہد یا سجدہ کو بھول جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۵:۔ اگر سجدہ یا تشہد کی قضا، یا سجدہ سہو نمازی پر واجب ہو اور عین اسی

مسئلہ ۱۲۵۶ :- نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے، مثلاً اگر چار رکعتی نماز میں گمان کرے کہ چار رکعت پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر گمان رکعتوں میں نہ ہو (افعال کے بارے میں ہو) تو ضروری ہے کہ احتیاط پر عمل کرے.

مسئلہ ۱۲۵۷ :- روزانہ کی پنجگانہ نمازوں کے لئے "شک، سہو، ظن" کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ تمام دیگر واجب نمازوں میں بھی موجود ہیں، مثلاً اگر نماز آیات میں شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی یا دو رکعت؟ تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے اس لئے نماز باطل ہے.

سجدہ سہو

مسئلہ ۱۲۵۸ :- سلام نماز کے بعد تین چیزوں کے لئے دو سجدے سہو بجا لانا چاہئے (بیان کئے جانے والے قاعدہ کے مطابق).

۱۔ نماز کی حالت میں سہواً کلام کرے ۲۔ بھولے ہوئے سجدہ کے لئے ۳۔ دوسرے سجدہ کے بعد شک ہو جائے کہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں.

اور دو چیزوں کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر سجدے سہو بجا لانا چاہئے:

۱۔ بے جا سلام کیلئے، مثلاً پہلی رکعت میں سلام دینا ۲۔ بھولے ہوئے تشہد کیلئے.

مسئلہ ۱۲۵۹ :- اگر انسان بھولے سے یہ خیال کرتے ہوئے کہ نماز ختم ہوگئی ہے گفتگو کرنے سے دو سجدہ سہو واجب ہے.

مسئلہ ۱۲۶۰ :- وہ حروف جو آہ کھینچنے اور کھانسنے سے پیدا ہوں ان کے لئے سجدہ سہو واجب نہیں لیکن اگر مثلاً بھولے سے آخ یا آہ کہے تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا.

مسئلہ ۱۲۶۱ :- اگر کسی چیز کو غلط پڑھ کر دوبارہ صحیح پڑھے تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا.

سے خارج نہ ہو اور وہ سب ایک ہی شمار کیے جائیں تو سب کے لیے دو سجدہ سہو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۳:۔ اگر بھولے سے تسبیحات اربعہ نہ کہے یا تین مرتبہ سے کم یا زیادہ کہے تو احتیاط مستحب ہے کہ نماز کے بعد دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۴:۔ اگر ایسی جگہ جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہیے بھول کر کہے "السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین" یا کہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو دو سجدہ سہو کرلے اور اگر غلطی سے ان دو سلاموں کا کچھ حصّہ کہے یا غلطی سے کہے "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدے سہو کے بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۵:۔ اگر ایسی جگہ پر جہاں سلام نہ کہنا چاہیے اشتباہاً تینوں سلام کہہ دے تو سب کے لیے دو سجدہ سہو کافی ہیں، لیکن احتیاط یہ ہے کہ چند بار سجدہ سہو بجالائے، ایک سجدہ سہو ان سب کے لیے اور پھر دو دو سجدے ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۶:۔ اگر ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے یاد آئے تو پلٹ کر بجالائے اور جن چیزوں کو زیادہ بجالایا ان کے لیے سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۷:۔ اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ ایک سجدہ یا تشہد گزشتہ رکعت سے بھول گیا ہے تو نماز کے سلام کے بعد سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور بعد میں دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۸:۔ اگر واجب سجدہ سہو کو عمداً نماز کے سلام کے بعد بجانہ لائے تو گناہ کار ہے جتنی بھی جلدی ہو سکے بجالائے اور اگر بھول کر بجالائے تو جب بھی یاد آئے فوراً بجالائے اور ضروری نہیں کہ نماز دو بارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۹:۔ اگر یہ شک ہو کہ کوئی ایسا کام انجام دیا ہے یا نہیں کہ جس سے سجدہ

مسئلہ ۱۲۷۰ :- اگر شک ہو کہ اس پر دو سجدہ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو صرف دو سجدہ سہو کا بجالانا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۱ :- اگر معلوم ہو کہ دو سجدے سہو میں سے ایک کو بجا نہیں لایا تو دو سجدے سہو بجا لائے اور اگر معلوم ہو کہ بھولے سے تین سجدے سہو بجا لایا تو دو بارہ دو سجدے سہو بجالائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۷۲ :- سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد بلا فاصلہ سجدہ سہو کی نیّت کرکے سجدہ میں چلا جائے اور کہے "بسم اللہ وباللہ و صلی اللہ علیٰ محمد و آلہ" یا کہے "بسم اللہ وباللہ اللھم صلی علیٰ محمد و آلہ محمد" لیکن بہتر ہے کہ کہے "بسم اللہ وباللہ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور یہ احتیاط کے مطابق ہے، اس کے بعد سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھ جائے اور دو بارہ سجدہ میں جا کر وہی ذکر پڑھے اور سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھ جائے اور تشہد و سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔

بھولے ھوئے تشہد و سجدہ کی قضا

مسئلہ ۱۲۷۳ :- بھولے ہوئے تشہد یا سجدہ کی قضا میں نماز کی تمام شرائط (مثلاً طہارت، قبلہ و دوسری شرطیں) لازم ہیں اور بلا فاصلہ نماز کے فوراً بعد بجالانی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۲۷۴ :- اگر کئی سجدے یا تشہد بھول جائے، مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ اور دوسری رکعت میں بھی ایک سجدہ بھول جائے تو نماز کے بعد دونوں سجدوں کی قضا اور سجدے سہو کے ساتھ بجالائے اور یہ ضروری نہیں کہ معیّن کرے کہ پہلے سجدہ کی قضا ہے یا دوسری۔

مسئلہ ۱۲۷۵ :- اگر ایک سجدہ و تشہد کو بھول جائے تو احتیاط واجب ہے کہ جس کو پہلے

ایک سجدہ اس کے بعد ایک تشہد پھر ایک سجدہ کی قضا کرے تاکہ یقین ہوجائے کہ جس ترتیب سے بھولا ہے اسی ترتیب سے قضا بجالایا.

مسئلہ ۱۲۷۶ :- اگر اس خیال سے کہ پہلے سجدہ بھولا تھا پہلے اس کی قضا بجالائے اور تشہد پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ پہلے تشہد بھولا تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دو بارہ سجدہ کی قضا کرے اور اسی طرح اگر تشہد کو اس خیال سے پہلے بجالائے .

مسئلہ ۱۲۷۷ :- اگر نماز کے بعد کوئی ایسا کام کر ڈالے جس سے صورت نماز ختم ہوجائے یا نماز باطل ہوجائے (مثلاً پشت بہ قبلہ ہوجائے) تو سجدہ وتشہد کی قضا کرنا ضروری ہے اور بنابر احتیاط واجب نماز کا اعادہ کرے .

مسئلہ ۱۲۷۸ :- اگر سلام نماز کے بعد یاد آئے کہ آخر رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا ہے تو بھولے ہوئے سجدہ کی قضا بجالائے اور پھر دو سجدے سہو بجالائے، خواہ ایسا کام جس سے صورت نماز ختم ہوجاتی ہے کیا ہو یا نہیں، اور اگر آخری رکعت کے تشہد کو بھول گیا ہو تو بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجالائے اور اس کے بعد سجدے سہو بجالائے .

مسئلہ ۱۲۷۹ :- اگر سلام نماز اور قضائے سجدہ یا تشہد کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس سے سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہو ، مثلاً (بھول کر بات کرے) تو ضروری ہے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے .

مسئلہ ۱۲۸۰ :- اگر معلوم ہو کہ سجدہ یا تشہد کو بھولا ہے مگر کس کو بھولا ہے یہ یاد نہیں تو دونوں کی قضا کرے اور جس کو جی چاہے پہلے بجالائے .

مسئلہ ۱۲۸۱ :- اگر شک ہو کہ سجدہ یا تشہد کو بھولا ہے کہ نہیں؟ تو قضا واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۱۲۸۲ :- اگر معلوم ہو کہ سجدہ یا تشہد کو بھولا ہے اور شک کرے کہ بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اس کو بجالایا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا کرے .

کے بعد پہلے تشہد یا سجدہ کی قضا کرے اس کے بعد سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۷۸۴:- اگر یہ شک ہوجائے کہ میرے ذمہ بھولے ہوئے تشہد یا سجدے کی جو قضا واجب تھی اس کو نماز کے بعد بجالایا کہ نہیں؟ چنانچہ اگر نماز کا وقت باقی ہو تو تشہد یا سجدہ کی قضا کرے اور اگر وقت گزر گیا ہے جب بھی بنابر احتیاط واجب اس کی قضا بجالائے۔

نماز کے اجزاء و شرائط میں خلل

مسئلہ ۱۷۸۵:- نماز کے واجبات میں سے عمداً کسی بھی چیز حتی کہ ایک طرف کی کمی یا زیادتی کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہیں۔

مسئلہ ۱۷۸۶:- اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اجزاء نماز میں سے کسی چیز کو کم یا زیادہ کردے تو نماز باطل ہے چاہے وہ رکن ہو یا غیر رکن۔

مسئلہ ۱۷۸۷:- اگر نماز کے درمیان معلوم ہوجائے کہ اس کا غسل باطل تھا یا وضو اور ان کے بغیر نماز شروع کردی تھی تو نماز توڑ دے اور دو بارہ وضو یا غسل کے ساتھ نماز پڑھے، اور اگر نماز کے بعد یہ بات معلوم ہو تو بھی دو بارہ وضو یا غسل کے ساتھ نماز بجالائے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۸:- اگر رکوع پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ گزشتہ رکعت کے دو سجدے بھول گیا تھا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر رکوع سے پہلے یاد آئے تو پلٹ کر دو سجدے کرے اور کھڑے ہو کر حمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز مکمل کرلے۔

مسئلہ ۱۷۸۹:- اگر "السلام علینا" یا "السلام علیکم" کہنے سے پہلے اسے یاد آئے کہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو دو سجدے بجالائے اور تشہد پڑھے اور سلام دے۔

مسئلہ ۱۷۹۰:- اگر سلام نماز سے پہلے یاد آئے کہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ آخر

مسئلہ ۱۲۹۱ :- اگر سلام نماز کے بعد یاد آئے کہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ آخر نماز سے نہیں پڑھی تو اگر کوئی ایسا کام جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے کرچکا ہے (مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرلینا) تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر کوئی ایسا کام جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے نہ کیا ہو تو فوراً بھولے ہوئے مقدار کو بجالائے .

مسئلہ ۱۲۹۲ :- جب نماز سلام کے بعد ایسا عمل جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے کرلے، مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرنا، اور بعد میں یاد آئے کہ آخری دو سجدے بھول گیا تو نماز باطل ہے، لیکن اگر ایسا کام جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے نہ کیا ہو اور اسے یاد آئے تو بھولے ہوئے سجدوں کو بجالائے اور دو بارہ تشہد پڑھے اور سلام دے پھر دو سجدے سہو بھولے ہوئے سلام کے لئے بجالائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو دو بارہ بھی پڑھے.

مسئلہ ۱۲۹۳ :- اگر نمازی کو معلوم ہوجائے کہ نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے یا قبلہ کی طرف پشت کر کے پڑھی ہے یا داہنی یا بائیں طرف پڑھی ہے تو اس کو دو بارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو قضا کرے .

مسافر کی نماز

مسافر آٹھ شرطوں کے ساتھ چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھے :

پہلی شرط : سفر آٹھ فرسخ شرعی سے کم نہ ہو .

مسئلہ ۱۲۹۴ :- جس کی آمد رفت آٹھ فرسخ ہوجاتی ہو اگر جانا چار فرسخ سے کم نہ ہو تو نماز کو قصر پڑھے، لہذا اگر جانا تین فرسخ اور آنا پانچ فرسخ تو نماز پوری پڑھے .

مسئلہ ۱۲۹۵ :- اگر آمد رفت ملا کر آٹھ فرسخ ہو تو نماز کو قصر پڑھے خواہ اسی دن یا رات کو پلٹ آئے یا کچھ فاصلہ کے بعد.

تو نماز قصر نہ کرے، اور شک کی صورت اگر تحقیق باعث مشقت ہے تو نماز پوری پڑھے اور اگر مشقت زیادہ نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تحقیق کرے پس اگر دو عادل گواہ کہیں یا لوگوں کے درمیان مشہور ہو کہ آٹھ فرسخ ہے تو نماز قصر پڑھے .

مسئلہ ۱۲۹۷ :- اگر ایک عادل بتائے کہ یہ سفر آٹھ فرسخ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ اس خبر سے مسافت ثابت نہیں ہوتا ہے اور اس سے جمع کرنا ، یعنی قصر اور تمام دونوں پڑھنا بھی واجب نہیں ہے، البتہ احتیاط اسی میں ہے .

مسئلہ ۱۲۹۸ :- اگر یہ یقین کرتے ہوئے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے نماز کو قصر پڑھے بعد میں پتہ چلے کہ آٹھ فرسخ کی مسافت نہیں تھی تو اس کی نماز باطل ہے تو دو بارہ چار رکعت پڑھے اور اگر وقت گزر گیا تو قضا کرے .

مسئلہ ۱۲۹۹ :- اگر یقین ہو کہ مسافت آٹھ فرسخ نہیں ہے یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے کہ نہیں لیکن راستہ میں معلوم ہوگیا کہ آٹھ فرسخ ہے تو نماز کو قصر پڑھے اور جو پوری پڑھ چکا ہے ان کا اعادہ کرے .

مسئلہ ۱۳۰۰ :- دو ایسے مقامات جن کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اگر چند مرتبہ رفت وآمد کرے تو اس کی نماز قصر نہ ہوگی چاہے اس کا سفر آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ کا ہوگیا ہو .

مسئلہ ۱۳۰۱ :- اگر کسی مقام کے دو راستے ہوں ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر پہلے راستے سے جائے تو پوری نماز پڑھے اور اگر دوسرے راستے سے جائے تو قصر پڑھے .

مسئلہ ۱۳۰۲ :- اگر شہر کی دیوار ہے تو آٹھ فرسخ کی مسافت کا حساب شہر کی دیوار سے کرنا چاہئے اور اگر دیوار نہیں شہر کے آخری گھروں سے ہوگا ، اور غیر معمولی بڑے شہروں کا کوئی خاص اور علیحدہ حکم نہیں ہے جب تک ایک محلہ سے دوسرے محلہ تک جانے کو عرفاً سفر شمار نہ کیا جائے .

اگر کوئی شخص ایسی جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور پھر مقصد تک پہنچنے کے بعد یہ ارادہ کرے کہ میں ابھی اور سفر کروں گا اور مجموعی طور پر مسافت کی آٹھ فرسخ ہو تو چونکہ اس نے ابتداء سے آٹھ فرسخ کے سفر کا قصد نہیں کیا تھا اس لئے پوری نماز پڑھے گا لیکن اگر راستے میں یا منزل پر پہنچ کر مزید آٹھ فرسخ کا یا اس سے زیادہ قصد کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۰۳:- گمشدہ چیز کو تلاش کرنے والا چونکہ اس کو نہیں معلوم کہ کتنا سفر کرے گا کیونکہ جب تک اس کا مقصد پورا نہ ہوجائے وہ سفر کرے گا اس لئے وہ نماز پوری پڑھے گا، البتہ واپسی پر اگر دس دن ٹھہرنے کی جگہ یا وطن تک آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہوتا ہو تو نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۴:- مسافر اس صورت میں نماز قصر پڑھے گا کہ پختہ ارادہ رکھتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک جائے پس جو شخص شہر سے نکلے اور اس کا قصد یہ ہو کہ ساتھی ملنے کی صورت میں سفر کرے گا تو اگر اسے ساتھی مل جانے کا یقین ہو تو نماز قصر ہو اور اگر یہ اطمینان نہ ہو تو نمازیں پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۵:- جس کا ارادہ آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ہو تو جب ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں شہر کی دیوار نظر نہ آئے اور اذان بھی سنائی نہ دے تو نماز قصر پڑھے اگرچہ روزانہ تھوڑا تھوڑا سفر کرے، لیکن اگر روزانہ اتنا کم راستہ طے کرتا ہے کہ لوگ نہیں کہے کہ مسافر ہے تو نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر اور تمام دونوں میں جمع کرے۔

مسئلہ ۱۳۰۶:- جس کا سفر دوسرے کے تابع ہو، مثلاً ملازم جو کہ اپنے آقا کے ساتھ سفر کر رہا ہے تو اگر اس کو معلوم ہے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے تب تو نماز کو قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۷:- جس کا سفر دوسرے کے تابع ہو اگر اسے معلوم ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ سے پہلے وہ جدا ہو کر واپس آجائے تو نماز پوری پڑھے۔

جدا ہوجائے گا یا نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ پوری نماز پڑھے مگر یہ کہ اطمینان رکھتا ہو کہ چار فرسخ پہنچنے سے پہلے جدا نہیں ہوگا، اور اسی طرح اگر شک کا سبب یہ ہو کہ کسی مانع پیدا ہونے کا احتمال ہو تو اگر یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بجا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے۔

تیسری شرط : راستے میں اپنا ارادہ نہ بدل دے۔

اگر مسافر چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے سفر کا ارادہ بدل دے یا تردد حاصل ہوجائے تو نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۹ :- اگر چار فرسخ کے بعد سفر کا ارادہ بدلے تو اگر ٹھہرنے میں اور واپسی میں تردد ہوجائے یا وہیں پر دس دن ٹھہرنا چاہے تو نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۰ :- اگر چار فرسخ کے بعد سفر کا ارادہ بدلے اور واپسی کا ارادہ ہو تو نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۱ :- اگر کسی جگہ جانے کے لئے روانہ ہو اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد دوسری جگہ کی طرف جانے کا ارادہ کرے تو اگر پہلی جگہ سے لے کر جہاں تک جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ ہے تو نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۲ :- اگر ایسی جگہ کا قصد کرے جس کی مسافت آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو اور آٹھ فرسخ سے پہلے تردد کا شکار ہوجائے کہ باقی راستہ جائے یا نہ جائے اور وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر طے کرلے کہ باقی راستہ بھی طے کروں گا تو نماز کو قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۳ :- اگر مسافر آٹھ فرسخ سے پہلے تردد کا شکار ہوجائے کہ باقی راستہ جائے یا نہ جائے اور تردد کی صورت میں تھوڑا راستہ بھی چلا ہو اس کے بعد سفر کے جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہو تو اگر باقی بچا ہوا راستہ اور تردد میں مبتلا ہونے سے پہلے قصد کے ساتھ طے کیا ہوا راستہ دونوں ملا کر آٹھ فرسخ یا زیادہ ہوجاتا ہے تو پھر نماز کو قصر کرے۔

مسئلہ ۱۳۱۴ :- اگر آٹھ فرسخ جانے سے پہلے مردد ہوجائے کہ باقی راستہ جائے یا نہ

بقیہ سفر آٹھ فرسخ ہو یا کہ جانا چار فرسخ ہو جو کہ واپسی کے ساتھ آٹھ فرسخ ہو جائے تو نماز قصر پڑھے، لیکن اگر تردد سے پہلے اور تردد کے بعد جو مسافت ہیں سب ملا کر آٹھ فرسخ ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

چوتھی شرط :

منزل تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے نہ گزرے اور اثنائے راہ میں دس دن یا زیادہ دن قیام نہ کرے، تو اگر مسافر اثنائے راہ میں اپنے وطن سے گزرے یا دس دن کسی جگہ ٹھہر جائے تو سفر منقطع ہو جاتا ہے اور نماز کو پوری پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۳۱۵ :- جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا دس دن کسی جگہ ٹھہرے گا یا نہیں تو اس کو نماز پوری پڑھنے چاہیئے۔

مسئلہ ۱۳۱۶ :- وہ شخص جو آٹھ فرسخ پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا چاہتا ہے یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہے، اسی طرح وہ متردد شخص جس نے گزرنے اور رہنے کا ارادہ ترک کر دے تب بھی ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے، لیکن اگر باقی ماندہ راستہ آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور جانے آنے کا ارادہ بھی ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے۔

پانچویں شرط : اس کا سفر کسی حرام کام کے لئے نہ ہو۔

اگر چوری، خیانت یا کسی دوسرے حرام کام کے لئے سفر کرے تو نماز پوری پڑھے اسی طرح اگر خود سفر حرام ہو، مثلاً ایسا سفر جو اس کے بدن کے لئے اچھا خاصا نقصان دہ ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر سفر کرے یا لڑکا ماں باپ کی ممانعت کے باوجود سفر کرے کہ جس سے والدین کو اذیت ہو تو نماز پوری پڑھنی چاہیئے، البتہ اگر سفر واجب ہو جیسے اس پر حج واجب ہو تو ماں باپ، شوہر کی رضامندی شرط نہیں ہے اور نماز قصر ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۷ :- جو سفر ماں باپ کے لئے اذیت کا باعث ہو وہ حرام ہے اور انسان کے لئے ضروری ہے ایسے سفر میں نماز پوری پڑھے اور روزہ بھی رکھے۔

سفر میں گناہ کرے، مثلاً شراب پیئے یا غیبت کرے یا لوگوں پر ظلم کرے تو نماز قصر رہے گی

مسئلہ ۱۳۱۹ :- اگر کسی واجب کام سے فرار کے لئے سفر کرے تو نماز پوری ہوگی، مثلاً مقروض اپنا قرض ادا کر سکتا ہے اور قرض خواہ بھی مطالبہ کر رہا ہے، لیکن وہ قرض نہ دینے کے لئے مسافرت کر جائے اور راستہ میں قرض ادا کرنا ممکن نہ ہو تو بنابر احتیاط واجب نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی، لیکن اگر ترک واجب کے لئے مخصوصاً سفر نہ کرے تو نماز کو قصر پڑھے اور احتیاط مستحب ہے قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

مسئلہ ۱۳۲۰ :- اگر سفر تو حرام نہ ہو لیکن غصبی سواری پر سفر کرے تو نماز کو قصر پڑھے لیکن اگر غصبی زمین میں سفر کرے تو بنابر احتیاط واجب نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

مسئلہ ۱۳۲۱ :- اگر کسی ظالم کے ساتھ سفر کرے اور اس کی مسافرت ظالم کی مدد شمار کی جائے تو اس کا سفر حرام ہے اس لئے نماز کو تمام پڑھے، ہاں اگر مجبور ہو یا ایک اہم ترین فریضہ کی انجام دہی مقصود ہو، مثلاً کسی مظلوم کی جان بچانے کے لئے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو نماز قصر رہے گی۔

مسئلہ ۱۳۲۲ :- سیر و تفریح کی غرض سے یا تبدیلی آب وہوا کی خاطر سفر جائز ہے اور نماز بھی قصر ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۳ :- اگر لہو ولعب کے لئے یا خوش گزرانی کے لئے شکار پر جائے تو سفر حرام ہے اور نماز پوری پڑھنی چاہیئے اور اگر روزی کمانے کے لئے شکار پہ جائے تو اس کا سفر جائز ہے اور نماز قصر ہے اور اگر آمدنی بڑھانے کے لئے سفر ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے، لیکن روزہ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۳۲۴ :- گناہ کے سفر سے پلٹ کر آنے والا اگر تائب ہو جائے تو نماز قصر پڑھے اور اگر توبہ نہیں کی تو نماز پوری پڑھے جب کہ لوگوں کی نظر میں اس کا واپس آنے کا

پوری بھی پڑھے.

مسئلہ ۱۳۲۵ :- گناہ کا سفر کرنے والا اگر اثنائے راہ میں اپنے ارادہ سے پلٹ جائے اور باقی سفر آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو یا آمد و رفت کا مجموعہ آٹھ فرسخ ہو اور آنے جانے کا ارادہ بھی رکھتا ہو اور جانا چار فرسخ ہو تو نماز قصر پڑھے.

مسئلہ ۱۳۲۶ :- اگر گناہ کی نیّت سے سفر نہ کرے لیکن راستہ میں ارادہ بدل جائے اور باقی راستہ گناہ کے ارادے سے سفر کرے تو نمازیں پوری پڑھے، ہاں اس قصد سے پہلے جو نمازیں قصر پڑھ چکا ہے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے.

چھٹی شرط : صحرا نشین خانہ بدوش نہ ہو.

جو لوگ خانہ بدوش ہوں، یعنی ان کا کوئی مخصوص وطن نہ ہو بلکہ جہاں بھی ان کے اور ان کے حیوانوں کے لئے پانی اور خوراک مل جائے وہیں قیام کر لیتے ہیں تو ایسے افراد سفر میں اپنی نماز پوری پڑھیں گے.

مسئلہ ۱۳۲۷ :- اگر کوئی صحرا نشین پڑاو کی جگہ اور اپنے حیوانات کے لئے چراگاہ تلاش کرنے کے لئے سفر کرے اور اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر اور تمام دونوں پڑھے.

مسئلہ ۱۳۲۸ :- اگر خانہ بدوش حضرات دوسرے لوگوں کی طرح حج، یا تجارت یا ایسی مسافرت کریں جو ان کی زندگی کا جزء نہ ہو تو نماز قصر پڑھیں.

ساتویں شرط : اس کا مشغلہ اور کام مسافرت نہ ہو.

ڈرائیور، پائلیٹ، کشتی چلانے والے، شتربان اور ان جیسے حضرات اگرچہ اپنے گھر کا سامان لے جانے کے لئے ہی سفر کریں تو پہلے سفر کے علاوہ نماز پوری پڑھیں لیکن پہلے سفر میں اگرچہ زیادہ طولانے ہوجائے ان کی نماز قصر ہوگی.

مسئلہ ۱۳۲۹ :- جس کا پیشہ مسافرت ہو اگر وہ اپنے پیشے کے علاوہ کسی دوسرے کام

طرح وہ بھی نماز قصر پڑھے لیکن اگر ڈرائیور اپنی گاڑی کو کرایہ پر دے اور ضمناً خود بھی زیارت کرے تو ڈرائیور کو پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۳۳۰:- وہ قافلہ بردار جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لئے صرف حج کی مہینوں میں سفر کرتا ہے وہ نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۱:- جس شخص کا پیشہ قافلہ برداری ہو اور وہ حاجیوں کو راہ دور سے مکہ لے جاتا ہے اگر وہ تمام سال یا سال کا اکثر حصّہ سفر میں رہے تو نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۲:- سال کے کچھ حصّے میں مسافرت جس کا پیشہ ہو، مثلاً وہ ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں میں ڈرائیونگ کرتا ہے تو جس سفر میں اپنے کام میں مشغول ہے اس میں نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

مسئلہ ۱۳۳۳:- جو شخص صرف شہر کے اندر اندر ڈرائیوری کرتا ہے اگر اتفاقاً شہر سے باہر سفر پہ جائے اور مسافت آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۴:- جس کا پیشہ مسافرت ہو اگر دس روز یا اس سے زیادہ کسی جگہ رہ جائے خواہ وہ اس کا وطن ہو یا نہ ہو اور خواہ پہلے ہی سے دس دن کی نیّت کی ہو یا نہ کی ہو تو دس دن کے بعد جو پہلا سفر کرے اس میں نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۵:- جس کا پیشہ مسافرت ہو اگر وطن کے علاوہ کسی جگہ دس دن رہ جائے تو پہلے سفر جو دس دن کے بعد کرے نماز قصر پڑھے اور اگر ابتداء سے دس دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

مسئلہ ۱۳۳۶:- جس کا پیشہ مسافرت ہے اگر شک ہو کہ دس دن قیام کیا تھا کہ نہیں تو پھر نماز پوری پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۳۳۷:- جن لوگوں نے اپنا کوئی وطن نہیں بنایا بلکہ سیر و سیاحت میں زندگی بسر کرتے ہوں وہ نماز پوری پڑھیں گے۔

ہے جس کو لادنے کے لئے پے در پے سفر کرتا ہے تو وہ اپنی نماز قصر پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۳۹ :- جو شخص اپنے وطن کو چھوڑ دے اور اپنے لئے دوسرا وطن انتخاب کرنا چاہتا ہے تو مسافرت میں نماز قصر پڑھے اگر خانہ بدوش نہ ہو ۔

آٹھویں شرط : حد ترخص تک پہنچ جائے ۔

جو شخص حد ترخص تک پہنچ جائے ، یعنی وطن یا اپنے ٹھہرنے کی جگہ سے اتنا دور ہوجائے کہ شہر کی اذان کی آواز کو نہ سنے اور شہر کی دیواروں کو نہ دیکھے ، لیکن ہوا میں گرد وغبار وغیرہ نہ ہو جو دیکھنے میں رکاوٹ بنے یا سننے کی مانع ہو اور یہ ضروری نہیں کہ اتنا دور ہوجائے کہ مینار اور گنبد بھی نظر نہ آئیں بلکہ اگر اتنی مقدار دور ہوجائے کہ شہر کے گھروں کی دیواریں پوری طور پر پہچان میں نہ آتی ہو تو کافی ہے، اور اگر کوئی اس جگہ سے جہاں دس دن رہنے کا قصد کیا ہو آٹھ فرسخ تک نکلنے کا ارادہ کر کے نکلے اگر حد ترخص پہنچنے سے پہلے نماز پڑھنا چاہے احتیاط واجب یہ ہے کہ پوری اور قصر دونوں پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۴۰ :- سفر کرنے والا اگر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ اذان سنائی نہ دے لیکن شہر کی دیواریں نظر آتی ہو یا اس کے برعکس ہو تو ایسی جگہ پر نماز کو احتیاط واجب کی بنا پر قصر بھی پڑھے اور پوری بھی ۔

مسئلہ ۱۳۴۱ :- جو مسافر وطن کو پلٹ رہا ہو جب وطن کی دیوار دیکھ لے اور اذان کی آواز سن لے تو نماز پوری پڑھے ، اسی طرح وہ مسافر جو کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہے جب اس کی دیوار دیکھے اور اذان سن لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز میں تاخیر کرے یہاں تک کہ منزل پہنچ جائے یا نماز قصر اور پوری دونوں پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۴۲ :- اگر شہر بلند جگہ پر ہے جو دور سے نظر آتا ہے یا اتنا نیچے ہے کہ انسان تھوڑا سا دور ہوجائے اس کی دیوار نہیں دیکھ سکتا تو جو شخص ایسے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے وہ جب اتنا دور نکل جائے کہ اگر یہ شہر ہموار زمین میں ہوتا تو اس کی دیوار وہاں نظر نہ

کا اندازہ لگا دیا جائے۔

مسئلہ ۱۳۴۳:- اگر ایسی جگہ سے سفر کرے جہاں گھر اور دیوار نہیں تو جب ایسی جگہ پہنچ جائے کہ اگر اس جگہ دیوار ہوتی تو اس جگہ سے نظر آتی تو نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۴:- اگر اتنا دور ہو جائے کہ اسے معلوم نہ ہو کہ جو آواز سن رہا ہے یہ اذان کی آواز ہے یا کسی اور چیز کی تو نماز قصر پڑھے لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ اذان کہی جارہی ہے لیکن اس کے کلمات میں تشخیص نہیں کر سکتا تو نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۵:- اگر اتنا دور ہو جائے کہ آخری گھروں کی اذان تو نہیں سن سکتا لیکن شہر کی اذان جو عام طور سے بلند جگہ پر کہی جاتی ہے سن رہا ہے تو نماز قصر نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۶:- اگر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ شہر کی اذان جو معمولاً بلند جگہ پر دی جاتی ہے نہ سنے لیکن وہ اذان جو دوسری بہت بلند جگہ پر دی جاتی ہے اسے سن لے تو نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۷:- اگر کسی کی آنکھ یا کان یا اذان کی آواز معمول کے مطابق نہ ہو تو اسے اس جگہ نماز قصر پڑھنا چاہیے جہاں متوسط بینائے والے لوگ آبادی کی دیواروں کو نہ دیکھ سکیں اور متوسط قوت سماعت والے لوگ عام طور پر ہونے والی اذان کی آواز نہ سن سکیں۔

مسئلہ ۱۳۴۸:- اگر کسی کو شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا کہ نہیں اور نماز پڑھنا چاہے تو نماز پوری پڑھے، اور واپسی پر بھی اگر شک کرے حد ترخص پہنچا یا نہیں تو نماز قصر پڑھے اور جس مقام پر اشکال لاحق ہو جائے وہاں یا تو نماز نہ پڑھے یا قصر اور پوری دونوں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۹:- مسافر اگر سفر کے دوران اپنے وطن سے عبور کرے جب ایسی جگہ پہنچ جائے کہ وطن کی وہاں سے دیوار دیکھے اور اذان سن لے تو نماز پوری پڑھے۔

نماز پوری پڑھے لیکن اگر چاہے کہ وہاں سے آٹھ فرسخ تک جائے یا چار فرسخ جائے اور آئے تو جب حد ترخص پہنچ جائے نماز کو قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۱ :- وطن سے مراد وہ جگہ ہے جس کو انسان اپنی زندگی گزارنے کے لئے منتخب کرے خواہ وہاں پیدا ہوا ہو یا پیدا نہ ہوا ہو اور خواہ وہ ماں باپ کا وطن ہو یا خود اس نے اپنے لئے منتخب کیا ہو بشرطیکہ وہاں ہمیشہ رہنے کا قصد رکھتا ہو۔

مسئلہ ۱۳۵۲ :- اگر انسان کسی جگہ کو جو اس کا وطن نہیں ہے کچھ مدت تک رہنے کے لئے انتخاب کرے اور اس کے بعد دوسری جگہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ جگہ اس کا وطن شمار نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۵۳ :- اپنے اصلی وطن کے علاوہ کوئی جگہ جب تک وہاں ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتا ہو اس کا وطن شمار نہیں ہوگی مگر یہ کہ بغیر قصد کے اتنا اس جگہ پر رہے کہ وہاں کے رہنے والے لوگ یہ کہیں کہ یہ اس شخص کا وطن ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۴ :- ہوسکتا ہے کہ انسان دو جگہوں پر قیام کرے، مثلاً چھ ماہ ایک شہر میں اور چھ ماہ دوسرے شہر میں رہے تو دونوں شہر اس کے وطن میں شمار ہوں گے لیکن اگر دو سے زیادہ مقامات کو زندگی گزارنے کے لئے اختیار کیا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر تیسری جگہ اور اس سے زیادہ میں نماز قصر بھی اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۵ :- اصلی وطن اور غیر اصلی وطن کے علاوہ دیگر کسی بھی جگہ اگر دس دن کا قصد نہ کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی خواہ کوئی ملکیت وہاں رکھتا ہو یا نہیں، خواہ وہاں چھ ماہ گزار چکا ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۶ :- اگر کسی ایسی جگہ پہنچ جائے جو کبھی اس کا وطن رہا ہو اور اب اس کو چھوڑ دیا ہو یا ایسی جگہ پہنچے جو اس کا اختیار کردہ وطن تھا اور اب وہاں رہنے کا قصد نہ رکھتا ہو تو نماز پوری نہ پڑھے اگرچہ ابھی تک کوئی دوسرا وطن اختیار نہ کیا ہو۔

معلوم ہو کہ مجبوراً یہاں دس دن رکنا پڑے گا تو اس کی نماز وہاں پوری ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۵۸:- اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ضروری نہیں کہ پہلی رات اور گیارہویں رات بھی وہاں گزارنے کا قصد کرے پس اگر وہ قصد کرے کہ پہلے دن کی اذان صبح سے دسویں دن کے غروب تک یہاں رہے گا تو وہ پوری نماز پڑھے اور اس طرح مثلاً اس کا قصد یہ ہو کہ پہلے دن کے ظہر سے لے کر گیارہویں دن کے ظہر تک رہے گا تو نمازیں پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۹:- جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہے تو وہ اس صورت میں نماز پوری پڑھے گا کہ ایک جگہ ہی رہنے کا قصد کرے لیکن اگر قصد کرے کہ دس دن نجف اور کوفہ میں رہوں گا تو نماز قصر پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۶۰:- جس مسافر نے کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہو اگر وہ شروع ہی سے ارادہ رکھتا ہو کہ دس دن کے قیام کے دوران اطراف میں بھی جائے گا تو جس جگہ جانا چاہتا ہے اگر وہ حد ترخص سے زیادہ دور نہیں ہے تب تو نماز کو پوری پڑھے اور اگر وہ جگہ حد ترخص سے باہر ہو تو سارے دس دن میں نماز قصر پڑھے گا لیکن اگر ایک دو گھنٹے کے لئے جائے اور پلٹ آئے چاہے روزانہ ایسا ہو تو سارے دس دن میں نماز پوری پڑھے گا۔

مسئلہ ۱۳۶۱:- اگر مسافر کا ارادہ دس دن قیام کا تو نہ ہو لیکن یہ ارادہ ہو کہ مثلاً اگر میرا دوست آجائے گا یا اچھا سا مکان مل جائے گا تو دس دن قیام کروں گا تو ایسی صورت میں اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۶۲:- اگر مسافر کا ارادہ ہو کہ کسی جگہ پر دس دن قیام کرے گا لیکن یہ بھی احتمال ہو کہ ہو سکتا ہے کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو اگر لوگ اس قسم کے احتمال کو اہمیت نہ دیتے ہوں تو نماز پوری پڑھے۔

ہیں اور وہ قصد کرے کہ کسی جگہ پر آخر ماہ تک قیام کروں گا تو نماز پوری پڑھے ۔ لیکن اگر اس کو معلوم نہ ہو کہ آج مہینہ کی کونسی تاریخ ہے اور آخر ماہ میں کتنے دن رہ گئے ہیں اس کے باوجود وہ قصد کرے کہ آخر ماہ تک قیام کروں گا تو نماز قصر پڑھے اگرچہ واقعی آخر ماہ میں دس دن یا اس سے زیادہ باقی ہوں ۔

مسئلہ ۱۳۲۴ :- اگر مسافر دس دن کے قیام کا ارادہ کرنے کے بعد منصرف ہو جائے یا مردد ہو جائے تو اگر یہ انصراف یا تردد کوئی چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے ہوا ہو تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھ لینے کے بعد انصراف یا تردد کی صورت ہوئی ہے تو جب تک وہاں ہے نماز پوری پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۲۵ :- جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہ اگر روزہ رکھ لے اور ظہر کے بعد وہاں رہنے سے منصرف ہو جائے تو اگر ایک چار رکعتی نماز وہاں پڑھ چکا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور جب تک وہاں رہے اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر وہاں ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھ چکا ہوں تو نمازیں قصر پڑھے اور اس دن کا روزہ صحیح ہوگا اور بعد والے دنوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا ۔

مسئلہ ۱۳۲۶ :- اگر شک ہو جائے کہ چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد منصرف یا مردد ہوا ہے یا اس سے پہلے، تو نماز قصر پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۲۷ :- اگر مسافر قصر کی نیّت سے نماز شروع کرے اور اثنائے نماز میں عزم محکم کر لے کہ دس دن یا زیادہ قیام کروں گا نماز کو چار رکعت پر تمام کرے ۔

مسئلہ ۱۳۲۸ :- اگر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ تھا اور چار رکعتی نماز شروع کی لیکن نماز کے درمیان پختہ ارادہ کر لیا کہ دس دن قیام نہیں کروں گا تو اگر ابھی تیسری رکعت نہیں شروع کی ہے تو نماز کو قصر کرے اور دو رکعت پر ختم کر دے اور باقی نمازوں کو بھی قصر پڑھے اور اگر تیسری رکعت میں پہنچ گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے

لیکن احتیاط واجب ہے کہ نماز کو قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

مسئلہ ۱۳۶۹:- جس نے کسی جگہ دس دن کے قیام کا ارادہ کرلیا ہو اگر دس دن سے زیادہ بھی رہے تو جب تک سفر نہ کرے نماز پوری پڑھتا رہے یہ ضروری نہیں ہے کہ دس دن گزرنے کے بعد پھر دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۰:- دس دن ٹھہرنے والے مسافر کو حق ہے کہ مستحبی روزہ رکھے، واجبی روزہ تو اس کو رکھنا ہی ہوگا، اسی طرح وہ نماز ظہر و عصر، عشاء کے نوافل بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۱:- جس مسافر نے کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرلیا ہو اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد ایک ایسی جگہ چلا جائے جو چار فرسخ سے کم ہو اور پھر جائے قیام پر واپس آجائے تو نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۲:- جس مسافر نے کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرلیا ہو اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد ایک ایسی جگہ چلا جائے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن قیام کرنا چاہے تو راستے میں اور جائے قیام پر نماز پوری پڑھے، لیکن اگر دوسری جگہ آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو راستہ میں نماز قصر پڑھے اور دوسرے جائے قیام پر جہاں دس دن کے قیام کا ارادہ ہے وہاں نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۳:- جس مسافر نے کسی جگہ دس دن کے قیام کا ارادہ کرلیا ہو اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم ہو تو اگر مردد ہو کہ وہاں پنے پہلے محل کی طرف پلٹ آئے گا یا نہیں یا بالکل پلٹ آنے سے غافل ہو یا یہ کہ پلٹ آنے کو چاہتا ہے لیکن مردد ہے کہ دس دن یہاں رہے گا یا نہیں یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو تو جب سے جاتا ہے لوٹنے تک اور لوٹنے کے بعد نمازیں پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۴:- اگر مسافر یہ سوچتے ہوئے کسی جگہ دس دن کا ارادہ کرے کہ اس کے

دوستوں نے اقامہ عشرہ کی نیّت نہیں کی ہے اور یہ بھی اپنی نیّت سے منصرف ہوجائے تو جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۵ :- اگر مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے کے بعد تیس دن تک کسی جگہ رک جائے اور ان تیس دنوں میں جانے اور رہنے کے درمیان مردد رہے تو تیس دن گزر جانے کے بعد اگرچہ تھوڑا سا وقت ہی وہاں رہے تو نماز پوری پڑھے، اور اگر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے جانے میں مردد ہوجائے تو جس وقت سے مردد ہوا ہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۶ :- اگر کوئی مسافر کسی جگہ نو دن یا اس سے کم قیام کا ارادہ کرے اور جب یہ مدت پوری ہوجائے تو پھر اتنے ہی دنوں کا قصد کرے تو وہ اس طرح تیس دن تک نماز قصر پڑھے اور اکتیسویں دن سے نماز پوری پڑھنے لگے۔

مسئلہ ۱۳۷۷ :- جو مسافر تیس دن تک مردد رہا تو وہ اس صورت میں نماز پوری پڑھے گا کہ اگر تیس دن ایک ہی جگہ رہتا لیکن اگر کچھ کسی دوسری جگہ رہا ہے تو تیس دن کے بعد بھی نماز قصر پڑھے۔

قصر کے مختلف مسائل

مسئلہ ۱۳۷۸ :- مسافر کو چار جگہوں پر اختیار ہے چاہے پوری نماز پڑھے یا قصر پڑھے:
۱۔ شہر مکہ ۲۔ مدینۃ النبیؐ ۳۔ مسجد کوفہ ۴۔ حرم حضرت سیدالشہداء امام حسینؑ، بلکہ وہ مسجد جو حرم کے ساتھ متصل ہے اس میں بھی نماز پوری یا قصر پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۹ :- جس کو معلوم ہے کہ وہ مسافر ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مسافر کو نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر وہ عمداً پوری نماز پڑھتا ہے ان چار جگہوں کے علاوہ تو اس کی نماز باطل ہے، اسی طرح اگر بھول جائے کہ مسافر کی نماز قصر ہے اور پوری پڑھ لے تو بنابر احتیاط واجب نماز کو اعادہ کرے اور وقت نہ ہونے کی صورت میں قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۰ :- جو شخص جانتا ہے کہ وہ مسافر ہے اور نماز کو قصر پڑھنی چاہیئے اگر

طرح اگر حکم مسافر اور سفر کو بھول جائے تو اگر وقت ہو نماز دو بارہ پڑھے بلکہ اگر وقت نہ بھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۳۸۱:- جس مسافر کو یہ معلوم نہیں کہ اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر وہ نماز پوری پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۲:- جس مسافر کو اجمالی طور سے یہ معلوم ہو کہ نماز قصر ہے اگر وہ بعض جزئیات کو نہیں جانتا، مثلاً اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قصر کے لئے آٹھ فرسخ کی مسافرت شرط ہے، اور وہ نماز پوری پڑھ لے تو نماز کا بطور قصر اعادہ کرے اور اگر وقت نہ ہو بطور قصر قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۳:- وہ مسافر جو جانتا ہے کہ سفر میں نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر اس گمان سے پوری نماز پڑھے کہ سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ تھا تو نماز کو بطور قصر اعادہ کرے اور اگر وقت نکلا ہو تو قضا کو بطور قصر بجالائے۔

مسئلہ ۱۳۸۴:- اگر کوئی یہ بھول جائے کہ میں مسافر ہوں اور نماز پوری پڑھ لے پس اگر وقت کے اندر یاد آجائے تب تو قصر پڑھ لے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو قضا نہیں ہے، لیکن احتیاط یہ ہے کہ اگر حکم کو بھولا تھا تو وقت گزرنے کے بعد بھی اس کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۵:- جس کا فریضہ پوری نماز پڑھنا ہو، اگر وہ عمداً یا اشتباہاً یا سہواً، سے نماز قصر پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۶:- اگر چار رکعتی نماز پڑھتے ہوئے یاد آجائے کہ وہ تو مسافر ہے یا متوجہ ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو اگر ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہیں گیا ہے تو نماز کو دو رکعت پر تمام کرلے، اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر ایک رکعت کے لئے بھی وقت ہو تو نماز کو بطور قصر پڑھنا ضروری ہے۔

جانتا کہ جو شخص چار فرسخ تک جائے اور اسی دن یا رات پلٹ آئے تو اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے اب اگر چار رکعتی نماز کی نیّت سے نماز شروع کی اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے مسئلہ معلوم ہوگیا تو نماز دو رکعت پر ختم کردے ،اور اگر رکوع میں ملتفت ہوجائے تو اس کی نماز باطل ہے تو نماز کو بطور قصر اعادہ کرے اگر ایک رکعت کی مقدار وقت سے باقی ہو۔

مسئلہ ۱۳۸۸:- جس مسافر کو نماز پوری پڑھنا ہو اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے قصر کی نیّت سے مشغول نماز ہوا اور دوران نماز مسئلہ معلوم ہوگیا تو نماز چار رکعت پر ختم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز تمام ہونے کے بعد دو بارہ اس نماز کو چار رکست پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۹:- اگر کوئی اول وقت مسافر تھا اور اس نے نماز نہیں پڑھی اس کے بعد وطن یا جہاں دس دن قیام کا ارادہ تھا وہاں آگیا تو نماز پوری پڑھے ،اس کے بر عکس اگر اول وقت وطن میں یا جہاں دس دن قیام کا ارادہ تھا وہاں تھا اور نماز پڑھے بغیر سفر پر روانہ ہوگیا تو سفر میں نماز کو قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۹۰:- سفر میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء بھی بطور قصر ہوگی چاہے اس کو اپنے وطن میں پڑھے ،اسی طرح وطن میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بطور تمام کرے چاہے قضا سفر ہی میں کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۱:- مسافر کے لئے مستحب ہے کہ ہر قصر نماز کے بعد تیس مرتبہ "سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" پڑھے۔

نماز قضا

قضا واجب ہے، چاہے اس نے پورے وقت سو جانے کی وجہ سے یا مستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن حائض یا نفساء عورت سے حیض ونفاس میں جو روزانہ نماز چھوٹ گئی ہے اس کی قضا واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۱۳۹۳ :- جس شخص کو وقت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ پڑھی ہوئی نماز باطل تھی تو اس نماز کی قضا اس پر واجب ہے.

مسئلہ ۱۳۹۴ :- اگر بچہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے بالغ ہوجائے اگرچہ ایک رکعت جتنا وقت ہی باقی ہو تو نماز ادا کی صورت میں اس پر واجب ہے لہذا اگر نہ پڑھے تو اس کی قضا واجب ہے اور یہی حکم ہے اگر عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو اور وقت تمام ہونے سے پہلے ان کا عذر برطرف ہوجائے.

مسئلہ ۱۳۹۵ :- جس شخص پر نماز جمعہ واجب ہے اگر وہ اسے وقت پر بجا نہ لائے تو اس پر لازم ہے کہ نماز ظہر پڑھے اور نماز ظہر بھی اگر چھوٹ جائے تو اس کی قضا بجا لائے.

مسئلہ ۱۳۹۶ :- واجب نماز کی قضا دن رات میں جب چاہے بجا لائے چاہے سفر میں ہو یا حضر میں لیکن اگر گھر میں سفر کی قضا نمازیں بجا لانا چاہے تو قصر بجا لائے اور اگر حضر کی قضا نمازوں کو سفر میں بجا لانا ہو تو پوری قضا بجا لائے.

مسئلہ ۱۳۹۷ :- ایسی جگہوں پر جہاں مکلف کو قصر وتمام میں اختیار ہے جیسے مسجد الحرام، اگر کچھ نمازیں چھوٹ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان جگہوں کے علاوہ جب قضا بجا لائے تو قصر پڑھے اور اگر ان ہی مقامات پر قضا کو بجا لانا ہو تو اسے اختیار ہے چاہے قصر پڑھے، چاہے پوری پڑھے.

مسئلہ ۱۳۹۸ :- جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اسے سستی نہیں کرنی چاہئے لیکن فوری اسے بجا لانا واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۱۳۹۹ :- جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں وہ مستحبی نمازیں پڑھ سکتا ہے.

اور وہ نمازیں جن کی ادا میں ترتیب ضروری ہے جیسے نماز ظہر و عصر تو لازم ہے ان کی قضا میں بھی ترتیب کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ ۱۲۰۱ :- اگر کوئی شخص چاہے کہ یومیہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں کی مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثلاً کسی ایک یومیہ نماز کی اور چند غیر یومیہ کی قضا کرے تو ان کا ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۲ :- جس کو علم نہ ہو کہ جو نمازیں اس سے قضا ہوئی ہیں ان میں پہلی نماز کونسی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ اس طرح پڑھے کہ ترتیب حاصل ہو جائے جس کو چاہے اسے پہلے پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۳ :- اگر میّت کی نماز قضا پڑھوانا چاہیں اور ورثہ کو میّت سے جو نمازیں فوت ہوئی ہیں اس کی ترتیب کا علم ہو تو ضروری ہے کہ ترتیب کی رعایت کی جائے بنابریں متعدد اشخاص کو ایک میّت کا ایک ہی وقت میں میّت کی قضا نمازیں پڑھنے کے لئے اجیر بنانا صحیح نہیں ہے، اگر متعدد اجیر ہوں تو ہر ایک کے لئے جداگانہ وقت مقرر کیا جانا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۲۰۴ :- جس کی کئی نمازیں قضا ہوں اور ان کی تعداد نہ جانتا ہو مثلاً اس کو معلوم نہیں ہے کہ چار دن کی نماز چھوٹی ہے یا پانچ دن کی تو اس کے لئے کم مقدار پر اکتفا کر لینا کافی ہے لیکن اگر پہلے اس کو تعداد معلوم رہی ہو لیکن سہل انگاری کی وجہ سے بھول گیا تب احتیاط واجب ہے کہ زیادہ مقدار کو پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۵ :- اگر کسی شخص پر اسی دن کی قضا نماز کا پڑھنا ہو جس دن کی ادا کا پڑھنا اس پر واجب ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ادا نماز سے پہلے قضا پڑھ لے۔

مسئلہ ۱۲۰۶ :- کسی زندہ آدمی کی قضا نمازیں اس کی زندگی میں کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا خواہ وہ زندہ آدمی معذور ہو۔

مسئلہ ۱۲۰۷ :- قضا نمازوں کو جماعت کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے چاہے امام

اگر کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۱۴۰۸ :- ایسا بچہ جو نیک و بد کو سمجھتا ہو اس کو نماز اور دیگر عبادتوں کا عادی بنانا مستحب ہے، بلکہ اس کو قضا نمازوں کی تشویق (شوق دلانا) بھی مستحب ہے.

والدین کی قضا نمازیں بڑے بیٹے پر واجب ھیں

اگر باپ اپنی نمازوں کو کسی عذر کی وجہ سے نہ پڑھ سکا ہو تو بڑے بیٹے پر واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نمازیں جو نا فرمانی خدا سے ترک کیا ہو وہ بھی واجب ہیں کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی قضا نمازیں پڑھے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے ، اور یہی حکم ہے اگر باپ نے بیماری یا سفر کی وجہ سے جن روزووں کو نہ رکھا ہو اور اپنی زندگی میں بجالانے پر قدرت رکھتا ہو تو بڑے بیٹے کے لئے ضروری ہے باپ کی وفات کے بعد ان کی قضا بجالائے.

مسئلہ ۱۴۰۹ :- احتیاط واجب ہے کہ ماں کی قضا روزے، نمازیں جو اس سے فوت ہو گئے ہوں بڑے بیٹے کو بجالانا چاہیئے .

مسئلہ ۱۴۱۰ :- بڑے بیٹے پر صرف وہ قضا نمازیں واجب ہیں جو والدین سے قضا ہوئی ہو لیکن وہ نمازیں جو اجرت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے والدین پر واجب ہوئی تھی اور ان کے ذمے تھی ان کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۱۴۱۱ :- میّت کی قضا نمازیں بیٹے کے بیٹے پر واجب نہیں جبکہ میّت کی موت کے وقت وہی سب سے بڑا ہو ، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر میّت کی کوئی اولاد نہ ہو تو وہ قضا نمازوں کو بجالائے .

مسئلہ ۱۴۱۲ :- ماں باپ کے مرتے وقت اگر بڑا لڑکا نابالغ ہو تو جس وقت بھی بالغ ہو جائے اس وقت ماں باپ کے نمازوں کی قضا بجا لائے، البتہ اگر بالغ ہونے سے پہلے

مسئلہ ۱۴۱۳ :- اگر میّت کا ایک لڑکا عمر کے لحاظ سے بڑا ہو دوسرا بالغ ہونے کے اعتبار سے بڑا ہو تو نماز کی قضا اس پر واجب ہے جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہے .

مسئلہ ۱۴۱۴ :- یہ ضروری نہیں ہے کہ بڑا بیٹا میّت کا وارث بھی ہو بلکہ اگر ایسے اسباب (جیسے قتل ،کفر) کی وجہ سے ارث سے محروم اور ممنوع ہو تو بھی قضا اس پر واجب ہے .

مسئلہ ۱۴۱۵ :- اگر یہی معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون ہے تو نماز وروزوں کی قضا کسی پر واجب نہیں ہے، ہاں احتیاط مستحب ہے کہ وہ لڑکے آپس میں تقسیم کرلیں یا انہیں بجا لانا کے لئے قرعہ اندازی کر کے ایک کو معین کردیں .

مسئلہ ۱۴۱۶ :- اگر میّت نے وصیّت کی ہو کی کہ اس کی قضا نمازیں اور روزہ کے لئے اجیر بنایا جائے تو اگر اجیر نماز وروزوں کو صحیح طور پر بجالائے تو اس کے بعد بڑے بیٹے پر کچھ واجب نہیں ہے،اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص قضا نمازوں اور روزوں کو بغیر اجرت ادا کردے تو بڑے بیٹے سے ساقط ہیں .

مسئلہ ۱۴۱۷ :- بڑا بیٹا قضا نمازوں کو اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے بلند آواز سے یا آہستہ پڑھنے کے لحاظ سے لہذا ضروری ہے کہ اپنی ماں کی صبح ، مغرب اور عشا کی قضا نمازیں بلند آواز سے پڑھے .

مسئلہ ۱۴۱۸ :- اگر دو بیٹے جڑواں پیدا ہوئے ہوں تو جو بچہ پہلے باہر آیا ہو وہ بڑا کھلوائے گا اگرچہ دوسرے کا نطفہ پہلے منعقد ہو چکا ہو .

مسئلہ ۱۴۱۹ :- اگر کوئی شخص وقت کے درمیانی حصہ میں اتنی مقدار گزرنے کے بعد جس میں وہ نماز پڑھ سکتا تھا مرجائے تو اس کی قضا بڑے بیٹے پر واجب ہوگی .

مسئلہ ۱۴۲۰ :- اگر میّت کا بڑا لڑکا نہ ہو یا باپ کی قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے تو دوسرے بیٹے پر قضا واجب نہیں ہے، ہاں اگر میّت نے وصیّت کی ہو تو اس کے مال کے

نماز جماعت

مسئلہ ۱۳۷۱ :- واجب نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے خصوصاً نماز یومیہ کو جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اور علی الخصوص صبح، مغرب اور عشاء کے لئے زیادہ تاکید کی گئی ہے، خصوصاً جو لوگ مسجد کے پڑوسی ہوں یا اذان کی آواز سنتے ہوں۔

مسئلہ ۱۳۷۲ :- ایک روایت میں ہے کہ اگر ایک آدمی امام جماعت کی اقتدا کرے تو ہر رکعت کا ثواب ایک سو پچاس نماز کے برابر ہے اور اگر دو آدمی اقتدا کریں تو ہر رکعت کا ثواب چھ سو نماز کے برابر ہے، اور نمازویں کی تعداد جتنی بڑھتی جائے گی ان کا ثواب بھی بڑھتا جائے گا، اور اگر دس آدمیوں سے زیادہ اقتدا کرنے والے ہوں تو اگر تمام آسمان کاغذ بن جائیں، تمام دریا روشنائی بن جائیں اور درخت قلم بن جائیں اور تمام ملائکہ و جن وانس مل کر لکھیں تب بھی ایک رکعت کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔

مسئلہ ۱۳۷۳ :- بے اعتنائی اور سبک شمار کرتے ہوئے جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور مناسب نہیں ہے کہ انسان بغیر عذر کے نماز جماعت ترک کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۴ :- نماز جماعت کے لئے صبر کرنا مستحب ہے، اول وقت تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے اسی طرح مختصر نماز جماعت لمبی فرادیٰ نماز سے افضل وبرتر ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۵ :- اگر جماعت ہونے لگے تو جو لوگ فرادیٰ نماز پڑھ چکے ہیں ان کے لئے مستحب ہے کہ دو بارہ جماعت سے پڑھ لیں اور اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ پہلی نماز باطل تھی تو دوسری کافی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۶ :- جس امام جماعت نے ایک جماعت کو نماز پڑھا دی ہو اس کے لئے دوسری جماعت کو دو بارہ نماز پڑھانا جائز ہے۔

سبب بنتا ہو تو اگر جماعت سے نماز پڑھنے میں وسواس سے چھٹکارا مل ہی جاتا ہے تو اس کو نماز جماعت ہی سے پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۳۲۸:۔ اگر والدین اپنی اولاد کو حکم دے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں، تو اگر وہ نماز جماعت نہ پڑھے ان کی بے حرمتی ہو جائے تو نماز با جماعت پڑھنا ان کے لئے واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۳۲۹:۔ کسی بھی مستحب نماز کو سوائے نماز استسقاء (جو طلب باران کے لئے ہوتی ہے) اور نماز عید الفطر و عید قربان کے (جو غیبت امام زمانہؑ میں مستحب ہیں) جماعت سے نہیں پڑھا جا سکتا۔

مسئلہ ۱۳۳۰:۔ نماز یومیہ کی ہر نماز کو امام کی ہر نماز کے ساتھ اقتدا کر کے پڑھا جا سکتا ہے، البتہ اگر امام احتیاطاً نماز کا اعادہ کر رہا ہو تو اس میں اقتدا نہیں کی جا سکتی، مگر یہ کہ دونوں احتیاط کی لحاظ سے ایک جیسے ہوں اور ایک نماز پڑھتے ہوں تو ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۱:۔ اگر امام جماعت قضا نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے، لیکن اگر وہ نماز کو احتیاطاً قضا کر رہا ہو یا کسی دوسرے کی نماز قضا احتیاطاً پڑھ رہا ہو اگرچہ بغیر اجرت ہوں تو اس کی اقتدا میں اشکال ہے، لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ جس کے لئے نماز قضا پڑھی جا رہی ہے اس سے یقیناً نماز فوت ہوئی ہے تو ایسی صورت میں اس کی اقتدا میں پڑھنا بلا اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۲:۔ اگر امام محراب میں ہو اور کوئی اس کے پیچھے اقتدا نہ کئے ہوئے ہو تو جو لوگ محراب کے دونوں طرف کھڑے ہیں اور محراب کی دیوار کی وجہ سے امام کو نہیں دیکھ سکتے ہوں وہ لوگ امام کی اقتدا بھی نہیں کر سکتے، بلکہ اگر امام کے پیچھے اقتدا بھی کئے ہوں تو جو لوگ اس کے دونوں طرف کھڑے ہیں اور محراب کی وجہ سے امام کو نہیں دیکھ سکتے ان کی جماعت بھی احتیاط واجب کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔

کھڑے ہیں اور امام کو نہیں دیکھ سکتے ان کی نماز میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی صف بہت لمبی ہو اور اس کے دونوں کناروں پر کھڑے ہوئے لوگ اپنے اگلی صف کو نہ دیکھ پا رہے ہوں تب بھی ان کی جماعت صحیح ہے.

مسئلہ ۱۳۳۴ :- اگر نماز جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازہ کے مقابل صف کے پیچھے کھڑا ہے اس کی نماز صحیح ہے اور اسی طرح ان لوگوں کی نمازیں بھی صحیح ہیں جو اس شخص کے پیچھے کھڑے ہوں، لیکن جو اس دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہیں اور اگلی صف کو نہ دیکھ رہے ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کی اقتدا صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۱۳۳۵ :- جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہے اگر داہنی یا بائیں طرف کے ماموم کے واسطہ سے امام سے متصل ہے تو کافی ہے، اور اگر متصل نہ ہو تو اقتدا صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۱۳۳۶ :- امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموم سے بلند تر نہ ہو، ہاں اگر تھوڑی سی بلند ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اگر نشیبی زمین ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو بلند ہے تو اگر نشیب بہت زیادہ نہ ہو اور اس کو زمین کی سطح کہتے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۱۳۳۷ :- اگر ماموم کے قیام کی جگہ امام کے قیام کی جگہ سے اتنی اونچی ہو جتنی قدیم زمانہ کی تھی کہ سب کو ایک اجتماع کی مقدار جتنی سمجھی جاتی ہو تو یہ بلا اشکال ہے، لیکن اگر بلندی دور حاضر کی چند منزلہ بلڈنگ جتنی ہو تو پھر جماعت میں اشکال ہے.

مسئلہ ۱۳۳۸ :- اگر ایک صف کے نمازیوں کے درمیان ممیز بچہ ہو اور فاصلہ ہو جائے تو اگر اس کی نماز باطل ہونے کا علم نہ ہو تو اقتدا جائز ہے.

مسئلہ ۱۳۳۹ :- امام جب تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہو تو اگر اگلی صفیں آمادہ نماز ہوں تو سب ہی تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہو سکتے ہیں.

تو بعد والی صفوں میں اقتدا نہیں کر سکتے، لیکن اگر معلوم نہ ہو کہ اگلی صف والوں کی نماز صحیح ہے کہ نہیں تو اقتدا کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۳۱:- اگر ماموم کو معلوم ہو کہ امام کی نماز قطعاً باطل ہے، مثلاً وہ جانتا ہے کہ امام بے وضو ہے، تو اس کی اقتدا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۳۳۲:- اگر ماموم کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ امام عادل نہیں تھا یا خدا نخواستہ کافر تھا یا اس کی نماز باطل تھی تو ماموم کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۳:- اثنائے نماز میں اگر ماموم کو شک ہو جائے کہ نیّت جماعت کی تھی کہ نہیں، تو اگر ایسی حالت میں ہو کہ اطمینان ہو جائے کہ مشغول جماعت ہے (مثلاً امام کی حمد وسورہ کو سن رہا ہے) تو نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرے، لیکن اگر اطمینان پیدا نہ ہو تو نماز کو فرادیٰ کی نیّت سے تمام کرے۔

مسئلہ ۱۳۳۴:- انسان نماز جماعت کے درمیان فرادیٰ کی نیّت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۵:- اگر امام کے حمد وسورہ کے بعد ماموم الگ ہو جائے اور فرادیٰ کی نیّت کرے تو حمد وسورہ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر حمد وسورہ کے ختم ہونے سے پہلے فرادیٰ کی نیّت کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ حمد وسورہ از سر نو پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۶:- اگر اثنائے نماز میں فرادیٰ کی نیّت کرے تو پھر دوبارہ جماعت میں نہیں آ سکتا، لیکن اگر مردد ہو جائے کہ فرادیٰ کی نیّت کرے یا نہ کرے تو پھر آخر میں طے کر لے کہ جماعت ہی سے پڑھوں گا تو اس کی جماعت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۷:- اگر شک ہو کہ فرادیٰ کی نیّت کی تھی کہ نہیں تو یہ بنا رکھے کہ فرادیٰ کی نیّت نہیں کی تھی۔

مسئلہ ۱۳۳۸:- جس وقت امام رکوع میں ہو اس وقت امام کی اقتدا کر کے رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں امام سے ملحق ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے، چاہے امام نے ذکر

جائے لیکن امام سے ملحق نہ ہو سکے تو جماعت باطل ہے ۔

مسئلہ ۱۳۴۹ :- اگر امام رکوع میں ہو اور ماموم اقتدا کرے اور اثناء رکوع میں شک کرلے امام سے ملحق ہوا کہ نہیں تو نماز باطل ہے اور احتیاط یہ ہے کہ نماز کو تمام کرے اور دو بارہ پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۵۰ :- جس وقت امام رکوع میں ہے اسی وقت اگر اقتدا کرے اور بمقدار رکوع جھکنے سے پہلے امام رکوع سے کھڑا ہو جائے تو فرادیٰ کی نیت کرے یا صبر کرے کہ امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور یہ اس کو اپنی پہلی رکعت شمار کرے، لیکن اگر امام کی دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر لگتی ہو کہ اس شخص کے متعلق نہ کہا جا سکے کہ نماز جماعت پڑھ رہا ہے تو اسے چاہئے کہ فرادیٰ کی نیت کرلے ۔

مسئلہ ۱۳۵۱ :- اگر اول نماز یا حمد و سورہ کے درمیان اقتدا کرے اور اپنے کو امام کے ساتھ رکوع میں نہ پہنچائے تو اس کی جماعت صحیح ہے اور اسے رکوع بجالانا چاہئے ۔

مسئلہ ۱۳۵۲ :- اگر ایسی وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ ثواب جماعت حاصل کرنا چاہے تو نیت کر کے تکبیرۃ الاحرام کہے اور بیٹھ جائے اور امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جائے لیکن سلام نہ پڑھے چپ چاپ بیٹھا رہے یہاں تک کہ امام کا سلام ختم ہو جائے اس کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز پڑھے، یعنی حمد و سورہ وغیرہ پڑھے اور اس کو اپنی پہلی رکعت قرار دے ۔

مسئلہ ۱۳۵۳ :- ماموم امام سے آگے نہ کھڑا ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر امام سے تھوڑا سا پیچھے کھڑا ہو اور اگر ماموم کا قد امام سے اتنا لمبا ہو کہ رکوع کے وقت امام سے آگے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۳۵۴ :- امام و ماموم اور اسی طرح خود مامومین میں ایک دوسرے کو دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو، ہاں اگر ماموم عورت ہو تو اس کے اور مردوں کے درمیان حائل ہونے

مسئلہ ۱۳۵۵ :- اگر نماز جماعت شروع ہوجانے کے بعد امام اور ماموم کے درمیان یا ماموین کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ جس سے اس کی پشت نظر نہ آئے حائل ہوجائے تو خود بخود نماز فرادیٰ ہوجاتی ہے اور صحیح ہے.

مسئلہ ۱۳۵۶ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ ماموم کے سجدہ کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان ایک معمولی قدم سے زیادہ کا فاصلہ نہ ہو، اسی طرح جس شخص کا امام سے اتصال اگلی صف میں کھڑے ہونے والے ماموم کے ذریعے ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کے سجدہ کی جگہ اور اگلی صف والے ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ زیادہ نہ ہو، اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ماموم کے سجدہ کی جگہ اور اس کے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان بالکل فاصلہ نہ ہو.

مسئلہ ۱۳۵۷ :- اگر ماموں کا اتصال امام سے بائیں یا دائیں طرف کے ماموین کی وساطت سے ہو اور آگے سے امام سے متصل نہ ہو تو اگر ایک معمولی قدم سے زیادہ کا فاصلہ نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے.

مسئلہ ۱۳۵۸ :- اگر نماز میں امام اور ماموم کے درمیان یا ماموم اور دیگر ماموم جس کی وساطت سے اتصال ہو کے درمیان ایک قدم سے زیادہ فاصلہ ہوجائے تو ان کی نماز فرادیٰ ہوگی اور صحیح ہے.

مسئلہ ۱۳۵۹ :- اگر اگلی صف کے تمام لوگوں کی نماز ختم ہوجائے یا سب کے سب فرادیٰ کی نیّت کرلیں تو اگر فاصلہ ایک معمولی قدم سے زیادہ نہ ہو تو بعد والی صف کی نماز بطور جماعت صحیح ہوگی اور اگر مذکورہ مقدار سے زیادہ فاصلہ ہو تو ان کی نماز بطور فرادیٰ صحیح ہے.

مسئلہ ۱۳۶۰ :- اگر دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو قنوت وتشہد امام کے ساتھ ہی پڑھ لے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت گھٹنوں کو زمین سے بلند کرے صرف ہاتھوں

کے تشہد کے بعد کھڑا ہوجائے حمد وسورہ پڑھے اگر سورہ کے لئے وقت نہ ہو تو صرف حمد پڑھے اوراپنے کو امام کے ساتھ رکوع میں پہنچادے یافرادیٰ کی نیّت کرے اور نماز صحیح ہے.

مسئلہ ۱۳۷۱ :- جو شخص امام کی دوسری رکعت میں شریک ہو وہ اپنی دوسری رکعت میں (جو امام کی تیسری ہے) دونوں سجدوں کے بعد بیٹھ کر بمقدار واجب تشہد پڑھے اور اٹھ کر امام کے ساتھ شریک ہوجائے اب اگر تین مرتبہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ ہو تو ایک مرتبہ تسبیح پڑھ کر رکوع یا سجدہ میں امام کے ساتھ شریک ہوجائے .

مسئلہ ۱۳۷۲ :- اگر امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو اور ماموم جانتا ہو کہ اگر ابھی شریک ہو کر حمد پڑھے گا تو امام کو رکوع میں نہیں پائے گا تو احتیاط واجب ہے کہ صبر کرے جب امام رکوع میں جائے تو نیّت کر کے شریک ہوجائے .

مسئلہ ۱۳۷۳ :- اگر کوئی امام کی تیسری یا چوتھی رکعت میں شریک ہو تو حمد وسورہ کو پڑھے اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو فقط حمد پڑھ کر اپنے کو امام کے رکوع میں پہنچادے لیکن اگر سجدہ میں امام سے جاملے تو بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً نماز دوبارہ پڑھے .

مسئلہ ۱۳۷۴ :- جس کو یہ معلوم ہو کہ اگر سورہ یا قنوت پڑھے گا تو رکوع میں امام سے نہیں مل پائے گا تو اسے نہیں پڑھنی چاہیے لیکن اگر پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہے .

مسئلہ ۱۳۷۵ :- جس شخص کو اطمینان ہو کہ سورہ پڑھ کر بھی امام کو رکوع میں پالے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سورہ کو پڑھے .

مسئلہ ۱۳۷۶ :- جس شخص کو اطمینان ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کو رکوع میں پالے گا، اگر وہ سورہ کو پڑھے اور اتفاق سے رکوع میں امام کے ساتھ نہ پہنچ جائے تو اس کی جماعت صحیح ہے .

مسئلہ ۱۳۷۷ :- اگر امام حالت قیام میں ہے اور ماموم کو نہیں معلوم کہ یہ امام کی کونسی رکعت ہے پھر بھی شریک جماعت ہوسکتا ہے شریک ہو کر قصد قربت سے حمد وسورہ

مسئلہ ۱۳۶۸ :- اگر یہ خیال کرتے ہوئے کہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت ہے وہ حمد وسورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد معلوم ہو کہ تیسری یا چوتھی تھی تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن اگر رکوع سے پہلے معلوم ہوجائے تو حمد وسورہ دونوں پڑھے اور اگر وقت نہ ہو تو صرف حمد پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوجائے۔

مسئلہ ۱۳۶۹ :- اگر یہ خیال کرتے ہوئے کہ امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہے وہ حمد وسورہ پڑھے اور رکوع کے بعد یا رکوع سے پہلے معلوم ہو کہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اثنائے حمد وسورہ پتہ چلے ان کو مکمل کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۰ :- اگر مستحبی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت منعقد ہوجائے تو اگر اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ نماز تمام کر کے جماعت سے شریک ہو سکتا تو مستحب ہے کہ مستحبی نماز کو چھوڑ دے اور جماعت سے شریک ہوجائے بلکہ اگر یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ پہلی رکعت میں جماعت کو پالے گا تو بھی مستحب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۱ :- اگر واجب نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت شروع ہوجائے اور وہ ابھی تیسری رکعت میں نہیں پہنچا ہے اور خطرہ ہے کہ اگر نماز کو تمام کرتا ہے تو جماعت نہیں مل سکے گی تو مستحب ہے کہ نیّت کو مستحبی نماز کی طرف بدل دے اور دو رکعت پر ختم کر کے جماعت میں شریک ہوجائے۔

مسئلہ ۱۳۷۲ :- اگر امام کی نماز ختم ہوجائے اور ماموم تشہد یا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری نہیں ہے کہ فرادیٰ کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۳ :- جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو جب امام تشہد پڑھنے لگے تو وہ فرادیٰ کی نیّت کر سکتا ہے اور کھڑے ہو کر نماز تمام کرے یا اپنے گھٹنوں کو زمین سے اٹھا کر اور اپنی انگلیوں کو اور پیروں کو پنجوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے والے کی صورت میں انتظار

امام جماعت کے شرائط

مسئلہ ۱۳۷۴ :- امام جماعت کے لئے بالغ، عاقل، عادل، حلال زادہ، شیعہ اثنا عشری اور صحیح قرائت والا ہونا ضروری ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر مرد ہونا چاہیئے، اور اگر ممیز بچہ جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے دوسرے ممیز بچہ کی اقتدا کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۵ :- جس امام کو عادل سمجھتا تھا اگر شک کرے کہ وہ عدالت پر باقی ہے کہ نہیں تو اس امام کی اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۶ :- کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا، بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا نہیں کر سکتا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا، لیٹ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۳۷۷ :- بیٹھ کر نماز پڑھنے والا، بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ لیٹ کر نماز پڑھنے والا، بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۸ :- اگر امام تیمم یا وضوئے جبیرہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوں تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے لیکن اگر کسی عذر کی بنا پر مجبوراً نجس لباس میں نماز پڑھ رہا ہو تو بنا بر احتیاط واجب اس کی اقتدا نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۳۷۹ :- جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے روکنے پر قادر نہیں ہے احتیاط واجب کی بنا پر اس کی اقتدا نہیں کی جا سکتی اور نہ مستحاضہ کی اقتدا ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۰ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا بیمار ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور جس پر شرعی حد جاری ہو گئی ہو وہ بھی امام جماعت نہ بنے۔

جماعت کے احکام

مسئلہ ۱۳۸۱ :- ماموم کو چاہیئے کہ امام کو اپنی نیت میں معین کرے لیکن امام کے نام کا

تو کافی ہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۲ :- حمد و سورہ کے علاوہ ماموم کو تمام چیزیں پڑھنی چاہیئے لیکن اگر امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ماموم کی پہلی یا دوسری رکعت ہو تو پھر ماموم کو حمد و سورہ بھی پڑھنی چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۳۸۳ :- اگر ماموم نماز صبح ، مغرب و عشاء میں امام کی قرائت کی آواز سن رہا ہو تو اگرچہ کلمات کی تشخیص نہ کرتا ہو حمد و سورہ نہ پڑھے ، لیکن اگر نہ سن رہا ہو تو حمد وسورہ کا پڑھنا مستحب ہے لیکن آہستہ پڑھے اور اگر سہواً بلند آواز سے پڑھے تو کوئی اشکال نہیں ۔

مسئلہ ۱۳۸۴ :- اگر ماموم امام کے حمد و سورہ کے بعض کلمات کو سن رہا ہو احتیاط واجب ہے کہ حمد و سورہ نہ پڑھے ۔

مسئلہ ۱۳۸۵ :- اگر ماموم بھولے سے یا اس خیال سے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی نہیں ہے حمد و سورہ کو پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ امام کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۶ :- اگر شک ہو کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا یہ شک ہو کہ جو آواز سنائی دے رہی ہے امام کی ہے یا نہیں تو اس صورت میں قربت مطلقہ کی نیّت سے حمد وسورہ پڑھ سکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۷ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ ماموم نماز ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں حمد و سورہ نہ پڑھے اور مستحب ہے کہ اس کی جگہ صرف ذکر پڑھتا رہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۸ :- امام سے پہلے ماموم تکبیرۃ الاحرام نہیں کہہ سکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام پوری تکبیر مکمل نہ کر لے ماموم تکبیرۃ الاحرام نہ کہے ۔

مسئلہ ۱۳۸۹ :- اگر ماموم امام کے سلام کو سن رہا ہو یا اسے معلوم ہو کہ امام کسی وقت

ہے اور اگر بھولے سے امام سے پہلے سلام دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور دو بارہ سلام دینے کی ضرورت نہیں ہے.

مسئلہ ۱۳۹۰ :- امام سے پہلے ماموم تکبیرۃ الاحرام اور سلام نہیں کہہ سکتا البتہ دیگر اذکار میں کوئی مانع نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہی ہے کہ اگر امام کی آواز کو سن رہا ہو تو اس سے پہلے کوئی ذکر نہ کرے.

مسئلہ ۱۳۹۱ :- افعال نماز جیسے رکوع و سجود وغیرہ میں سے کسی بھی فعل کو ماموم امام سے پہلے نہ بجا لائے بلکہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد بجا لائے اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یہ کام امام سے پہلے یا کچھ مدت بعد بجالائے تو وہ گنہکار ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو تمام کرنے کے بعد دو بارہ بھی پڑھے.

مسئلہ ۱۳۹۲ :- اگر بھولے سے امام سے پہلے سر کو رکوع سے اٹھائے تو دو بارہ رکوع میں چلا جائے امام کے ساتھ دو بارہ سر اٹھائے، یہاں پر رکوع کی زیادتی سے نماز باطل نہیں ہوتی، البتہ اگر دو بارہ رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ یہ رکوع میں پہنچے امام رکوع سے سر اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے.

مسئلہ ۱۳۹۳ :- اگر ماموم یہ خیال کر کے کہ امام نے سجدہ سے سر اٹھالیا تو خود بھی سر اٹھالے (اب اگر امام سجدہ ہی میں ہے) تو دو بارہ سجدہ میں چلا جائے اور اگر یہی صورت دونوں سجدوں میں پیش آجائے تو دو سجدے کی زیادتی (جو رکن ہے) نماز کو باطل نہیں کرے گی.

مسئلہ ۱۳۹۴ :- جس شخص نے غلطی سے امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھایا، اگر وہ دو بارہ سجدہ میں جائے اور امام سجدہ سے اسی وقت سر اٹھالے تو اگر یہ صورت صرف ایک سجدہ میں پیش آئے تب تو نماز صحیح ہے لیکن اگر دونوں سجدوں میں یہی صورت درپیش ہو تو نماز باطل ہے.

سے کہ اگر دو بارہ رکوع یا سجدہ میں جاؤں گا تو امام کو نہ پا سکوں گا اس لئے رکوع یا سجدہ میں نہ جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۶ :- اگر سجدہ سے سر اٹھائے اور یہ دیکھے کہ امام ابھی سجدہ میں ہے چنانچہ وہ اس خیال سے کہ امام کا پہلا سجدہ ہے امام کے ساتھ سجدہ کرنے کی نیّت سے سجدہ میں چلا جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو اس کا بھی دوسرا سجدہ شمار ہوگا اور اگر ماموم اس خیال سے کہ امام کا دوسرا سجدہ ہے سجدہ میں چلا جائے بعد میں معلوم ہو کہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو یہ جماعت کے امام کی اتباع شمار ہوگی اور اسے چاہئے کہ دو بارہ امام کے ساتھ سجدہ میں چلا جائے اور دونوں صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو با جماعت تمام کر کے دو بارہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۹۷ :- اگر ماموم سہواً امام سے پہلے رکوع میں اس طرح چلا جائے کہ اگر سر اٹھا لے تو امام کی قرائت کا کچھ حصّہ مل جائے گا تو فوراً سر اٹھا لے اور امام کی قرائت کو درک کرے، پھر امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور اگر جان بوجھ کر واپس نہ لوٹے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی نماز باطل ہے اور ہر دو رکوع میں ذکر پڑھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلے رکوع میں ایک مرتبہ ذکر صغیر سے زیادہ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۹۸ :- اگر بھولے سے امام سے پہلے رکوع میں جائے اور اگر یہ جانتا ہے کہ سر اٹھانے کے بعد امام کی قرائت کا کوئی حصّہ نہیں ملے گا، اگر امام کے رکوع میں پہنچنے تک خود رکوع میں صبر کر لے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۹۹ :- اگر بھولے سے امام سے پہلے سجدہ میں جائے، چنانچہ صبر کرے یہاں تک کہ امام سجدہ میں پہنچ جائے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۵۰۰ :- جس رکعت میں تشہد نہیں ہے اگر امام بھولے سے تشہد پڑھنے لگے یا جس میں قنوت نہیں ہے قنوت پڑھنے لگے تو ماموم تشہد یا قنوت کو تو نہ پڑھے، لیکن نہ امام

امام کو متوجہ کردے اور اگر نہ ہو سکے تو صبر کرے جب امام کا تشہد یا قنوت ختم ہو جائے تو امام کے ساتھ باقی نماز کو تمام کرے۔

جماعت کے مستحبات

مسئلہ ۱۵۰۱:- اگر ماموم صرف ایک مرد ہو تو امام کے داہنی طرف کھڑا ہو اور اگر صرف ایک عورت ماموم ہو تو امام کے داہنی طرف اتنے پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کی جگہ امام کے گھٹنوں یا قدموں کے پاس ہو اور اگر ایک مرد و ایک عورت یا ایک مرد و چند عورتیں ہوں تو مستحب ہے کہ مرد امام کے داہنی طرف اور عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوں، اور اگر چند مرد اور چند عورتیں بھی ہوں تو مرد امام کے پیچھے اور عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

مسئلہ ۱۵۰۲:- مستحب ہے کہ امام صف کے وسط میں اور اہل علم و فضیلت و تقویٰ پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

مسئلہ ۱۵۰۳:- مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں اس طرح منظم ہوں کہ مامومین کے شانے ایک دوسرے سے ملے ہوں اور ہر صف میں جو لوگ کھڑے ہوں ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵۰۴:- مستحب ہے کہ "قد قامت الصلاۃ" کے بعد تمام لوگ کھڑے ہو جائیں اور نماز کے لئے تیار ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۵۰۵:- مستحب ہے کہ امام سب سے کمزور ماموم کی حالت کا لحاظ رکھے، اتنی جلدی نہ کرے کہ کمزور لوگ ساتھ نہ دے سکیں اور رکوع و سجود و قنوت وغیرہ میں اتنی دیر نہ کرے کہ کمزور لوگ برداشت نہ کر سکیں، البتہ اگر وہ جانتا ہے کہ جتنی لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں سب ہی طول کو پسند کرتے ہیں تب طول دے۔

ماموین سن لیں مگر یہ بھی نہ ہو کہ چلا کر پڑھنے لگے۔

مسئلہ ۱۵۰۷ :- اگر امام رکوع میں سمجھ لے کہ کچھ لوگ ابھی آئے ہیں اور جماعت میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو مستحب ہے رکوع کو تھوڑا سا طول دیدے تاکہ وہ لوگ شریک ہوسکیں، لیکن عام طور سے رکوع جتنی دیر میں کرتا ہے اس کے دوگنے سے زیادہ طول نہ دے چاہے اس کو معلوم ہو ایک یا کئی جماعت اور جماعت میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔

جماعت کے مکروھات

مسئلہ ۱۵۰۸ :- اگر صفوں میں جگہ ہو تو نمازی کو تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۹ :- مکروہ ہے کہ ماموم ذکر کو اتنی زور سے کہے کہ امام سنے۔

مسئلہ ۱۵۱۰ :- مسافر یعنی جو ظہر و عصر و عشا کو قصر پڑھتا ہو، مقیم حضرات کی امامت کرنا مکروہ ہے، اسی طرح مسافر مقیم کی اقتدا نہ کرے۔

نماز آیات

مسئلہ ۱۵۱۱ :- نماز آیات جس کی کیفیت بعد میں بیان کیا جائیگا، چار چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے:

۱۔ ۲۔ چاند گھن اور سورج گھن چاہے تھوڑا سا گھن لگا ہو اور کوئی ڈرے یا نہ ڈرے۔

۳۔ زلزلہ چاہے کوئی ڈرے یا نہ ڈرے۔ ۴۔ بجلی، سرخ و سیاہ آندھی اور ہر آسمانی خوفناک چیز بشرطیکہ اکثر لوگ اس سے خوفزدہ ہوں بلکہ اگر زمینی حادثہ ہو اور اکثر لوگوں کے خوفزدہ ہونے کا سبب ہو تب بھی احتیاط واجب ہے کہ نماز آیات پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۱۲ :- جن چیزوں کی وجہ سے نماز آیات واجب ہوتی ہے اگر ان کا کئی مرتبہ

مسئلہ ۱۵۱۳:- جس شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں تو اگر وہ سب ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہو تو قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ معین کرے کہ کس چیز کے لئے نماز آیات پڑ رہا ہے، مثلاً تین مرتبہ چاند گرہن لگا ہے اور ان کے لئے نماز نہیں پڑھی، لیکن اگر سب ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب نہ ہو، مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلہ سے نماز واجب ہوتی ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نیّت کے وقت یہ معین کرے کہ کس چیز کے لئے نماز آیات پڑھ رہا ہے.

مسئلہ ۱۵۱۴:- جہاں یہ امور واقع ہوں انہیں لوگوں پر نماز آیات واجب ہے لیکن اگر دو جگہ اتنی قریب ہیں کہ دونوں ایک شہر شمار ہوتی ہیں تو پھر نماز آیات دونوں جگہ کے رہنے والوں پر واجب ہوگی.

مسئلہ ۱۵۱۵:- جب سے گرہن لگنا شروع ہو اسی وقت سے نماز واجب ہوتی ہے اور بنابر اقویٰ جب تک مکمل طور سے گرہن چھوٹ نہ جائے اس وقت تک واجب ہے اور احتیاط واجب ہے کہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ گرہن زائل ہونا شروع ہو جائے.

مسئلہ ۱۵۱۶:- اگر نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ سورج یا چاند گرہن ختم ہونا شروع ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ادا اور قضا کی نیّت نہ کرے لیکن اگر پورا ختم ہونے کے بعد نماز پڑھے تو قضا کی نیّت کرے.

مسئلہ ۱۵۱۷:- اگر سورج یا چاند گرہن کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے وقت سے زیادہ ہو لیکن انسان اتنی دیر تک نماز نہ پڑھے کہ پورا گرہن زائل ہونے سے صرف ایک رکعت نماز پڑھنے بھر کا وقت باقی رہ جائے تو بھی اسے ادا کی نیّت سے نماز پڑھنا چاہئے، بلکہ اگر سورج یا چاند گرہن کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے یا اس سے کم ہو تو نماز آیات پڑھے اور وہ ادا شمار ہوگی.

مسئلہ ۱۵۱۸:- زلزلہ اور بجلی گرنے جیسی علامتوں میں فوراً نماز آیات شروع کر دینی

اور جب بھی اس کو بجالائے وہ ادا ہوگی ۔

مسئلہ ۱۵۱۹ :- اگر وقت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ پورا گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا واجب ہے، لیکن اگر پورا نہ لگا ہو تو قضا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۲۰ :- اگر ایک گروہ خبر دے کہ گرہن لگا ہے لیکن سننے والے کو یقین نہ آئے اور نماز نہ پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ خبر دینے والے نے صحیح خبر دی تھی تو اگر گرہن پورا لگا ہوا تھا تو نماز آیات پڑھے اور اگر دو آدمی جن کا عادل ہونا معلوم نہ ہو خبر دیں کہ گرہن لگ چکا ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ عادل تھے تو بھی نماز آیات کا پڑھنا ضروری ہے، اور دونوں صورتوں میں اگر معلوم ہو کہ تھوڑا سا گرہن لگا تھا تو بھی احتیاط واجب ہے کہ نماز آیات پڑھیں ۔

مسئلہ ۱۵۲۱ :- منجمین یا لوگ اس قسم کے امور کی خبر دیتے ہیں اگر ان کے کہنے سے اطمینان پیدا ہو جائے کہ گرہن لگا ہے تو نماز آیات پڑھے ، اسی طرح اگر یہ لوگ کہیں کہ فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور ان کے کہنے سے اطمینان پیدا ہو جائے تو وقت کی رعایت کرنی چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۵۲۲ :- اگر کسی کو علم ہو جائے کہ جو نماز آیات پڑھ چکا ہے وہ باطل تھی تو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا بجالائے ۔

مسئلہ ۱۵۲۳ :- اگر نماز یومیہ کے وقت پر نماز آیات واجب ہو جائے اور دونوں کے لئے کافی وقت ہو تو جس کو چاہے پہلے پڑھے اور صرف ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے اسی کو پڑھے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو پہلے پنجگانہ پڑھے ۔

مسئلہ ۱۵۲۴ :- اگر نماز یومیہ پڑھتے وقت معلوم ہو کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور نماز یومیہ کا بھی وقت تنگ ہو تو نماز یومیہ کو پڑھ کر نماز آیات پڑھے اور اگر نماز یومیہ کا وقت تنگ نہ ہو تو اس کو توڑ کر نماز آیات پڑھے پھر یومیہ پڑھے ۔

آیات کو توڑ کر نماز یومیہ پڑھے اس کے بعد کوئی ایسا کام کیۓ بغیر جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہو فوراً جہاں سے نماز آیات توڑی تھی وہاں سے شروع کردے۔

مسئلہ ۱۵۷۶:- حالت حیض یا نفاس میں اگر گرہن لگ جائے اور گرہن کے ختم ہونے تک عورت حیض یا نفاس سے پاک نہ ہو تو اس پر واجب نہیں ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر پاک ہونے کے بعد اس کی قضا بجا لائے، اسی طرح زلزلہ اور دوسری آیات کے رونما ہونے پر احتیاط واجب یہی ہے کہ پاک ہونے کے بعد نماز آیات بجالائے۔

نماز آیات کا طریقہ

مسئلہ ۱۵۷۷:- نماز آیات دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے:

نیّت کے بعد تکبیرۃ الاحرام کہہ کر ایک حمد و پورا سورہ پڑھے پھر رکوع کر کے کھڑا ہو اور دو بارہ حمد و پورا سورہ پڑھ کر رکوع میں جائے پھر سہ بارہ رکوع سے کھڑے ہو کر حمد و پورا سورہ پڑھ کر رکوع کرے اور چوتھی بارہ کھڑے ہو کر حمد و پورا سورہ پڑھے پھر رکوع کر کے پانچویں بار کھڑا ہو کر حمد و سورہ پڑھ کر رکوع کرے، پانچواں رکوع کر کے جب کھڑا ہو تو دو سجدے بجالائے، اسی طرح سے دوسری رکعت بھی پڑھے اور تشہد و سلام پڑھ کر نماز ختم کرے۔

مسئلہ ۱۵۷۸:- نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ نیّت و تکبیرۃ الاحرام کے بعد ایک مرتبہ حمد پڑھے پھر کسی سورہ کو پانچ حصوں پر تقسیم کر کے پہلا حصّہ پڑھے، مثلاً:

" بسم اللہ الرحمن الرحیم " پڑھے اور رکوع میں چلا جائے رکوع سے اٹھ کر حمد پڑھے بغیر " قل ھو اللہ احد " کہے اور رکوع میں چلا جائے پھر رکوع سے اٹھ کر حمد پڑھے بغیر " اللہ الصمد " کہے اور رکوع میں جائے پھر رکوع سے اٹھ کر " لم یلد و لم

کر رکوع کرے پھر رکوع سے کھڑے ہو کر دونوں سجدے کرے اور رکعت دوم بھی رکعت اول کی طرح بجالائے پھر تشہد و سلام پڑھ کر نماز تمام کرے.

مسئلہ ۱۵۲۹ :- نماز آیات میں ایک رکعت پہلے طریقہ سے اور دوسری دوسرے طریقہ سے بھی پڑھ سکتا ہے.

مسئلہ ۱۵۳۰ :- جو چیزیں نماز پنجگانہ میں واجب و مستحب ہیں وہی نماز آیات میں بھی واجب و مستحب ہیں صرف نماز آیات میں اذان و اقامت نہیں ہے، بلکہ اس کے بجائے تین مرتبہ "الصلاۃ" کہا جاتا ہے.

مسئلہ ۱۵۳۱ :- مستحب ہے کہ پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد " سمع اللہ لمن حمدہ " کہے، اسی طرح ہر رکوع میں جانے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد تکبیر کہے لیکن پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے.

مسئلہ ۱۵۳۲ :- مستحب ہے کہ دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے اور اگر صرف ایک قنوت دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لے تو بھی کافی ہے.

مسئلہ ۱۵۳۳ :- اگر نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی رکعت پڑھی ہے اور ذہن کسی طرف کا فیصلہ نہ کر سکے تو نماز باطل ہے.

مسئلہ ۱۵۳۴ :- اگر شک ہو کہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور ذہن کسی طرف کا فیصلہ نہ کر سکے تو نماز باطل ہے، لیکن اگر شک ہو کہ چار رکوع کیے ہیں یا پانچ اور ابھی تک سجدہ کی طرف نہ جھکا ہو تو پھر جس رکوع کے متعلق شک ہے اسے دو بارہ بجالائے اور اگر سجدہ میں جانے کے لئے جھک گیا ہے تو اس شک کی پرواہ نہ کرے.

مسئلہ ۱۵۳۵ :- نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اگر عمداً یا سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو نماز باطل ہے.

نماز جمعہ

مسئلہ ۱۵۳۶ :- امام زمانہؑ کی غیبت میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے (یعنی مکلف کو جمعہ کا دن اختیار ہے کہ نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر) لیکن نماز جمعہ ظہر سے افضل ہے اور ظہر احوط ہے اور اگر زیادہ احتیاط کرنا ہو تو دونوں کو بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۳۷ :- نماز جمعہ کو ظہر کے بدلے میں پڑھ لینا کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ظہر کو بھی پڑھ لے۔

نماز جمعہ کی شرائط

مسئلہ ۱۵۳۸ :- نماز جمعہ کو جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اور انفرادیٰ طور پر پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۹ :- نماز یومیہ کی جماعت میں جو شرائط ہیں وہ سب یہاں نماز جمعہ میں بھی معتبر ہیں، مثلاً حائل نہ ہونا، فاصلہ نہ ہو اور دیگر شرائط۔

مسئلہ ۱۵۴۰ :- امام جماعت کی جو شرائط ہیں وہ سب ہی امام جمعہ میں شرط ہیں، مثلاً: عقل، ایمان، عدالت، حلال زادہ ہونا، لیکن نماز جمعہ میں عورتوں اور بچوں کی پیش نمازی جائز نہیں ہے، اگرچہ دیگر نمازوں میں ممیز بچہ دوسرے بچوں کے لئے پیش نمازی کرسکتا ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عورتیں پیش نمازی نہ کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۲ :- مسافر، عورت، بوڑھا، اندھا، دیوانہ، نابالغ اور غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے، اس لئے نماز جمعہ مردوں پر اور جو لوگ سالم وتندرست ہیں اور عاقل وبالغ ہیں ان پر نماز جمعہ واجب ہے، بشرطیکہ ان کی رہنے کی جگہ کے درمیان اور نماز جمعہ کی جگہ میں دو فرسخ (چھ میل شرعی) سے زیادہ فاصلہ نہ ہو، لہذا اگر کسی میں گزشتہ شرائط موجود نہ ہو تو نماز جمعہ کے لئے گھر سے نکلنا اس کے لئے واجب نہیں ہے چاہے باعث

مسئله ۱۵۳۳ :- دو نماز جمعہ کے درمیان ایک فرسخ سے کم کا فاصلہ نہیں ہونا چاہئے۔

مسئله ۱۵۳۴ :- نماز جمعہ منعقد ہونے کے لئے کم از کم پانچ آدمیوں کا ہونا ضروری ہے جن میں سے ایک امام ہے، ورنہ منعقد نہیں ہوگی، لیکن اگر سات آدمی یا اس سے زیادہ تعداد ہو اس کی فضیلت بڑھتی جائے گی۔

مسئله ۱۵۳۵ :- اگر نماز جمعہ کی ضروری شرائط موجود ہوجائے تو شہر، دیہات، گاؤں کے رہنے والوں پر حتی کہ خانہ بدوش لوگوں پر نماز جمعہ واجب ہوگی۔

مسئله ۱۵۳۶ :- جن لوگوں پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے اگر وہ نماز جمعہ میں شریک ہوں تو ان کی نماز صحیح ہے اور ظہر کی جگہ پر شمار ہوجائے گی، لیکن اگر دیوانہ نماز جمعہ میں شریک ہوجائے اس کی نماز صحیح نہیں ہے، لیکن نابالغ بچہ کی نماز صحیح ہے لیکن بچہ سے تکمیل عدد جائز نہیں ہے اور نہ صرف بچوں سے نماز جمعہ منعقد ہو سکتی ہے۔

مسئله ۱۵۳۷ :- مسافر نماز جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر شرکت کیا تو نماز ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر بہت سے مسافر، غیر مسافر کو لئے بغیر کسی جگہ نماز جمعہ منعقد کرنا چاہیں تو نہیں ہو سکتی بلکہ مسافرین پر ظہر پڑھنی واجب ہے، اسی طرح مسافر سے نماز جمعہ میں جو عدد معتبر ہے اس کو تکمیل نہیں کر سکتے، ہاں اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کرے تو نماز جمعہ قائم کر سکتے ہیں۔

مسئله ۱۵۳۸ :- عورتیں نماز جمعہ میں شریک ہو سکتی ہے اور ان کی نماز صحیح ہے اور نماز ظہر کے بدلے میں کافی ہے لیکن عورتیں بہ تنہائی نماز جمعہ قائم نہیں کر سکتی جس طرح مکمل عدد نہیں ہو سکتی۔

مسئله ۱۵۳۹ :- خنثیٰ مشکل (یعنی وہ شخص جو کسی بھی طریقہ سے معلوم نہ ہو مرد ہے یا عورت) کے لئے نماز جمعہ میں شریک ہونا جائز ہے لیکن امامت نہیں کر سکتا، اسی طرح عدد کی بھی تکمیل نہیں کر سکتا۔

نماز جمعہ کا وقت

مسئلہ ۱۵۵۰ :- نماز جمعہ کا وقت اول زوال سے شروع ہوتا ہے اور جب شاخص کا سایہ ۷/۲ سے زیادہ ہوجائے تو ختم ہوجاتا ہے یعنی ایک گھنٹہ زوال کے گزر جانے تک ہے، لیکن احتیاط واجب ہے کہ اول زوال سے زیادہ تاخیر نہ ہوجائے اور اگر تاخیر ہوگیا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ظہر بجالائے ۔

مسئلہ ۱۵۵۱ :- اگر امام جمعہ خطبے کو زوال سے پہلے شروع کردے اور زوال کی موقع پر ختم کردے اور نماز جمعہ پڑھادے تو صحیح ہے ۔

مسئلہ ۱۵۵۲ :- امام جمعہ کے لئے جائز نہیں ہے کہ خطبوں کو اتنی طولانی کرے کہ نماز جمعہ کا وقت گزر جائے، اور اگر ایسا کیا تو نماز ظہر پڑھے کیونکہ نماز جمعہ اگر فوت ہوجائے تو اس کی قضا نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۵۵۳ :- اگر لوگوں نے نماز جمعہ شروع کی اور جمعہ کا وقت ختم ہوگیا تو ایسی صورت میں اگر ایک رکعت بھی وقت کے اندر ہوگئی ہے تب تو جمعہ صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ جمعہ مکمل کر کے نماز ظہر بھی پڑھے ، اور اگر ایک رکعت بھی وقت کے اندر نہ ہو تو نماز جمعہ باطل ہے، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو تمام کرے اور پھر نماز ظہر پڑھے ۔

مسئلہ ۱۵۵۴ :- اگر جان بوجھ کر جمعہ میں اتنی تاخیر کردے کہ صرف ایک رکعت کا وقت باقی رہ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز ظہر کو بجالائے ۔

مسئلہ ۱۵۵۵ :- اگر یقین ہو کہ ابھی اتنا وقت باقی ہے جس میں مختصر واجبی خطبے اور مختصر طریقہ سے دونوں رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں تو نماز جمعہ اور ظہر کے پڑھنے میں اختیار ہے جس کو چاہے پڑھے ، لیکن اگر یقیں ہوجائے کہ اب اتنا بھی وقت باقی نہیں ہے تو ظہر کا پڑھنا واجب ہے، اور اگر وقت باقی ہونے میں شک ہو اور نماز پڑھ لے تو صحیح ہے لیکن اگر

احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ایک رکعت بھی وقت میں واقع ہوئی ہو پھر بھی نماز ظہر پڑھے ۔

مسئلہ ۱۵۵۶ :- اگر یہ معلوم ہو کہ وقت باقی ہے لیکن اس میں شک ہے کہ اتنی دیر میں نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں تو نماز جمعہ کا شروع کر دینا صحیح ہے، اب اگر اتنا وقت تھا تو نماز جمعہ صحیح رہے گی ورنہ نماز ظہر پڑھنی پڑے گی، لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں نماز ظہر ہی پڑھے ۔

مسئلہ ۱۵۵۷ :- اگر وسیع وقت میں معتبر تعداد کے ساتھ امام نماز جمعہ شروع کرے اور موجودہ مامومین کے علاوہ کوئی دوسرا ماموم خطبہ اور نماز کے ابتدائی حصّہ کو نہ پا سکے مگر اسے امام کے ساتھ ایک رکعت مکمل مل جائے تو اسے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی پڑھنا چاہیئے، اس کے بعد ایک رکعت اور فرادیٰ پڑھنی چاہیئے، اس طرح اس کی نماز صحیح ہوگی (بشرطیکہ دوسری رکعت کے لئے نماز جمعہ کا وقت باقی ہو) لیکن اگر کوئی شخص دوسری رکعت کی رکوع کی تکبیر امام کے ساتھ نہ پا سکے تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ چار رکعت ظہر کی پڑھے ۔

نماز جمعہ کی کیفیّت

مسئلہ ۱۵۵۸ :- نماز صبح کی طرح نماز جمعہ دو رکعت ہے اور مستحب ہے کہ حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھی جائے اور پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ منافقون پڑھنا مستحب ہے ۔

مسئلہ ۱۵۵۹ :- نماز جمعہ میں دو قنوت مستحب ہے ایک پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت ۔

مسئلہ ۱۵۶۰ :- نماز جمعہ میں دو خطبے ہیں جو کہ اصل نماز کی طرح واجب ہیں اور دونوں خطبے امام جمعہ کو پڑھنا چاہیئے، اور نماز جمعہ بغیر خطبے منعقد نہیں ہوگی ۔

مسئلہ ۱۵۶۱ :- دونوں خطبوں کو نماز سے پہلے پڑھنا چاہیئے اور اگر بالعکس بجا لایا جائے

لیکن اگر کسی نے مسئلہ سے ناواقف ہو یا غلطی سے اس طرح کرے تو خطبوں کو اعادہ کرنا بلکہ نماز کا بھی اعادہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۲ :- جمعہ کے خطبوں کو زوال سے اتنے پہلے شروع کرنا جائز ہے کہ خطبوں کے ختم ہوتے ہوئے زوال کا وقت ہوجائے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ زوال کے وقت خطبے پڑھے جائیں۔

مسئلہ ۱۵۲۳ :- دونوں خطبوں میں حمد الٰہی واجب ہے اور احتیاط مستحب ہے کہ لفظ "اللہ" سے شروع ہو اور اس کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر "اللہ" کی ثنا و توصیف کی جائے اور پہلے خطبہ میں درود احتیاط وجوبی کی بنا پر ضروری ہے اور دوسرے میں علی الاقویٰ درود واجب ہے، اور تقویٰ، خوف خدا کی وصیت پہلے خطبہ میں واجب ہے اور دوسرے خطبے میں احتیاط واجب ہے، اسی طرح ایک چھوٹے سورہ کا پڑھنا پہلے خطبہ میں علی الاقویٰ اور دوسرے خطبہ میں احتیاط کی بنا پر واجب ہے، اور احتیاط مستحب اور مؤکد دوسرے خطبہ میں یہ ہے کہ درود وسلام کے بعد ائمہ معصومین ؑ پر درود بھیجے اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لئے استغفار کرے، ویسے سب سے بہتر یہ ہے کہ مولائے کائنات ؑ یا اہل بیت علیہم السلام کے جو خطبے منقول ہیں ان میں سے کسی ایک خطبے کو پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۲۴ :- خطیب جمعہ کو بلیغ ہونا چاہئے یعنی موقع ومحل کی مناسبت سے خطابت کرنے کا اہل ہو اور ایسے جملے استعمال کرے جو فصیح ہوں، ان میں سخت اور مشکل عبارات نہ ہو، دنیا میں مسلمانوں پر جو بیت رہی ہے اس سے واقف ہو، خصوصاً اپنے اطراف کے حالات سے باخبر ہو، اسلام اور مسلمانوں کی مصلحتوں کو پہچاننے والا ہو، بہادر ہو اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو، زمان ومکان کے لحاظ سے اظہار حق اور ابطال باطل کرنے والا ہو، جن چیزوں سے تاثیر کلام بڑھتی ہے ان کا پابند ہو، مثلاً اوقات نماز کا پابند ہو، اس میں اولیاء وصلحاء کے اوصاف پائے جاتے ہوں، اس کے

ان سے پرہیز کرنے والا ہو ، یہاں تک کہ زیادہ مزاح کرنے والا ، باتونی اور بے معنی کلام کرنے والا نہ ہو اور یہ سب باتیں دنیا اور اس کی ریاست کے لئے نہ ہوں، کیونکہ ہر غلطی کا سبب حبّ دنیا ہے تو یہ خصوصیات اگر خطیب میں موجود ہو تو اس کا کلام لوگوں کے دلوں میں اثر انداز ہوگا.

مسئلہ ۱۵۲۵ :- خطبہ پڑھنے والے امام جمعہ کو اپنے خطبہ میں مسلمانوں کی دینی، دنیاوی مصالح ، اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کی مفادات، مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی ضرورتوں کو ایسے سیاسی اور اقتصادی مسائل جو براہ راست معاشرہ اسلامی کے استقلال اور حیثیت کے متعلق ہوں، ان کو مسلمانوں کی دوسروں کے ساتھ طرز معاشرت کو بیان کرنا چاہیئے ،اسی طرح ان کو دوسری ظالم اور سامراجی حکومتوں کے دخیل ہونے سے ڈرانا چاہیئے ، خصوصاً مختصر یہ ہے کہ حج و عیدین کی طرح نماز جمعہ اور اس کے خطبے بہت بڑی اہمیّت کے حامل ہیں، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان اپنے سیاسی مسائل سے بہت ہی زیادہ غفلت برتتے ہیں جبکہ اسلام وہ دین ہے جس کی ہر شان وحالت سیاست پر مبنی ہے اور اسلام کا دین سیاست ہونا ہر اس شخص پر ظاہر ہے جو اسلام کے سیاسی، حکومتی، اقتصادی، اجتماعی احکام پر ادنیٰ تدبر رکھتا ہو ، پس وہ لوگ جو خیال کرتے ہیں دین سیاست سے جدا ہے نہ اسلام کی معرفت رکھتے ہیں اور نہ سیاست کو جانتے ہیں .

مسئلہ ۱۵۲۶ :- امام جمعہ کے لئے مستحب ہے کہ گرمی، سردی، ہر زمانہ میں عمامے باندھے ، یمنی یا عدنی ردا اوڑھے ، پاک و پاکیزہ لباس پہنے ، خوشبو لگائے ، سکون ووقار سے رہے ، منبر پر جا کر حاضرین کو سلام کرے، اس کا رخ لوگوں کی طرف ہو اور لوگوں کا رخ اس کی طرف ہو ، خطبہ پڑھتے وقت کمان، عصا ، تلوار وغیرہ پر ٹیک لگائے ہو ، خطبہ سے پہلے مؤذن کے اذان کہتے وقت منبر پر بیٹھا رہے .

مسئلہ ۱۵۲۷ :- خطیب کا کھڑا ہونا خطبہ پڑھنے کے وقت واجب ہے، نیز خطیب اور

پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر عاجز خطیب کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے تو نماز ظہر پڑھنی چاہیئے اور جمعہ ساقط ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۸ :- خطبوں کو آہستہ پڑھنا جائز نہیں ہے خصوصاً مواعظ اور نصائح کو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھا جائے کہ کم از کم چار آدمی سن لیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ اتنی زور سے خطبہ پڑھے کہ تمام حاضرین سن لیں بلکہ ایسا کرنا احوط ہے ورنہ وعظ و نصیحت کے لئے اور ضروری مسائل بتانے کے لئے بڑے مجمع میں لاوڈ اسپیکر استعمال کرے۔

مسئلہ ۱۵۶۹ :- احتیاط مستحب یہ ہے کہ خطیب خطبہ کے دوران خطابت سے مربوط باتوں کے علاوہ دوسری گفتگو نہ کرے، ہاں خطبوں کے بعد نماز شروع کرنے تک گفتگو کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۰ :- دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھنا بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۱ :- احتیاط مستحب یہ ہے کہ خطیب اور سننے والے خطبہ دیتے وقت حدث اور خبث سے پاک اور با طہارت ہوں۔

مسئلہ ۱۵۷۲ :- سننے والوں کا امام کی طرف خطبہ پڑھتے وقت رخ رکھنا اور نماز میں جتنی توجہ جائز ہے اس سے زیادہ خطبہ میں بھی ادھر ادھر ملتفت نہ ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۳ :- خطبہ کو کان لگا کر سننا واجب ہے، اسی طرح خطبہ کے درمیان باتیں نہ کرنا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ماموین خاموش رہیں، ہاں اگر گفتگو خطبہ کے سننے میں مانع ہوتی ہو اور اس کی وجہ سے خطبہ کا فائدہ حاصل نہ ہو تو گفتگو نہ کرنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۵۷۴ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ حمد و صلوات کو خطیب عربی زبان میں ہی پڑھے چاہے خطبے پڑھنے والا اور سننے والے دونوں غیر عربی ہوں، البتہ وعظ وغیرہ کو غیر عربی میں بھی کہا جا سکتا ہے، بلکہ احتیاط مستحب ہے کہ وعظ اور دیگر امور جو مسلمین کے مصالح

ہوں تو ان کی زبان میں کہا جائے، البتہ اگر تعداد واجبی تعداد سے زیادہ ہے تو واجبی تعداد والوں کی زبان پر اکتفا جائز ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ سننے والوں کی زبان میں خطبہ کہا جائے.

مسئلہ ۱۵۷۵ :- نماز جمعہ میں صرف ایک اذان کافی ہے، لہذا جمعہ کے دن دوسری اذان بدعت اور حرام ہے.

نماز جمعہ کے احکام

مسئلہ ۱۵۷۶ :- جس امام کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی ہے اس کی اقتدا میں نماز عصر پڑھی جا سکتی ہے، البتہ اگر کوئی احتیاط پر عمل کرنا چاہے تو عصر کو جماعت سے پڑھنے کے بعد پھر ظہرین کو فرادیٰ بھی پڑھ لے، لیکن اگر امام و ماموم نماز جمعہ کے بعد عصر سے پہلے احتیاطاً نماز ظہر فرادیٰ پڑھ لیں تو نماز عصر میں امام جمعہ کی اقتدا کی جا سکتی ہے اور اس سے احتیاط حاصل ہو جائے گی.

مسئلہ ۱۵۷۷ :- نماز جمعہ پڑھنے والے ماموم اور امام اگر احتیاطاً نماز ظہر پڑھیں تو اس میں بھی اقتدا کی جا سکتی ہے، البتہ جن مامومین نے نماز جمعہ نہیں پڑھی بلکہ صرف ظہر احتیاطی میں اقتدا کی ہے تو ان کے لئے صرف اس نماز کا پڑھنا کافی نہیں ہے، بلکہ نماز ظہر کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے.

مسئلہ ۱۵۷۸ :- پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع پا جانے والا ماموم اگر اژدھام وغیرہ کی وجہ سے امام کے ساتھ سجدہ نہ کر سکے اور اسے امام کے بعد سجدہ کر کے رکوع سے پہلے یا رکوع میں امام سے مل جانا ممکن ہو تو ایسا کر لینا چاہیئے اس کی نماز صحیح رہے گی، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو رکوع میں امام کی متابعت نہ کرے، بلکہ جب امام دوسری رکعت کے لئے سجدہ اول میں پہنچے تو اس کے ساتھ سجدے بجالائے اور نیّت یہ رہے کہ دونوں سجدے پہلی رکعت کے ہیں، ایسا کرنے سے امام کے ساتھ ایک رکعت مکمل ہو جائے گی پھر دوسری

دونوں سجدے دوسری رکعت کے ہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان دونوں کو کالعدم سمجھ کر پہلی رکعت کے لئے سجدے کرے اور دوسری رکعت پڑھ لے، اور نماز کے بعد نماز ظہر کو بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۷۹:- اگر ماموم دوسری رکعت میں، تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے پھر اسے شک ہو کہ امام رکوع میں تھا یا نہیں اور میں نے اسے رکوع میں پالیا ہے یا نہیں تو اس کی یہ نماز جمعہ کی نماز نہ ہوگی اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے ظہر قرار دے کر مکمل کرنا چاہیئے اور دوبارہ نماز ظہر پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۸۰:- اگر خطبے کے بعد اور امام کے نماز شروع کرنے کے بعد مامومین تکبیر سے پہلے چلے جائیں تو بظاہر جمعہ منعقد نہ ہوگا اور باطل ہے اور امام کے لئے جائز ہے کہ اس کو چھوڑ کر نماز ظہر شروع کرے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نیت کر کے مکمل کرے پھر دوبارہ نماز ظہر بھی پڑھے اور اس سے بھی زیادہ احتیاط کی صورت یہ ہے کہ شروع کی ہوئی نماز کو تو جمعہ کی طرح پڑھے اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۸۱:- اگر امام کے ساتھ چار آدمی نماز جمعہ شروع کر دیں، چاہے تکبیر ہی میں اقتدا کی ہو، پھر ایک آدمی کے علاوہ بقیہ چھوڑ کر چلے جائیں تو نماز باطل ہے، چاہے امام کے علاوہ سب ہی چلے گئے ہوں یا امام کے ساتھ دو ایک آدمی رہ گئے ہوں یا امام چلا گیا ہو اور چاروں ماموم رہ گئے ہوں، اور چاہے ان لوگوں نے ایک رکعت یا اس سے بھی کم نماز پڑھی ہو لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ کو تمام کریں اور اس کے بعد ظہر کو بجالائیں، ہاں اگر دوسری رکعت کے بالکل آخر میں بلکہ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد ہی چھوڑ کر چلے جائے تو نماز جمعہ صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے بعد نماز ظہر کو بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۸۲:- اگر لوگوں کی تعداد نصاب جمعہ (یعنی پانچ آدمی) سے زیادہ ہو تو کچھ لوگوں کے چلے جانے سے کوئی اثر نہیں پڑے گا بشرطیکہ بقیہ لوگوں کی تعداد نصاب بھر ہو۔

درمیان یا بعد نماز جمعہ سے پہلے متفرق ہوجائیں اور جانے والے پلٹ کر بھی نہ آئیں اور نہ وہاں اتنے آدمی اور ہوں جن سے واجب عدد پوری ہوجائے تو سب پر نماز ظہر معین ہوگی۔

مسئلہ ۱۵۸۴:- اگر تعداد واجب میں سے بعض ماموین واجب بھر خطبہ سننے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے جائیں اور زیادہ دیر کئے بغیر واپس آجائیں اور امام نے بھی ان لوگوں کے جانے کے بعد سے خطبہ روک دیا ہو تو جہاں سے روکا ہے وہیں سے پھر شروع کردے اور اگر امام نے خطبہ کو نہ روکا ہو تو جہاں سے ان لوگوں نے نہیں سنا اتنے حصے کو دو بارہ پڑھ لے، البتہ اگر جانے والے اتنی دیر کر کے پلٹے ہوں جس سے خطبہ کی وحدت عرفیہ ختم ہوگئی ہو تو شروع سے خطبہ کا اعادہ کرنا چاہیئے، اسی طرح اگر جانے والے تو نہیں پلٹے لیکن ان کے بدلے کچھ دوسرے لوگ آگئے تب بھی امام کو خطبہ پھر سے پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۵۸۵:- اگر تعداد واجب خطبہ کے درمیان یا بعد میں متفرق ہوجائیں اور پھر واپس پلٹ آئیں، یہاں اگر تفرق واجب بھر خطبہ سننے کے بعد ہوا ہو تو خطبہ کو دوبارہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، چاہے دیر سے واپس پلٹ آئیں، اور اگر تفرق واجب بھر خطبہ سننے سے پہلے ہی واقع ہوجائے، یہاں اگر تفرق نماز جمعہ کو چھوڑ دینے کی نیّت سے واقع ہوا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر حالت میں پھر سے خطبہ پڑھا جائے، لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے گئے ہوئے ہوں، مثلاً بارش وغیرہ، اب اگر اتنی دیر ہوجائے جس سے وحدت عرفیہ ختم ہوجائے تو پھر سے خطبہ کا پڑھنا واجب ہے، ہاں اگر وحدت عرفیہ باقی ہو تو اسی پر بنا رکھے اور نماز جمعہ کو تمام کرے اور صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۶:- تین میل کے اندر دوسری نماز جمعہ منعقد نہیں ہوتی ہے، اب اگر تین میل کا فاصلہ ہو تو دونوں جماعتیں صحیح ہیں اور دوری کا معیار دونوں نماز جمعہ کا جائے وقوع ہے نہ وہ شہر جن میں جمعہ منعقد ہوتی ہو، اس لئے بڑے بڑے شہروں میں جن کی لمبائی چند فرسخ ہے کئی نماز جمعہ منعقد ہو سکتی ہیں۔

معلوم کر لینا چاہیئے کہ حد شرعی کے اندر اسی وقت یا اس سے پہلے کوئی نماز جمعہ تو نہیں ہوتی.

مسئلہ ۱۵۸۸ :- تین میل سے کم میں ہونے والی دو نماز جمعہ اگر ایک ساتھ شروع ہوں تو دونوں باطل ہیں، ورنہ جو پہلی شروع ہوئی ہو وہ صحیح ہے، چاہے صرف تکبیرۃ الاحرام پہلے کہی گئی ہو اور چاہے نمازی جانتے ہوں کہ دوسری نماز بعد میں ہوئی ہے یا نہ جانتے ہوں، اسی طرح بعد والی نماز باطل ہے چاہے اس کے نمازیوں کو معلوم ہو کہ اس سے پہلے نماز جمعہ ہوئی ہے یا نہ معلوم ہو، نماز کی صحت کا دار ومدار نماز ہی کے تقدم وتاخر پر ہے، خطبہ کے آگے پیچھے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، اس لئے اگر ایک جماعت کا خطبہ پہلے شروع ہو اور دوسری کی نماز پہلے شروع ہوئی تو دوسری نماز صحیح رہے گی، پہلی باطل ہوجائے گی.

مسئلہ ۱۵۸۹ :- اگر یہ معلوم ہو کہ حد شرعی کے اندر کوئی اور نماز جمعہ ہوتی ہے لیکن شک ہو اسی وقت ہوتی ہو یا اس سے پہلے ہوتی ہو مشکوک ہو، تو دوسری نماز جمعہ منعقد کر سکتے ہیں، اسی طرح اگر شک ہو کہ حد شرعی کے اندر کوئی نماز جمعہ منعقد ہوتی ہے کہ نہیں.

مسئلہ ۱۵۹۰ :- نماز جمعہ پڑھ لینے کے بعد اگر دوسری نماز جمعہ ہونے کا علم ہو اور دونوں جماعتوں کے بارے میں آگے پیچھے ہونے کا احتمال ہو تو بظاہر دونوں پر نہ جمعہ کا اعادہ واجب ہے نہ ظہر کا اگرچہ احوط یہی ہے کہ اعادہ واجب ہے، اب اگر کوئی تیسری جماعت جو ان دونوں جمعوں میں شریک نہیں ہوئی ہے تیسرا جمعہ پڑھنا چاہتی ہے تو جب تک اسے دونوں جمعوں کے باطل ہوجانے کا علم نہ ہوجائے اس وقت تک تیسرا جمعہ نہیں پڑھا جا سکتا، بلکہ اگر ایک نماز کے صحیح ہونے کا احتمال بھی ہو تب بھی تیسری جماعت کا برپا ہونا جائز نہیں.

مسئلہ ۱۵۹۱ :- خرید وفروخت یا اس کے علاوہ دوسرے معاملات جمعہ کے دن اذان

عید فطر اور عید قربان کی نماز

مسئلہ ۱۵۹۲:- یہ نماز زمان حضور امامؑ میں واجب ہے اور اس کو جماعت سے پڑھنا چاہیۓ لیکن ہمارے زمانہ میں جو غیبت کا زمانہ ہے، مستحب ہے اور اس نماز کو جماعت سے اور فرادیٰ دونوں طرح سے پڑھ سکتے ہیں.

مسئلہ ۱۵۹۳:- عیدین کی نماز کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے.

مسئلہ ۱۵۹۴:- مستحب ہے کہ عید قربان کی نماز کو تھوڑا آفتاب چڑھ جانے کے بعد پڑھیں اور عید الفطر میں آفتاب چڑھ جانے کے بعد افطار کرنا مستحب ہے اور فطرہ دے کر نماز عید پڑھے.

مسئلہ ۱۵۹۵:- عید فطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے. پہلی رکعت میں حمد و سورہ پڑھنے کے بعد پانچ تکبیر کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے اور پانچویں قنوت کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اس کے بعد دو سجدے کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں چار تکبیر کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے پھر پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اس کے بعد دو سجدہ کر کے تشہد و سلام پڑھ کر نماز تمام کرے.

مسئلہ ۱۵۹۶:- ویسے تو قنوت میں ہر دعا کافی ہے لیکن بقصد ثواب اس دعا کا پڑھنا مناسب ہے:

اللهم اهل الكبرياء والعظمة واهل الجود والجبروت واهل العفو والرحمة واهل التقوىٰ والمغفرة اسالك بحق هذا اليوم الذى جعلته للمسلمين عيداً ولمحمد صلى الله عليه وآله ذخراً وشرفاً وكرامةً ومزيداً ان تصلى علىٰ محمد وآل محمد وان تدخلنى فى كل خير ادخلت فيه محمداً وآل محمد وان تخرجنى من كل سوء اخرجت منه محمداً وآل محمد صلواتك عليه وعليهم اللهم انى اسالك خير ما سالك به عبادك الصالحون واعوذ بك مما استعاذ منه

مسئلہ ۱۵۹۷ :- مستحب ہے عیدین کی نماز میں قرائت بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۹۸ :- ان نمازوں میں کسی مخصوص سورہ کی شرط نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں " والشمس / سورۃ ۹۱ " اور دوسری رکعت میں سورہ " غاشیہ / سورہ ۸۸ " پڑھے یا یہ کہ پہلی رکعت میں سورہ " سبح اسم / سورہ ۸۷ " اور دوسری رکعت میں سورہ " والشمس " کو پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۹۹ :- مستحب ہے کہ عیدالفطر میں نماز سے پہلے کھجور سے افطار کریں اور عید قربان میں نماز کے بعد تھوڑا سا قربانی کا گوشت کھائیں۔

مسئلہ ۱۶۰۰ :- مستحب ہے کہ نماز کے لئے پیدل ننگے پیر اور وقار کے ساتھ جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ باندھیں۔

مسئلہ ۱۶۰۱ :- نماز عید میں مستحب ہے زمین پر سجدہ کریں اور تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کریں اور نماز کو بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۶۰۲ :- نماز عید کو صحرا میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ میں مستحب یہ ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۶۰۳ :- شب عید فطر، نماز مغرب وعشاء کے بعد اور روز عید نماز صبح وظہر وعصر کے بعد اور نماز عید کے بعد ان تکبیروں کو پڑھنا مستحب ہے:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد اللّٰہ اکبر علیٰ ما ھدانا

مسئلہ ۱۶۰۴ :- عید قربان میں دس نمازوں کے بعد گزشتہ تکبیروں کو کہے عید قربان کو نماز ظہر کے بعد سے بارہویں کی نماز صبح کے بعد تک دس نمازیں ہوتی ہیں، البتہ ان تکبیروں میں اتنا اضافہ اور کردے:

اللّٰہ اکبر علیٰ ما رزقنا من بھیمۃ الانعام والحمد للّٰہ علیٰ ما ابلانا

کے دن نماز ظہر کے بعد سے تیرہ ذی الحجہ کی نماز صبح کے بعد تک کہے.

مسئلہ ۱۲۰۵ :- نماز عید کو چھت کے نیچے پڑھنا مکروہ ہے.

مسئلہ ۱۲۰۶ :- اگر نماز کی تکبیروں یا قنوتوں میں شک کرے تو اگر اس کا محل گزر چکا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر محل باقی ہو تو کم پر بنا رکھے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ پہلے کہہ چکا تھا تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۱۲۰۷ :- اگر سہواً قرائت یا تکبیروں یا قنوتوں کو بھول جائے اور رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے.

مسئلہ ۱۲۰۸ :- اگر رکوع یا دو سجدے یا تکبیرۃ الاحرام بھول جائے تو اس کی نماز باطل ہوگی.

مسئلہ ۱۲۰۹ :- اگر نماز عید میں ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو احتیاط مستحب ہے کہ نماز کے بعد رجاءاً (ثواب کی امید سے) اس کو بجالائے اور اگر کوئی ایسا کام کرے جس کے کرنے سے نماز پنجگانہ میں سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدے سہو رجاءاً بجالائے.

نماز اجارہ

مسئلہ ۱۲۱۰ :- انسان کے مرنے کے بعد اس کی نماز اور باقی تمام عبادات وغیرہ کو جنہیں وہ اپنی زندگی میں بجا نہیں لایا تھا کسی کو مزدوری دے کر پڑھوایا جا سکتا ہے اور اگر کوئی شخص اجرت لئے بغیر بجالائے تو بھی صحیح ہے.

مسئلہ ۱۲۱۱ :- رسول خداؐ اور ائمہ معصومینؑ کی زیارت جیسی مستحبی چیزوں کے لئے زندہ کی طرف سے اجیر بنا جا سکتا ہے، اسی طرح مستحب اعمال بجالا کر اس کا ثواب مردوں یا زندوں کو ہدیہ کر سکتا ہے.

ضروری ہے کہ نماز کے مسائل کو اچھی طرح جانتا ہو، یا تقلید سے یا احتیاط پر عمل کرے یا مجتہد ہو۔

مسئلہ ۱۲۱۳:- اجیر (مزدور) کو چاہیے کہ نیّت کرتے وقت میّت کو معین کرے، لیکن اس کے نام کا جاننا ضروری نہیں بلکہ اتنی بھی نیّت کافی ہے کہ میں نماز اس شخص کی طرف سے پڑھ رہا ہوں کہ جس کے لئے مجھے اجیر بنایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۴:- نائب کو چاہیے کہ اپنے کو میّت کی جگہ فرض کرے اور میّت کے ذمہ جو عبادتیں ہیں ان کی قضا کرے اور اگر عمل انجام دے کر اس کا ثواب میّت کو ہدیہ کرے تو اپنے قرض سے سبکدوش نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۱۵:- ایسے انسان کو اجیر بنایا جائے جس کے متعلق اطمینان ہو کہ وہ نماز کو صحیح طریقہ سے انجام دے سکتا ہے اور اگر نمازیں پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس نے صحیح پڑھی ہیں یا نہیں تو بلا اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۶:- جس نے کسی شخص کو میّت کی نماز پڑھنے کے لئے اجیر بنایا ہو اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے نمازیں نہیں پڑھیں یا باطل پڑھی ہیں تو ان نمازوں کو دو بارہ پڑھوانے کے لئے اجیر بنائے۔

مسئلہ ۱۲۱۷:- اگر کوئی شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں تو اس کے کہنے پر قناعت نہیں کرلینا چاہیے، دو بارہ اجیر مقرر کرے لیکن اگر شک کرے کہ اس کا عمل صحیح تھا یا نہیں تو پھر دو بارہ اجیر بنانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۸:- معذور (یعنی وہ شخص جو تیمم کے ساتھ یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے) کو میّت کی طرف سے اجیر نہیں بنایا جا سکتا اگرچہ میّت کی نماز اسی حالت میں قضا ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۲۱۹:- مرد عورت کی اور عورت مرد کی نیابت کر سکتی ہے اور آہستہ یا بلند پڑھنے میں اپنے وظیفہ کے مطابق عمل کرے۔

ہوئی تھی تو ضروری ہے کہ ترتیب سے پڑھا جائے اور اگر ترتیب کا علم نہ ہو تو ترتیب کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے مگر ایک دن کی ظہر اور عصر کی نماز یا مغرب وعشاء کی نماز ان میں ترتیب بہرحال ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۱:- اگر میّت کی نماز کے لئے متعدد لوگوں کو اجیر بنایا جائے تو ہر ایک کے لئے کوئی وقت معین کرنا چاہیئے، مثلاً ایک سے قرار داد کی جائے کہ تم کو صبح سے لے کر ظہر تک قضا نمازیں میّت کی پڑھنی ہوں گی اور دوسرے سے ظہر سے لے کر رات تک کی شرط کر لی جائے، نیز ہر ایک اجیر کے لئے جو نماز اس نے پڑھنی ہو یا عصر سے اور اسی طرح ان کے ساتھ طے کرے کہ ہر مرتبہ ایک دن کی نمازوں کو پورا کریں اور اگر ناقص چھوڑ دیں تو حساب میں شامل نہ کرے اور جب دو بارہ پڑھنا چاہیں تو ایک دن رات کی نمازوں کو اول سے شروع کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۳:- اگر کوئی اجیر بن جائے کہ مثلاً ایک سال میں میّت کی نمازیں ختم کرلے، اب اگر وہ ایک سال ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو جن نمازوں کے متعلق علم ہو کہ اس نے نہیں پڑھیں تو بنابر احتیاط واجب انہیں دو بارہ کسی اور اجیر سے پڑھوانا چاہیئے اور جن نمازوں کے متعلق احتمال ہو کہ اس نے نہیں پڑھیں ان کے لئے بھی احتیاط واجب کی بنا پر اجیر بنایا جائے۔

مسئلہ ۱۲۲۴:- اگر اجیر اجرت پر لئے ہوئے نماز وروزہ کو پورا کئے بغیر مرجائے اور پوری اجرت پہلے لے چکا ہو تو اگر اس سے یہ شرط کر لی گئی ہو کہ وہی تمام نمازوں کو ادا کرے تو جتنی نمازیں رہ گئی ہیں ان کی اجرت مردہ اجیر کے مال سے لے لی جائے اور اگر ایسی شرط نہیں کی گئی تھی تو ورثاء کو چاہیئے کہ اس کے مال سے کسی کو اجیر کریں تاکہ باقیماندہ نمازیں وہ پڑھے اور اگر مردہ اجیر کے پاس کوئی مال نہ ہو تو پھر ورثاء پر کچھ واجب نہیں ہے، لیکن ان کے لئے بہتر ہے کہ میّت کے قرض کو ادا کردیں۔

نمازیں ہوں تو پہلے اس مرنے والے اجیر کے مال سے وہ نمازیں جو اجرت پر پڑھوائی جائیں کہ جن کی وہ اجرت لے چکا تھا، اب اگر ان کی اجرت دینے کے بعد کچھ رقم بچ جائے اور اجیر وصیّت کر گیا ہو کہ اس کی اپنی قضا نمازیں پڑھوائی جائیں اور اس کے وارث بھی اجازت دیدیں تو اس اجیر کی اپنی تمام نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے اور اگر وارث نے اجازت نہ دی تو اس مال کے تیسرے حصّے کو اس کی نمازوں کے پڑھوانے پر خرچ کیا جائے.

روزے کے احکام

مسئلہ ۱۲۲۶ :- روزہ یہ ہے کہ فرمان خداوندی کی اطاعت کے لئے اذان صبح سے لے کر مغرب تک روزے کو باطل کرنے والی چیزوں سے اجتناب کیا جائے، اس کی تفصیل آئندہ مسائل میں ہوگی۔

نیّت

مسئلہ ۱۲۲۷ :- نیّت کے لئے نہ تو اس کا زبان پر جاری کرنا ضروری ہے اور نہ دل سے گزارنا صرف اتنا نظر میں رکھنا کافی ہے کہ اطاعت خدا کے لئے اذان صبح سے مغرب تک روزہ توڑنے والی کسی چیز کا استعمال نہیں کرے گا اور اذان صبح سے کچھ پہلے اور مغرب کے تھوڑی دیر بعد تک مفطرات سے اجتناب کرے تاکہ یقین حاصل ہوجائے کہ اس پوری مدت میں روزہ رہا ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۸ :- واجب ومعین روزے میں جیسے رمضان المبارک کا روزہ اگر ابتداء شب سے لے کر اذان صبح تک کسی وقت بھی کل روزہ رکھنے کی نیت کرے تو بلا اشکال ہے، اور اگر بھول جائے کہ رمضان کا روزہ ہے یا کوئی اور واجب معین کا اور اذان ظہر سے پہلے متوجہ ہوجائے تو اگر روزے کو باطل کردینے والا کوئی کام انجام نہیں دیا ہو تو نیّت کرے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا، اور اگر کوئی ایسا کام جو روزے کو باطل کردیتا ہے اس سے سرزد

مغرب تک ایسا کوئی کام انجام نہ دے جو روزے کو باطل کر دیتا ہے اور اس روزے کی قضاء بھی بجالائے، لیکن مستحبی روزہ کی نیّت کا وقت رات کے شروع سے لے کر دوسرے دن مغرب ہونے سے پہلے تک رہتا ہے کہ وہ نیّت کر سکے لہذا اگر اس فاصلہ میں کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے روزہ باطل ہو تو مستحبی روزہ کی نیّت کر سکتا ہے اور روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹ :- اگر روزہ کی نیّت کے بغیر سو جائے اور اذان ظہر سے پہلے جاگے اور وہ فوراً نیّت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے چاہے وہ روزہ واجب ہو یا مستحب لیکن اگر ظہر کے بعد بیدار ہو تو پھر واجب روزہ کی نیّت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۳۰ :- اگر کوئی رمضان کے علاوہ کوئی دوسرا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو معین کرنا ہوگا، مثلاً نیّت کرے کہ قضا کا روزہ یا نذر کا روزہ رکھتا ہوں لیکن رمضان میں یہی کافی ہے کہ نیّت کرے کل روزہ رکھوں گا، بلکہ اگر اسے معلوم نہیں ہے کہ یہ رمضان ہے یا معلوم تھا مگر بھول گیا اور دوسرے کسی روزے کی نیّت کرلی تب بھی وہ رمضان کا ہی روزہ شمار ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۳۱ :- اگر علم ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے اور پھر جان بوجھ کر رمضان کے علاوہ کسی اور روزہ کی نیّت کرلے تو پھر وہ روزہ نہ رمضان کا شمار ہوگا اور نہ ہی وہ روزہ جس کا اس نے قصد کیا تھا۔

مسئلہ ۱۷۳۲ :- اگر اذان صبح سے پہلے نیّت کرلے اور بعد میں مست ہو جائے اور دن میں ہوش آئے اور کوئی کام روزہ کے خلاف نہ کیا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضاء بھی کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۳ :- اگر اذان صبح سے پہلے نیّت کرلے اور بے ہوش ہو جائے اور دن میں ہوش آئے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہیں کیا تو اس کی قضا بجالائے۔

بیدار ہوجائے تو اس کا ورزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۵:- اگر رمضان کی پہلی تاریخ سمجھ کر پہلی کی نیّت سے روزہ رکھے لیکن بعد میں اسے معلوم ہوجائے کہ دوسری یا تیسری تھی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۶:- اگر کسی کو معلوم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور روزہ نہ رکھے اور ظہر سے پہلے متوجہ ہو تو اگر کوئی روزہ کو باطل کرنے والا کام بجا نہ لایا ہو تو نیّت کرلے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا لیکن اگر کوئی ایسام کام کرچکا ہو یا ظہر کے بعد متوجہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن مغرب تک روزہ باطل کرنے والے کسی کام کا ارتکاب نہ کرے اور رمضان کے بعد اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۷:- بچہ اگر اذان صبح سے پہلے بالغ ہوجائے تو روزہ رکھے اور اگر اذان کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۸:- اجارہ پر روزہ رکھنے والاا پنے لئے مستحبی روزہ رکھ سکتا ہے لیکن جس کے ذمہ ماہ رمضان کے قضا روزے ہوں اس کے لئے مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اور جس کے ذمہ کوئی دوسرا واجب روزہ ہو اس کے لئے بنابر احتیاط واجب روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر بھول کر مستحبی روزہ رکھ لے اور ظہر سے پہلے یاد آجائے تو واجب روزہ کی نیّت کر سکتا ہے اور اگر ظہر کے بعد ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر مغرب کے بعد یاد آجائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۹:- ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہوجانے والے کافر پر بنابر احتیاط واجب روزہ واجب ہے بشرطیکہ اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے اور اگر روزہ نہیں رکھا تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۴۰:- ماہ رمضان میں اگر مریض ظہر سے پہلے اچھا ہوجائے اور اس وقت روزہ باطل کرنے والا کوئی ایسا کام انجام نہ دیا ہو تو روزہ کی نیّت کرلے لیکن اگر ظہر کے بعد

مسئلہ ۱۷۳۱ :- ماہ رمضان میں ہر رات کو دوسرے دن روزہ رکھنے کی نیّت کر لینا کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ اس کے علاوہ پہلی رات کو پورے مہینہ کی بھی نیّت کر لے۔

مسئلہ ۱۷۳۲ :- یوم الشک، یعنی جس دن شک ہو کہ آج پہلی رمضان ہے یا تیسویں شعبان، تو وہ روزہ واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو ماہ رمضان کی نیّت سے نہیں رکھ سکتا لیکن اگر قضا یا اس جیسے کسی روزہ کی نیّت کرے اور چنانچہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ دن رمضان کا تھا تو وہ رمضان کا شمار ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۳۳ :- اگر یوم الشک کا دن قضا کی نیّت سے یا مستحبی روزہ کی نیّت سے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت معلوم ہو جائے کہ آج رمضان ہے تو پھر اس کو روزہ رمضان کی نیّت کرنی پڑے گی اگرچہ ظہر کے بعد ملتفت ہو، لیکن اگر اس مشکوک دن میں رمضان کی نیّت سے روزہ رکھے تو باطل ہے اگرچہ فی الواقع رمضان ہی ہو۔

مسئلہ ۱۷۳۴ :- اگر ماہ رمضان یا دوسرے معیّن واجب روزہ میں روزہ کی نیّت سے روگرداں ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر روزہ باطل کرنے والے کسی کام کو بجالانے کی نیّت کرے، اگر بجا نہ لائے اس کا روزہ صحیح ہے، اسی طرح مستحبی روزے اور غیر معیّن واجبی روزے میں اگر ظہر سے پہلے دو بارہ نیّت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

روزہ کو باطل کرنیوالی چیزیں

مسئلہ ۱۷۳۵ :- روزے کو باطل کرنے والی چیزیں دس ہیں:

۱۔ کھانا ۲۔ پینا ۳۔ جماع ۴۔ استمناء، یعنی اپنے ساتھ کوئی ایسا کام کرنا جس سے منی باہر آجائے ۵۔ رسول خداؐ اور ائمہؑ پر جھوٹ باندھنا ۶۔ غلیظ غبار کا حلق میں پہنچانا ۷۔ سر پانی میں ڈبونا ۸۔ جنابت یا حیض یا نفاس پر صبح تک باقی رہنا ۹۔ کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (اینما) کرنا ۱۰۔ جان بوجھ کر قے کرنا۔

۱۔۲۔ کھانا اور پینا

مسئلہ ۱۲۴۶ :- جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے خواہ وہ عام طور سے کھائی جانے والی چیز ہو جیسے روٹی، پانی یا عام طور سے کھائی پینے جانے والی چیز نہ ہو جیسے خاک اور درخت کا شیرہ، خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر سوئی کے دھاگے کو منہ کے پانی سے تر کرے اور دو بارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری کو نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا، اسی طرح مسواک کی تری، البتہ اگر یہ رطوبت بہت کم ہو جو تھوک میں گھل ملکر ختم ہوجائے تو روزہ باطل نہ ہوگا، اسی طرح دانتوں میں جو غذا باقی رہ جائے جب دانتوں سے باہر نکل آئے اسے نگلنے پر بھی روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۴۷ :- بھول کر کھانے پینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۲۴۸ :- ان انجکشنوں اور سرموں سے پرہیز کرنا چاہیئے جو غذا کے بجائے استعمال ہوتے ہیں، ہاں عضو کو سن کردینے والے انجکشن یا دوا کے انجکشن کے لگوانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۴۹ :- (سحری) کھاتے وقت اگر معلوم ہوجائے کہ صبح ہوگئی تو جو کچھ منہ میں ہو اگل دے اور اگر عمداً نگل لے تو روزہ باطل ہے اور کفارہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۰ :- روزہ دار اگر ناقابل برداشت حد تک پیاسا ہوجائے اور بیمار یا ہلاک ہونے کا خوف ہو تو بقدر ضرورت پانی پی سکتا ہے لیکن اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور اگر رمضان کا مہینہ ہے تو اسے چاہیئے کہ دن کے بقیہ حصّے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۱ :- روزہ رکھنے والے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ صبح کی اذان سے پہلے دانتوں کو مانجھے اور ان میں خلال کرے اگرچہ احتمال ہو کہ دانتوں کے بیچ میں رہ جانے والی غذا دن میں حلق سے اتر جائے گی، لیکن اگر معلوم ہو کہ دانتوں کے بیچ میں رہ جانے

خلال کرے اور اگر ایسا نہیں کیا تو روزہ باطل ہوگا چاہے کوئی چیز حلق سے اتر جائے کہ نہیں .

مسئلہ ۱۷۵۲ :- تھوک کو نگلنا روزے کو باطل نہیں کرتا چاہے وہ تھوک کھٹاس یا اسی طرح کی کسی چیز کے تصور سے منہ میں جمع ہوگیا ہو .

مسئلہ ۱۷۵۳ :- سر و سینہ کے اخلاط (بلغم وغیرہ) اگر منہ کے اندر تک نہیں پہنچے تو ان کے نگلنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر منہ کے اندر تک پہنچ جائیں تو احتیاط واجب ہے کہ حلق سے نیچے نہ اتاریں .

مسئلہ ۱۷۵۴ :- بچہ کے لئے کھانا کو چبانا اور اسی طرح کھانے وغیرہ کو چکھنا پانی یا دوا سے منہ کہ دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ کوئی چیز حلق سے نہ اترے اور اگر بغیر اراوہ حلق سے نیچے چلی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر پہلے سے جانتا ہو کہ بے اختیار منہ میں چلی جائیگی تو روزہ باطل ہے ہی قضا و کفارہ بھی ہے .

مسئلہ ۱۷۵۵ :- کمزوری کی وجہ سے روزہ چھوڑا نہیں جا سکتا، ہاں اگر کمزوری اس حد تک ہوجائے کہ اس کا برداشت کرنا بہت ہی مشکل ہو تو روزہ کھا سکتا ہے .

۲۔ جماع

مسئلہ ۱۷۵۶ :- جماع (عورت سے ہم بستری کرنا) دونوں کے روزے کو باطل کر دیتا ہے، چاہے قبل میں ہو یا دبر میں، چھوٹے سے ہو یا بڑے سے، چاہے صرف ختنے کی مقدار کے برابر داخل ہوا ہو اور منی بھی نہ نکلی ہو، لیکن اگر اس سے کم داخل ہو اور منی بھی نہ نکلے تو روزہ باطل نہیں ہوگا، لیکن جس شخص کا آلت تناسل کٹا ہوا ہو اگر وہ ختنہ گاہ جتنی مقدار داخل کرے اور دخول صادق آئے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا .

مسئلہ ۱۷۵۷ :- اگر کوئی بھولے سے جماع کرے یا خواب کی حالت میں ہو یا جماع پر

کرتے ہوئے یاد آجائے یا مجبوری ختم ہوجائے تو فوراً جماع کو ترک کردے ورنہ اس کا روزہ باطل ہوجائے گی۔

مسئلہ ۱۲۵۸ :- اگر شک ہو کہ ختنے کی مقدار برابر داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے، اسی طرح عضو تناسل کٹا ہوا آدمی اگر شک کرے دخول ہوا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

۴۔ استمناء

مسئلہ ۱۲۵۹ :- اگر روزہ دار اپنے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جس سے منی باہر آجائے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے لیکن اگر بے اختیاری طور سے منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۶۰ :- روزہ دار کو چاہے معلوم ہو کہ دن میں سونے سے احتلام ہوجائے گا پھر بھی وہ سو سکتا ہے خاص طور پر جب نہ سونا اس کے لئے تکلیف کا باعث ہو، اور اگر محتلم ہوجائے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۱ :- جس روزہ دار کو احتلام ہوا ہو وہ پیشاب یا پیشاب کے بعد استبراء کرسکتا ہے، لیکن اگر اس کو علم ہو کہ اس کام سے باقی ماندہ منی نکل آئے گی اگر غسل کرلیا ہو تو استبراء نہیں کر سکتا، اور اگر منی نکلتے وقت روزہ دار جاگ جائے تو منی روکنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۲ :- جس روزہ دار کو احتلام ہوا ہے اگر وہ جانتا ہے کہ غسل سے پہلے پیشاب نہ کرنے کی صورت میں غسل کے بعد منی باہر آجائے گی تو بہتر ہے کہ پہلے پیشاب کرے اگرچہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۳ :- اگر روزہ دار منی نکالنے کے ارادہ سے استمناء کرے تو اگر منی نہ نکلے اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

تو اگر اس کی عادت ہو کہ اتنی چھیڑ چھاڑ سے منی نکل آتی ہو اور منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل ہے، اور اگر اس کی عادت بھی نہ ہو کہ اتنی چھیڑ چھاڑ سے منی نکل آتی ہو لیکن اتفاقاً منی نکل آئے تو پھر روزہ میں اشکال ہے، البتہ اگر وہ پہلے سے مطمئن ہو کہ منی باہر نہیں آئے گی تو اشکال نہیں ہے۔

۵۔ خدا و رسولؐ پر جھوٹا الزام لگانا

مسئلہ ۱۶۶۵:- اگر روزہ دار خدا و رسولؐ کی طرف یا ائمہ معصومینؑ کی طرف جھوٹ کی نسبت دے خواہ زبان سے یا لکھ کر یا اشارے سے یا کسی اور طریقہ سے تو اس کا روزہ باطل ہے چاہے وہ فوراً توبہ کرلے، اور احتیاط واجب کی بنا پر باقی انبیاء کرامؑ اور حضرت فاطمہ زہراءؑ کی طرف جھوٹ نسبت دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۶:- اگر کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہتا ہے جس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا علم نہیں ہے تو احتیاط واجب یہ ہے جس سے اس روایت کو سنا ہے یا جس کتاب میں پڑھا ہے اس کا حوالہ دیدے، مثلاً فلاں راوی نے یہ کہا ہے یا فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا، لیکن اگر وہ خود بھی بطور قطع کسی خبر کو بیان کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا اگرچہ اس کے جھوٹا ہونے کا ظن رکھتا ہو یا احتمال دیتا ہو۔

مسئلہ ۱۶۶۷:- اگر روزہ دار کسی بات کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبرؐ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا نبی اکرمؐ سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۸:- اگر کسی بات کے بارے میں جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے خدا یا رسول اکرمؐ کی طرف نسبت دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

بوجھ کر منسوب کرے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر اس سے نقل کرے تو اس کے روزہ اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۱۲۷۰:- اگر روزہ دار سے سوال کیا جائے کہ کیا رسول اکرمؐ نے ایسا فرمایا ہے؟ اور عمداً ہاں کہے جب کہ رسولؐ اس کو نہ کہا ہو یا عمداً (نہیں) کہے جبکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہو تو اس کے روزہ میں اشکال ہے.

مسئلہ ۱۲۷۱:- اگر خدا و رسولؐ کی طرف سے کوئی درست بات کو نقل کرے لیکن بعد میں یہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا یا رات کو ان کی طرف کسی جھوٹ کو نسبت دے لیکن دن میں جب کہ روزہ سے ہو کہہ دے جو بات میں نے رات کو کہی تھی وہ سچ ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا.

٦۔ غلیظ غبار حلق تک پہنچانا

مسئلہ ۱۲۷۲:- غلیظ غبار کو حلق تک پہنچانے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، چاہے ایسی چیز ہو جس کا کھانا حلال ہو، مثلاً آٹا یا حرام ہو، مثلاً (مٹی).

مسئلہ ۱۲۷۳:- احتیاط واجب ہے کہ روزہ دار سگریٹ، تمباکو و دیگر دخانیات کے استعمال سے پرہیز کرے اور غلیظ بھاپ بھی حلق میں نہ پہنچائے.

مسئلہ ۱۲۷۴:- اگر ہوا یا جھاڑو دینے سے غلیظ غبار اٹھے اور احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے حلق میں پہنچ جائے اگر یقین یا گمان ہو کہ غبار یا دھواں حلق تک نہیں پہنچے گا تو روزہ صحیح ہے، اسی طرح اگر اپنے روزہ دار ہونے کو بھول جائے اور احتیاط نہ کرے یا بے اختیار اور بغیر ارادہ حلق میں پہنچ جائے تو روزہ باطل نہیں ہوتا.

۷۔ سر کو پانی میں ڈبونا

ڈبوئے اور اگر ڈبویا اس دن کی قضا بجا لائے لیکن اگر پورا بدن اور تھوڑا سا سر پانی کے اندر ہو تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۷۶ :- اگر آدھے سر کو ایک دفعہ اور آدھے سر کو دوسری دفعہ پانی میں ڈبوئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۷ :- اگر شک کرے کہ اس کا پورا سر پانی میں ڈوبا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۸ :- اگر پورے سر کو پانی میں ڈبو دے صرف تھوڑے سے بال پانی سے باہر ہوں تو روزہ باطل ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۷۹ :- اگر سر کو گلاب کے عرق میں ڈبوئے تو احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہوجائے گا چنانچہ احتیاط واجب یہ ہے کہ سر کو دوسرے مضاف پانی اور بہنے والی چیزوں میں ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۸۰ :- اگر روزہ دار غیر اختیاری طور سے پانی میں گر جائے یا کوئی اس کو پانی میں دھکیل دے اور اس کا سر پانی میں ڈوب جائے یا بھولے سے خود ہی سر کو پانی میں ڈبولے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۸۱ :- اگر عادت یہ ہو کہ پانی میں گرنے سے اس کا سر پانی میں ڈوب جاتا ہو تو اگر اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دے اور پورا سر ڈوب جائے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۸۲ :- جو شخص روزہ دار ہونے کو بھول جائے اور تمام سر پانی میں ڈبو دے یا کوئی شخص زبردستی کسی کے سر کو پانی میں ڈبو دے تو جب بھی اس کو یاد آجائے یا وہ شخص اپنا ہاتھ اس کے سر سے اٹھالے تو فوراً سر پانی سے باہر نکال لے اور اگر باہر نہیں نکالا تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا۔

ڈبوے تو روزہ اور غسل دونوں صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۴:- جس شخص کو علم ہو کہ وہ روزہ سے ہے پھر جان بوجھ کر غسل کی نیّت سے سر کو پانی میں ڈبو دے تو اگر اس کا روزہ واجب معین ہے جیسے رمضان تو احتیاط واجب کی بنا پر غسل دو بارہ کرے اور روزہ کی بھی قضا بجا لائے، لیکن اگر روزہ مستحبی ہو یا واجب غیر معین ہو (مثلاً کفارہ کا روزہ) تو پھر غسل صحیح ہوگا لیکن روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۷۸۵:- اگر کسی کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے اپنا پورا سر پانی میں ڈبو دے تو اگرچہ اس کو غرق ہونے سے بچانا واجب ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا

۸۔ جنابت، حیض، نفاس، پر اذان صبح تک باقی رھنا

مسئلہ ۱۷۸۶:- اگر مجنب صبح تک جان بوجھ کر غسل نہ کرے یا اگر اس کا وظیفہ تیمم کرنا تھا لیکن جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۸۷:- اگر ماہ رمضان کے علاوہ کسی اور واجب روزہ میں اذان صبح تک غسل و تیمم نہ کرے تو اگر عمداً نہ ہو بلکہ مثلاً کوئی رکاوٹ بن جائے تو روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۸:- جو شخص مجنب ہو گیا ہو اور اس کا واجب روزہ کہ جس کا وقت معین ہے، مثلاً رمضان کا روزہ رکھنا ہو لیکن جان بوجھ کر غسل میں تاخیر کر دے یہاں تک کہ غسل کا وقت تنگ ہو جائے تو وہ تیمم کر کے روزہ رکھ سکتا ہے اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے

مسئلہ ۱۷۸۹:- اگر ماہ رمضان میں مجنب غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن گزرنے کے بعد یاد آئے تو اس کو چاہیئے کہ اس روزہ کی قضا کرے، اور اگر چند دن گزرنے کے بعد یاد آئے تو اس کو اتنے روزے قضا کرنے ہوں گے جو یقینی طور پر بغیر غسل کے رکھے ہیں، مثلاً اگر معلوم نہ ہو کہ تین دن بغیر غسل کے رہا ہے یا چار دن تو تین دن کے روزوں کی قضا کرے۔

خود کو مجنب کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے لیکن اگر تیمم کے لئے وقت ہو اور اپنے آپ کو مجنب کرے اس کا روزہ تیمم کے ساتھ صحیح ہے اور گناہ کار بھی نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۹۱:- جو شخص ماہ رمضان کی رات میں جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سو جائے گا تو صبح تک بیدار نہ ہو پائے گا، تو اس کو سونا نہیں چاہیئے اور اگر وہ سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۹۲:- اگر مجنب رمضان کی رات میں سو جائے اور پھر جاگ جائے تو اگر احتمال ہو کہ دو بارہ سو جائے تو غسل کے لئے بیدار ہو جائے گا عادت کے مطابق تو اس صورت میں یہ شخص سو سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۳:- جو شخص رمضان کی رات مجنب ہو اور جانتا ہو یا اسے احتمال ہو کہ اگر سو جائے تو اذان صبح سے پہلے جاگ جائے گا اور یہ عزم محکم تھا کہ جاگنے کے بعد غسل کرے گا اور یہ طے کر کے سو جائے اور اذان تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۴:- جب کوئی شخص ماہ رمضان کی رات میں مجنب ہوا ہو اور اس کو علم ہو یا احتمال ہو کہ اگر وہ سو جائے تو اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا لیکن اس بات سے غافل ہو کہ جاگنے کے بعد غسل کرنا چاہیئے اس صورت میں سو جائے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۵:- جو شخص ماہ رمضان میں مجنب ہے اور اسے علم یا احتمال ہو کہ اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور جاگنے کے بعد غسل کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا مردد ہو کہ وہ غسل کرے یا نہیں چنانچہ اگر سو جائے اور بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۶:- اگر مجنب ماہ رمضان میں سو جائے اور بیدار ہو اور اس کو علم یا احتمال ہو کہ اگر وہ دو بارہ سو جائے تو اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور یہ بھی ارادہ

تو اس کو اس روزہ کی قضا کرنا پڑے گی اور اسی طرح ہے اگر دوسری دفعہ نیند سے بیدار ہو لیکن پھر تیسری دفعہ سو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر تیسری دفعہ کفارہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۷:- جس نیند میں احتلام ہوا ہو وہ پہلی نیند شمار نہیں ہوگی لیکن اگر اس نیند سے بیدار ہو کر پھر سو جائے تو وہ پہلی نیند شمار ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۹۸:- اگر روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ فوراً غسل کرے۔

مسئلہ ۱۶۹۹:- اگر رمضان میں اذان صبح کے بعد بیدار ہو اور اپنے کو محتلم پائے تو اگرچہ اس کو علم ہو کہ یہ احتلام اذان سے پہلے ہوا ہے پھر بھی اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۰:- جو شخص ماہ رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر وہ اذان صبح تک جنب کی حالت میں باقی رہا اگرچہ جان بوجھ کر ایسا نہ کرے تب بھی اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۱:- جو شخص ماہ رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر اذان صبح سے پہلے ہوا ہے تو اگر ان قضا روزوں کا وقت تنگ ہو، مثلاً پانچ روزے اس کو قضا رکھنے ہوں اور ماہ رمضان کے چاند میں بھی صرف پانچ دن باقی ہوں تو بنابر احتیاط واجب اس دن کا روزہ رکھے اور رمضان کے بعد اس روزے کو پھر رکھے اور اگر ان روزوں کا وقت تنگ نہ ہو تو پھر کسی اور دن روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۷۰۲:- احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر واجب روزہ کا وقت معین ہو تو وہ بھی ماہ رمضان کے روزہ کی طرح ہے کہ اگر روزہ دار جان بوجھ کر جنابت کی حالت میں اذان صبح تک باقی رہے اس کا روزہ باطل ہوگا، بلکہ کفارہ بھی ہوتا ہے اگر اس روزہ کا کفارہ ہو، مثلاً نذر کا روزہ جو کفارہ رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۳:- اگر رمضان اور اس کی قضا کے علاوہ کسی دوسرے واجب روزے میں صبح کی اذان تک غیر عمدی طور پر مجنب رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے چاہے وقت معین

مسئلہ ۱۷۰۴ :- اگر عورت اذان صبح سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے اور جان بوجھ کر غسل یا اگر اس کا وظیفہ شرعی تیمم ہو اور وہ تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۵ :- اگر عورت اذان صبح سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے اور غسل کرنے کا وقت باقی نہ ہو چنانچہ وہ کوئی واجب روزہ جیسے رمضان رکھنا چاہتی ہو تو تیمم کرے اس کا روزہ صحیح ہوگا اور صبح تک اس کو بیدار رہنی چاہیئے اور اگر کوئی مستحب روزہ یا کوئی واجب روزہ جس کا وقت معین نہ ہو رکھنا چاہتی ہو تو تیمم کے ساتھ روزہ نہیں رکھ سکتی۔

مسئلہ ۱۷۰۶ :- اگر عورت اذان صبح کے قریب حیض یا نفاس سے پاک ہو اور غسل و تیمم دونوں کے لئے وقت باقی نہ ہو یا یہ کہ کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد خبردار ہو کہ وہ اذان صبح سے پہلے پاک ہوچکی تھی تو اس کا روزہ رمضان اور واجب معین میں صحیح ہوگا، لیکن اگر رمضان کا قضا روزہ ہو تو پھر روزہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۷ :- اگر عورت اذان صبح کے بعد حیض یا نفاس سے پاک ہو یا دن میں کسی وقت حیض یا نفاس کا خون دیکھے اگرچہ مغرب کے نزدیک ہو تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۸ :- اگر عورت غسل حیض یا نفاس کرنا بھول جائے اور ایک یا کئی دنوں کے بعد اسے یاد آئے تو جو روزہ وہ رکھ چکی ہے صحیح ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر ان کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۷۰۹ :- اگر عورت اذان صبح سے پہلے ماہ رمضان میں حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے لیکن غسل کرنے میں اذان صبح تک کوتاہی کرے اور وقت کی تنگی میں تیمم بھی نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے، ہاں اگر کوتاہی نہ کرے، بلکہ منتظر ہو کہ عورتوں والے حمام کھل جائیں اگرچہ وہ اس صورت میں تین مرتبہ سوجائے اور اذان تک غسل نہ کرے، اب

مسئلہ ۱۷۱۰ :- مستحاضہ عورت اگر اپنے غسل کو ۔ احکام استحاضہ میں بیان کی گئی تفصیل کے مطابق ۔ بجالائے اس کا روزہ صحیح ہے ۔

مسئلہ ۱۷۱۱ :- جس کسی نے میّت کو چھوا ہو اور اس پر غسل مس میّت واجب ہو وہ غسل مس میّت کئے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں بھی میّت کو مس کرلے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا ۔

۹۔ بہنے والی چیزوں سے انیما لینا

مسئلہ ۱۷۱۲ :- بہنے والی چیزوں سے حقنہ لینا اگرچہ مجبوری کی وجہ سے ہو یا مثلاً علاج وغیرہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو تو روزہ کو باطل کردیتا ہے، البتہ شیاف (خشک چیزوں سے انیما) کا استعمال علاج کے لئے کوئی اشکال نہیں رکھتا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی بھی استعمال نہ کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان چیزوں سے اجتناب کیا جائے جو مشکوک ہیں کہ روان ہے یا خشک ۔

۱۰۔ جان بوجھ کر قے کرنا

مسئلہ ۱۷۱۳ :- جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے، چاہے وہ مرض وغیرہ کی وجہ سے ہو، البتہ بے اختیاری طور سے یا بھول کر قے کردینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ۔

مسئلہ ۱۷۱۴ :- اگر رات میں ایسی چیز کھائے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ دن میں بے اختیار قے ہوجائے گی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا کرے ۔

مسئلہ ۱۷۱۵ :- اگر روزہ دار قے کو روک سکتا ہے اور اس کے لئے ضرر اور مشقت کا باعث نہ ہو تو اسے قے کو روکنا چاہیئے ۔

تک اندر چلی گئی ہو اس کے نیچے لے جانے کو نگلنا نہ کہا جائے تو ضروری نہیں کہ اسے باہر نکالا جائے اور اس کا روزہ صحیح ہے، لیکن اگر مکھی اس حد تک اندر نہ گئی ہو اور اس کا نکالنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ باہر نکالے اور اگر اس کے نکالنے کی وجہ سے قے آجائے تو اس روزہ کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۷۱۷:- اگر بھول کر کوئی چیز نگل جائے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے اسے یاد آجائے کہ وہ روزہ سے ہے تو اگر اس حد تک نیچے چلی گئی ہو کہ اگر اس کو پیٹ میں داخل کرے تو اسے کھانا نہیں کہا جا سکتا تو پھر اسے باہر نکالنا ضروری نہیں ہے اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے، اور اگر وہ چیز ابھی حلق کی ابتداء یا وسط تک پہنچی ہو تو اسے باہر نکالے اور اس پر قے کرنا صادق نہیں آتا۔

مسئلہ ۱۷۱۸:- اگر کسی کو یقین ہو کہ ڈکار لینے سے کوئی چیز باہر آجائے گی تو اسے جان بوجھ کر ڈکار نہیں لینا چاہیئے، ہاں اگر اسے یقین نہ ہو تو پھر اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۷۱۹:- اگر کوئی شخص ڈکار لے اور کوئی چیز بغیر اختیار کے گلے یا منہ تک آجائے تو اسے چاہیئے کہ اس چیز کو باہر پھینک دے اور اگر بغیر اختیار کے اندر چلی جائے تو پھر اس کا روزہ صحیح ہے۔

روزے کو باطل کرنے والی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۱۷۲۰:- اگر انسان عمداً اپنے ارادے واختیار سے ایسا کام بجالائے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا، ہاں اگر عمداً نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، چاہے رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان، چاہے واجب ہو یا مستحب، لیکن مجنب اگر اس تفصیل سے جو مسئلہ (۱۶۰۹) میں گزر چکا ہے صبح کی اذان تک سو جائے اور غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

اس خیال سے کہ اس کا روزہ باطل ہو چکا ہے عمداً دو بارہ مبطلات میں سے کوئی ایک کام بجالائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۷۲۲:- اگر کوئی چیز روزہ دار کے حلق میں زبردستی ڈالی جائے یا اس کے سر کو پانی میں زبردستی ڈبو دیا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی کو مجبور کرے کہ وہ خود اپنے روزہ کو باطل کردے، **مثلاً** اس سے کہے کہ یہ غذا کھاؤ ورنہ تجھ کو مال، جانی نقصان اٹھانا پڑے گا اور وہ نقصان سے بچنے کے لئے وہ چیز کھالے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۷۲۳:- روزہ دار کو کسی ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے کہ جس کے متعلق اسے علم ہو کہ اس کے منہ میں کوئی چیز زبردستی ڈالی جائے گی یا اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے روزہ کو باطل کرے، لیکن اگر جانے کا ارادہ ہو اور پھر نہ جائے یا جانے کے بعد اس کے منہ میں کوئی چیز نہ ڈالی گئی تو اس کا روزہ صحیح ہے، لیکن اگر مجبور و ناچار ہو کر کوئی ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اس بات کا پہلے سے علم ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

جو چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ھیں

مسئلہ ۱۷۲۴:- چند چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں:

۱۔ آنکھوں میں دوا ڈالنا ۲۔ سرمہ لگانا اگر اس کی بو یا مزہ حلق تک پہنچ جائے ۳۔ ایسے کام کرنا جس سے کمزوری پیدا ہو مثلاً خون نکالنا، حمام جانا ۴۔ نسوار لینا اگر معلوم نہ ہو کہ حلق تک پہنچ جائے گی، لیکن اگر معلوم ہو کہ حلق تک پہنچ جائے گی تو جائز نہیں ہے ۵۔ خوشبودار گھاس کو سونگھنا ۶۔ عورت کا پانی میں بیٹھنا ۷۔ خشک چیزوں سے حقنہ لینا ۸۔ بدن پر پہنے ہوئے لباس کو بھگونا ۹۔ دانت کا نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس سے منہ سے خون آجائے ۱۰۔ تازہ لکڑی سے مسواک کرنا ۱۱۔ بیوی کو پیار

میں آجائے اور اگر یہ کام منی کے باہر آنے کے قصد سے بجالائے اور منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا۔

جہاں قضا و کفارہ دونوں واجب ھیں

مسئلہ ۱۷۲۵:- اگر رمضان کے روزہ میں عمداً قے کرے تو فقط اس کی قضا واجب ہے اور اگر رات میں مجنب ہوجائے اور تین مرتبہ بیدار ہو کہ سوجائے صبح تک جنابت پر باقی رہے یا عمداً حقنہ لے یا سر پانی میں ڈبوئے یا خدا و رسول پر جھوٹ باندھے تو بنا بر احتیاط واجب کفارہ بھی دے، اور اگر جان بوجھ کر کوئی دوسرا ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۲۶:- اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ایسام کام کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے تو اگر وہ مسئلہ معلوم کر سکتا تھا تو بنابر احتیاط واجب اس پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر مسئلہ کا جاننا اس کے لئے ممکن نہیں تھا یا مسئلہ کی طرف بالکل اس کا خیال نہ ہو یا یقین رکھتا ہوں کہ اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا، تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

روزہ کا کفارہ

مسئلہ ۱۷۲۷:- جس پر رمضان کے روزے کا کفارہ واجب ہے اسے ایک غلام آزاد کرنا چاہیئے یا دو مہینے متصل اس تفصیل کے ساتھ جو مسئلہ بعد میں بیان ہوگا روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو اتنا کھانا کھلائے کہ وہ سیر ہوجائیں یا ہر ایک مسکین کو ایک مد تقریباً جو دہ چھٹانک گندم یا جو وغیرہ کھانے کی چیزیں دیں اور اگر یہ چیزیں اس کے لئے ممکن نہ ہوں تو اس کو اختیار ہے چاہے اٹھارہ دن روزے رکھے یا جتنے مد دے سکتا ہے فقیر کو دے اور اگر کھانا نہیں دے سکتا اور نہ اٹھارہ دن روزہ رکھ سکتا ہے تو ان دونوں میں سے جتنا ممکن ہو وہ

گے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جب بھی کفارہ دینا اس کے لئے ممکن ہو تو کفارہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۲۸:- جس شخص کو دو مہینہ متصل کفارہ رمضان کے روزے رکھنے ہوں اسے چاہئے کہ اکتیس روزے بالکل ایک دوسرے کے بعد پے در پے رکھے اور اگر باقی روزے پے در پے نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹:- جس کو دو مہینے روزے کفارہ کے لئے رکھنا ہے تو اسے چاہئے کہ ایسے وقت میں شروع کرے کہ اکتیس دن کے درمیان عید قربان وغیرہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے نہ آئے۔

مسئلہ ۱۷۳۰:- جب کوئی شخص پے در پے متصل روزے رکھ رہا ہو اگر بغیر کسی عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے یا اس وقت شروع کرے کہ درمیان میں ایک ایسا دن آجائے کہ جس کا روزہ رکھنا اس پر واجب ہے، مثلاً جیسے کسی دن کی نذر کرچکا ہو کہ وہ اس دن روزہ رکھے گا تو پھر ایسے شخص کو دو بارہ ابتداء سے روزہ رکھنا پڑیں گے۔

مسئلہ ۱۷۳۱:- وہ روزے جو پے در پے رکھنے ہیں اگر ان کے درمیان کوئی عذر پیش آئے، مثلاً یہ کہ حیض یا نفاس کا خون آجائے یا ایسا سفر کرنا پڑے کہ جس کے جانے پر مجبور ہو تو جب اس کا عذر دور ہوجائے تو دو بارہ ابتداء سے روزے رکھنا واجب نہیں ہے، بلکہ باقی روزے عذر کے دور ہوجانے کے بعد رکھنا شروع کردے۔

مسئلہ ۱۷۳۲:- اگر روزہ کو حرام چیز سے توڑے خواہ وہ چیز اصلاً حرام ہو، مثلاً شراب یا زنا یا کسی وجہ سے حرام ہوگئی ہو مثلاً اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو تینوں کفارے اس پر واجب ہیں، یعنی ایک غلام آزاد کرے، دو مہینے روزہ رکھے، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ہر ایک مسکین کو ایک مد کھانا گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے، اور اگر تینوں کفارے دینے ممکن نہ ہوں تو پھر ان میں سے جو ممکن ہے اسے انجام دے۔

مسئلہ ۱۷۳۳:- اگر روزہ دار خدا یا رسول ؐ کی طرف جھوٹ نسبت دے تو صرف

مسئلہ ۱۷۳۴ :- اگر روزہ دار رمضان کے ایک دن میں کئی جماع کرے تو اس پر ہر جماع کے لئے ایک کفارہ واجب ہوگا اور اگر جماع حرام ہو تو اس پر ہر مرتبہ تینوں کفارے واجب ہوں گے۔

مسئلہ ۱۷۳۵ :- اگر روزہ دار رمضان کے دن جماع کے علاوہ کئی مرتبہ ایسے کام بجالائے جن سے روزہ باطل ہوجاتا ہے تو ان کاموں کے لئے ایک ہی کفارہ ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر متعدد کفارے دے۔

مسئلہ ۱۷۳۶ :- اگر روزہ دار بطور حرام جماع کرے اور اس کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری کرے، تو تینوں کفارے دینا بھی واجب ہوں گے اور ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینہ روزہ رکھنا یا ساٹھ فقیر کو پیٹ بھر کھانا بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۷ :- اگر روزہ دار اپنے روز کو حلال چیز سے باطل کرے، مثلاً پانی پی لیا اور اس کے بعد ایسا کام بھی کرے جو کہ حرام ہے اور روزہ کو بھی باطل کرتا ہے، مثلاً حرام کھانا کھائے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۸ :- ڈکار لینے سے اگر روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز آجائے تو اگر اسے عمداً نگل لے اس کا روزہ باطل ہے اور اس کی قضا بجا لانا چاہئے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہوگا اور اگر اس چیز کا کھانا حرام ہے، مثلاً ڈکار کے ساتھ خون یا کوئی ایسی چیز آجائے جو غذا کی شکل وصورت سے خارج ہوگئی ہو اور اس کو جان بوجھ کر دو بارہ نگل لے تو پھر اس روزے کی قضا کرنی پڑے گی اور اس پر تینوں کفارے بھی واجب ہوں گے۔

مسئلہ ۱۷۳۹ :- اگر کسی معین دن کے لئے روزے کی نذر کی ہو اور پھر اس دن عمداً روزہ باطل کردے تو وہ ایک غلام آزاد کر لے یا دو مہینہ مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

مسئلہ ۱۷۴۰ :- اگر کوئی کسی کے کہنے پر کہ مغرب ہو چکی ہے افطار کرے حالانکہ

احتیاط اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے .

مسئلہ ۱۷۳۱ :- جس نے عمداً اپنا روزہ باطل کر دیا ہو اگر ظہر کے بعد سفر کرے یا ظہر سے پہلے کفارہ سے بچنے کے لئے سفر کرے، بلکہ اگر اسے اتفاقاً ظہر سے پہلے مسافرت کرنی پڑجائے تو بھی بنابر احتیاط اس پر کفارہ واجب ہے .

مسئلہ ۱۷۳۲ :- اگر عمداً روزہ باطل کرے لیکن اس کے بعد میں کوئی عذر ، مثلاً حیض یا نفاس یا بیماری وغیرہ پیش آئے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے .

مسئلہ ۱۷۳۳ :- اگر کسی کو یقین ہو کہ ماہ رمضان کی پہلی ہے اور عمداً اس دن کے روزہ کو باطل کردے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ شعبان کی آخری تاریخ تھی تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے، اسی طرح اگر انسان کو شک ہو کہ رمضان کا آخری دن ہے یا شوال کی پہلی تاریخ اور پھر عمداً اپنا روزہ باطل کرے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ شوال کی پہلی تھی .

مسئلہ ۱۷۳۴ :- اگر روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کرے چنانچہ اگر اس نے بیوی کو اس کام پر مجبور کیا ہے تو اس پر اپنا اور بیوی دونوں کا کفارہ واجب ہے اور اگر بیوی خود مجامعت پر راضی ہو تو پھر ہر ایک پر ایک کفارہ واجب ہوگا .

مسئلہ ۱۷۳۵ :- اگر کوئی عورت اپنے روزہ دار شوہر کو مجامعت یا کسی ایسے کام پر مجبور کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو تو عورت پر اپنے شوہر کا کفارہ واجب نہیں ہوگا .

مسئلہ ۱۷۳۶ :- اگر کوئی روزہ دار اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کرے چنانچہ عورت کو اس طرح مجبور کرے کہ اسے وہ اختیار نہ رکھتی ہے لیکن بیوی حالت جماع میں مجامعت پر راضی ہوجائے تو احتیاط واجب ہے کہ مرد دو کفارہ اور عورت ایک کفارہ دے .

مسئلہ ۱۷۳۷ :- اگر روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی بیوی کے ساتھ جو سو رہی ہو جماع کرے تو مرد پر ایک کفارہ واجب ہوگا اور عورت کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کفارہ بھی

مسئلہ ۱۷۴۸ :- اگر مرد اپنی بیوی کو جماع کے علاوہ کسی اور کام پر مجبور کرے کہ جس سے روزہ باطل ہوتا ہے تو مرد پر عورت کا کفارہ واجب نہیں بلکہ عورت پر بھی کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۴۹ :- جو شخص مسافرت یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا اپنی روزہ دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا اور اگر اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے تو اس کا کفارہ اس کے اوپر واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۵۰ :- انسان کو کفارہ ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے لیکن فوراً ادا کرنا بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۱ :- اگر انسان پر کفارہ واجب ہوجائے اور کئی سالوں تک ادا نہ کرے تو اس کفارے پر کوئی چیز اضافہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۵۲ :- جس کو کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیئے اگر اس کو ساٹھ مسکین مل سکتے ہیں تو پھر ایک فقیر کو ایک مد سے زیادہ نہیں دے سکتا یا ایک فقیر کو ایک دفعہ سے زیادہ کھانا نہیں کھلا سکتا، ہاں اگر انسان کو اطمینان ہو کہ فقیر کھانا اپنے اہل وعیال کو دے گا یا ان کو کھلائے گا تو پھر ہر ایک فقیر کے اہل وعیال کے لئے اگرچہ بچے بھی کیوں نہ ہوں ایک مد علیحدہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۳ :- جو شخص ماہ رمضان کی قضا کا روزہ رکھے ہوئے ہو اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کر دے تو اس پر دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک مد کے حساب سے طعام دینا واجب ہے اور اگر نہیں دے سکتا تو اس کے عوض میں تین روزے رکھے اور احتیاط مستحب ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو طعام دے۔

جہاں صرف قضا لازم ہے

ہے وہ درج ذیل ہیں :

۱۔ جب رمضان کی رات میں مجنب ہو اور جس کی تفصیل مسئلہ (۱۶۴۰) میں گزر چکی ہے اذان صبح تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو .

۲۔ مبطلات روزہ کو تو انجام نہ دے مگر روزہ کی نیّت نہ کرے یا ریاء کی نیّت کی ہو یا نیّت کرے کہ وہ روزہ سے نہیں ہے .

۳۔ رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور ایک دن یا کئی دن روزے رکھے.

۴۔ رمضان میں یہ تحقیق کئے بغیر کہ صبح ہوگئی ہے کہ نہیں ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہوچکی تھی، اس طرح اگر تحقیق کے بعد شک یا گمان ہو صبح ہوگئی ہے اور پھر کوئی ایسا کام بجالائے کہ جو روزہ کو باطل کردیتا ہے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ صبح ہوچکی تھی تو اس دن کی قضا اس پر واجب ہے، لیکن اگر تحقیق کے بعد گمان یا یقین ہوجائے کہ صبح نہیں ہوئی اور کوئی چیز کھالے لیکن بعد میں معلوم ہوجائے کہ صبح ہوچکی تھی تو قضا واجب نہیں ہے، اور اگر تحقیق کے بعد شک ہوجائے کہ صبح ہوچکی ہے یا نہیں اور ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے پھر معلوم ہو کہ صبح ہوچکی تھی تو بنابر احتیاط واجب اس دن کی قضا بجالائے .

۵۔ اگر کوئی کہے کہ صبح نہیں ہوئی ہے ابھی وقت باقی ہے اور انسان اس کے کہے سے ایسا کام کرے جو روزہ باطل کردیتا ہے اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہوچکی تھی تو اس صورت میں بھی قضا لازم ہے .

۶۔ کوئی کہے کہ صبح ہوچکی ہے لیکن انسان کو یقین نہ آئے یا خیال کرے کہ مذاق کررہا ہے اور ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے پھر پتہ چلے کہ صبح ہوچکی تھی تو قضا لازم ہے .

۷۔ اگر نابینا یا کوئی اور معذور انسان کسی کے کہنے پر افطار کرے اور بعد میں معلوم ہو

کفارہ بھی واجب ہوگا۔

۸۔ اگر مطلع صاف ہو اور تاریکی کی وجہ سے یقین ہوجائے کہ مغرب ہو چکی ہے اور افطار کر لے بعد میں پتہ چلے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی، لیکن اگر مطلع بادل کی وجہ سے صاف نہ ہو اور گمان ہوجائے کہ مغرب ہو چکی ہے اور افطار کرے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو اس پر قضا واجب نہیں۔

۹۔ ٹھنڈک پہنچانے کے لئے یا بغیر کسی مقصد کے منہ میں پانی لے کر چاروں طرف پھرائے اور غیر اختیاری طور سے پانی حلق سے نیچے چلا جائے تو قضا رکھے، ہاں اگر روزہ دار ہونے کو بھول جائے اور پانی پی لے یا وضو کے لئے منہ میں پانی ڈالے اور بغیر اختیار کے پانی اندر چلا جائے تو پھر اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی شخص اخراج منی کے قصد کے بغیر اپنی بیوی سے شوخی کر رہا ہو اور منی نکل آئے اور اس طرح منی نکالنا بھی اس کی عادت میں نہ ہو تو قضا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۵ :- اگر پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں رکھے اور بغیر اختیار کے اندر چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور بغیر اختیار کے اندر چلا جائے تو پھر اس کی قضا واجب نہیں

مسئلہ ۱۷۵۶ :- روزہ دار کے لئے زیادہ کلی کرنا مکروہ ہے اگر کلی کے بعد لعاب دہن کو نگلنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ آب دہن کو باہر تھوک دے۔

مسئلہ ۱۷۵۷ :- اگر یہ معلوم ہو کہ کلی کرنے کی وجہ سے بے اختیار پانی منہ میں چلا جائے گا تو کلی نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۵۸ :- اگر ماہ رمضان میں تحقیق کے بعد یقین کرے یا گمان کرے کہ صبح نہیں ہوئی اور پھر وہ روزہ کو باطل کرنے والا کوئی کام بجالائے اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو چکی تھی تو قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۹ :- اگر انسان کو شک ہو کہ مغرب ہوئی ہے یا نہیں تو وہ شخص افطار

باطل ہوجاتا ہے اور تحقیق کرنا بھی واجب نہیں ہے .

قضا روزہ کے احکام

مسئلہ ۱۷۲۰ :- اگر دیوانہ عاقل ہوجائے تو اس پر روزوں کی قضا واجب نہیں کہ جن میں وہ دیوانہ رہا تھا .

مسئلہ ۱۷۲۱ :- اگر کافر مسلمان ہوجائے تو اس پر ان دنوں کی قضا واجب نہیں کہ جن میں وہ کافر تھا، اسی طرح اس دن کا روزہ واجب نہیں جس میں مسلمان ہوا، ہاں اگر ظہر سے پہلے مسلمان ہوجائے اور روزہ کو باطل کرنے والا کوئی کام بجا نہ لایا ہو تو بنابر احتیاط واجب نیّت کرے اور روزہ رکھے اور اگر نہیں رکھا اس کی قضا بجا لائے، لیکن اگر مرتد مسلمان ہوجائے تو جتنے دن مرتد رہا اس زمانے کے روزوں کی قضا کرے .

مسئلہ ۱۷۲۲ :- مستی کی حالت میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے چاہے مست کرنے والی چیز کو اشتباہاً یا علاج کے لئے کھایا ہو .

مسئلہ ۱۷۲۳ :- اگر کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزہ نہ رکھا ہو اور بعد میں شک ہو کہ اس کا عذر کب برطرف ہوا تھا تو اس صورت میں وہ کم مقدار کہ جس کا وہ احتمال دیتا ہے کہ روزہ نہیں رکھا قضا کرسکتا ہے، مثلاً وہ شخص کہ جو رمضان سے پہلے سفر کو گیا تھا لیکن اسے معلوم نہ رہے کہ پانچویں رمضان کو واپس آیا تھا یا چھٹی کو تو وہ صرف پانچ دن روزہ رکھے، اسی طرح اگر کسی کو یہ علم نہ ہو کہ عذر کس دن پیدا ہوا تھا تو وہ کم مقدار کی قضا کرے، مثلاً رمضان کی آخری دنوں میں سفر کرے اور رمضان کے بعد لوٹے لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے پچیسویں رمضان کو سفر کیا تھا یا چھبیسویں کو تو وہ کم مقدار کو یعنی پانچ دن کو قضا کرسکتا ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ زیادہ مقدار، یعنی چھ دنوں کی قضا کرے جب کہ سفر کا وقت معلوم ہو لیکن مقدار معلوم نہ ہو .

پہلے بجا لائے، ہاں اگر آخری رمضان کی قضا کا وقت تنگ ہو، مثلاً آخری رمضان کے پانچ دن کی قضا اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان تک صرف پانچ دن رہ گئے ہوں تو پھر بنابر احتیاط واجب آخری رمضان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ :- اگر کئی رمضان کے روزے ہوں تو اگر وہ روزہ میں نیت معین نہ کرے کہ کس رمضان کی قضا کر رہا ہے تو پھر وہ روزے پہلے سال کی قضا محسوب ہوں گے۔

مسئلہ ۱۷۶۶ :- اگر کسی کو قضا روزہ رکھنا ہو تو اگر اس روزے کی قضا کا وقت تنگ نہ ہو تو وہ ظہر سے پہلے روزہ کو بھی توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۷ :- اگر کسی دوسرے شخص کے روزہ کی قضا کر رہا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ظہر کے بعد اس روزے کو باطل نہ کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۸ :- اگر کوئی بیماری یا حیض، نفاس کی وجہ سے رمضان کا روزہ نہ رکھے اور رمضان ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو نہ رکھے ہوئے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۹ :- اگر کوئی بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ نہ رکھ سکے اور بیماری آئندہ سال تک باقی رہے تو نہ رکھے ہوئے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے صرف ہر روز کے عوض ایک مد (تقریباً ۷۵۰ گرام) گیہوں یا جو اور اس کے مانند کوئی چیز فقیر کر دے، لیکن اگر بیماری کے علاوہ کسی اور عذر کی بنا پر (مثلاً سفر کی وجہ سے) روزہ نہ رکھ سکے اور یہ عذر اگلے رمضان تک باقی رہے تو نہ رکھے ہوئے روزوں کی ماہ رمضان کے بعد قضا کرنا چاہیئے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد کھانا فقیروں کو دے۔

مسئلہ ۱۷۷۰ :- اگر کسی بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد بیماری ختم ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر پیش آجائے جس کی وجہ سے اگلے رمضان تک قضا روزے نہ رکھ سکا ہو تو پھر ان روزوں کی قضا بجا لانا چاہیئے، اسی طرح اگر رمضان میں مرض کے علاوہ کوئی اور عذر پیدا ہو جائے اور رمضان کے بعد ختم ہو جائے اور

کرنا ضروری ہے اور بنابر احتیاط واجب ہر روزے کے لئے ایک ایک مد طعام فقیر کو دے.

مسئلہ ۱۷۷۱:- اگر انسان کسی عذر کی وجہ سے رمضان کا روزہ نہ رکھ سکے اور عذر برطرف ہوجانے کے باوجود آئندہ رمضان تک جان بوجھ کر قضا نہ کرے تو رمضان کے بعد روزوں کی قضا رکھے اور ہر دن کے عوض ایک مد غذا کفارہ میں دے.

مسئلہ ۱۷۷۲:- اگر روزے کی قضا میں کوتاہی کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہوجائے اور تنگی وقت میں عذر پیدا ہوجائے تو قضا بھی کرے اور کفارہ بھی دے، اسی طرح اگر کوتاہی نہیں کی تھی لیکن اتفاق سے وقت کی تنگی میں کوئی عذر پیدا ہوجائے تو قضا کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے عوض ایک مد غذا کفارہ میں دے.

مسئلہ ۱۷۷۳:- اگر انسان کئی سال بیمار رہنے کے بعد اچھا ہو اور اگلے رمضان تک قضا کا وقت باقی ہو تو صرف آخری رمضان کے روزوں کی قضا کرے اور گزشتہ سالوں کے لئے ہر دن کے لئے ایک مد کھانا فقیر کو دے.

مسئلہ ۱۷۷۴:- جس کو روزوں کے لئے مد طعام فقیروں کو دینا ہے تو چند دنوں کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے.

مسئلہ ۱۷۷۵:- اگر رمضان کی قضا کو کئی سال تک بجالانے میں تاخیر کرے تو اسے ان روزوں کی قضا بجالانی ہوگی اور ہر ایک دن کے عوض ایک مد غذا کفارہ میں دے.

مسئلہ ۱۷۷۶:- اگر رمضان کے روزے عمداً نہ رکھے تو ان کی قضا کرنا پڑے گی اور ہر ایک روزے کے عوض دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ایک غلام آزاد کرے، پس اگر وہ اگلے رمضان تک قضا نہ کرے تو ہر ایک روزے کے لئے ایک مد طعام دینا بھی ضروری ہوگا.

مسئلہ ۱۷۷۷:- اگر کوئی عمداً روزہ نہ رکھے اور پھر وہ دن کئی مرتبہ وہ کام بھی کرے جو کہ روزہ کو باطل کردیتا ہے، مثلاً کئی مرتبہ مجامعت کرے تو ہر مرتبہ کے لئے ایک کفارہ

مسئلہ ۱۷۷۸:- باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کو چاہیۓ کہ اس کے روزوں کی قضا بجالائے جیسے کہ قضا نماز کے مسائل میں بیان کیا گیا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ماں کے روزے بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۹:- اگر باپ پر رمضان کے علاوہ کوئی اور واجب روزہ، مثلاً نذر کا روزہ ہو تو ان کی قضا بھی بنابر احتیاط واجب بڑا لڑکا بجالائے۔

مسافر کے روزے کے احکام

مسئلہ ۱۷۸۰:- جس مسافر کو چار رکعتی نمازوں کو سفر میں قصر پڑھنا ہے وہ ان دنوں کا روزہ بھی نہیں رکھ سکتا، اور جو مسافر نماز پوری پڑھتا ہو، مثلاً اس کا سفر، سفر معصیت ہو یا اس کا شغل ہی سفر ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۸۱:- ماہ رمضان میں سفر کرنا حرام نہیں ہے لیکن اگر روزہ سے بچنے کے لئے سفر کرے تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۲:- ماہ رمضان کے علاوہ اگر انسان پر کسی معین دن کا روزہ وجب ہو، مثلاً نذر کر لیا ہو کہ پندرہ شعبان کو روزہ رکھوں گا تو اس دن سفر کر سکتا ہے، اور اسی طرح اگر رمضان کے روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور وقت تنگ ہو چکا ہو تو بھی سفر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۳:- اگر کسی نے نذر کی ہو کہ روزہ رکھے لیکن اس کا دن معین نہ کرے، تو پھر وہ ایسے روزوں کو سفر کی حالت میں نہیں رکھا سکتا، لیکن اگر وہ نذر کرے کہ فلاں دن کے روزہ کو سفر کی حالت میں بجالاؤں گا تو پھر اس کو چاہیۓ کہ اس دن سفر میں ورزہ رکھے اور اگر نذر کی ہو کہ فلاں مخصوص دن سفر میں ہو یا نہیں روزہ رکھوں گا تو اگرچہ سفر میں بھی ہو تب بھی وہ اس دن روزہ رکھے۔

رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۵:- جس شخص کو علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ باطل ہے اور سفر میں روزہ رکھے لیکن دن میں کسی وقت اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کا روزہ باطل ہے تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اگر مغرب تک معلوم نہ ہو تو روزہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۸۶:- جو شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا بھول جائے کہ مسافر کا روزہ باطل ہے اور روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۷:- ظہر کے بعد سفر کرنے والے مسافر کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہیئے اور اگر ظہر سے پہلے سفر کرے تو وہ جب حد ترخص تک پہنچ جائے، یعنی جب شہر کی دیواریں دکھائی نہ دیں اور اذان کی آواز سنائی نہ دیں تو اس کو اپنا روزہ توڑنا پڑے گا اور اگر اس سے پہلے روزہ توڑ دے تو بنابر احتیاط واجب کفارہ بھی اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۸:- اگر مسافر ظہر سے پہلے اپنے وطن یا ایسی جگہ پر پہنچ جائے کہ جہاں دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اگر اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے روزہ باطل ہوتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اگر ایسا کام کرچکا ہے تو پھر اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹:- مسافر اور وہ شخص جو روزہ رکھنے سے معذور ہو اس کے لئے ماہ رمضان کے دنوں میں جماع کرنا اور سیر ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

جن لوگوں پر روزہ واجب نہیں ھے

مسئلہ ۱۷۹۰:- جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزہ اس کے لئے مشقت کا باعث ہے تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو

روزہ رکھ سکے تو احتیاط مستحب کی بنا پر روزوں کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۷۹۲:- اگر انسان میں ایسی بیماری ہو کہ زیادہ پیاس لگتی ہے اور وہ پیاس کو برداشت نہ کر سکتا یا باعث مشقت ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں، یعنی جب پیاس اس کے لئے باعث مشقت ہو تو اس کو ہر روزہ کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ پانی نہ پیئے اور اگر بعد میں روزے رکھنے پر قادر ہو جائے تو ان روزوں کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۷۹۳:- حاملہ عورت جس کا وضع حمل قریب ہو اور روزہ بچہ کے لئے مضر ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں، اسی طرح اگر روزہ رکھنا خود عورت کے لئے مضر ہو تو بھی اس پر روزہ واجب نہیں، لیکن ہر روز کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے، ہاں ان دونوں صورتوں میں روزوں کی قضا بجالانی ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۹۴:- دودھ پلانے والی عورت چاہے بچہ کی ماں ہو یا دایہ ہو یا بغیر اجرت کے دودھ پلانے والی ہو اگر روزہ رکھنے سے دودھ میں کمی آتی ہو اور بچہ کے لئے مضر ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے، اسی طرح اگر روزہ خود عورت کے لئے مضر ہو تو بھی اس پر روزہ واجب نہیں اور اس صورت میں ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے گی، اور دونوں صورتوں میں ان روزوں کی قضا بعد میں بجالانی ہوگی، البتہ اگر کوئی ایسی عورت مل سکتی ہو کہ بچے کو بغیر اجرت کے دودھ پلاتی رہے یا دودھ پلانے کی اجرت ماں یا باپ یا کسی اجنبی شخص سے اس کو مل سکے تو بچہ دوسری عورت کو دے اور خود روزہ رکھے۔

چاند ثابت ھونے کا طریقہ

مسئلہ ۱۷۹۵:- پہلی کا چاند پانچ طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

۱۔ انسان خود چاند دیکھے

حاصل ہوجائے۔

۳۔ شعبان کے تیس دن گزر جانے سے رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوجاتی ہے یا پہلی رمضان سے تیس دن گزر جانے سے شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہوجاتی ہے۔

۴۔ دو عادل مردوں کی گواہی، لیکن اگر دونوں چاند کے اوصاف ایک دوسرے سے مختلف بتائیں یا ان کی شہادت خلاف واقع ہو، مثلاً یہ کہیں کہ چاند کا اندرونی دائرہ افق کی طرف تھا تو پھر چاند ثابت نہیں ہوگا، ہاں بعض خصوصیات کی تشخیص میں ان دونوں میں اختلاف ہوجائے، مثلاً ایک کہے کہ چاند اونچا تھا اور دوسرا کہے اونچا نہیں تھا تو بھی ان کے کہنے سے چاند کی پہلی ثابت ہوجائے گی۔

۵۔ حاکم شرع حکم دے کہ آج پہلی ہوگئی ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۶ :- جب حاکم شرع حکم دے کہ آج چاند کی پہلی ہے تو جو شخص اس کی تقلید میں نہیں ہے اس کو بھی حاکم کا حکم ماننا ہوگا، البتہ جس کو یقین ہو کہ حاکم شرع نے اشتباہ کیا تو وہ اس پر عمل نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۱۷۹۷ :- علم نجوم کے ماہرین کی پیشن گوئی سے چاند کی پہلی ثابت نہیں ہوگی لیکن اگر کسی کو ان کے کہنے سے یقین ہوجائے تو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۷۹۸ :- چاند کا اونچا ہونا یا دیر میں غروب ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ سابقہ رات کو چاند کی پہلی تاریخ تھی۔

مسئلہ ۱۷۹۹ :- جب کوئی شخص ماہ رمضان کی پہلی ثابت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھے اگر دو عادل کہہ دیں کہ گزشتہ رات ہم نے چاند دیکھا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس روزہ کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۰ :- جب ایک شہر میں چاند کی پہلی ثابت ہوجائے تو دوسرے شہر والوں کے لئے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے مگر جب وہ دونوں شہر ایک دوسرے سے قریب ہو یا انسان کو معلوم ہو کہ ان دونوں کا افق ایک ہے

مسئلہ ۱۸۰۱ :- تار اور ٹیلی گراف سے پہلی ثابت نہیں ہوتی مگر جب دونوں شہر ایک دوسرے کے نزدیک یا افق میں برابر ہوں اور انسان کو علم ہو کہ ٹیلی گراف مجتہد کے حکم کی بنا پر یا دو عادل مردوں کی شہادت پر دیا گیا ہے ۔

مسئلہ ۱۸۰۲ :- جس دن کے بارے میں شک ہو کہ آج آخری رمضان ہے یا پہلی شوال ہے تو روزہ رکھنا چاہیئے لیکن اگر مغرب سے پہلے ثابت ہو جائے کہ آج پہلی شوال ہے تو روزہ افطار کرنا ہوگا ۔

مسئلہ ۱۸۰۳ :- قیدی کو اگر ماہ رمضان کا یقین نہ ہو سکے تو اپنے گمان پر عمل کرے اور گمان بھی ممکن نہ ہو تو جس مہینہ میں چاہے روزے رکھے لیکن گیارہ مہینے گزرنے کے بعد دو بارہ ایک ماہ روزہ رکھے اور اگر بعد میں اس کے خلاف ثابت ہو جائے وہ روزے صحیح ہے اور اگر ثابت ہو جائے کہ رمضان نہیں ہوا تو دو بارہ روزہ رکھنا چاہیئے ۔

حرام اور مکروہ روزے

مسئلہ ۱۸۰۴ :- عید الفطر اور عید قربان میں روزہ رکھنا حرام ہے، اسی طرح اس دن میں جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ آخری شعبان ہے یا پہلی رمضان ہے، رمضان المبارک کی نیّت سے روزہ رکھے تو حرام ہے ۔

مسئلہ ۱۸۰۵ :- عورت کے مستحبی روزہ رکھنے سے اگر شوہر کا حق برباد ہوتا تو شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی، اسی طرح اگر شوہر مستحب روزہ رکھنے سے منع کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر روزہ نہیں رکھنا چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۸۰۶ :- اولاد کے مستحبی روزے اگر والدین یا دادا کے لئے اذیت کے باعث ہوں تو ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ اگر ان کے لئے سبب اذیت نہ بھی ہو مگر وہ مستحبی روزہ سے منع کریں تو روزہ نہ رکھیں ۔

دن میں روزہ رکھنے سے منع کرے تو افطار کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۸ :- جس کو معلوم ہو یا گمان ہو کہ روزہ اس کے لئے نقصان دہ ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اگرچہ ڈاکٹر کہے کہ مضر نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے معلوم ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر نہیں ہے اگرچہ ڈاکٹر کہیں مضر ہے تو پھر بھی روزہ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۰۹ :- جس کا عقیدہ ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر نہیں ہے اور وہ روزہ رکھے اور مغرب کے بعد پتہ چلے کہ روزہ اس کے لئے مضر تھا تو اس کی قضا بجالانا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۱۰ :- جب کسی کو احتمال ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر ہے اور اس احتمال سے اس کو ڈر پیدا ہو، اگر وہ احتمال لوگوں کی نظر میں صحیح ہو تو اس کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا، مگر یہ کہ قصد قربت کی نیّت سے روزہ رکھے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ اس کے لئے مضر نہیں تھا۔

مسئلہ ۱۸۱۱ :- بیان کیئے گئے روزوں کے علاوہ بھی کچھ حرام روزے ہیں جن کا ذکر بڑی کتابوں میں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۲ :- روزہ رکھنا عاشورہ کے دن یا اس دن کہ جس کے متعلق شک ہے کہ عرفہ کا دن ہے یا کہ عید قربان کا مکروہ ہے، لیکن عاشورہ میں مستحب ہے کہ انسان عصر کے وقت تک کھانے، پینے سے پرہیز کرے۔

مستحب روزے

مسئلہ ۱۸۱۳ :- پورے سال میں سوائے ان دنوں کے جن میں روزہ رکھنا حرام ہے یا مکروہ کہ جن کا ذکر ہو چکا ہے روزہ رکھنا مستحب ہے اور بعض دنوں کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے ان میں سے:

۱۔ ہر ماہ کی پہلی اور آخری جمعرات اور ہر ماہ کی دسویں تاریخ کے بعد والا پہلا بدھ اور اگر

مستحب ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد طعام یا ۱۲/۶ نخود چاندی کسی فقیر کو دے۔
۲۔ ہر ماہ کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کو۔
۳۔ پورے ماہ رجب اور ماہ شعبان اور ان دو ماہ میں سے کچھ دن اگرچہ ایک ہی دن کیوں نہ ہو۔
۴۔ عید نوروز کے دن، ذی قعدہ کی پچیس اور انتیس اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر نویں تک، یعنی یوم عرفہ تک، لیکن اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے ضعف پیدا ہوجائے اور عرفہ کی دعاؤں کو نہ پڑھ سکے تو پھر اس کے لئے روزہ مکروہ ہے، عید غدیر (۱۸ ذی الحجہ)، محرم کی پہلی اور تیسری، عید میلاد النبیؐ (۱۷ ربیع الاول)، رسول خداؐ کے مبعث کا دن (۲۷ رجب المرجب) اور اگر کوئی مستحبی روزہ رکھے تو آخر تک پورا کرنا اس پر واجب نہیں، بلکہ اگر کوئی مؤمن بھائی اس کو کھانے کی دعوت دیتا ہے تو مستحب ہے کہ اس کی دعوت قبول کرے اور دن میں افطار کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۴:- چھ آدمیوں کے لئے اگرچہ روزہ دار نہ بھی ہو مستحب ہے ان کاموں سے بچیں جو روزہ کو باطل کر دیتے ہیں:
۱۔ وہ مسافر کہ جس نے سفر کے دوران روزہ کو باطل کرنے والا کام انجام دیا ہو اور ظہر سے پہلے وطن میں یا جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہے پہنچ گیا ہے۔
۲۔ وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا اس جگہ کہ جہاں دس دن رہنا ہو پہنچ جائے۔
۳۔ وہ بیمار کہ جو ظہر سے پہلے ٹھیک ہوجائے لیکن اس نے روزہ کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام دیا ہو۔
۴۔ وہ مریض جو ظہر کے بعد ٹھیک ہوجائے۔
۵۔ وہ عورت جو دن کے کسی حصہ میں خون حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے۔
۶۔ وہ کافر کہ جو رمضان کے کسی دن میں مسلمان ہوجائے۔

وعشاء کی نماز پڑھ لے، لیکن اگر حضور قلب کے ساتھ نہ پڑھ سکتا ہو یا کوئی شخص افطار کے لئے اس کا انتظار کر رہا ہو، تو بہتر ہے کہ پہلے افطار کرے لیکن بس اتنا کہ جس کے بعد نماز کو اس کے فضیلت کے وقت میں پڑھ سکے۔

خمس کے احکام

مسئلہ ۱۸۱۶:- خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے:
۱۔ کاروبار کے منافع ۲۔ معدن (کان) ۳۔ گنج (خزانہ)
۴۔ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے۔
۵۔ دریا میں غوطہ خوری کے ذریعے حاصل ہونے والے جواہرات۔
۶۔ جنگ کا مال غنیمت۔
۷۔ جو زمین مسلمان کافر ذمی سے خریدے۔
ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان ہوں گے۔

۱۔ کاروبار کا نفع

مسئلہ ۱۸۱۷:- جب انسان تجارت یا صنعت یا کسی اور کاروبار سے کوئی مال حاصل کرتا ہے اگرچہ کسی میّت کی نماز یا روزہ اجرت پر پڑھ کر اس سے کچھ مال حاصل کیا ہو چنانچہ اس مال سے خود اپنے اہل وعیال کے سالانہ اخراجات پر صرف کرنے کے بعد جو بچ جائے اس بچت میں سے خمس، یعنی پانچواں حصّہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل

مسئلہ ۱۸۱۸ :- اگر کسب کے بغیر کوئی مال ہاتھ آئے، مثلاً کوئی مال کسی نے اسے بخش دیا ہو تو اگر ایسے مال سے سالانہ اخراجات نکال کر کوئی چیز بچ جائے تو اس کا خمس بنابر احتیاط واجب ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۹ :- عورت کو جو مہر ملتا ہے اس پر خمس نہیں اسی طرح وہ میراث جو کسی کو پہنچتا ہے لیکن اگر ایسے شخص کا ترکہ ورثہ مل جائے کہ جس سے بہت دور کا رشتہ تھا اور اسے رشتہ کی خبر بھی نہ تھی تو پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ اس ارث کے مال سے سال کے اخراجات کر چکنے کے بعد اگر کوئی چیز بچ جائے اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۲۰ :- اگر کوئی مال میراث میں ملے اور معلوم ہو کہ میّت نے اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو اس مال کا خمس دینا ہوگا اسی طرح اگر اس مال میں جو وارث کو ملا ہے خمس واجب نہ ہو لیکن میراث پانے والا جانتا ہو کہ میّت کے ذمے خمس واجب الاداء تھا تو اس کو اس کے مال سے خمس ادا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۲۱ :- اگر قناعت کی وجہ سے سال کے اخراجات سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۲۲ :- جب کسی کا خرچ دوسرا کوئی دیتا ہو تو خود سے حاصل کردہ پورے مال کا خمس دینا چاہیئے اور اگر اس مال سے کچھ حصّہ زیارات اور اس قسم کی چیزوں پر خرچ کیا ہو تو جو مال باقی ہے اس کا خمس دینا ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۲۳ :- جب کسی ملک کو معین افراد، مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کیا ہو اور اولاد اس ملک میں زراعت کرنے یا درخت لگانے سے کچھ مال حاصل کرے تو جب وہ مال ان کے سالانہ خرچ سے زیادہ ہو تو اس کا خمس بھی دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۲۴ :- مستحق افراد جو خمس وزکات لیتے ہیں چاہے سالانہ اخراجات کے بعد اس سے کچھ بچ جائے پھر بھی اس بچت پر خمس نہیں ہے، البتہ اگر خمس وزکات سے

اس نفع سے سال بھر کا خرچ نکالنے کے بعد جو بچت ہو اس بچت پر خمس واجب ہے، اسی طرح اگر صدقہ مستحبی لے تو اس کا خمس احتیاط واجب کی بنا پر دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۲۵:- اگر ایسے روپیئے سے کہ جس پر خمس واجب تھا خمس دیئے بغیر کوئی چیز خریدے، یعنی بیچنے والے سے کہے کہ اس مال کو اس رقم سے خرید رہا ہوں تو خمس کی مقدار کے برابر معاملہ باطل ہے، البتہ اگر حاکم شرع اجازت دیدے معاملہ صحیح ہے اور اس خریدی ہوئی چیز کا پانچواں حصّہ حاکم شرع کو دے اور اگر خریدی ہوئی چیز نہ ہو تو اس کی قیمت سے پانچواں حصّہ حاکم شرع کو دیدے۔

مسئلہ ۱۸۲۶:- اگر کوئی چیز خریدے اور معاملہ کے بعد اس کی قیمت ایسے روپیئے سے ادا کرے کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے لیکن چونکہ قیمت اس رقم سے دی تھی جس کا خمس ادا نہیں کیا تھا اس لئے بمقدار خمس رقم کا مقروض رہے گا اور اگر اتنی رقم بیچنے والے کے پاس موجود ہو تو حاکم شرع اس رقم کو لے لے گا اور اگر وہ رقم باقی نہیں ہے تو حاکم شرع خریدار یا بیچنے والے سے (کسی سے بھی) مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۷:- اگر کوئی ایسا مال خریدے جس کا خمس نہ دیا ہو تو خمس کی مقدار کے برابر اگر حاکم شرع اجازت نہ دے، معاملہ باطل ہے، البتہ اگر حاکم شرع اجازت دیدے تو صحیح ہے اور ایسی صورت میں معاملہ والی رقم کا خمس حاکم شرع کو دینا ہوگا اور اگر بیچنے والے کو دیا ہے تو اس سے لے کر حاکم شرع کو دے۔

مسئلہ ۱۸۲۸:- جس چیز کا خمس نہ دیا ہو اگر کسی کو کوئی بخش دے تو اس چیز کے خمس کا مالک وہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۲۹:- کافر یا ایسے شخص سے جو خمس کا عقیدہ نہیں رکھتا کوئی مال کسی کے پاس آئے تو اس کا خمس واجب نہیں ہے۔

وقت سے لے کر ایک سال گزرنے تک ان کے سال کے مخارج کے بعد جو چیز بچ جائے تو اس کا خمس واجب ہے، لیکن وہ شخص جس کا کام کاسبی کرنا نہیں، اگر اتفاق سے اسے کسی معاملہ میں کوئی منافع حاصل ہو تو فائدہ حاصل ہونے کے وقت سے جب ایک سال گزر جائے تو اس مقدار کا خمس جو اس کے سال کی اخراجات سے بچ جائے دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۳۱:- انسان کو سال کے درمیان جب نفع حاصل ہو تو اس وقت بھی خمس دے سکتا ہے اور آخر سال تک مؤخر بھی کر سکتا ہے، اور خمس دینے کے لئے شمسی سال معین کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۲:- جب کوئی تاجر یا کاسب کی طرح خمس نکالنے سال معین کرے اگر وہ منفعت حاصل کرنے کے بعد سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو پھر اس منفعت سے صرف اس کے مرنے کے وقت تک کے مصارف منہا لئے جائیں گے اور باقی ماندہ منفعت سے خمس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۳۳:- اگر تجارت کے لئے خریدی ہوئی چیز کی قیمت چڑھ جائے اور وہ تجارتی اور آمدنی کے اعتبار سے اس چیز کو نہ بیچے اور پھر سال کے درمیان اسی چیز کی قیمت گر جائے تو قیمت کی جو مقدار بڑھ گئی تھی اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۴:- اگر تجارت کے لئے خریدی ہوئی چیز کی قیمت چڑھ جائے لیکن وہ اسے اس امید پر فروخت نہ کرے کہ اور زیادہ مہنگی ہوجائے اور یوں ہی سال کے ختم ہونے تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے پھر تو جو مقدار بڑھ گئی تھی اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۵:- اگر مال تجارت کے علاوہ کوئی مال اس کے پاس تھا کہ جس کا خمس دے چکا ہے یا اس پر خمس ہی نہیں ہے تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے تو جتنی قیمت بڑھ

ہوئی قیمت کا خمس دے، لیکن اگر کوئی درخت خریدے اور بڑا ہوجائے یا بھیڑ بکری موٹی ہوجائے تو اگر ان کے رکھنے سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ ان سے کوئی منفعت حاصل کرے تو زیادتی کا خمس دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۸۳۶ :- اگر اس نیّت سے باغ لگائے کہ جب اس کی قیمت چڑھ جائے گی تب بیچوں گا تو اگر اس کے بیچنے کا وقت آگیا ہو تو اس کا خمس ادا کرے، لیکن اگر نیّت یہ رہی ہو کہ اس باغ کے پھل کو کھائیں گے تو پھلوں کا خمس دے اور احتیاط کی بنا پر پھلوں کے بڑھنے کی قیمت کا خمس بھی ادا کرلے۔

مسئلہ ۱۸۳۷ :- اگر کوئی شخص بید اور چنار (وہ درخت جن کی پرورش صرف لکڑی کے لئے ہوتی ہے) وغیرہ کے درخت لگائے تو جو سال ان کے بیچنے کا ہے اگرچہ نہ بیچے ان کا خمس ادا کرے، اسی طرح اگر ان درختوں کی شاخوں سے نفع اٹھائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں اور فقط ان شاخوں کی قیمت یا دوسرے فائدوں کو ملا کر اس کی آمدنی سال کے اخراجات سے بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ ہر سال کے خاتمے پر اس زیادہ کا خمس دے۔

مسئلہ ۱۸۳۸ :- جس کے کئی کاروبار ہیں، مثلاً جائیداد کا کرایہ خرید و فروخت اور زراعت بھی کرتا ہے تو ہر کاروبار کے منافع کا حساب ایک ساتھ کرے اور اگر اس میں نفع ہوا ہے تو اس کا خمس دے اور اگر ایک کاروبار سے نفع حاصل کرے اور دوسرے سے نقصان اٹھائے تو احتیاط واجب کی بنا پر جو نفع حاصل کیا ہے اس کا خمس ادا کرے، لیکن اگر اس کے یہاں دو قسم کی تجارت ہو تو اس صورت میں ایک تجارت کا نقصان کا تدارک دوسری تجارت کے نفع سے کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۹ :- انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لئے کرے، مثلاً دلالی اور بار برداری وغیرہ کے سلسلے میں جو کچھ خرچ کرے تو ان مصارف کو اخراجات میں شمار کرنا چاہیے۔

مثلاً کھانا، لباس، مکان، گھریلو سامان، شادی بیاہ، لڑکی کا جہیز، زیارت، بخشش، عطیہ، مہمان داری وغیرہ پر جو آمدنی خرچ کرتا ہے اگر اس کی شان سے زیادہ نہیں ہے اور وقت حاجت آپہنچا ہے اور فضول خرچی بھی نہ کی ہو تو ان مصارف کا خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۱ :- جن اموال کو انسان نذر، کفارہ وغیرہ میں خرچ کرتا ہے وہ سالانہ اخراجات میں شمار ہوتے ہیں، اسی طرح جو مال دوسروں کو دیتا ہے یا انعام دیتا ہے اگر اس کی شان سے زیادہ نہیں ہے تو سالانہ اخراجات میں شمار ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۳۲ :- اگر انسان بیٹی کا جہیز اکٹھا تیار نہ کر سکتا ہو اور مجبور ہو کہ ہر سال تھوڑا تھوڑا کر کے اکٹھا کرے، یا ایسے شہر میں ہو جہاں معمول یہ ہے کہ ہر سال جہیز کے کچھ مقدار تیار کرتے ہیں، اور اس کے مہیا کرنے کی ضرورت ہو تو اگر درمیان سال اس سال کے منافع سے جہیز خریدے تو اس پر خمس واجب نہیں ہوگا لیکن اگر اس سال کے منافع سے آئندہ سال جہیز تیار کرے تو خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۳۳ :- جو مال حج یا دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کرے اگر وہ مال سواری کی طرح ہو کہ جس کی عین باقی رہ جاتی ہے اور اس کی منفعت سے استفادہ کیا جاتا ہے تو وہ اس سال کے مخارج میں شمار ہوگا کہ جس سال میں سفر کی ابتداء کی ہے اگرچہ اس کا سفر آئندہ سال کے کچھ حصہ تک طوالت پکڑ جائے، ہاں اگر وہ مال خوراک کی طرح ہو کہ استعمال کرنے سے ختم ہو جاتا ہے تو اس مقدار کا خمس دے جو بعد والے سال میں واقع ہوا ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۴ :- کسب و تجارت سے مال حاصل کرنے والے کے پاس اگر کوئی دوسرا ایسا مال بھی ہو جس کا خمس واجب نہیں ہوا کرتا، تو وہ شخص اپنے سال بھر کے خرچ کا حساب صرف کسب کے منافع سے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۵ :- اگر منفعت کسب سے کھانے پینے کی جو چیزیں سال بھر کے لئے

ہے آخر سال کی قیمت کو حساب کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۳۶:- اگر کاروباری نفع سے خمس دینے سے پہلے کوئی گھریلو سامان خریدے تو اگر دوران سال اس سامان سے اس کی احتیاج برطرف ہوجائے اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس دے اور یہی حکم ہے زیورات وغیرہ کا اگر اثناء سال ان زیورات سے تزین کا وقت گزر جائے۔

مسئلہ ۱۸۳۷:- اگر کسی سال اسے نفع حاصل نہیں ہوا تو اس سال کے اخراجات آنے والے سال کے منافع سے کم نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۸۳۸:- اگر ابتداء سال میں کوئی نفع نہیں ہوا اور اصل پونچی سے خرچ کرتا رہا اور سال پورا ہونے سے پہلے نفع حاصل ہوا تو جتنی مقدار سرمایہ سے صرف کی ہے اس کو منافع سے پورا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۹:- اگر ایک کاروبار کے اصل سرمایہ کا کچھ حصّہ بغیر کوتاہی کے تلف ہوجائے یا نقصان کی وجہ سے کم ہوجائے اور بقیہ سے نفع کمائے جو کہ سال کے خرچ سے بچ جائے تو جتنی مقدار سرمایہ سے کم ہوئی ہے وہ منافع سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۰:- اگر سرمایہ کے علاوہ کوئی اور چیز تلف ہوجائے تو وہ اس نفع سے وہ چیز نہیں حاصل کر سکتا، البتہ اگر اسی سال اس چیز کی ضرورت آپڑے تو پھر دوران سال کاروبار کے منافع سے اس کو حاصل کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۱:- اگر ابتداء سال میں اپنے اخراجات کے لئے قرض لے اور سال پورا ہونے سے پہلے نفع حاصل کرے تو قرض کے مقدار کو اس نفع سے کم نہیں کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۲:- اگر سال بھر نفع نہ ہوا اور اپنے اخراجات کے لئے قرض لیتا رہا تو آئندہ سالوں کے منافع سے اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا، ہاں اس صورت میں اور گزشتہ مسئلہ کی صورت میں وہ اس قرض کو سال کے دوران کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی

مسئلہ ۱۸۵۳ :- اگر مال میں زیادتی کے لئے یا ایسی جائیداد خریدنے کے لئے جس کی ضرورت نہیں ہے قرض کرلے تو کاروبار کے نفع سے اس قرض کو ادا نہیں کر سکتا لیکن اگر قرض پر لیا ہوا مال یا اس قرض سے خریدی ہوئی چیز تلف ہو جائے تو پھر کاروبار کے نفع سے اس قرض کو ادا کر سکتا ہے جبکہ قرض کو ادا کرنے پر مجبور ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۴ :- انسان کے لئے جائز ہے کہ ہر چیز کا خمس اسی چیز سے ادا کرے یا خمس کے مقدار قیمت ادا کرے، لیکن دوسری چیز سے پہلی والی چیز کا خمس دینا حاکم شرع کی اجازت سے ہونا چاہئے ورنہ اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۵ :- جب تک کسی مال کا خمس ادا نہ کرے اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اگرچہ خمس دینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۶ :- جس شخص کو خمس دینا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ خمس اپنے ذمے لے لے، یعنی اپنے کو خمس لینے والوں کا مقروض جان لے اور اس مال میں تصرف کرنا شروع کر دے اور اگر اس نے تصرف کیا اور مال تلف ہو گیا تو اسے خمس دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۸۵۷ :- جس کو خمس دینا ہے اگر حاکم شرع سے مصالحت کر لے تو پھر پورے مال میں تصرف کر سکتا ہے، اور مصالحت کے بعد جو نفع حاصل ہو وہ اس کا اپنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۵۸ :- اگر دو آدمی آپس میں شریک ہوں اور ایک اپنے منافع سے خمس نکالتا ہو اور دوسرا نہ نکالے اور سال بعد میں اس مال کو جس کا خمس نہیں دیا گیا ہے اپنے شریک کے ساتھ کاروبار میں شرکت کے لئے سرمایہ قرار دے تو ان میں سے کوئی بھی اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۸۵۹ :- اگر کسی چھوٹے بچے کے پاس سرمایہ تھا اور اس سے نفع حاصل ہوا تو اس کے ولی پر واجب ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۶۰ :- جس مال کے بارے میں یقین ہو کہ اس کا خمس نہیں دیا گیا اس میں

یا نہیں اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۱:- جس شخص نے ابتداء تکلیف سے خمس ادا خمس نہیں کیا اگر وہ کوئی جائیداد خریدے اور اس کی قیمت بڑھ جائے تو اگر اس نے جائیداد کو اس مقصد کے لئے نہ خریدا ہو کہ اس کی قیمت زیادہ ہوجائے تو اسے بیچ ڈالوں گا، مثلاً اس نے کوئی زمین زراعت کے لئے خریدی تھی اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہے کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا اور اس سے کہا کہ یہ جائیداد اس رقم سے خرید رہا ہوں، تو اگر حاکم شرع اس معاملہ کی اجازت دے تو معاملہ صحیح ہے اور خریدی جانے والی قیمت کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۲۲:- جس شخص نے ابتداء تکلیف سے خمس ادا نہیں کیا اگر وہ کاروباری نفع سے کوئی ایسی چیز خریدے کہ جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اس کے خرید کے بعد ایک سال گزر جائے تو اس کا خمس ادا کرے اور اگر گھر کا سامان یا کوئی اور چیز خریدے کہ جس کی اسے ضرورت ہے اور اپنی شان کے بھی مطابق ہے خریدا ہو، تو اگر اسے معلوم ہے کہ میں نے اس سال کے درمیان کے منافع سے خریدا ہے تو اس کے خمس دینے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ دوران سال خریدا ہے یا سال ختم ہونے کے بعد تو احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع کے ساتھ مصالحت کرے۔

۲۔ معدن (کان)

مسئلہ ۱۸۲۳:- اگر سونا یا چاندی، پیتل، تانبا، مٹی کا تیل، پھٹکری، کوئلہ، فیروزہ، عقیق، نمک یا اس قسم کی دوسری چیزوں کی کان سے کوئی چیز اس کے ہاتھ آجائے بشرطیکہ وہ بمقدار نصاب ہو تو اس کا خمس دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۸۲۴:- کان کا نصاب احتیاط کی بنا پر ایک سو پانچ مثقال چاندی یا پندرہ مثقال سونا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اخراجات وغیرہ کم کرنے سے پہلے نصاب کا

بعد ادا کیا جائے گا ۔

مسئلہ ۱۸۲۵ :- جو فائدہ کان سے حاصل کیا گیا ہے اگر اس کی قیمت پندرہ مثقال سونے کے برابر نہ ہو تو اس کا خمس اس صورت میں واجب ہے جب صرف یہ مال یا دوسرے کاروبار کی منفعت کرنے کا مجموعہ اس کے مصارف سال سے بڑھ جائے ۔

مسئلہ ۱۸۲۶ :- گچ ، چونا ، نمکینی مٹی اور سرخ مٹی احتیاط واجب کی بنا پر معدنی چیزوں سے شمار ہوتے ہیں اور ان کا خمس دینا ہوگا ۔

مسئلہ ۱۸۲۷ :- جس کو کان سے کوئی چیز حاصل ہوئی ہو اس کا خمس ادا کرنا چاہیئے ، چاہے کان زمین کے اوپر ہو یا نیچے ، چاہے ایسی زمین میں ہو جو کسی کی ملکیت ہے یا جس کا کوئی مالک نہ ہو ۔

مسئلہ ۱۸۲۸ :- اگر یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیزیں میں نے کان سے نکالی ہے نصاب کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وزن کرنے سے یا کسی اور طریقہ سے اس کی قیمت معلوم کرے ۔

مسئلہ ۱۸۲۹ :- اگر چند آدمی کوئی چیز کان سے نکالیں تو وہ اخراجات جو اس کو حاصل کرنے کے لئے ہوئے ہیں انہیں نکالنے کے بعد اگر ہر ایک کا حصّہ نصاب کے برابر ہے تو ان کو اس کا خمس دینا چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۸۷۰ :- اگر ایسی کان سے کچھ نکالے جو کسی کی ملک میں ہو اور اس کی اجازت نہ ہو تو جو کچھ ہاتھ آئے گا وہ مالک زمین کا ہے اور چونکہ مالک نے اس کے نکالنے پر کچھ خرچ نہیں کیا لہذا تمام اس چیز کا خمس ادا کرے جو کہ کان سے نکلی ہے ۔

مسئلہ ۱۸۷۱ :- اجرت پر کانیں نکلوانا جائز ہے اور اجرت دینے والا اس کا مالک ہوگا بشرطیکہ اجرت دینے والا خاص طور سے اور اسی مقصد کے لئے مقرر کیا گیا ہو یا جتنی منافع ہوگی سب اجرت دینے والا کے لئے ہو ، لیکن اگر اجرت دینے والا بطور مطلق اجیر ہو تو اگر وہ

مسئلہ ۱۸۷۲:۔ اگر کان ایسی آباد زمین سے ہوں جس کو مسلمانوں نے اپنی طاقت اور قوت سے حاصل کیا ہو جیسے ایران اور عراق کی اکثر زمینیں، تو اگر کوئی مسلمان ان زمینوں سے کوئی کان نکالے تو وہ اس کا مالک ہوگا اور اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر غیر مسلم نکالے اس کا مالک نہیں ہوگا، اسی طرح اگر کوئی کافر ایسی زمین سے کان نکالے کہ جو مسلمانوں کے فتح کے موقع پر بنجر زمین ہو تو بھی اس کا مالک نہیں ہوگا۔

۲۔ گنج (خزانہ)

مسئلہ ۱۸۷۳:۔ خزانہ وہ مال ہے جو زمین، پہاڑ یا دیوار میں چھپا ہوا ہو اور کوئی اسے پالے اور وہ اس طرح ہو کہ اسے گنج (خزانہ) کہا جاسکے۔

مسئلہ ۱۸۷۴:۔ اگر انسان کسی ایسی زمین میں سے خزانہ حاصل کرے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ اس کا اپنا مال ہوگا اور اس کا خمس دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۸۷۵:۔ خزانہ کا نصاب احتیاط کی بنا پر ایک سو پانچ مثقال چاندی یا پندرہ مثقال سونا ہے، یعنی اگر اس چیز کی قیمت جو خزانہ سے ملی ہے ان اخراجات کے بعد جو اسے حاصل کرنے میں کئے گئے ہیں پندرہ مثقال (۶ تولہ) سونے کے برابر ہو تو اس کا خمس دے۔

مسئلہ ۱۸۷۶:۔ اگر ایسی زمین میں جو کسی شخص سے خریدی ہے کوئی خزانہ مال جائے اور اسے یہ معلوم ہو کہ ان لوگوں کا مال نہیں جو مجھ سے پہلے اس کے مالک تھے تو یہ اس کا اپنا ہی مال ہوگا اور اسے اس کا خمس دینا پڑے گا لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ ان میں سے کسی ایک کا ہے تو اس کا اطلاع دے اب اگر یہ معلوم ہوجائے کہ اس کا مال نہیں تو اس سے پہلے والے مالک کو اطلاع دے اور احتیاط واجب کی بنا پر اسی ترتیب سے سب لوگوں کو مطلع کرے جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے، اب اگر معلوم ہوا کہ ان میں

مسئلہ ۱۸۷۷:- اگر متعدد برتنوں میں سے جو کہ ایک جگہ دفن ہیں کچھ مال ملے کہ جس کی مجموعی قیمت پندرہ مثقال سونا ہو تو اس کا خمس ادا کرے، البتہ اگر چند جگہوں سے خزانہ حاصل ہو تو ان میں سے جس کی قیمت اس مقدار کے برابر ہو تو اس کا خمس دے اور جس کی قیمت اس مقدار کو نہ پہنچے اس پر کوئی خمس نہیں.

مسئلہ ۱۸۷۸:- اگر دو آدمیوں کو خزانہ ملے کہ ان میں سے ہر ایک کے حصّے کی قیمت پندرہ مثقال سونا ہو تو دونوں کو خمس ادا کرنا چاہیۓ.

مسئلہ ۱۸۷۹:- اگر کوئی شخص ایک جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے کوئی مال ملے تو اگر یہ احتمال ہو کہ یہ بیچنے والے کا مال ہے تو اسے اطلاع دے اور اگر معلوم ہو جائے کہ اس کی ملکیّت نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ترتیب وار پہلے مالکوں کو اطلاع دے، اب اگر معلوم ہو جائے کہ ان میں سے کسی کی ملکیّت نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس دینا چاہیۓ اگرچہ نصاب سے کم ہو، لیکن اگر مچھلے خریدے اور اس کے پیٹ سے جواہرات ملیں تو وہ اس کا اپنا مال ہوگا اور کسی کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے اور احتیاط واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے.

۴. مال حلال مخلوط بہ حرام

مسئلہ ۱۸۸۰:- اگر حلال مال حرام کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ انسان ان میں سے ایک کو دوسرے سے تمیز نہ کر سکے اور مالک مال حرام اور اس کی مقدار بھی معلوم نہ ہو تو پورے مال کا خمس دینا چاہیۓ اور خمس دینے کے بعد باقی مال بھی حلال ہو جائے گا، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس خمس کو ما فی الذمہ کی نیّت سے مالک کی طرف سے ادا کرے.

مسئلہ ۱۸۸۱:- اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار معلوم ہو لیکن اس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو تو اتنی مقدار کو مالک کی طرف سے بطور صدقہ دیدے

مسئلہ ۱۸۸۲:۔ اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار معلوم نہ ہو لیکن مالک کو پہچانتا ہو تو ایک دوسرے کو راضی کریں، اگر صاحب مال راضی نہ ہو تو اگر انسان کو معلوم ہو کہ یہ معین چیز تو اس کی ملکیت ہے لیکن اس سے زیادہ بھی اس کی ملکیت ہے کہ نہیں مشکوک ہو تو جس مقدار کا یقین ہو وہ اس کو دیدے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ زیادہ مقدار جس کی متعلق احتمال ہے کہ اس کی ملکیت ہے وہ بھی اس کو دیدے۔

مسئلہ ۱۸۸۳:۔ اگر اس حلال مال کا خمس جو حرام سے ملا ہوا ہے دیدے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جتنی مقدار کے متعلق علم ہے کہ یہ خمس سے زیادہ ہے اس کو مالک کی طرف سے بطور صدقہ دیدے۔

مسئلہ ۱۸۸۴:۔ اگر مال حلال جو مال حرام سے ملا ہوا ہے اس کا خمس دیدے اس کے بعد مالک مل جائے تو اس کا ضامن نہیں ہوگا، لیکن اگر اس مال کو جس کے مالک کو نہیں پہچانتا تھا مالک کی طرف سے صدقہ دیدے اس کے بعد مالک مل جائے تو اس کا ضامن ہے اور اتنی مقدار اسے دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۸۸۵:۔ اگر مال حلال حرام سے مل جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان کو یہ علم ہو کہ اس کا مالک ان چند معین اشخاص میں سے کوئی ایک ہے لیکن اس کا تعین نہ ہو سکے تو اس کو قرعہ اندازی کرنی چاہیے جس کا نام نکلا مال اسی کو دیدے۔

۵۔ غوطہ خوری سے حاصل ہونیوالے جواہرات

مسئلہ ۱۸۸۶:۔ غوطہ خوری کے ذریعہ سمندر سے جو موتی، مونگے وغیرہ نکلتے ہیں ان کا خمس دینا واجب ہے، چاہیے نکالی ہوئی چیز اگنے والی ہو یا معدنی تو اگر باہر نکالنے کے اخراجات کم کرنے کے بعد اس کی قیمت اٹھارہ نخود چنے کے دانے کے برابر سونا ہو تو اس

وہ ایک جنس سے ہو یا مختلف اجناس سے، البتہ اگر چند افراد نکالیں تو جس کے حصّے کی قیمت اٹھارہ نخود سونا ہے صرف اس کو خمس دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۸۸۷:۔ اگر دریا میں غوطہ لگانے کے بغیر کسی اور ذریعہ سے جواہرات کو باہر نکالے اور اخراجات کم کرنے کے بعد ان کی قیمت اٹھارہ نخود سونے کے برابر ہو تو احتیاط مستحب ہے کہ اس کا خمس دے، لیکن اگر دریا کے اوپر یا کنارہ سے جواہرات حاصل کرے تو اس صورت میں خمس دینا پڑے گا جب کہ یہ کام اس کا شغل ہو اور صرف اسی کام سے یا دوسری منافع کے ساتھ سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۸۸:۔ مچھلی اور اس قسم کے دوسرے حیوانات جن کو بغیر غوطہ خوری کے دریا سے حاصل کیا جاتا ہے ان پر صرف اس صورت میں خمس واجب ہوگا جب ان کو کاروبار کیلئے حاصل کیا جائے اور صرف اس کام کے منافع یا دوسرے کسب کے منافع کے ساتھ ملاکر سال بھر کے خرچ سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۸۹:۔ اگر انسان بغیر اس ارادہ کے کہ وہ دریا سے کوئی چیز نکالے دریا میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کچھ جواہرات اس کے ہاتھ آجائے تو اگر ملکیّت کا قصد کرے اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۹۰:۔ اگر انسان دریا میں غوطہ لگائے اور کوئی جانور باہر نکالے اور اس کے پیٹ سے کوئی موتی نکال آئے جس کی قیمت اٹھارہ نخود سونا یا اس سے زیادہ ہو تو اگر وہ جانور صدف جیسا ہو کہ جس کے شکم میں عموماً موتی ہوتی ہے تو اس کا خمس دے اور اگر اتفاقاً اس جانور نے جوہر نگلا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۹۱:۔ اگر دجلہ وفرات جیسے بڑے بڑے دریاؤں میں غوطہ لگا کر جواہرات نکالے تو اگر وہ دریا ایسے ہیں کہ جن میں جواہرات بنا کرتے ہیں تب اسکا خمس نکالنا چاہیۓ۔

مسئلہ ۱۸۹۲:۔ اگر پانی میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکالے کہ جس کی قیمت اٹھارہ

تو چاہے اس کی قیمت اٹھارہ نخود سونا بھی نہ ہو تو بنابر احتیاط واجب اس کا خمس دے۔

مسئلہ ۱۸۹۳:۔ جس شخص کا کاروبار غوطہ لگانا یا کانیں نکالنا ہے اگر وہ اس کا خمس ادا کرے اور پھر اس کے سال کے خرچہ سے بھی کچھ بچ جائے تو ضروری نہیں کہ دو بارہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۹۴:۔ اگر کوئی بچہ کان نکالے یا اس کے پاس مال حلال جو حرام سے ملا ہوا ہے موجود ہو یا کوئی خزانہ اسے مل جائے یا دریا میں غوطہ لگانے سے کوئی موتی نکالے تو اس کا ولی اس کا خمس دے۔

۶۔ مال غنیمت

مسئلہ ۱۸۹۵:۔ اگر مسلمان بحکم امام علیہ السلام کفار سے جنگ کریں تو جو بھی چیز اس جنگ میں ان کے ہاتھ آئے اس کو مال غنیمت کہا جاتا ہے اور جو اخراجات اس غنیمت کے لئے کیے گئے ہیں، جیسے حفاظت، حمل ونقل وغیرہ میں جو صرف ہوا ہے اور وہ مقدار جسے امامؑ مناسب سمجھتے ہوئے صرف فرمائیں اور وہ چیزیں جو صرف امامؑ ہی سے مخصوص ہیں ان سب چیزوں کو مال غنیمت سے الگ کر کے بقیہ مال کا خمس نکالنا چاہیئے۔

۷۔ کافر ذمی جو زمین مسلمان سے خریدے

مسئلہ ۱۸۹۶:۔ اگر کافر ذمی کسی مسلمان سے کوئی زمین خریدے تو اس کا خمس اسی زمین سے ادا کرے یا اس کی قیمت دے (اس کے علاوہ اگر کوئی مال دینا چاہے حاکم شرع کی اجازت سے ہونا چاہیئے) اور اسی طرح اگر مکان، دوکان اور اس قسم کی کوئی چیز کسی مسلمان سے خریدے تو اگر زمین کی قیمت الگ کر کے بیچا گیا ہو تو اس زمین کا خمس دے اور اگر گھر، دوکان کو اکٹھا بیچے اور زمین اس کے ضمن میں منتقل ہو تو اس زمین پر خمس واجب نہیں ہے اور اس خمس کے دینے میں قصد قربت ضروری نہیں ہے بلکہ حاکم شرع

مسئلہ ۱۸۹۷ :- کافر ذمی جو زمین کسی مسلمان سے خریدے چاہے اس کو کسی دوسرے مسلمان ہی کے ہاتھ بیچے پھر بھی اس کو زمین کا خمس دینا پڑے گا، اور کافر ذمی مرجائے اور یہ زمین کسی مسلمان کو اس کے ترکہ میں سے ملے تو اس کا خمس اسی زمین سے یا اس کے اور مال سے ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۹۸ :- اگر کافر ذمی زمین خریدتے وقت شرط کرے کہ اس کا خمس نہیں دے گا یا یہ شرط کرے کہ اس کا خمس بیچنے والا دے گا تو اس کی شرط صحیح نہیں اور اس کا خمس ادا کرنا چاہیئے، البتہ اگر یہ شرط کرے کہ بیچنے والا خمس کی مقدار کافر ذمی کی طرف سے خمس لینے والوں کو ادا کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۹ :- اگر مسلمان کوئی زمین خرید وفروخت کے بغیر کافر کی ملک قرار دے اور اس کا عوض لے لے، مثلاً اس کے ساتھ مصالحت کرے تو کافر ذمی کو اس کا خمس دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۹۰۰ :- اگر کافر ذمی بچہ ہو اور اس کا ولی اس کے لئے زمین خریدے یا اس کو وراثت میں ملے تو اس کے ولی پر لازم ہے کہ اس کا خمس اس زمین سے دے یا اس کی قیمت ادا کرے۔

خمس کا مصرف

مسئلہ ۱۹۰۱ :- خمس کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جائے، ایک حصّہ سہم سادات ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس کو مجتہد جامع الشرائط کی اجازت سے فقیر سید یا یتیم سید یا اس سید کو دیا جائے جو سفر میں بے خرچ ہو جائے، اور دوسرا آدھا حصّہ سہم امام علیہ السلام ہے جو اس زمانہ میں مجتہد جامع الشرائط کو دیا جائے یا ایسے مصرف میں صرف کیا جائے کہ جس کی اجازت وہ مجتہد دیدے، لیکن اگر انسان سہم امامؑ دوسرے مجتہد کو دینا چاہے جس کی تقلید

پر خرچ کرتے ہو۔

مسئلہ ۱۹۰۲:- جس یتیم سید کو خمس دینا چاہیں اس کا فقیر ہونا شرط ہے، البتہ اگر کوئی سید سفر میں تنگ دست اور پریشان ہو تو اس کو خمس دیا جا سکتا ہے چاہے وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۱۹۰۳:- وہ سید جو سفر میں بے خرچ ہو گیا ہے اگر اس کا سفر، سفر معصیت ہو تو اس کو خمس نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۰۴:- جو سید عادل نہیں ہے اسے خمس دیا جا سکتا ہے، البتہ وہ سید جو اثنا عشری نہ ہو اس کو خمس نہیں دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۹۰۵:- اگر گناہ کار سید کو خمس دینا معصیت میں تقویت کا سبب بنتا ہو تو اسے خمس نہیں دیا جا سکتا، اسی طرح اس سید کو جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہے خمس نہیں دینا چاہیئے چاہے اس کی معصیت میں تقویت کا سبب بھی نہ بنتا ہو۔

مسئلہ ۱۹۰۶:- اگر کوئی کہتا ہے کہ میں سید ہوں تو اسے خمس نہیں دیا جا سکتا جب تک دو عادل اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کریں یا لوگوں کے درمیان اس طرح معروف ہو کہ انسان کو یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے کہ سید ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۷:- جو شخص اپنے شہر میں سید مشہور ہے تو اگرچہ کسی انسان کو اس کے سید ہونے کا یقین نہ ہو لیکن وثوق اور اطمینان ہو تب بھی اسے خمس دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۸:- جس کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس کو اپنا خمس نہ دے جب کہ وہ اسے اپنے مصارف میں صرف کرے، البتہ اگر سیدانی کے دوسرے ایسی اخراجات ہو جو اس کے شوہر پر واجب نہ ہوں تو پھر جائز ہے کہ شوہر اس عورت کو اپنا خمس دے تاکہ وہ ان پر صرف کرے۔

مسئلہ ۱۹۰۹:- اگر کسی سیدانی کے اخراجات کسی پر واجب ہوں اور وہ اس کی بیوی نہ

خمس کی رقم اس سیدانی کی ملکیت کردے کہ وہ انہیں دوسرے اخراجات میں صرف کرے جو کہ خمس دینے والے پر واجب نہیں ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۰:- جس فقیر سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہیں اور وہ اس سید کے اخراجات نہیں دے سکتا تو اس سید کو خمس دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۱:- احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک سال کے اخراجات سے زیادہ کسی فقیر سید کو خمس نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۱۲:- اگر کسی کے شہر میں کوئی سید مستحق نہ ہو اور یہ احتمال بھی نہیں رکھتا کہ کوئی یہاں مل جائے گا یا خمس کی رقم کا محفوظ رکھنا مستحق کے ملنے تک ممکن نہ ہو تو وہ خمس کسی دوسرے شہر میں لے جائے اور مستحق تک پہنچائے اور خمس کے دوسرے شہر میں لے جانے کے اخراجات خمس میں سے لے سکتا ہے اور اگر خمس تلف ہوجائے تو اگر اس کی حفاظت میں اس نے کوتاہی کی ہے تو اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہیں کی تو پھر اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۳:- اگر اپنے شہر میں کوئی مستحق نہیں لیکن احتمال دیتا ہے کہ شاید کوئی مل جائے تو اگرچہ مستحق کے ملنے تک خمس کی حفاظت ممکن ہو تو بھی خمس دوسرے شہر میں لے جاسکتا ہے اب اگر خمس کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی اور وہ تلف ہوگیا تو اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا، البتہ خمس کے لئے جانے کا خرچہ خمس سے نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۹۱۴:- اگر اپنے شہر میں مستحق مل جائے تو بھی خمس دوسرے شہر میں لے جا سکتا ہے اور وہاں کسی مستحق کو دے سکتا ہے، البتہ لے جانے کا خرچہ خود ادا کرے گا اور اگر خمس تلف ہوجائے تو اگرچہ اس کی حفاظت میں کوتاہی بھی نہ کی ہو تب بھی وہ ضامن ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۵:- اگر حاکم شرع کی اجازت سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف

جو حاکم شرع کی طرف سے خمس لینے میں وکیل ہے اور وہ اس شہر سے دوسرے شہر کی طرف لے جائے ۔

مسئلہ ۱۹۱۶ :- اگر خمس اس مال سے نہ دے، بلکہ حاکم شرع کی اجازت سے کسی دوسری چیز سے ادا کرے تو اس شئے کی واقعی قیمت کا حساب لگائے ، اب اگر قیمت سے زیادہ حساب کیا ہے اور مستحق اس قیمت پر راضی ہوجائے تب بھی جتنی مقدار زیادہ حساب کیا ہے وہ اس کو دینا پڑے گا ۔

مسئلہ ۱۹۱۷ :- اگر کسی شخص کا کسی سید پر قرض ہو تو وہ اپنے قرض کو خمس میں سے حساب کر سکتا ہے اور بنابر احتیاط واجب وہ خمس اس مستحق کو ادا کرے اور اس کے بعد مستحق اس سے قرض کو پلٹا دے ۔

مسئلہ ۱۹۱۸ :- مستحق خمس لے کر مالک کو نہیں بخش سکتا، البتہ اگر کسی کے ذمہ کافی مقدار میں خمس باقی ہے اور وہ فقیر ہوچکا ہو اور اسے مالدار ہونے کی امید بھی نہ ہو اور وہ یہ چاہے کہ مستحقین کا مقروض نہ رہے تو اگر مستحق راضی ہوجائے کہ خمس اس سے لے کر اسے بخش دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

مسئلہ ۱۹۱۹ :- اگر خمس کو حاکم شرع یا اس کے وکیل یا کسی سید سے دست گردانی کرے (یعنی خمس دے کر واپس لے اور ارادہ رکھتا ہوں کہ آئندہ سال ادا کرے) تو وہ آئندہ سال کے منافع سے وضع نہیں کر سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص دو ہزار روپیے بعنوان خمس مقروض ہے اور دوسرے سال کے اخراجات نکال کر بیس ہزار روپیے بچ جاتے ہیں تو وہ بیس ہزار کا خمس ادا کرے اور دو ہزار روپیے جو بعنوان خمس مقروض ہے اپنی باقی ماندہ رقم سے ادا کرے ۔

احکام زکات

مسئلہ ۱۹۲۰:- نو چیزوں میں زکات واجب ہے :

۱۔ گیہوں ۲۔ جو ۳۔ کھجور ۴۔ کشمش ۵۔ سونا ۶۔ چاندی ۷۔ اونٹ
۸۔ گائے ۹۔ بھیڑ بکری

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہے تو بعد میں بیان کئے جانے والے شرائط کے ساتھ ایک معین مقدار (آئندہ بیان کئے جانے والے مسائل میں) ان مصارف میں خرچ کرے جو بیان کئے جائیں گے، لیکن مستحب ہے کہ سرمایہ کاروبار ، ملازمت اور تجارت سے بھی ہر سال زکات دیں۔

مسئلہ ۱۹۲۱:- سلت ، جو ایک قسم کا دانا ہے جس میں گندم کی نرمی اور جو کی خاصیت پائی جاتی ہے پر زکات واجب ہے، لیکن علس جو گندم کی طرح ہوتی ہے اور صنعا کے لوگوں کی خوراک ہے، اس کی زکات احتیاط واجب کی بنا پر دینا چاہئے۔

زکات کے واجب ہونے کی شرائط

مسئلہ ۱۹۲۲:- زکات اس صورت میں واجب ہوگی جب مال نصاب کی مقدار بھر ہو جو بعد میں بیان کیا جائے گا اور اس مال کا مالک، بالغ ، عاقل اور آزاد ہو اور اس مال میں تصرف بھی کر سکتا ہو

مسئلہ ۱۹۲۳ :- جب انسان گیارہ مہینہ گائے ، بھیڑ، بکری، اونٹ ، سونے اور چاندی کا مالک رہا تو بارہویں مہینہ کے شروع میں ان کی زکات ادا کرے لیکن سال کی ابتداء کا حساب بارہواں مہینہ ختم ہوجانے کے بعد سے کرے۔

مسئلہ ۱۹۲۴ :- اگر گائے ، بھیڑ، بکری، اونٹ ، سونے اور چاندی کا مالک دوراں سال بالغ ہوجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ زکات ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۲۵ :- گندم اور جو کی زکات اس وقت واجب ہوگی جب گندم وجو میں دانے پڑ جائیں اور اس کو گیہوں اور جو کہا جائے اور کشمش پر زکات بنابر احتیاط واجب اس وقت ہوگی جب کہ وہ (غورہ) ناپختہ ہو، اور جب کھجوریں سرخ یا زرد ہوجائیں تو ان پر زکات بنابر احتیاط واجب ہوتی ہے، البتہ زکات دینے کا وقت وہ ہے جب گندم اور جو کے دانے الگ کرلئے جائیں اور بھوسے کو اس سے جدا کرلیا جائے، یعنی صاف ہوجائے اور کھجور و کشمش کا وقت وہ ہے جب وہ خشک ہوجائیں۔

مسئلہ ۱۹۲۶ :- گندم، جو، کشمش اور کھجوروں کی زکات واجب ہونے کے وقت جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہوچکا ہے اگر ان کا مالک بالغ ہو تو اس کو ان کی زکات دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۲۷ :- اگر گائے، بھیڑ، اونٹ ، سونے اور چاندی کا مالک تمام سال دیوانہ رہا تو اس پر زکات واجب نہیں ہے، اور اگر سال کے کچھ دن دیوانہ رہا ہو اور آخر سال عقلمند ہوجائے، تو چاہے دیوانگی کی مدت کم ہی ہو پھر بھی زکات اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۸ :- اگر گائے، بھیڑ، بکری، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کے کچھ دن مست یا بے ہوش رہا ہو تو زکات اس سے ساقط نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر گندم، جو، خرما، کشمش کی زکات واجب ہونے کے وقت ان کا مالک مست یا بے ہوش ہو۔

مسئلہ ۱۹۲۹ :- جس مال کو کسی نے غصب کرلیا ہو اور مالک اس پر تصرف نہ کر سکتا ہو اس مال میں زکات واجب نہیں ہے۔

لے اور ایک سال اس کے پاس رہے تو اس کو اس کی زکات دینا چاہیے اور قرض دینے والے پر کوئی چیز واجب نہیں ۔

گندم، جو، خرما اور کشمش کی زکات

مسئلہ ۱۹۳۱ :- گیہوں، جو، کھجور، کشمش کی زکات اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب بھر ہو اور ان چیزوں کا نصاب ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہے جو تقریباً ۸۴۷ کلوگرام ہوتا ہے ۔

مسئلہ ۱۹۳۲ :- اگر زکات دینے سے پہلے گیہوں، جو، کھجور، انگور میں سے تھوڑی سی مقدار کو صرف کر لے یا کسی فقیر کو دیدے تو اس کی زکات نہیں دینی ہوگی ۔

مسئلہ ۱۹۳۳ :- اگر مالک زکات واجب ہونے کے بعد مرجائے تو اس کے مال سے زکات دی جائے گی اور اگر واجب ہونے سے قبل مرجائے تو ورثاء کے اوپر زکات وہ اس طرح کہ جس کا حصہ نصاب بھر ہوگا اس پر زکات واجب ہوگی ۔

مسئلہ ۱۹۳۴ :- جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکات جمع کرنے پر مامور ہے وہ گندم اور جو کھلیاں میں صاف کرنے کے وقت اور خرما و انگور کے خشک ہوجانے کے بعد زکات کا مطالبہ کرے اور اگر مالک نہ دے اور جس چیز میں زکات واجب ہوتی تھی وہ تلف ہوجائے تو مالک کو اس کا عوض دینا ہوگا ۔

مسئلہ ۱۹۳۵ :- اگر درخت خرما وانگور یا زراعت گندم وجو پر کسی کے مالک ہونے کے بعد زکات واجب ہوجائے تو اس کو اس کی زکات دینا چاہیے ۔

مسئلہ ۱۹۳۶ :- اگر گندم، جو، کھجوریں یا انگور پر زکات واجب ہونے کے بعد ان کی زراعت اور درخت کو بیچے تو بیچنے والے کو زکات دینی چاہیے ۔

مسئلہ ۱۹۳۷ :- اگر انسان گندم، جو، کھجوریں یا انگور خریدے اور اسے معلوم ہو کہ

تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور اگر معلوم ہو کہ اس کی زکات نہیں دی ہے تو نسبت بہ زکات اگر حاکم شرع اجازت نہ دے معاملہ باطل ہے اور حاکم شرع زکات کو خریدار سے لے سکتا ہے، اور اگر حاکم شرع اجازت دیدے تو صحیح ہے اور خریدار کو چاہیئے کہ زکات کی قیمت حاکم شرع کو دیدے اور اگر اس کی قیمت بیچنے والے کو دیدی ہے تو اس سے واپس لے لے۔

مسئلہ ۱۹۲۸:- اگر گیہوں، جو، کھجور، کشمش کا وزن سوکھنے سے پہلے مقدار نصاب بھر ہو لیکن سوکھنے کے بعد نصاب سے کم ہوجائے تو زکات واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۹:- اگر گندم، جو اور کھجور کو خشک ہونے سے پہلے مصرف میں لائیں تو اس پر زکات واجب نہیں ہے چاہے خشک ہوجانے کے بعد بمقدار نصاب کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۹۳۰:- جو کھجوریں تازہ بتازہ کھائی جاتی ہیں اگر باقی رہ جائیں تو بہت کم ہوجاتی ہیں تو اگر اس کی مقدار خشک ہونے کے بعد ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو تو زکات واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۱:- جس گندم، جو، کھجور، کشمش کی زکات ادا کردی گئی ہو اب اگر کوئی سال اس کے پاس پڑی رہیں تو ان پر زکات نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۳۲:- گیہوں، جو کھجور، انگور کی آب پاشی اگر بارش، نہر، زمین کی تری سے ہو تو اس کی زکات دسواں حصّہ ہے اور اگر کنویں کے پانی سے (چاہے وہ کنواں بہت گھرا ہو یا متوسط ہو یا کم گھرا ہو) یا ڈول، موٹر اور پمپ کے ذریعے آب پاشی ہوجائے تو اس کا بیسواں حصّہ زکات ہوگی، اور اگر آدھی مقدار بارش کے پانی سے اور آدھی کنویں سے پانی دیا جائے تو نصف حصّہ کی زکات دسواں حصّہ اور باقی نصف کی زکات بیسواں حصّہ ہوگی، یعنی چالیس حصّوں میں تین حصّے زکات میں دینا ہوں گے۔

مسئلہ ۱۹۳۳:- اگر گندم، جو، خرما اور انگور کو بارش کے پانی سے بھی سیراب کیا

سے سیراب کیا گیا ہے نہ کہ بارش سے تو اس کی زکات بیسواں حصّہ ہے اور اگر کہیں کہ اسے بارش کے پانی سے سیراب کیا گیا ہے تو اس کی زکات دسواں حصّہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۲۴ :- اگر شک کرے کہ بارش کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا ہے یا ڈول وغیرہ سے تو بیسواں حصّہ زکات کافی ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ دسواں حصّہ نکالے۔

مسئلہ ۱۹۲۵ :- اگر گندم، جو، خرما اور انگور نہر اور بارش سے سیراب کئے گئے ہوں اور کنویں وغیرہ کے پانی کی ضرورت باقی نہ ہو لیکن کنویں کے پانی سے بھی سیراب کرلیا جائے اور کنویں کے پانی نے محصولات کی زیادتی میں مدد نہ دی ہو تو ان کی زکات دسواں حصّہ ہوگی اور اگر کنویں وغیرہ سے سیراب کیا گیا ہو اور نہر و بارش کے پانی کی ضرورت نہ ہو لیکن اسے نہر و بارش کے پانی سے بھی سیراب کرلیا گیا ہو اور نہر و بارش کے پانی نے محصولات کی زیادتی میں مدد نہ دی ہو تو اس کی زکات بیسواں حصّہ ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۶ :- اگر کسی زراعت کو ڈول وغیرہ سے سیراب کریں اور اس زمین میں زراعت کریں جو کہ اس کے پہلو میں ہو کہ وہ اس زمین کی رطوبت سے فائدہ حاصل کرے اور سیراب کرنے کی محتاج نہ ہو تو اس زراعت کی زکات جو ڈول کے ذریعہ سیراب کی گئی ہے بیسواں حصّہ ہوگی اور وہ زراعت جو اس کے پہلو میں ہے اس کی زکات دسواں حصّہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۲۷ :- وہ اخراجات جو گندم، جو، خرما اور انگور کے لئے کئے گئے ہیں یہاں تک کہ اسباب ولباس کی قیمت کی مقدار جو زراعت کی وجہ سے کم ہوگئی ہے وہ درآمد سے کم کرسکتے ہیں تو اگر انہیں کم کرنے سے پہلے حاصل شدہ زراعت کی مقدار ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر بقیہ کی زکات ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۲۸ :- بوتے وقت بیج کی جو قیمت رہی ہو اگر اس سے زکات متعلق نہ ہو یا اس کی زکات دی جاچکی ہو تو اس کو بھی اخراجات میں شمار کیا جاسکتا ہے لیکن زمان کاشت

مسئلہ ۱۹۴۹ :- اگر زمین اور اسباب زراعت یا دونوں میں سے کوئی ایک اس کی اپنی ملکیت ہو تو ان کا کرایہ اخراجات میں شمار نہیں کر سکتا اسی طرح وہ کام جو اس نے خود انجام دیئے ہیں یا کسی دوسری شخص نے مزدوری کے بغیر کیے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی حاصل شدہ زراعت سے منہا نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۹۵۰ :- اگر انگور یا کھجور کا درخت خریدے تو اس کی قیمت اخراجات میں سے حساب نہیں ہوگی لیکن اگر خرما یا انگور توڑنے سے پہلے خریدے تو جو رقم ان کے لئے ادا کی گئی ہے وہ اخراجات میں داخل ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۵۱ :- اگر کوئی زمین خریدے اور اس زمین میں گندم یا جو بوئے تو وہ رقم جو زمین کی قیمت میں ادا کی ہے وہ خرچہ میں داخل نہیں ہوگی، البتہ اگر زراعت خریدے تو جو رقم اس کے خریدنے پر خرچ کی ہے وہ اخراجات میں شمار کر سکتا ہے اور حاصل شدہ چیز سے منہا کر سکتا ہے، لیکن بھوسے کی قیمت جو اسے حاصل ہوئی تو اس کو اس رقم سے منہا کر لے جو زراعت کے خریدنے کی ہے، مثلاً اگر کوئی زراعت پانچ سو روپے میں خریدے اور اس میں سے سو روپے کا بھوسہ نکلے تو صرف چار سو روپے اخراجات میں شمار ہوں گے۔

مسئلہ ۱۹۵۲ :- جو شخص بیل اور دوسری چیزوں کے بغیر جو کہ زراعت و کاشت کاری کے لئے ضروری ہوتی ہیں، زراعت کھیتی باڑی کر سکتا ہو اور اگر انہیں خرید لے تو جو رقم ان پر خرچ کی ہے وہ اخراجات میں شمار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۵۳ :- جو شخص بیل اور دوسری چیزوں کے بغیر جو کہ زراعت کے لئے ضروری ہیں زراعت نہیں کر سکتا اگر ان کو خریدے اور زراعت کی وجہ سے وہ چیزیں بالکل ختم ہو جائیں تو ان کی پوری قیمت اخراجات میں شمار کر سکتا ہے اور اگر ان کی قیمت کا کچھ حصہ کم ہو جائے تو وہ مقدار اخراجات میں شمار کر سکتا ہے، البتہ اگر زراعت

اخراجات میں سے شمار نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۵۴:- اگر ایک ہی زمین میں جو گندم اور چاول ولوبیا جیسی چیز کہ جس پر زکات واجب نہیں، بوئی جائے تو جو اخراجات جس کے لئے کیے گئے ہیں صرف اسی کے لئے شمار ہوں گے، البتہ اگر دونوں کے لئے خرچ کیا ہے تو دونوں پر تقسیم کئے جائیں، مثلاً اگر دونوں کے لئے برابر خرچ ہوا ہے تو آدھی اخراجات زکات والی جنس سے بھی منہا ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۵۵:- اگر ہل لگانے یا کسی اور ایسے کام کے لئے جو کہ چند سال تک زراعت کے لئے مفید ہو کچھ خرچ کرے تو احتیاط واجب ہے کہ وہ اخراجات ان چند سالوں پر تقسیم کرے۔

مسئلہ ۱۹۵۶:- اگر کسی انسان کے چند شہروں میں جن کی فصل ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہے اور زراعت وپھل ان کے ایک وقت میں نہیں حاصل ہوتے گندم، جو، کھجوریں یا انگور ہوں اور سب ایک ہی سال کے محصولات حساب ہوں تو اگر وہ چیز جو پہلے درآمد ہوئی ہے نصاب کے برابر، یعنی ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہے تو اس کی زکات اس کے حصول کے وقت ادا کرے اور بقیہ زکات اس وقت ادا کرے جب وہ حاصل ہو، اور اگر وہ جو پہلے حاصل ہوئی ہے نصاب کے برابر نہیں تو اگر یہ علم ویقین رکھتا ہو کہ بعد میں جو حاصل ہوگا اس سے ملا کر یہ چیز نصاب تک پہنچ جائے گی تو پھر بھی واجب ہے کہ جو پک چکا ہے اس کی زکات اسی وقت دے اور باقیماندہ اجناس پر اس وقت زکات دے جب وہ دستیاب ہوں، لیکن اگر یہ علم ویقین نہ ہو تو صبر کرے یہاں تک کہ باقی چیزیں بھی حاصل ہوجائیں تو اگر سب کی مجموعی مقدار نصاب کے برابر ہے تو اس کی زکات واجب ہوگی اور اگر نصاب کے برابر نہیں تو اس کی زکات نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۵۷:- اگر کھجور یا انگور کا درخت سال میں دو مرتبہ پھل دے تو اگر ہر مرتبہ

کی زراعت دو سال کی زراعت کی طرح ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۸:- اگر کھجور یا انگور کے پھل کی کچھ مقدار تر و تازہ ہے کہ جو خشک ہونے کے بعد نصاب کے برابر ہوجائے گی تو اگر زکات کی نیّت سے تر و تازہ سے اتنی مقدار مستحق کو دیدے کہ اگر خشک ہوجائے تو جتنی زکات اس پر واجب ہے اس کے برابر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۹:- اگر خشک کھجور یا کشمش کی زکات اس پر واجب ہو تو اس کی زکات تازہ کھجور یا انگور سے نہیں دے سکتا اور اسی طرح اگر اس پر تازہ کھجور یا انگور کی زکات واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش اس کی زکات میں نہیں دے، البتہ اگر ان میں سے کوئی ایک یا کوئی اور چیز زکات کی قیمت کی نیّت سے دیدے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۹۶۰:- جو شخص مقروض ہے اور ایسا مال بھی اس کے پاس ہے کہ جس پر زکات واجب ہے اگر وہ مرجائے تو پہلے جس مال میں زکات واجب ہے اس کی پوری زکات دی جائے اس کے بعد اس کا قرض ادا کریں۔

مسئلہ ۱۹۶۱:- جو شخص مقروض ہے اور گندم یا جو، خرما یا انگور بھی اس کے پاس ہیں اگر حاصل کے ظاہر ہونے کے بعد اور قبل اس کے کہ ان پر زکات واجب ہو وہ مرجائے تو اگر واجب ہونے سے پہلے وارث اس کا قرض کسی اور مال سے ادا کریں تو جس کا حصّہ ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو تو وہ زکات ادا کرے اور زکات واجب ہونے سے پہلے اس کا قرض ادا نہ کریں تو اگر میّت کا مال قرض کے برابر ہو تو ان چیزوں کی زکات دینا واجب نہیں اور اگر میّت کا مال قرض سے زیادہ ہو تو اگر قرض اتنا ہے کہ اگر اسے ادا کرنا چاہیں تو گندم، خرما، جو اور انگور کا کچھ حصّہ بھی قرض خواہ کو دینا پڑے گا تو جتنا قرض خواہ کو دینا ہے اس پر زکات واجب نہیں ہے اور باقی ورثاء کا مال ہے اور جس کا حصّہ نصاب کے برابر ہوگا اس کو زکات دینی پڑے گی۔

جنس کے ہیں اور کچھ خراب کے، بنابر احتیاط واجب اچھی کی زکات اس اچھی جنس سے اور خراب کی خراب سے دے یا سب کی زکات اچھی جنس سے دے لیکن سب کی زکات خراب سے نہیں دے سکتا.

سونے کا نصاب

مسئلہ ۱۹۲۳:- سونے کے دو نصاب ہیں:

پہلا نصاب: بیس مثقال شرعی ہے کہ ہر مثقال کی مقدار اٹھارہ نخود چنے کا دانہ کے برابر ہے، پس جب سونا بیس مثقال شرعی جو پندرہ مثقال معمولی کے برابر ہوتا ہے پہنچ جائے تو اگر اور شرائط بھی موجود ہوں جو کہ بیان کئے جا چکے ہیں تو اس کا چالیسواں حصّہ (سویں ڈھائی) جو کہ نو دانے چنے کے برابر ہے بہ عنوان زکات دے اور اگر اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکات واجب نہیں ہے.

دوسرا نصاب: چار مثقال شرعی ہے جو تین مثقال معمولی کے برابر ہوتا ہے، یعنی اگر معمولی پندرہ مثقال کے ساتھ تین اور کا اضافہ ہوجائے تو اٹھارہ مثقال کی زکات اس کا چالیسواں حصّہ ادا کرے اور اگر تین مثقال سے کم کا اضافہ ہو تو صرف پندرہ مثقال کی زکات ادا کرے اور اس سے زیادہ پر کوئی زکات نہیں اور یہی حکم ہے جتنا بھی بڑھتا جائے، یعنی اگر تین مثقال کا اضافہ ہوتا جائے تو پورے کی زکات دینی پڑے گی اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو اس اضافہ پر زکات نہیں ہے.

چاندی کا نصاب

مسئلہ ۱۹۲۴:- چاندی کے دو نصاب ہیں:

پہلا نصاب: ایک سو پانچ مثقال معمولی ہے، جب چاندی دیگر تمام شرائط کے ساتھ ایک سو پانچ مثقال ہوجائے تو انسان کو چاہیے کہ اس کا چالیسواں حصّہ جو کہ دو مثقال اور پندرہ

دوسرا نصاب: ۲۱ مثقال ہے، یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہوجائے تو ۱۲۶ مثقال کی زکات جیسا کہ بیان ہوچکا ہے ادا کرے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو صرف ایک سو پانچ مثقال کی زکات دینا پڑے گی اور اس زیادتی پر کوئی زکات نہیں اور یہی حکم ہے جتنی مقدار بڑھتی جائے، یعنی اگر ۲۱ مثقال بڑھتے جائیں تو سب کی زکات دینی پڑے گی اور اگر اس سے تھوڑا اضافہ ہو تو اضافہ شدہ مقدار جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکات نہیں ہوگی، اس بنا پر اگر انسان کے پاس جتنا سونا چاندی ہے سب کا چالیسواں حصّہ زکات ادا کرے تو جو زکات اس پر واجب ہے وہ ادا کرچکا اور بعض اوقات تو واجب مقدار سے بھی زیادہ ادا کرچکا ہوگا، مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہے اور اس نے سب کا چالیسواں حصّہ دے دیا تو ۱۰۵ مثقال کی زکات اس نے ادا کی جو کہ اس پر واجب تھی اور پانچ مثقال کی بھی دی جو کہ واجب نہ تھی۔

مسئلہ ۱۹۲۵ :- سونے چاندی پر ہر سال زکات واجب ہوتی ہے، یعنی اگر کسی کے پاس بمقدار نصاب ہو اور کم نہ ہو تو زکات واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۲۶ :- سونے یا چاندی پر اس وقت زکات واجب ہوتی ہے جب کہ وہ سکہ دار ہوں اور کاروبار میں رائج ہوں، اور اگر اس کا سکہ ختم ہوگیا تب بھی اس کی زکات ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۲۷ :- وہ سکہ دار سونا چاندی جسے عورتیں زینت کے لئے استعمال کرتی ہیں اگر ان سے عام طور پر لین دین ہوتا ہو تو بنابر احتیاط اس کی زکات واجب ہے اور اگر رائج الوقت نہ ہو تو اس کی زکات واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۲۸ :- اگر کسی شخص کے پاس سونا بھی ہو اور چاندی بھی اور ان میں سے کوئی بھی نصاب کے برابر نہ ہو، مثلاً چاندی ۱۰۴ مثقال اور سونا ۱۴ مثقال ہے تو اس پر زکات واجب نہیں ہے۔

واجب ہوتی ہے کہ انسان پورے گیارہ مہینہ نصاب کا مالک رہا ہو اور اگر گیارہ مہینہ کے دوران سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم ہوجائیں تو اس پر زکات واجب نہیں ہوگی.

مسئلہ ۱۹۷۰ :- اگر گیارہ مہینوں کے درمیان جو سونا چاندی اس کے پاس تھا اسے دوسرے سونے یا چاندی سے یا کسی اور چیز سے بدل لے یا انہیں پگھلوا لے تو اس پر زکات واجب نہیں، البتہ اگر زکات سے فرار کرنے کے لئے ایسا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ زکات ادا کرے.

مسئلہ ۱۹۷۱ :- اگر بارہویں مہینہ سکہ دار سونے یا چاندی کو پگھلوائے تو اس کی زکات دینا پڑے گی اور اگر پگھلوانے کی وجہ سے ان کی قیمت کم ہوجائے تو پگھلوانے سے پہلے جتنی زکات اس پر تھی وہ ادا کرے.

مسئلہ ۱۹۷۲ :- اگر اچھا وخراب سونا وچاندی دونوں ہوں تو ہر ایک کی زکات اسی سے دے لیکن بہتر یہی ہے کہ سب کی زکات اچھے سے دے.

مسئلہ ۱۹۷۳ :- اگر سونا یا چاندی میں معمول سے زیادہ کوئی دھات ملی ہوئی ہو تو اگر خالص کی مقدار نصاب کے برابر ہو تو اس کی زکات ادا کرے اور یہی حکم ہے سونے اور چاندی کے پیسوں میں، اگر ان میں معمول سے زیادہ دوسری دھات کی آمیزش ہو تو اگر انہیں سونے اور چاندی کے پیسے کہیں اور نصاب کی حد تک بھی پہنچ جائے تو بنابر احتیاط اس کی زکات واجب ہے اگرچہ خالص حصہّ نصاب کی حد تک نہ پہنچا ہو، اور اگر شک ہو کہ خالص مقدار نصاب کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پگھلوانے کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے اس کی خالص مقدار معلوم کرے یا اتنی مقدار میں زکات ادا کرے کہ اسے یقین ہوجائے بری ء الذمہ ہوچکا ہے اور واجب مقدار کو ادا کیا ہے.

مسئلہ ۱۹۷۴ :- اگر سونا اور چاندی جو اس کے پاس موجود ہے اگر اس میں ملی ہوئی دھات معمول کے مطابق ہے تو یہ اس سونے اور چاندی سے اس کی زکات ادا نہیں کرسکتا

یقین ہوجائے کہ جو خالص سونا اور چاندی اس میں موجود ہے وہ زکات کے برابر ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کی زکات

مسئلہ ۱۹۷۵:۔ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری میں علاوہ ان شرائط کے جو بیان ہو چکی ہیں دو اور شرط ہیں:

۱۔ جانور پورا سال بیکار رہا ہو اور اگر پورے سال میں ایک دو دن اس سے کام لیا گیا ہو تو اس پر زکات واجب ہے.

۲۔ پورے سال جنگل میں چرتا رہا ہو، تو اگر پورا سال یا سال کا کچھ حصّہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی چراگاہ میں چرے جو اس شخص کی کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکات نہیں ہے، البتہ اگر سال میں ایک یا دو دن مالک کے گھاس کھاتا رہا ہے تو اس کی زکات واجب ہوگی.

مسئلہ ۱۹۷۶:۔ اگر حیوانوں کے چرنے کے لئے کوئی ایسی چراگاہ خریدے جس کو کسی نے لگایا ہو یا اس کو کرایہ پر لے اس میں زکات کا واجب ہونا مشکل ہے لیکن اگر وہاں چرانے کے لئے خراج دیتا ہو تو اس کی زکات دینا پڑے گی.

اونٹ کا نصاب

مسئلہ ۱۹۷۷:۔ اونٹ کے بارہ نصاب ہیں:

۱۔ پانچ اونٹ، اور ان کی زکات ایک بکری ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد پانچ تک نہ پہنچے زکات نہیں ہے. ۲۔ دس اونٹ، اور ان کی زکات دو بکریاں ہیں. ۳۔ پندرہ

کی زکات ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو۔ ۷۔ چھتیس اونٹ، اور ان کی زکات ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہوا ہو۔ ۸۔ چھیالیس اونٹ، اور ان کی زکات ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہوا ہو۔ ۹۔ اکسٹھ اونٹ، اور ان کی زکات ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہوا ہو۔

۱۰۔ چھہتر اونٹ، اور ان کی زکات دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہوئے ہوں ۱۱۔ اکانوے اونٹ، اور ان کی زکات دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہوئے ہوں۔ ۱۲۔ ایک سو اکیس اونٹ یا اس سے زیادہ تو اب یا چالیس چالیس کا حساب کیا جائے اور ہر چالیس کے عدد کے لئے ایک ایسا اونٹ دیا جائے جو تیسرے سال میں داخل ہو یا پچاس پچاس کر کے حساب کرے اور ہر پچاس کے عدد کے لئے ایک ایسا اونٹ دیا جائے جو چوتھے سال میں داخل ہو یا چالیس و پچاس کا حساب کیا جائے لیکن ہر صورت میں ایسا حساب کرے کہ کوئی چیز باقی نہ رہ جائے اور اگر کوئی چیز باقی رہ جائے تو وہ نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر ایک سو چالیس اونٹ ہیں تو سو کے لئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں ہوں اور چالیس کے لئے ایک ایسا مادہ اونٹ دے جو تیسرے سال میں ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۸:۔ دو نصابوں کے درمیان زکات واجب نہیں ہے لہذا اگر اونٹوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ پانچ ہے بڑھ جائے تو جب تک دوسرے نصاب تک جو کہ دس ہے نہ پہنچے تو فقط پانچ اونٹوں کی زکات دینا پڑے گی اور یہی حکم ہے دوسرے نصابوں کا۔

گائے کا نصاب

مسئلہ ۱۹۷۹:۔ گائے کہ دو نصاب ہیں:

۱۔ تیس گائے، جب گائیں تیس ہو جائیں تو اگر وہ شرائط جو بیان کئے گئے ہیں ان میں موجود ہیں تو انسان کو چاہیئے کہ زکات میں ایک ایسا بچھڑا دے جو دوسرے سال میں داخل

۲۔ چالیس گائے، اور اس کی زکات ایک بچھیا دی جائے جو تیسرے سال میں داخل ہو، تیس اور چالیس کے درمیان زکات واجب نہیں ہے، مثلاً جس کے پاس انتالیس گائیں ہیں تو وہ صرف تیس گائے کی زکات دے اور اسی طرح اگر چالیس سے زیادہ گائیں اس کے پاس ہیں تو جب تک ساٹھ تک نہ پہنچیں صرف چالیس کی زکات دے گا اور جب ساٹھ کو پہنچ جائیں تو چونکہ پہلے نصاب کا دوگنا ہوگیا ہے تو ایسے دو بچھڑے دینے ہوں گے جو دوسرے سال میں داخل ہوں اور یہی حکم ہے کہ اگر گائیں بڑھتی جائیں تو یا تیس تیس حساب کرے یا چالیس چالیس یا تیس اور چالیس دونوں اور ان کی زکات اسی دستور کے مطابق دے جو بیان کیا جا چکا ہے، لیکن اس طرح حساب کرے کہ کوئی چیز باقی نہ رہ جائے اور اگر کچھ باقی بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو، مثلاً اگر ستر گائے ہیں تو تیس اور چالیس کا حساب کرے گا اور تیس کے لئے تیس والی اور چالیس کے لئے چالیس والی زکات دے گا کیونکہ اگر صرف تیس کا حساب کرے تو دس گائیں بغیر زکات کے رہ جائیں گے ۔

بھیڑ کا نصاب

مسئلہ ۱۹۸۰:- بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں :

۱۔ چالیس، اور اس کی زکات ایک بھیڑ ہے، چالیس سے کم پر زکات واجب نہیں ہے.

۲۔ ایک سو اکیس، اور اس کی زکات دو بھیڑ ہے. ۳۔ دو سو ایک، اور اس کی زکات تین بھیڑ ہے. ۴۔ تین سو ایک، اور اس کی زکات چار بھیڑ ہے. ۵۔ چار سو یا اس سے زیادہ ہو تو ایک سو ایک سو کا حساب کرے اور ہر سو کے لئے ایک بھیڑ دے اور ضروری نہیں کہ زکات خود ان ہی سے دی جائے، بلکہ اور بھیڑوں سے دی جائے یا ان کی قیمت کے برابر رقم ادا کیا جائے تو کافی ہے.

مسئلہ ۱۹۸۱:- دو نصابوں کے درمیان زکات واجب نہیں ہے، پس اگر بھیڑوں کی

ایک سو ایک ہے نہ پہنچے صرف چالیس کی زکات دینا پڑے گی اور زیادتی پر کوئی زکات نہیں اور یہی حکم ہے بعد کے نصابوں کا ۔

مسئلہ ۱۹۸۲ :- اونٹ، گائے ، اور بھیڑ بکریاں جب نصاب کو پہنچ جائیں تو ان کی زکات واجب ہے چاہے سب کے سب نر ہوں یا مادہ یا بعض نر ہوں اور بعض مادہ ۔

مسئلہ ۱۹۸۳ :- گائے اور بھینس زکات میں ایک جنس ہیں، عربی اور غیر عربی اونٹ بھی ایک جنس ہیں اور اس طرح بکری، بھیڑ اور دنبہ زکات میں کوئی فرق نہیں رکھتے ۔

مسئلہ ۱۹۸۴ :- اگر بھیڑ زکات میں دے تو کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو اور اگر بکری دے تو تیسرے سال میں داخل ہو ۔

مسئلہ ۱۹۸۵ :- جو بھیڑ بکری زکات دے رہا ہو اگر اس کی قیمت تھوڑی سے باقی بھیڑ بکریوں سے کم ہو تو کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی بھیڑ بکری دے جس کی قیمت تمام سے زیادہ ہو اور یہی حکم ہے گائے اور اونٹ کا ۔

مسئلہ ۱۹۸۶ :- اگر چند آدمی آپس میں شریک ہوں تو جس کا حصّہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے وہ زکات دے اور جس کا حصّہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکات واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۹۸۷ :- اگر ایک شخص کی کئی جگہ پر گائے، اونٹ، بھیڑ ہے اور ان کی مجموعی تعداد نصاب کے برابر ہے تو وہ زکات دے ۔

مسئلہ ۱۹۸۸ :- اگر وہ گائیں، بھیڑیں اور اونٹ جو اس کے پاس ہیں مریض اور عیب دار ہو تو بھی ان کی زکات دے ۔

مسئلہ ۱۹۸۹ :- اگر گائیں بھیڑ اور اونٹ سب کے سب بیمار ، عیب دار اور بوڑھے ہوں تو خود ان ہی میں سے زکات دے سکتا ہے، البتہ اگر سب صحیح سالم ، بے عیب اور جوان ہوں تو ان کی زکات میں عیب دار بوڑھے نہیں دے سکتا ، بلکہ اگر بعض تندرست

باقی جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکات کے لئے صحیح سالم، بے عیب اور جوان دے۔

مسئلہ ۱۹۹۰:۔ اگر گیارہواں مہینہ پورا ہونے سے پہلے گائے، بھیڑ اور اونٹ جو اس کے پاس ہیں کسی دوسری چیز سے بدل لے یا نصاب اس کے پاس ہے اس کو اسی جنس کے ایک نصاب کے ساتھ بدل دے، مثلاً چالیس بکریاں دے کر چالیس بکریاں لے لے تو اس پر زکات واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۱:۔ جس شخص کو گائے، بھیڑ اور اونٹوں کی زکات دینی ہے اگر ان کی زکات کسی اور مال سے دے تو جب تک ان کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو ہر سال زکات دینا پڑے گی اور اگر خود ان ہی سے زکات ادا کرے اور وہ نصاب اول سے کم ہو جائے تو اس پر زکات واجب نہیں ہے، مثلاً جس شخص کے پاس چالیس بکریاں تھیں اگر وہ دوسرے مال سے زکات دیدے تو جب تک بکریاں چالیس سے کم نہ ہو جائیں تو ہر سال ایک بکری دینی پڑے گی اور اگر خود ان ہی سے ادا کرے گا تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے گی تو اس پر زکات واجب نہیں ہے۔

زکات کا مصرف

مسئلہ ۱۹۹۲:۔ انسان زکات کو آٹھ جگہوں پر صرف کر سکتا ہے:

۱۔ فقیر: یہ وہ شخص ہے جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا سالانہ خرچ نہ رکھتا ہو اور جو شخص کاریگری، جائیداد یا سرمایہ رکھتا ہے کہ جس سے اپنا سال کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر نہیں۔

۲۔ مسکین: یہ وہ شخص ہے جو فقیر سے بھی زیادہ سختی میں زندگی گزار رہا ہو۔

۳۔ وہ شخص جو امام علیہ السلام یا نائب امامؑ کی طرف سے مامور ہو کہ زکات جمع

یا فقراء و مساکین تک پہنچائے۔

۴۔ وہ کفار کہ جنہیں اگر زکات دے دی جائے اسلام کی طرف مائل ہوں گے یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں گے۔

۵۔ غلاموں کو خرید کرنا اور انہیں آزاد کرنا۔

۶۔ وہ مقروض جو اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو۔

۷۔ سبیل اللہ: یعنی وہ کام جو مثل مسجد بنانے کے قومی دینی منفعت رکھتا ہو، مثلاً پل بنانا اور کسی راستے کو درست کرنا جس کا نفع عام مسلمانوں کو پہنچتا ہو یا وہ چیز جو اسلام کے لئے نفع مند ہو وہ جس طرح بھی ہو۔

۸۔ ابن سبیل: یعنی وہ مسافر جو سفر میں بے خرچ ہوگیا، اور ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں۔

مسئلہ ۱۹۹۳:- بنابر احتیاط واجب فقیر و مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر خرچ سے زیادہ زکات نہیں لے سکتے اور اگر اس کے پاس کچھ رقم ہو تو فقط اتنی زکات اسے دی جائے کہ سال بھر کے اخراجات پوری ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹۹۴:- جس کے پاس سال بھر کا خرچ موجود ہو اگر اس میں سے کچھ صرف کرنے کے بعد اسے شک ہو جائے کہ جو باقی موجود ہے وہ سال کے خرچ کے برابر ہے یا نہیں تو وہ زکات نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۹۹۵:- وہ کاریگر یا مالک یا تاجر کہ جس کی آمدنی اس کے سال کے خرچ سے کم ہے تو وہ اپنے خرچ کی کمی زکات سے وصول کر سکتا ہے اور اپنے اوزار یا ملکیت یا اصل سرمایہ کو بیچنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۶:- وہ فقیر کہ جس کے پاس اس کے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال کا خرچ نہیں اگر اس کے پاس کوئی مکان ہے جو اس کی ملکیت ہے اور وہ اس میں

اگرچہ اس کی حفظ عزت کے لئے ہی ہو تو وہ زکات لے سکتا ہے اور یہی حکم رکھتا ہے گھر کا سامان، برتن اور گرمی سردی کے لباس اور وہ چیزیں جن کی اسے ضرورت ہے اور وہ فقیر جس کے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں اور اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ زکات سے خرید سکتا ہے.

مسئلہ ۱۹۹۷ :- وہ فقیر جس کے لئے کوئی کاریگری سیکھنا مشکل نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ سیکھے اور زکات لے کر زندگی بسر نہ کرے، البتہ جب تک اس سیکھنے میں مشغول ہے زکات لے سکتا ہے.

مسئلہ ۱۹۹۸ :- جو شخص پہلے فقیر تھا اور اب بھی کہتا ہے کہ میں ابھی تک فقیر ہوں تو اگرچہ انسان کو اس کے کہنے پر اطمینان نہ ہو تب بھی اسے زکات دے سکتا ہے.

مسئلہ ۱۹۹۹ :- جو شخص کہتا ہے میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہیں تھا یا معلوم نہ ہو کہ فقیر تھا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو زکات نہ دے.

مسئلہ ۲۰۰۰ :- جس شخص کو زکات دینی ہے اگر اس کو کسی فقیر سے کچھ لینا ہو تو اپنا قرض زکات میں حساب کر سکتا ہے.

مسئلہ ۲۰۰۱ :- اگر فقیر مقروض مرجائے اور اس کا ترکہ قرض کے لئے کافی نہ ہو تو انسان اپنے قرض کو جو کہ اس کے اوپر ہے زکات میں حساب کر سکتا ہے، بلکہ اگر اس کا مال قرض کے برابر ہو اور اس کے ورثہ اس کا قرض ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ کے لئے اپنا قرض واپس لینا ممکن نہ ہو قرض خواہ زکات سے اپنا مال کم کر سکتا ہے.

مسئلہ ۲۰۰۲ :- جو شخص کوئی چیز بطور زکات کسی فقیر کو دے تو ضروری نہیں کہ اسے بتائے کہ یہ زکات ہے، بلکہ اگر فقیر کو زکات لینے سے شرماتا ہے تو مستحب ہے کہ اس کو پیشکش کے نام پر دے، البتہ زکات کی نیت کرے.

مسئلہ ۲۰۰۳ :- اگر اس خیال سے کسی کو زکات دے کہ یہ فقیر ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہیں تھا یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کسی ایسی کو زکات دے جو فقیر نہیں تھا تو

ہے تو اگر لینے والا شخص کو معلوم تھا یا احتمال دیتا تھا کہ یہ زکات ہے تو انسان اس سے اس کا عوض لے کر مستحق کو دیدے لیکن اگر بطور زکات نہ دی گئی ہو تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا، اور اگر مستحقین کے تعین میں کوتاہی نہ کی ہو، مثلاً بیّنہ شرعی (دو عادل گواہ) اس کے فقیر ہونے پر قائم ہوں تو ضروری نہیں کہ دو بارہ زکات ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۰۴:- جو شخص مقروض ہے اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کے پاس اپنے سال کا خرچہ موجود ہو تو وہ اپنا قرض ادا کرنے کے لئے زکات لے سکتا ہے بشرطیکہ جو مال اس نے قرض لیا تھا وہ گناہ میں خرچ نہ کیا ہو یا گر معصیت میں خرچ کیا ہو تو اس سے توبہ کر لیا ہو، اور اسی صورت میں فقراء کے حصّہ میں سے اسے زکات دی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۵:- اگر کسی ایسے شخص کو مال زکات دیا جائے جو کہ مقروض تھا اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا تھا اس کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے قرض کا مال گناہ میں مصرف کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہے تو جو کچھ دے چکا ہے وہ زکات میں حساب کرے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر اس نے گناہ سے توبہ نہ کی ہو تو جو مال اسے دیا ہے اسے زکات میں حساب نہ کرے۔

مسئلہ ۲۰۰۶:- جو شخص مقروض ہے اور اپنا قرضہ ادا نہیں کر سکتا اگرچہ وہ فقیر نہ ہو قرض خواہ اپنا قرضہ زکات میں حساب کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۷:- جس مسافر کا خرچہ ختم ہو گیا ہو یا اس کی سواری بے کار ہو گئی ہو تو اگر اس کا سفر، سفر گناہ نہیں اور وہ قرض لے کر یا کوئی چیز بیچ کر اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا تو وہ شخص اگرچہ اپنے وطن میں فقیر نہ ہو زکات لے سکتا ہے، البتہ اگر کسی اور جگہ وہ قرض لے سکتا ہے یا کوئی چیز بیچ سکتا ہے تو صرف اتنے پیسے زکات میں سے لے سکے گا جو اسے اس جگہ تک پہنچائے۔

وقت وہ وطن واپس پہنچ جائے اگر زکات کی کچھ مقدار اس کے پاس بچ گئی ہو تو حاکم شرع کو دیدے اور اس سے کہے کہ یہ زکات ہے۔

مستحقین زکات کے شرائط

مسئلہ ۲۰۰۹ :- جو شخص زکات لے رہا ہے وہ شیعہ اثنا عشری ہو اور اگر شرعی طریقہ سے کسی کا شیعہ ہونا ثابت ہوجائے اور اس کا زکات دیدے اور مال زکات تلف ہوجائے اور پھر بعد میں معلوم ہوجائے کہ وہ شیعہ نہیں ہے تو ضروری نہیں ہے کہ دو بارہ زکات دے۔

مسئلہ ۲۰۱۰ :- اگر کوئی شیعہ فقیر بچہ یا دیوانہ ہو تو انسان اس کے ولی کو زکات اس نیّت سے دے سکتا ہے کہ جو کچھ دے رہا ہے یہ اس بچہ یا دیوانہ کی ملکیّت ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۱ :- اگر بچہ یا دیوانہ کے ولی تک انسان کی رسائی نہیں تو انسان خود بخود یا کسی شخص امین کے ذریعہ زکات بچے یا دیوانے پر صرف کر سکتا ہے اور جب زکات ان کے مصرف میں آرہی ہو تو اس وقت زکات کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۲ :- گداگر فقیر کو بھی زکات دے سکتے ہیں، البتہ ایسے شخص کو نہیں دے سکتے جو زکات کو گناہ کے کاموں میں ہی صرف کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۳ :- جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو زکات نہ دی جائے، اسی طرح شراب پینے والے کو۔

مسئلہ ۲۰۱۴ :- جو شخص قرضدار ہے اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کا خرچہ زکات دینے والے پر واجب ہو تو بھی اس کو زکات دے سکتا ہے، لیکن اگر اس کی بیوی یا کوئی دوسرا شخص جس کا خرچ انسان پر واجب ہے اپنے اخراجات کے لئے قرض کرلیں تو ان کا قرضہ زکات سے نہیں دے سکتا۔

اس پر واجب ہے جیسے عقد دائمی والی بیوی اور اپنی اولاد، نواسے، نواسیاں، پوتے، پوتیاں اوراپنے ماں باپ اوراپنے اجداد، لیکن دوسرے لوگ ان کو زکات دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰۱۶ :- اگر کوئی انسان اپنے بیٹے کو زکات دے کہ وہ اسے اپنی بیوی، نوکر یا خادمہ پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰۱۷ :- اگر بیٹے کو علمی ودینی کتب کی ضرورت ہو تو باپ ان کی خرید کے لئے زکات دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۸ :- باپ بیٹے کو شادی کرنے کے لئے زکات دے سکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۹ :- وہ عورت جس کا شوہر اسے خرچ دیتا ہے یا دیتا تو نہیں لیکن یہ اسے دینے پر مجبور کر سکتی ہے اس کو زکات نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ ۲۰۲۰ :- وہ عورت جس نے کسی سے متعہ کیا ہو اگر فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اس کو زکات دے سکتے ہیں، البتہ اگر اس کے شوہر نے عقد کے ضمن میں شرط کی تھی کہ اس کا خرچہ دے گا یا کسی اور وجہ سے خرچ دینا اس پر واجب ہوجائے تو جب وہ عورت کے اخراجات دے سکتا ہے یا عورت اس کو زکات دینے پر مجبور کر سکتی ہے تو اس کو زکات نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ ۲۰۲۱ :- بیوی اپنے فقیر شوہر کو زکات دے سکتی ہے اگرچہ شوہر وہ زکات اپنی بیوی پر خرچ کرے۔

مسئلہ ۲۰۲۲ :- سیّد، دوسرے سیّد سے زکات لے سکتا ہے لیکن سیّد غیر سیّد کی زکات نہیں لے سکتا، البتہ اگر خمس اور دیگر وجوہات اس کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوئے اور وہ زکات لینے پر مجبور ہو تو پھر غیر سیّد کی زکات لے سکتا ہے، البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو صرف روزانہ کے خرچہ کی مقدار لے کہ جس کے لینے پر مجبور ہے۔

دے سکتے ہیں۔

زکات کی نیّت

مسئلہ ۲۰۲۴ :- انسان زکات قصد قربت کے ساتھ ادا کرے، یعنی حکم الٰہی بجالانے کے لئے دے اور نیّت میں معیّن کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے یہ زکات مال ہے یا زکات فطرہ، البتہ اگر گندم یا جو کی زکات اس پر واجب ہے تو ضروری نہیں کہ معیّن کرے کہ جو دے رہا ہے یا گندم کی زکات ہے یا جو کی۔

مسئلہ ۲۰۲۵ :- جس شخص پر کئی اموال کی زکات واجب ہے اگر کچھ مقدار دے اور کسی مال کی نیّت نہ کرے تو زکات میں دی ہوئی چیز اگر کسی کے ہم جنس ہو تو اسی کی زکات شمار ہوگی اور اگر کسی کی جنس سے نہ ہو تو سب پر تقسیم ہوگی، پس جس شخص پر چالیس بکریاں اور پندرہ مثقال سونے کی زکات واجب ہے تو اگر وہ ایک بکری زکات کے عنوان سے دے اور ان میں سے کسی ایک کی نیّت نہ کرے تو وہ بکری کی زکات شمار ہوگی، لیکن اگر کچھ چاندی دیدے تو تقسیم ہوجائے گی اور یہی حکم ہے اگر بھیڑ یا بکری کو بدلے میں یا قیمت کے عنوان سے دے تو سب پر تقسیم ہوگی۔

مسئلہ ۲۰۲۶ :- اگر کسی کو وکیل قرار دے کہ اس کے مال کی زکات ادا کرے تو اگر وکیل زکات دیتے وقت مالک کی طرف سے نیّت کرے کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۷ :- اگر مالک یا اس کا وکیل بغیر قصد قربت کے زکات کو دیدے اور قبل اس کے کہ مال تلف ہو خود مالک زکات کی نیّت کرے تو زکات شمار ہوجائے گی۔

زکات کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۰۲۸ :- جب گندم اور جو کے دانوں کو بھوسے سے الگ کرتے ہیں اور جب کھجوریں اور انگور خشک ہوجائیں تو انسان کو چاہئے کہ ان کی زکات فقیر کو دیدے یا اپنے

مہینہ کے پورے ہونے کے بعد فقیر کو دیدے یا اپنے مال سے الگ کردے، لیکن اگر کسی معین فقیر کا منتظر ہو یا کسی ایسے فقیر کو دینا چاہے جو کسی وجہ سے برتری رکھتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ زکات الگ کردے تاکہ بعد میں اس معین فقیر تک پہنچائے۔

مسئلہ ۲۰۲۹:- زکات علیحدہ کرنے کے بعد ضروری نہیں کہ فوراً مستحق کو دیدے، البتہ اگر جس شخص کو زکات دی جا سکتی ہے اس تک دسترس رکھتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ زکات دینے میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۰:- جو شخص مستحق تک زکات پہنچا سکتا ہے اگر نہ پہنچائے اور اس کی کوتاہی کی وجہ سے وہ مال تلف ہوجائے تو اسے اس کا عوض دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۰۳۱:- جو شخص زکات مستحق تک پہنچا سکتا ہے اگر نہ دے اور بغیر اس کے کہ اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو وہ تلف ہوجائے تو اگر زکات دینے میں اس نے اتنی تاخیر کی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس نے فوراً نہیں ادا کیا تو اس کا عوض دینا پڑے گا اور اگر اس قدر تاخیر نہیں کی، مثلاً دو تین گھنٹہ تاخیر کی ہے اور ان ہی دو تین گھنٹوں میں وہ تلف ہوگیا اور کوئی مستحق وہاں نہ تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اور اگر مستحق موجود تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۰۳۲:- جس زکات کو الگ کرچکا ہے اسے اپنے لئے لے کر دوسری چیز اس کی جگہ پر نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۲۰۳۳:- وہ زکات جو الگ کردی ہے اگر اس سے کوئی منفعت حاصل ہوجائے، مثلاً بکری جو زکات کے لئے الگ کی تھی وہ بچہ جن دے تو وہ فقیر کا مال ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۳۴:- جس وقت زکات الگ کی ہے اگر کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ وہ زکات اسے دیدے مگر یہ کہ اس کی نظر میں کوئی ایسا شخص ہو کہ جسے زکات دینا کسی وجہ سے بہتر ہے۔

سے فقیر کو ویدے تو وہ زکات شمار نہیں ہوگی، اور بعد اس کے کہ زکات اس پر واجب ہوجائے تو جو چیز فقیر کو دے چکا تھا اگر تلف نہ ہوئی ہو اور فقیر اپنے فقر پر باقی ہو تو دی ہوئی چیز عنوان زکات میں حساب کر سکتا ہے.

مسئلہ ۲۰۳۶ :- مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکات ایسے فقراء کو دی جائیں جو کہ عزت دار ہیں اور زکات دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم و فضل کو ان کے غیر پر اور جو لوگ سوال نہیں کرتے ان کو سوال کرنے والوں پر مقدم رکھے، البتہ اگر کسی فقیر کو کسی دوسری جہت سے زکات دینا بہتر ہو تو مستحب ہے کہ اسے زکات دے.

مسئلہ ۲۰۳۷ :- بہتر ہے کہ زکات ظاہر کر کے اور مستحب صدقہ مخفی طور پر دیں.

مسئلہ ۲۰۳۸ :- اگر زکات دینے والے کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور زکات کسی اور مصرف میں بھی کہ جو اس کے لئے معین ہے نہ دے سکتا ہو، اگر یہ امید نہیں ہے کہ بعد میں کوئی مستحق پیدا ہوجائے گا تو زکات دوسرے شہر میں لے جائے اور اسے مصرف زکات میں صرف کرے اور دوسرے شہر میں لے جانے کا خرچ زکات سے لے سکتا ہے اور اگر زکات تلف ہوجائے تو ضامن نہیں ہوگا.

مسئلہ ۲۰۳۹ :- اگر اس کے شہر میں مستحق موجود ہو تب بھی زکات دوسرے شہر کی طرف لے جا سکتا ہے، البتہ لے جانے کا خرچ اسے دینا پڑے گا اور اگر زکات تلف ہوگئی تو اس کا ضامن بھی ہوگا مگر یہ کہ حاکم شرع کی اجازت سے لے گیا ہو.

مسئلہ ۲۰۴۰ :- گندم، جو، کشمش اور کھجوروں کے وزن اور پیمانہ کی مزدوری جو کہ زکات میں دے رہا ہے اس کے اپنے ذمہ ہے.

مسئلہ ۲۰۴۱ :- جو شخص دو مثقال اور پندرہ نخود یا اس سے زیادہ چاندی کا بابت زکات مقروض ہو تو وہ دو مثقال اور پندرہ نخود چاندی سے کم مقدار بنابر احتیاط مستحب

اور اس کی قیمت دو مثقال اور پندرہ نخود چاندی کے برابر ہو تو وہ ایک فقیر کو اس سے کم بنابر احتیاط مستحب نہ دے۔

مسئلہ ۲۰۳۲ :- مکروہ ہے کہ انسان مستحق سے یہ درخواست کرے کہ اس نے جو زکات اس سے لی ہے وہ اس کے ہاتھ بیچ دے اور اگر مستحق لی ہوئی چیز کو بیچنا چاہے اور بعد اس کے کہ اس کی قیمت معین ہوجائے تو جس نے اس کو زکات دی ہے پھر بھی زکات دینے والے کے لئے مکروہ ہے کہ اس سے خریدے۔

مسئلہ ۲۰۳۳ :- اگر شک کرے کہ جو زکات مجھ پر واجب تھی وہ ادا کردی ہے یا نہیں تو وہ زکات ادا کرے اگرچہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکات کے متعلق ہو۔

مسئلہ ۲۰۳۴ :- فقیر زکات کی مقدار سے کم مقدار لینے پر صلح نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی ایسی چیز کو عنوان زکات سے قبول کر سکتا ہے کہ جس کی قیمت اس سے گراں تر ہو اور نہ زکات ہی مالک سے لے کر اسے بخش سکتا ہے، ہاں اگر مصلحت ہو تو بطور قرض واپس دے سکتا ہے، البتہ وہ شخص جس کے ذمہ کافی زکات ہے اور وہ فقیر ہوگیا ہے اور زکات نہیں دے سکتا تو اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو پھر فقیر اس سے زکات لے کر اسے بخش سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۵ :- زکات کے مال سے انسان قرآن کوئی دینی کتاب یا دعاؤں کی کتاب خرید کر وقف کر سکتا ہے اگرچہ وہ اپنی اولاد اور ان اشخاص پر وقف کرے کہ جس کا خرچ اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۶ :- انسان زکات سے کوئی جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان اشخاص پر جن کا خرچ اس کے ذمہ واجب ہے وقف نہیں کر سکتا تا کہ اس کا فائدہ یہ اپنے خرچ کے مصارف میں صرف کریں۔

مسئلہ ۲۰۳۷ :- کوئی فقیر حج وزیارت پر جانے کے لئے اور دوسری اس قسم کی چیز پر زکات لے سکتا ہے لیکن اگر اپنے سالانہ اخراجات کے لئے زکات لے چکا ہو تو حج وزیارت

مسئلہ ۲۰۴۸ :- اگر مالک فقیر کو وکیل بنائے کہ اس کے مال کی زکات ادا کردے تو اگر وکیل یہ احتمال دیتا ہے کہ مالک کا مقصد یہ تھا کہ خود فقیر اس میں سے نہ لے تو فقیر نہیں لے سکتا، اور اگر یقین ہو کہ مالک کا یہ ارادہ نہیں تھا تو پھر خود بھی لے سکتا ہے.

مسئلہ ۲۰۴۹ :- اگر کوئی فقیر اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور سونا چاندی زکات کے عنوان سے لے، تو اگر وہ شرطیں جو زکات کے واجب ہونے کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں ان میں جمع ہوجائیں تو وہ ان کی زکات ادا کرے.

مسئلہ ۲۰۵۰ :- اگر دو شخص کسی مال میں شریک ہوں کہ جس پر زکات واجب ہوگئی ہے اور ان میں سے ایک اپنے حصّہ کی زکات ادا کردے اور اس کے بعد مال کو تقسیم کرلیں تو اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے شریک نے اپنے حصّہ کی زکات نہیں دی تو اس کے لئے اپنے حصّہ میں تصرف کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۲۰۵۱ :- جس کے ذمہ خمس یا زکات باقی ہو اور کفارہ نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہو مقروض بھی ہو اگر ان سب کو ادا نہیں کرسکتا، اگر وہ مال کہ جس پر خمس یا زکات واجب ہے تلف نہ ہوگیا ہو تو خمس وزکات ادا کرے اور اگر تلف ہوگیا ہو تو اسے اختیار ہے چاہے خمس یا زکات ادا کرے، چاہے کفارہ ونذر وقرض وغیرہ کو ادا کرے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان دونوں میں تقسیم کرے.

مسئلہ ۲۰۵۲ :- جس شخص کے ذمہ خمس یا زکات ہو اور نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہوں اور قرضدار بھی ہو اور مرجائے اور اس کا مال ان سب چیزوں کے لئے کافی نہ ہو تو اگر وہ مال کہ جس پر خمس وزکات واجب ہے تلف نہ ہوگیا ہو تو خمس یا زکات ادا کرے اور اس کے باقی مال کو دوسری چیزوں پر جو واجب ہیں تقسیم کردیں، اور اگر وہ مال کہ جس پر خمس یا زکات واجب ہے تلف ہوجائے تو اس کے مال کو خمس، زکات، قرض ونذر اور دوسری چیزوں پر تقسیم کیا جائے، مثلاً اگر چالیس روپے خمس اس پر واجب تھا اور بیس

عنوان میں اور دس روپیہ قرض میں دیدے۔

مسئلہ ۲۰۵۳ :- جو شخص تحصیل علم میں مصروف ہے اور وہ اگر تحصیل علم چھوڑ دے تو اپنا کسب معاش کر سکتا ہے تو اگر اس علم کی تحصیل اس پر واجب یا مستحب ہے تو وہ زکات لے سکتا ہے اور اگر اس علم کی تحصیل واجب یا مستحب نہیں تو اسے زکات دینا مشکل ہے۔

زکات فطرہ

مسئلہ ۲۰۵۳ :- جو شخص عید الفطر کی رات کے غروب کے وقت بالغ، عاقل اور باہوش ہو، فقیر اور کسی کا غلام بھی نہ ہو تو اپنی طرف سے اور ان اشخاص کی طرف سے جن کا یہ کفیل ہے فی نفر ایک صاع جو تقریباً تین کلو گندم، جو، کھجوریں، کشمش، چاول اور اس کی چیزوں میں سے کسی مستحق کو دے اور اگر ان میں سے کسی کی قیمت ادا کر دے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۳ :- جو شخص اپنا اور اپنے اہل وعیال کا سال کا خرچ نہیں رکھتا اور اس کا کوئی کاروبار بھی نہیں ہے کہ جس سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ پورا کر سکے تو وہ فقیر ہے اس پر زکات فطرہ ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۵۵ :- انسان کو چاہئے کہ ان لوگوں کا فطرہ جو عید الفطر کی رات غروب کے وقت اس کے دسترخوان پر کھانا کھائیں ادا کرے، چھوٹے ہوں یا بڑے، مسلمان ہوں یا کافر، ان کا خرچ اس پر واجب ہو یا نہ اس کے اپنے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں۔

مسئلہ ۲۰۵۶ :- اگر کوئی شخص کسی ایسے آدمی کے نفقہ کا ذمہ دار ہو جو دوسرے شہر میں رہتا ہو اور مالک اس کو وکیل کر دے کہ تم میرے مال سے اپنا فطرہ دے دینا اور مالک کو اطمینان و بھروسہ ہو کہ وہ فطرہ دیدے گا تو کافی ہے۔

سے اس کے گھر آئے اور وہ اس کے دسترخوان پر کھانے والوں میں شمار ہو تو اس کا فطرہ اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۸ :- اس مہمان کا فطرہ کہ جو عید الفطر کی رات غروب سے پہلے صاحب خانہ کی مرضی کے بغیر وارد ہو اور ایک مدت تک اس کے پاس رہے تو اس کا فطرہ بنابر احتیاط واجب ہے اور یہی حکم ہے اگر اس کے خرچ دینے پر کسی کو مجبور کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۰۵۹ :- اس مہمان کا فطرہ جو عید کی رات غروب کے بعد وارد ہو صاحب خانہ پر واجب نہیں اگرچہ غروب سے پہلے اسے دعوت دے چکا ہو اور اس کے گھر میں ہی آکر افطار کرے۔

مسئلہ ۲۰۶۰ :- جو شخص عید الفطر کی رات غروب کے وقت دیوانہ یا بے ہوش ہو اس پر زکات فطرہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۱ :- اگر غروب سے پہلے بچہ بالغ، دیوانہ عقلمند اور فقیر غنی ہوجائے تو اگر فطرہ کے واجب ہونے کے شرائط اس میں پائے جائیں تو وہ زکات فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۶۲ :- جس شخص پر عید الفطر کی رات غروب کے وقت زکات فطرہ واجب نہ ہو اگر عید کے دن ظہر سے پہلے فطرہ کے واجب ہونے کے شرائط اس میں موجود ہوجائیں تو اس کے لئے زکات فطرہ دینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۳ :- جو کافر عید الفطر کی رات غروب کے بعد مسلمان ہوجائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں، البتہ اگر کوئی مسلمان شیعہ ہوجائے تو اگر چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہوا ہو تو وہ زکات فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۶۴ :- جس شخص کے پاس صرف ایک صاع تقریباً تین کلو گندم ہے یا اس قسم کی کوئی چیز ہو تو اس کے لئے زکات فطرہ دینا مستحب ہے، اور اگر اس کے اہل وعیال ہوں اور ان کا فطرہ بھی دینا چاہے تو فطرہ کی نیت سے وہ ایک صاع اپنے اہل وعیال میں

جائیں یہاں تک کہ آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ آخری شخص نے جو کچھ لیا ہے کسی ایسی شخص کو دے جو ان میں سے نہ ہو، اور اگر ان میں سے کوئی بچہ ہو تو اس کا ولی اس کے بجائے لے اور پھر احتیاط واجب کی بنا پر جو چیز نا بالغ کے لئے لی جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

مسئلہ ۲۰۶۵ :- اگر عید الفطر کی رات غروب ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوجائے یا کوئی شخص اس کا کھانا کھانے والوں میں شمار ہوجائے تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں اگرچہ مستحب یہ ہے کہ جو شخص غروب کے بعد عید کے دن ظہر سے پہلے اس کے کھانے والوں میں شمار ہوجائے تو اس کا فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۶۶ :- جو شخص کسی کے یہاں کھانا کھاتا رہا ہو اور غروب سے پہلے کسی اور شخص کے کھانا کھانے والوں میں شمار ہوجائے تو اس کا فطرہ اس پر واجب ہوگا کہ جس کے کھانا کھانے والوں میں اب شمار ہو رہا ہے، مثلاً اگر لڑکی غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو اس کا شوہر اس کا فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۶۷ :- جس کا فطرہ کسی اور کے ذمہ ہے اس کو خود اپنا فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۸ :- اگر کسی کا فطرہ دوسرے شخص پر واجب ہے اور وہ ادا نہ کرے تو خود اس پر واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۶۹ :- جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے پر واجب ہے اگر یہ خود اپنا فطرہ دیدے تو جس پر واجب ہے اس سے ساقط نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۷۰ :- جس عورت کا شوہر اس کا خرچ ادا نہیں کرتا اور وہ کسی اور کے یہاں کھانا کھاتی ہے تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہوگا اور اگر کسی کے یہاں کھانا نہیں کھاتی تو اگر وہ فقیر نہیں تو اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

اگر کوئی سیّد اس کے یہاں کھانا کھاتا ہے تو اس کا فطرہ کسی اور سیّد کو نہیں دے سکتا ۔

مسئلہ ۲۰۷۲ :- اس بچے کا فطرہ جو ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہے اس شخص کے ذمہ ہے کہ جو ماں یا دایہ کا خرچ دیتا ہے، البتہ اگر ماں یا دایہ اپنا خرچ بچے کے مال سے لیتی ہیں تو بچہ کا فطرہ کسی پر واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۰۷۳ :- اگر انسان کسی شخص کو اجیر بنائے اور شرط کرے کہ اس کا خرچ یہ ادا کرے گا تو اگر یہ اپنی شرط پر عمل کرتا رہے اور اس کا شمار اس کے یہاں کھانے والوں میں ہو تو اس کا فطرہ بھی دے، البتہ اگر یہ شرط کرے کہ اس کے خرچ کا کچھ حصّہ یہ دے گا اور مثلاً خرچ کے لئے کچھ رقم دیتا رہا ہو اس پر فطرہ دینا واجب نہیں ہے، جیسے کارخانوں اور مہمان خوانوں، ہوٹلوں میں جو لوگ کام کرتے ہیں اور عام طور پر غذا بھی وہیں سے کھاتے ہیں ان کا فطرہ خود ان پر واجب ہے ۔

مسئلہ ۲۰۷۴ :- اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب کے بعد مرجائے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا فطرہ اس کے اموال سے دیا جائے، البتہ اگر غروب سے پہلے مرجائے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں ہے ۔

زکات فطرہ کا مصرف

مسئلہ ۲۰۷۵ :- اگر زکات فطرہ کو ان آٹھ مصارف میں سے جن کا پہلے زکات مال میں ذکر ہو چکا ہے کسی ایک میں صرف کیا جائے تو کافی ہے، البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ صرف شیعہ فقراء کو دیا جائے ۔

مسئلہ ۲۰۷۶ :- اگر کسی شیعہ کا بچہ فقیر ہو تو انسان فطرہ اس پر صرف کر سکتا ہے یا ولی کے ذریعہ سے بچے کی ملکیت قرار دے ۔

مسئلہ ۲۰۷۷ :- جس فقیر کو فطرہ دینا ہے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو، البتہ احتیاط

مسئلہ ۲۰۷۸ :- جو شخص فطرے کو گناہ میں صرف کرے اسے فطرہ نہ دے۔

مسئلہ ۲۰۷۹ :- احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم جو تقریباً تین کلو ہوتا ہے فطرہ نہ دیں اور ایک سال کے اخراجات سے زیادہ بھی نہ دیں۔

مسئلہ ۲۰۸۰ :- اگر کسی ایسی جنس سے کہ جس کی قیمت عام جنس کی قیمت سے دوگنا ہے، مثلاً گندم کہ جس کی قیمت عام گندم کی قیمت سے دوگنا ہے آدھا صاع۔ جس کا معنی دوسرے مسئلہ میں بیان ہوچکا ہے۔ دیدے تو کافی نہیں ہے اور اگر اس کو قیمت فطرہ کی نیّت سے دیدے تو بھی اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۱ :- کوئی شخص آدھا صاع ایک جنس سے، مثلاً گندم اور آدھا صاع دوسری جنس سے، مثلاً جو نہیں دے سکتا اور فطرہ کی قیمت کی نیّت سے بھی دینا مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۲ :- مستحب ہے کہ زکات فطرہ کے دینے میں اپنے فقیر رشتہ داروں کو دوسروں پر مقدم رکھے اور ان کے بعد فقیر ہمسایہ اور ان کے بعد صاحبان علم کو، البتہ اگر دوسرے فقراء کسی اور وجہ سے برتر ہوں تو مستحب ہے کہ انہیں مقدم رکھا جائے۔

مسئلہ ۲۰۸۳ :- اگر انسان اس خیال سے کہ یہ فقیر ہے کسی کو فطرہ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہیں تھا تو اگر وہ مال جو اسے دیا ہے تلف نہیں ہوا تو اس سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا اور اگر وہ مال تلف ہوگیا ہے تو جب کہ لینے والا جانتا تھا یا احتمال دیتا تھا کہ جو کچھ لیا ہے وہ فطرہ ہے تو اس کا عوض ادا کرے، ورنہ عوض کا دینا واجب نہیں اور انسان کو دو بارہ فطرہ دینا چاہیئے، ہاں اگر فطرہ دینے والے نے فقیر کی تحقیق کرنے میں کوتاہی نہ کی ہو، مثلاً دو عادل آدمی کی گواہی پر عمل کیا ہو تو دو بارہ فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۴ :- اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ نہیں دیا جا سکتا مگر یہ کہ اطمینان ہو جائے کہ یہ فقیر ہے یا انسان کو معلوم ہو کہ یہ پہلے فقیر تھا۔

زکات فطرہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۰۸۵ :- انسان کو زکات فطرہ نیّت قربت سے، یعنی حکم خدا بجا لانے کے لئے دے اور جس وقت دے رہا ہو تو فطرہ دینے کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۲۰۸۶ :- اگر ماہ رمضان سے پہلے فطرہ دیدے تو صحیح نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے درمیان بھی فطرہ نہ دے، البتہ اگر ماہ رمضان سے پہلے یا ماہ رمضان کے دوران کسی فقیر کو قرض دیدے اور بعد میں اس پر جب فطرہ واجب ہو جائے تو اپنے قرض کو عنوان فطرہ میں شمار کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۷ :- گندم یا کوئی اور چیز جو فطرہ میں دے رہا ہے وہ کسی اور جنس یا مٹی سے ملی ہوئی نہ ہو اور اگر کوئی اور چیز ملی ہوئی ہو تو اتنی کم ہو کہ اس کی پرواہ نہ کی جاتی ہو اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہے تو صرف اس صورت میں صحیح ہوگا جب کہ خالص گندم یا جو ایک صاع کے برابر ہو۔

مسئلہ ۲۰۸۸ :- خراب چیز فطرہ میں نہیں دی جا سکتی، لیکن اگر وہ ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کے لوگوں کی عام غذا ہی وہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۹ :- جو شخص کئی آدمیوں کو فطرہ دینا چاہتا ہو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ سب ہی کو ایک ہی جنس دے، بلکہ کسی کو گیہوں اور کسی کو جو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۰ :- جو شخص نماز عیدالفطر پڑھنا چاہتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ نماز عید سے پہلے ادا کرے، البتہ اگر نماز عید الفطر نہیں پڑھتا تو وہ فطرہ دینے میں ظہر تک تاخیر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۱ :- اگر فطرہ کی نیّت سے کچھ مال الگ کر لے اور عید کے دن ظہر تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی دے فطرہ کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۲۰۹۲ :- اگر جس وقت زکات فطرہ دینا واجب ہو یہ فطرہ نہ دے اور نہ اسے

مسئلہ ۲۰۹۳ :- اگر فطرہ الگ کر دے تو اپنی ذات کے لئے اس میں سے لے کر دوسرا مال اس کی جگہ نہیں رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۴ :- اگر کسی انسان کے پاس کوئی ایسا مال ہے کہ جس کی قیمت مقدار فطرہ سے زیادہ ہے اب اگر وہ فطرہ نہ دے اور یہ نیّت کرے کہ اس مال کا کچھ حصّہ فطرہ کے لئے ہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۵ :- اگر وہ مال جو فطرہ کے لئے علیحدہ رکھا ہے تلف ہوجائے تو اگر فقیر تک دسترس رکھتا تھا اور فطرہ اس نے دینے میں تاخیر کی تھی تو عوض ادا کرے اور اگر فقیر تک دسترس نہیں رکھتا تھا تو اس کا ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۶ :- اگر اس کے شہر میں مستحق موجود ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے گیا اور مال تلف ہوگیا تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

احکام حج

مسئلہ ۲۰۹۷:۔ حج کا مطلب خانہ خدا کی زیارت اور ایسے اعمال کے بجالانے کا نام ہے کہ جن کے وہاں انجام دینے کا دستور معین کیا گیا ہے، تمام ان لوگوں پر جو درج ذیل شرائط کے مالک ہوں عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا واجب ہے:

۱۔ بالغ ہو ۲۔ عقلمند اور آزاد ہو ۳۔ حج کرنے سے کوئی ایسا عمل نہ ترک ہو رہا ہو جو حج سے زیادہ اہم ہو یا ایسے حرام کام کا ارتکاب نہ ہو رہا ہو جس کی اہمیّت شریعت کی نظر میں زیادہ ہو۔ ۴۔ مستطیع ہو اور استطاعت میں چند چیزوں کی ضرورت ہے:

اول: زاد راہ اور وہ چیزیں کہ جو اس کے حسب حال سفر میں اس کو ان کی ضرورت ہوگی جو مفصل کتب میں بیان کی گئی ہیں اس کے پاس موجود ہوں اور اسی طرح سواری یا اتنا مال ہو کہ جس سے یہ چیزیں مہیا کر سکے۔

دوم: اس کا مزاج صحیح سالم ہو اور اتنی طاقت اس میں ہو کہ وہ مکہ جا کر حج کر سکے۔

سوم: راستے میں کوئی چیز جانے سے مانع نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راہ میں اس کی جان یا عزت یا مال تلف ہو جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے، البتہ اگر وہ کسی دوسرے راستے سے وہ جا سکتا ہے اگرچہ وہ راستہ دور ہی ہو تو اگر اس میں مشقت زیادہ نہ ہو اور زیادہ غیر متعارف بھی نہ ہو تو اس راستے سے جائے۔

چہارم: اعمال حج بجالانے کے لئے کافی وقت ہو۔

پنجم: ان لوگوں کا خرچ کہ جن کا خرچ اس پر واجب ہے، مثلاً بیوی، بچے اور ان لوگوں کا بھی خرچ کہ جن کو لوگ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کو خرچ دیا جائے اس کے پاس موجود ہو

ششم: واپس آنے کے بعد کوئی کاروبار زراعت یا کسی جائیداد کی منفعت یا کوئی اور ذریعہ اپنے معاش کے لئے رکھتا، مجبور نہ ہوجائے کہ زحمت و مشقت سے زندگی بسر کرے.

مسئلہ ۲۰۹۸ :- جس شخص کی ضرورت ذاتی مکان کے بغیر پوری نہ ہوتی ہو اس پر اسی وقت حج واجب ہوگا جب وہ گھر خریدنے کی قیمت رکھتا ہو.

مسئلہ ۲۰۹۹ :- جو عورت مکہ جا سکتی ہے اگر لوٹنے کے بعد اس کے پاس ذاتی مال موجود نہ ہو اور اس کا شوہر بھی، مثلاً فقیر ہو اور اس کا خرچ نہ دے سکتا ہو اور مجبوراً سختی وزحمت سے اسے زندگی بسر کرنا پڑے گی تو اس پر حج واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۲۱۰۰ :- جس کے پاس زاد راہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا کوئی شخص اسے کہے کہ حج پر جاؤ اور میں تیرا اور تیرے اہل وعیال کا خرچ جب تک کہ تو سفر حج میں ہے ادا کروں گا اور اس کو اطمینان ہو کہ وہ اس کا خرچہ دے گا تو اس پر حج واجب ہوجائے گا.

مسئلہ ۲۱۰۱ :- جس کے پاس حج کے اخراجات نہ ہوں، لیکن دوسرا اس کو مال بخش دے یا اس کے اختیار میں اتنا مال دیدے جس سے وہ حج کر سکتا ہو اور اس مدت میں اس کے بیوی، بچوں کا خرچ بھی برداشت کرے تو اس شخص پر حج واجب ہے چاہے وہ مقروض ہو اور واپسی کے بعد آمدنی کا ایسا معقول ذریعہ نہ رکھتا ہو جس سے زندگی بسر کر سکے اور ایسے ہدیہ کا قبول کرنا واجب ہے.

مسئلہ ۲۱۰۲ :- اگر کسی کے مکہ جانے آنے اور اس مدت کے لئے اس کے اہل وعیال کے تمام مصارف دے دیں اور اس سے کہہ دیں کہ حج کے لئے جاؤ لیکن اس کی ملکیت قرار نہ دیں تو اس پر حج واجب ہوجائے گا.

مسئلہ ۲۱۰۳ :- اگر کچھ مال کسی کو دیا جائے جو کہ حج کے لئے کافی ہے اور اس سے شرط

مسئلہ ۲۱۰۴ :- اگر کسی کو کچھ مال دیں اور اس پر حج واجب ہوجائے اور وہ حج کرے تو اس کے بعد اگر وہ خود بھی مستطیع ہوجائے پھر بھی دوبارہ اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۰۵ :- اگر تجارت کی غرض سے مثلاً جدہ گیا ہے اور وہاں پر اتنا مال حاصل کرے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو مستطیع ہو سکتا ہے تو اسے حج کرنا چاہیئے، اب اگر اس نے حج کرلیا تو اس کے بعد اگرچہ اس کے پاس اتنا پیسہ آجائے کہ وہ اپنے وطن سے مکہ جاسکتا ہو تب بھی اس پر حج واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۶ :- اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کے لئے اجیر بنے تو اگر وہ خود نہیں جا سکتا اور کسی دوسرے شخص کو اپنی طرف سے بھیجنا چاہے تو اس شخص سے اجازت لے کہ جس نے اس کو اجیر بنایا ہے بھیج سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۷ :- اگر کوئی شخص مستطیع ہونے کے باوجود حج نہیں گیا اور پھر فقیر ہوگیا تو جس طرح ہو سکے حج بجالائے اگرچہ اسے قرض لینا پڑے یا اجیر بننا پڑے، اور اگر حج جانا اس کے لئے باعث مشقت اور زحمت ہو پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر اسے حج جانا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۱۰۸ :- اگر استطاعت کے پہلے سال کسی سستی وتاخیر کے بغیر مکہ جائے لیکن وقت مقررہ پر عرفات اور مشعر الحرام نہ پہنچ سکے تو اگر بعد کے سالوں میں مستطیع نہ ہو تو حج اس پر واجب نہیں ہے، ہاں اگر کئی سالوں سے مستطیع تھا اور نہیں گیا تو جس طرح ہو سکے اسے حج بجالانا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۱۰۹ :- اگر استطاعت کے پہلے سال، حج نہ کرنے اور اس کے بعد بڑھاپے، بیماری اور کمزوری کی وجہ سے حج نہ کرسکے اور اس کے بعد کے لئے ناامید ہوجائے کہ حج کرسکوں گا تو کسی اور شخص کو اپنی طرف سے حج پر بھیجے، بلکہ اگر پہلے سال جب کہ اس کے پاس حج جانے کے لئے مال تھا اور بڑھاپے، بیماری یا بے طاقتی کی وجہ سے حج نہ کرسکا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کسی کو اپنی طرف سے حج بجالانے کے لئے بھیجے۔

سے طواف نساء بجالائے اور اگر طواف نساء نہ کیا تو اجیر پر عورت حرام ہو جائے گی ۔

مسئلہ ۲۱۱۱ :- اگر طواف نساء بھول جائے یا غلط بجالائے تو اگر چند دنوں کے بعد اسے یاد آئے اور راستہ پلٹ آئے اور بجالائے تو صحیح ہے ۔

خرید وفروخت کے احکام

خرید وفروخت میں مستحب چیزیں

مسئلہ ۲۱۱۲:- احکام معاملات کا سیکھنا جتنا کہ مورد احتیاج ہو ضروری ہے اور مستحب ہے کہ بیچنے والا اپنے خریداروں کے درمیان جنس کی قیمت میں فرق نہ کرے اور مستحب ہے کہ خرید وفروخت کرنے والی جنس کی قیمت میں سختی نہ برتیں اور ان دونوں میں سے کوئی اگر پشیمان ہوجائے اور یہ تقاضا کرے کہ معاملہ کو توڑ دیں تو اس کی بات قبول کرلیں۔

مسئلہ ۲۱۱۳:- اگر کسی انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل تو جا مال وہ لے چکا ہے اس میں تصرف نہیں کر سکتا، البتہ اگر معاملہ کرتے وقت اس کو احکام معلوم تھے اور معاملہ کے بعد شک کرے تو تصرف کرنے میں کوئی اشکال نہیں اور معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۴:- جس شخص کے پاس مال نہیں اور اخراجات اس پر واجب ہیں، مثلاً بیوی، بچہ کا خرچہ تو وہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لئے مثلاً اہل وعیال کو وسعت وسہولت دینے اور فقراء اور مساکین کی مدد کرنے کے لئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

مکروہ معاملات

۱۔ غلام و کنیز کا بیچنا و خریدنا ۲۔ حیوانات ذبح کرنے کو اپنا پیشہ قرار دینا ۳۔ کفن بیچنا ۴۔ پست و تنگ نظر قسم کے لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا ۵۔ اذان صبح و طلوع آفتاب کے درمیان معاملہ کرنا ۶۔ اپنا کاروبار صرف گندم، جو اور اس قسم کی چیزیں فروخت کرنا قرار دینا ۷۔ جو چیز دوسرا خرید رہا ہے اسے خریدنے کے لئے معاملہ میں دخل دینا.

حرام معاملات

مسئلہ ۲۱۱۲:- چند مقامات پر معاملہ باطل ہے:

۱۔ عین نجس کی خرید و فروخت، مثلاً مسکرات (نشہ آور چیزیں) غیر شکاری کتے، سور، لیکن وہ عین نجس جس سے حلال فائدے لے سکے اس کی خرید و فروخت جائز ہے، مثلاً پاخانہ کو کھاد کے لئے خرید و فروخت جائز ہے، اسی طرح خون کی خرید و فروخت ہے جو کہ ہمارے زمانے میں زخمیوں اور بیماروں کے لئے خون سے استفادہ کیا جاتا ہے.

۲۔ غصبی چیزوں کی خرید و فروخت حرام اور باطل ہے، البتہ اگر مالک اجازت دیدے تو جائز ہے. ۳۔ ایسی چیزوں کی خرید و فروخت جو لوگوں کی نظر میں مالیت نہیں رکھتی، مثلاً درندہ جانور. ۴۔ ایسی چیز کا معاملہ کرنا جس کے فوائد معمولاً حرام ہے جیسے موسیقی و جوے کے آلات. ۵۔ وہ معاملہ کہ جس میں سود ہو.

۶۔ ملاوٹ کرنا حرام ہے، یعنی ایسی جنس کا بیچنا جو کہ دوسری جنس سے ملی ہوئی ہے جب کہ وہ چیز معلوم نہ ہو اور بیچنے والا بھی خریدار سے نہ کہے، مثلاً ایسا گھی بیچنا کہ جس میں چربی ملی ہو اور اس عمل کو غش کہتے ہیں، رسول اکرمؐ سے منقول ہے:

وہ شخص ہم سے نہیں جو معاملہ میں مسلمانوں سے غش کرتا ہے یا انہیں ضرر پہنچاتا ہے یا تقلب و فریب کاری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان بھائی سے غش کرے خداوند عالم اس کی روزی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کی معاش کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور اسے

مسئلہ ۲۱۱۷ :- ایسی پاک چیز کا بیچنا جو کہ نجس ہوگئی ہے جب کہ اس کا پاک کرنا ممکن ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا، لیکن اگر خریدار اس چیز کو کھانا چاہتا ہے تو بیچنے والا اسے بنابر احتیاط واجب بتائے کہ یہ نجس ہے، لیکن اگر لباس ہے بتانا واجب نہیں ہے اگرچہ خریدار اس کے ساتھ نماز پڑھے کیونکہ نماز میں لباس اور بدن کی ظاہری طہارت کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۸ :- اگر کوئی پاک چیز نجس ہوجائے کہ جس کا پاک کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً گھی اور مٹی کا تیل مثلاً نجس گھی کھانے کے لئے خریدار کو دیں تو یہ عمل حرام اور معاملہ باطل ہوگا۔ اور اگر ایسی کام کے لئے جس میں پاک ہونا شرط نہیں مثلاً مٹی کا تیل کو جلانے کے لئے لینا تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۱۱۹ :- وہ نجس دوائیں جو کھانے میں استعمال ہوتی ہیں ان کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن خریدنے والے کو بتانا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۱۲۰ :- گھی اور بہنی والی دوائیاں اور عطریات کو جو غیر اسلامی ممالک سے آتی ہیں اگر ان کا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو خرید وفروخت کرنے میں کوئی اشکال نہیں، البتہ وہ تیل جو کسی جانور سے اس کے مرنے کے بعد لیا گیا ہو تو اگر کفار کے شہر میں کسی کافر کے ہاتھ سے لیں اور وہ ایسے جانور سے لیا گیا ہو کہ اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون دھار مار کر نکلے، اور یہ احتمال بھی ہو کہ اس جانور کو شرع کے دستور کے مطابق ذبح کیا گیا ہے تو اگرچہ وہ پاک اور خرید وفروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کو چاہیئے کہ خریدار کو بتائیے۔

مسئلہ ۲۱۲۱ :- اگر لومڑی دستور شریعت کے مطابق ذبح نہ کی گئی ہو یا خود بخود مرگئی ہو تو اس کی کھال کی خرید وفروخت باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۲ :- گوشت، چربی اور چمڑا وغیرہ جو غیر اسلامی ممالک سے آتا ہے یا کسی کافر کے ہاتھ سے لیا جاتا ہے یا کافروں کے بازار سے لیا گیا ہو تو اگر یہ احتمال ہو کہ یہ چیزیں ایسے

اشکال نہیں ہے، لیکن اس میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی ۔

مسئلہ ۲۱۲۳ :- جو گوشت وچربی، چمڑا مسلمانوں کے ہاتھ سے لی جائے اس کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمان نے اس کو کافر سے یہ تحقیق کئے بغیر لیا ہے کہ حیوان مطابق شرع ذبح کیا گیا ہے کہ نہیں؟ تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے، لیکن اس چمڑے میں نماز اور اس گوشت کا کھانا جائز نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۱۲۴ :- ہر قسم کے مسکرات (نشہ آور چیزیں) کی خرید وفروخت حرام وباطل ہے ۔

مسئلہ ۲۱۲۵ :- غصبی مال کی خرید وفروخت حرام وباطل ہے، اس لئے بیچنے والے کو چاہیئے رقم خریدار کو واپس کردے ۔

مسئلہ ۲۱۲۶ :- اگر خریدار کا ارادہ شروع ہی سے ہو کہ مال کی قیمت نہ دے گا تو معاملہ میں اشکال ہے ۔

مسئلہ ۲۱۲۷ :- اگر خریدار کا ارادہ شروع سے یا بعد میں یہ ہو کہ حرام مال سے قیمت ادا کرے گا تو معاملہ میں اشکال ہے لیکن اگر شروع سے قصد نہ ہو مگر حرام مال سے قیمت ادا کرے تو معاملہ صحیح ہے لیکن حرام مال کافی نہ ہوگا اس کو چاہیئے کہ دو بارہ حلال مال سے قیمت ادا کرے ۔

مسئلہ ۲۱۲۸ :- آلات لہو ولعب جیسے تار وسارنگی وغیرہ کی خرید وفروخت حرام ہے ۔

مسئلہ ۲۱۲۹ :- اگر کوئی ایسی چیز کہ جس سے حلال استفادہ کیا جا سکتا ہے اس نیّت سے بیچے کہ اس کو حرام میں صرف کریں، مثلاً انگور اس نیّت سے بیچے کہ ان سے شراب تیار کی جائے تو معاملہ حرام اور احتیاط کی بنا پر باطل ہے ۔

مسئلہ ۲۱۳۰ :- مجسمہ اور اس قسم کی چیزیں کہ جن پر مجسمہ بنا ہے کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

گئی ہے باطل اور اس مال تصرف کرنا حرام ہے اور کوئی شخص ایسی چیز کو خریدے اور قبضے میں لے لے تو وہ مالک کو واپس کر دے۔

مسئلہ ۲۱۳۲ :- اگر وہ گھی کہ جس میں چربی ملی ہے بیچے تو اگر اس کو معین کرے، مثلاً کہے کہ یہ ایک سیر گھی میں بیچتا ہوں تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے، لیکن اگر اسے معین نہ کرے بلکہ ایک سیر گھی بیچے اور اس کے بعد ایسا گھی دے کہ جس میں چربی ملی ہوئی ہے، تو خریدار اس گھی کو واپس کر سکتا ہے اور خالص گھی اس کی جگہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۳ :- وزن یا پیمانہ سے بیچی جائے والی چیز کو اس شئے سے زیادتی کے ساتھ بیچا جائے، مثلاً ایک من گیھوں کو ڈیڑھ من گیھوں سے بیچا جائے تو یہ سود ہے اور حرام ہے، اور ایک درہم سود کا گناہ اپنے محرم سے ستر مرتبہ زنا کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے، بلکہ اگر دوسرے جنسوں میں ایک سالم اور دوسری عیب دار ہو یا ایک اچھی اور دوسری بری ہو یا ایک دوسرے کی قیمتوں میں فرق ہو اور تھوڑی مقدار دے کر زیادہ مقدار لینا چاہے تب بھی سود اور حرام ہے، اور اگر صحیح تانبے کو دے اور اس سے زیادہ ٹوٹا تانبہ لے یا سالم چاول کو دے اور اس سے زیادہ ٹوٹے چاول کو لے یا ڈھلا ہوا سونا دے اور غیر ڈھلا سونا زیادہ مقدار میں لے تو یہ سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۴ :- اگر زیادہ لی جانے والی چیز اس جنس سے نہ ہو جو بیچ رہا ہے مثلاً ایک سیر گندم کو ایک سیر گندم اور ایک روپیہ کے مقابلہ میں بیچے پھر بھی سود اور حرام ہے، بلکہ اگر کچھ زیادتی نہ لے لیکن شرط کرے کہ خریدنے والا میرا فلاں کام کر دے تو بھی سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۵ :- جو شخص کم مقدار دے رہا ہے اگر کوئی اور چیز اس کے ساتھ ملا کر اس لحاظ سے دے رہا ہو کہ مثلاً ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم کے عوض

تو اشکال نہیں.

مسئلہ ۲۱۳۶ :- اگر کوئی ایسی چیز بیچی جائے کہ جسے ناپ یا انداز سے بیچا جاتا ہے، مثلاً کپڑا یا ایسی چیز کہ جسے شمار کر کے بیچا جاتا ہے، مثلاً اخروٹ یا انڈے وغیرہ اور اس کا عوض زیادہ لیا جائے، مثلاً دس انڈے دے کر گیارہ انڈے لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور چنانچہ دس انڈے کو گیارہ انڈے کے مقابل ذمہ میں بیچے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ انڈوں میں فرق ہو، اور اسی طرح ہے نوٹ (روپیہ) کا بیچنا، یعنی نقد روپیہ کو زیادتر روپیہ کے بدلے میں مدت کے ساتھ بیچنا جائز ہے، مثلاً ایک ہزار روپیہ کو ایک ہزار دو سو روپیہ کے بدلے بیچے کہ چھ مہینے بعد لے لے اور اسی طرح نوٹوں کا چینج اور تبدیلے جائز ہے، یعنی ایک قسم کی کرنسی کو دوسری قسم سے تبدیل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن قرضہ دے کر سود لینا حرام ہے.

مسئلہ ۲۱۳۷ :- اگر کوئی چیز بعض شہروں میں وزن یا پیمانے سے فروخت ہوئی ہے اور دوسرے شہروں میں شمار کر کے بیچتے ہیں، اگر اس شہر میں کہ جہاں وزن کر کے یا پیمانہ سے بیچی جاتی ہے زیادتی کے ساتھ لیں تو وہ سود اور حرام ہے، البتہ دوسرے شہر میں سود نہیں ہے.

مسئلہ ۲۱۳۸ :- اگر وہ چیز جو بیچ رہا ہے اور اس کا عوض ایک جنس سے نہ ہوں تو ایسے مقام پر زیادہ لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے، پس اگر ایک من چاول بیچے اور دو من گندم لے تو معاملہ صحیح ہے.

مسئلہ ۲۱۳۹ :- اگر وہ جو بیچ رہا ہے اور وہ جو عوض لے رہا ہے ایک ہی چیز سے بنائے گئے ہوں تو معاملہ کرتے وقت زیادہ نہیں لینا چاہیے، مثلاً ایک من گھی بیچے اور ڈیڑھ من پنیر لے یہ سود اور حرام ہے اور اسی طرح اگر پختہ پھل کا معاملہ ناپختہ پھل کے ساتھ کرے تو زیادہ نہ لے.

گندم دے اور اس کے مقابلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو سود اور حرام ہوگا، اور اسی طرح اگر دس من جو خرید کرے کہ وہ کٹائی کے وقت دس من گندم دے گا تو چونکہ جو نقد لئے تھے اور گندم کچھ مدت کے بعد دینی ہے تو گویا اس نے زیادہ لی ہے لہذا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۱:- اگر مسلمان کسی ایسی کافر سے سود لے جو کہ اسلام کی پناہ میں نہیں تو کوئی اشکال نہیں اور اسی طرح باپ بیٹا، بیوی اور شوہر بھی ایک دوسرے سے سود لے سکتے ہیں۔

بیچنے والے اور خریدار کے شرائط

مسئلہ ۲۱۲۲:- بیچنے والے اور خریدنے والے میں چھ شرطیں ہیں:

۱۔ بالغ ہو ۲۔ عقلمند ہو ۳۔ اپنے اموال میں حق تصرف رکھتے ہوں (دیوالیہ ہوجانے کے بعد جن لوگوں کو حاکم شرع ان کے اموال میں تصرف کرنے سے روک دیتا ہے ان میں سے نہ ہوں)۔ ۴۔ خریدنے اور بیچنے کا قصد رکھتا ہو تو اگر مثلاً مزاح کے طور پر کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہے۔ ۵۔ کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو۔ ۶۔ جنس اور اس کا عوض جو دے رہے ہیں ان کے مالک ہوں یا مثل باپ دادا کہ بچے کے مال کا اختیار ان کے ہاتھ میں ہو، اور ان کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۱۲۳:- نابالغ بچہ کے ساتھ معاملہ طے کرنا باطل ہے اگرچہ اس کے باپ دادا نے اسے معاملہ کرنے کی اجازت دے رکھی ہو، البتہ اگر بچہ ممیز ہو اور کسی کم قیمت چیز کا معاملہ کرے جو عام طور پر بچہ کر لیتا ہے تو کوئی اشکال نہیں، اور اسی طرح اگر بچہ اس معاملہ کے لئے وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے آئے اور جنس خریدار کو پہنچ آئے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے تک پہنچائے تو چونکہ واقع میں دو بالغ اشخاص ایک دوسرے سے معاملہ کر رہے ہیں تو یہ معاملہ صحیح ہے، البتہ بیچنے والے اور خریدار کو یقین ہو کہ بچے نے جنس اور رقم اس کے مالک کو پہنچا دی ہے۔

یا رقم اس سے لی ہے اس کے مالک کو ادا کرے یا اس کی رضا حاصل کرے اور اگر اس کے مالک کو نہیں پہچانتا اور اس کے پہچاننے کا کوئی ذریعہ بھی اس کے پاس نہیں ہے تو جو چیز بچہ سے لی ہے وہ مالک کی طرف سے رد مظالم دیدے، لیکن اگر وہ چیز جو اس نے لے لی ہے خود بچے کی ملکیت ہو تو اس کے ولی تک پہنچائے اور اگر وہ نہ مل سکے تو حاکم شرع کو دیدے۔

مسئلہ ۲۱۲۵ :- جو شخص کسی نابالغ بچے سے معاملہ کرے اور جو جنس یا رقم بچے کو دی ہے وہ تلف ہو جائے تو بچے یا اس کے ولی سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۲۶ :- اگر خریدار یا بیچنے والے کو کسی معاملہ پر مجبور کریں تو اگر وہ معاملہ کے بعد راضی ہو جائے اور کہے کہ میں راضی ہوں تو معاملہ صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو بارہ صیغہ معاملہ پڑھیں۔

مسئلہ ۲۱۲۷ :- اگر انسان کسی شخص کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ ڈالے تو اگر مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور وہ معاملہ کی اجازت نہ دے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۸ :- بچے کا باپ دادا اس وقت بچے کے مال کو فروخت کر سکتے ہیں کہ جب اس کے لئے کوئی ضرر نہ ہو، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جب تک اس میں کوئی مصلحت نہ ہو نہ بیچیں، باقی رہے باپ دادا کے وصی اور حاکم شرع تو وہ صرف اس صورت میں بچے کا مال بیچ سکتے ہیں جب کہ بچہ کے لئے اس میں کوئی مصلحت ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۹ :- اگر کوئی شخص مال غصب کر کے اپنے لئے بیچ دے اور بیچنے کے بعد مالک مال معاملہ کی اپنے لئے اجازت دیدے تو معاملہ صحیح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مالک مال اور خریدار منافع میں دونوں آپس میں مصالحت کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۰ :- اگر کوئی شخص کسی مال کو غصب کر کے اس قصد سے بیچ دے کہ اس کے رقم میری ملکیت ہوگی تو اگر مالک مال اس معاملہ کی اجازت نہ دے تو معاملہ باطل ہے اور اگر اس شخص کے لئے اجازت بھی دیدے کہ جس نے غصب کیا ہے تو معاملہ کا صحیح

شرائط جنس اور اس کا عوض

مسئلہ ۲۱۵۱:- جس چیز کو بیچا جائے اور اس کے عوض میں جو چیز لی جائے ان کی پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ وزن یا پیمانہ یا شمار یا عدد کے ذریعہ اس کی مقدار معلوم ہو.

۲۔ اس کے سپردگی پر قدرت رکھتا ہو، اسی لئے بھاگے ہوئے حیوان کا بیچنا صحیح نہیں ہے، البتہ اگر کوئی غلام جو بھاگ گیا ہے ایسی چیز سمیت جو کہ سپرد کی جا سکتی ہے، مثلاً ایک فرش کے عوض بیچیں اگرچہ غلام نہ مل سکے تب بھی معاملہ صحیح ہے اور غلام کے علاوہ مشکل ہے، ہاں اگر ایسے غلام کو جو بھاگ گیا ہے آزاد کرنے کے لئے خریدے تو معاملہ صحیح ہے.

۳۔ ان کے اندر جو صفات و خصوصیات ہوں جس کی وجہ سے قیمت اور لوگوں کے میلان میں فرق پڑتا ہو وہ سب معین ہوں.

۴۔ جنس یا اس کے عوض میں کسی دوسرے کا حق نہ ہو، اسی لئے جس مال کو کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اس کی اجازت کے بغیر گروی مال نہیں بیچا جا سکتا.

۵۔ خود جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو پس اگر مثلاً مکان کی ایک سالہ منافع کو بیچے تو صحیح نہیں، البتہ اگر خریدار رقم کی جگہ کسی جائیداد کی منفعت دیدے مثلاً کوئی فرش کسی سے خریدے اور اس کے عوض مکان کی ایک سالہ منفعت اس کے سپرد کردے تو کوئی اشکال نہیں، اور اس کے احکام آئندہ بیان کئے جائیں گے.

مسئلہ ۲۱۵۲:- کسی جنس کا معاملہ کسی شہر میں وزن یا پیمانہ سے ہوتا ہے انسان کو چاہیئے کہ اس شہر میں اس چیز کو وزن یا پیمانہ سے خریدے، البتہ اس جنس کا معاملہ جس شہر میں صرف دیکھنے سے ہوتا ہے وہاں دیکھ کر خرید سکتا ہے.

مسئلہ ۲۱۵۳:- وہ چیز جس کی خرید و فروخت وزن سے ہوتی ہے اس کا معاملہ پیمانہ

میں ایک من گندم آتی ہے دس پیمانے دے دیں۔

مسئلہ ۲۱۵۴ :- چوتھی شرط کے علاوہ ان شرائط میں سے اگر کوئی ایک شرط بھی معاملہ میں موجود نہ ہو تو معاملہ باطل ہے، لیکن اگر خریدار اور بیچنے والا راضی ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی اشکال نہیں، اور چوتھی شرط پر اگر رہن رکھنے والا شخص معاملہ کی اجازت دیدے یا ملک رہن سے آزاد ہوجائے تو پھر معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۵ :- وقف شدہ چیز کا معاملہ کرنا باطل ہے، البتہ اگر مال وقف اس طرح خراب ہوجائے کہ جس مقصد کے لئے اسے وقف کیا گیا تھا اس میں اس سے استفادہ نہیں کرسکتے، مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح پھٹ گئی ہے کہ اب اس کے اوپر نماز نہیں پڑھ سکتے تو اس کو بیچنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ممکن ہو تو اس چٹائی کی رقم اس مسجد میں ایسی جگہ صرف کریں کہ جو وقف کرنے والے کے مقصود سے نزدیک تر ہو۔

مسئلہ ۲۱۵۶ :- جب ان اشخاص کے درمیان اس قسم کا اختلاف ہوجائے کہ جن کے لئے مال وقف ہوا ہے کہ اگر مال وقف کو نہ بیچا گیا تو مال یا جان کے تلف ہونے کا گمان ہے تو وہ اس مال کو بیچ دے اور موقوف علیہم کے درمیان تقسیم کرے، اور اسی طرح اگر وقف کرنے والا یہ شرط رکھے کہ مصلحت کی موقع پر وقف کو بیچ سکتے ہیں تو بیچنا جائز ہے، لیکن اگر اختلاف صرف بیچنے اور دوسرے مکان کے تہیہ کرنے میں برطرف ہوجائے تو لازم ہے کہ اس موقوفہ کو دوسری جگہ تبدیل یا بچی ہوئی رقم سے دوسری جگہ خریدے اور پہلی جگہ کی طرح اسے وقف کرے۔

مسئلہ ۲۱۵۷ :- ایسی جائیداد کو بیچنا یا خریدنا کہ جو کسی کو کرایہ پر دی گئی ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا، البتہ کرایہ کی مدت میں اس سے استفادہ صرف کرایہ دار ہی کرسکے گا اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ یہ جائیداد کرایہ پر دی گئی ہے یا اس گمان سے اس جائیداد کو خریدا تھا کہ اس کے کرایہ کی مدت تھوڑی ہے تو مطلع ہونے کے بعد وہ معاملہ کو توڑ سکتا

خرید وفروخت کا صیغہ

مسئلہ ۲۱۵۸ :- خرید وفروخت میں ضروری نہیں کہ عربی میں صیغہ پڑھا جائے مثلاً اگر بیچنے والا اردو زبان میں کہے کہ میں یہ مال اس رقم کے مقابلے میں بیچتا ہوں اور خریدنے والا کہے کہ میں قبول کرتا ہوں تو معاملہ صحیح ہے، البتہ خریدار اور بیچنے والا قصد انشاء رکھتے ہوں، یعنی ان دو جملوں کے کہنے سے ان کا مقصد خرید وفروخت ہو۔

مسئلہ ۲۱۵۹ :- اگر معاملہ کرتے وقت صیغہ نہ پڑھیں لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلہ میں جو خریدار سے لے رہا ہے اپنا مال اس کی ملکیت میں دیدے اور وہ لے لے تو معاملہ صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک مالک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۶۰ :- اسناد معاملہ کا دستخط چاہے حکومتی دفتروں میں ہو یا کسی اور جگہ لفظی صیغہ کی جگہ پر شمار ہوگا۔

پھلوں کی خرید وفروخت

مسئلہ ۲۱۶۱ :- ایسے پھل کا بیچنا کہ جس کے پھول گر چکے ہوں اور دانے پڑ گئے ہوں تو توڑنے سے پہلے اسے بیچنا صحیح ہے اور اسی طرح کچے پھلوں (کچے انگور) کو جب کہ درخت کے اوپر ہوں بیچنا کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۱۶۲ :- اگر اس پھل کو بیچنا چاہیں جو کہ درخت پر لگا ہے اور ابھی تک اس میں دانے نہیں پڑے ہیں تو ضروری ہے کہ کسی چیز کو جو علیحدہ بیچی جا سکتی ہو اس کے ساتھ بیچیں۔

مسئلہ ۲۱۶۳ :- اگر کھجور درخت کے اوپر ہیں جب کہ وہ زرد یا سرخ ہو جائیں بیچ دیئے جائیں تو کوئی اشکال نہیں، البتہ انکے عوض کھجوریں نہ لیں۔

مسئلہ ۲۱۶۴ :- کھیرا، بیگن، سبزیاں اور اس قسم کی چیزوں کو بیچنا کہ جو سال میں کئی دفعہ توڑی جاتی ہیں جب کہ وہ ظاہر ونمایاں ہوں اور یقین بھی کر لیا جائے کہ خریدنے والا

مسئلہ ۲۱۲۵ :- اگر گندم وجو کے خوشہ کو دانہ لگ جانے کے بعد گندم وجو کے علاوہ کسی اور چیز سے بیچ دیا جائے تو کوئی اشکال نہیں.

نقد اور ادھار

مسئلہ ۲۱۲۶ :- اگر کسی چیز کو نقد بیچا جائے تو بیچنے والا معاملہ کے بعد رقم کا اور خریدنے والا جنس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اپنے قبضے میں لے سکتا ہے اور قبضہ میں لینے کے معنی گھر زمین اور اس قسم کی چیزوں میں یہ ہے کہ وہ خریدار کے اختیار میں دے دی جائیں تاکہ وہ اس میں تصرف کر سکے اور فرش ولباس وغیرہ پر قبضہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ خریدار کے اختیار میں اس طرح دے دیئے جائیں کہ اگر وہ انہیں کسی دوسری جگہ لے جانا چاہے تو بیچنے والا مانع نہ بنے.

مسئلہ ۲۱۲۷ :- ادھار معاملہ میں مدت پورے طور پر معلوم ہو پس اگر کوئی جنس بیچے کہ کٹائی کے وقت اس کی قیمت لے لے چونکہ مدت پورے طور معین نہیں ہوئی لہذا معاملہ باطل ہے.

مسئلہ ۲۱۲۸ :- اگر کوئی چیز ادھار کے طور پر بیچے تو مقرر شدہ مدت سے پہلے خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا، البتہ اگر خریدار مر جائے اور اس کا کچھ مال ہو تو پھر بیچنے والا مدت تمام ہونے سے پہلا اپنے ادھار کا مطالبہ ورثاء سے کر سکتا ہے.

مسئلہ ۲۱۲۹ :- اگر کوئی چیز ادھار بیچے تو مقرر شدہ مدت کے پورے ہونے کے بعد خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے، البتہ اگر خریدار نہیں دے سکتا تو اس کو مہلت دے دی جائے.

مسئلہ ۲۱۷۰ :- جو شخص کسی چیز کی قیمت نہیں جانتا اگر اسے کچھ مقدار ادھار پر وے دے اور اسے قیمت نہ بتائے تو معاملہ باطل ہے، البتہ اگر ایسے شخص کو ادھار دے جو

پر دے رہا ہوں رو پیہ میں سے ایک آنہ کی نسبت زیادہ لوں گا اور وہ قبول کرلے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۱۷۱ :- جو شخص کوئی چیز ادھار پر دیدے اور اس کی رقم لینے کے لئے ایک مدت معین کرے اگر آدھی مدت گزرنے کے بعد اپنے قرض کی کچھ مقدار کم کرے اور باقی نقد لے لے تو کوئی اشکال نہیں ۔

معاملہ سلف (ایڈوانس معاملہ)

مسئلہ ۲۱۷۲ :- سلف والا معاملہ یہ ہے کہ خریدنے والا رقم ادا کرے کہ ایک مدت بعد جنس تحویل میں لے گا اور اگر کہے کہ یہ رقم دیتا ہوں، مثلاً چھ ماہ کے بعد فلاں جنس لوں گا اور بیچنے والا کہے کہ میں قبول کرتا ہوں یا بیچنے والا رقم وصول کرے اور کہے کہ فلاں جنس بیچتا ہوں کہ جو چھ ماہ کے بعد تحویل میں دوں گا تو معاملہ صحیح ہے ۔

مسئلہ ۲۱۷۳ :- اگر سونا یا چاندی کو بطور سلف بیچے اور اس کے عوض میں سونا اور چاندی لے تو معاملہ باطل ہے، البتہ اگر کوئی چیز بطور سلف بیچے اور اس کا عوض کوئی جنس یا رقم لے لے تو معاملہ صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس جنس کے عوض جو کہ بیچی ہے رقم لے اور دوسری جنس نہ لے ۔

معاملہ سلف کے شرائط

مسئلہ ۲۱۷۴ :- معاملہ سلف کے چھ شرائط ہیں :

۱۔ وہ خصوصیات وصفات معین کردے جن کی وجہ سے قیمت میں فرق پڑتا ہے، لیکن

زیادہ دقت کی بھی ضرورت نہیں ہے بس اگر [illegible] کہا جائے کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئیں تو

خصوصیات کو اس طرح معین نہ کر سکیں کہ خریدنے والے کے لئے اس کی جہالت ختم ہوجائے اور معاملہ دھوکے والا رہے تو باطل ہے۔

۲۔ بیچنے والے اور خریدار کی جدائی سے پہلے پوری رقم دیدی جائے یا اگر اتنی مقدار رقم اس کو بیچنے والے سے لینی ہو، اور بیچنے والا جنس کی رقم خریدنے والے کے ذمے قرار دے پھر خریدنے والے کو بیچنے والے سے جو کچھ لینا ہے وہ جنس کی رقم کے عنوان سے جو اس کے ذمہ ہے شمار کر لے اور وہ اسے قبول بھی کر لے تو اگر اس کی قیمت کا کچھ حصّہ دیدے تو اگرچہ معاملہ اتنی مقدار میں صحیح ہے لیکن بیچنے والا اتنی مقدار کے معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

۳۔ مدت پورے طور پر معین ہو لہذا اگر کہے کہ کٹائی کی ابتداء تک میں جنس تیری تحویل میں دے دوں گا تو چونکہ مدت پورے طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے معاملہ باطل ہے۔

۴۔ تحویل جنس کے لئے ایسا وقت معین کریں کہ جس وقت اس جنس کا کچھ نہ کچھ حصّہ موجود ہوتا ہو اور یہ اطمینان ہو کہ وہ جنس نایاب نہیں ہوگی۔

۵۔ تحویل جنس کی جگہ معین کی جائے اور اگر ان کی باتوں سے اس کی جگہ معلوم ہوجائے تو اس جگہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔

۶۔ وزن اور پیمانہ کو معین کریں، اور وہ جنس جس کا معاملہ دیکھ کر کیا جاتا ہے اگر بطور سلف بیچیں تو اس میں کوئی اشکال نہیں بشرطیکہ وہ مثل بعض اخروٹوں اور انڈوں کے ہوں کہ افراد کا اختلاف اتنا کم ہو کہ لوگوں کی نظروں میں اہمیّت نہ رکھتا ہوں۔

معاملہ سلف کے احکام

مسئلہ ۲۱۷۵:۔ جس چیز کو بطور سلف خریدا ہو مدت پوری ہونے سے پہلے اسے نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ وہ جنس اس کی تحویل میں نہ آئی ہو اس کے بیچنے

مسئلہ ۲۱۷۶ :- معاملہ سلف میں اگر بیچنے والا قرار داد کے مطابق جنس دیدے تو خریدار کو چاہیئے کہ قبول کرے۔

مسئلہ ۲۱۷۷ :- اگر بیچنے والا ایسے جنس دے جو قرار داد سے بہتر یا پست تر ہے تو خریدار کے لئے قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۸ :- اگر بیچنے والا قرارداد کے علاوہ کوئی اور جنس دیدے جب کہ اس صورت میں خریدنے والا راضی ہوجائے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۹ :- جو جنس بطور سلف بیچی ہے اگر تحویل میں دینے کے وقت نایاب ہوجائے اور اسے مہیا نہ کر سکے تو خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے تو صبر کرے یہاں تک کہ وہ مہیا کرے یا معاملہ کو توڑ دے اور جو چیز دے چکا ہے وہ واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۸۰ :- اگر کوئی جنس بیچے اور یہ قرارداد کرے کہ ایک مدت کے بعد تحویل میں دے گا اور رقم بھی ایک مدت کے بعد لے گا تو معاملہ باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے مقابلہ میں بیچنا

مسئلہ ۲۱۸۱ :- اگر سونے کو سونے یا چاندی کو چاندی سے بیچیں خواہ سکہ دار ہوں یا بے سکہ تو اگر ایک کا وزن دوسرے زیادہ ہو تو معاملہ حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۲ :- اگر سونے چاندی کے مقابلہ یا چاندی سونے کے مقابلہ میں بیچے تو معاملہ صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ ان کا وزن برابر ہو۔

مسئلہ ۲۱۸۳ :- اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے بدلے بیچیں تو بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے تحویل میں دے دیں اور اگر مقرر شدہ کی کچھ مقدار بھی تحویل میں نہ دی گئی تو معاملہ باطل ہے۔

مقرر کی گئی تھی، لیکن دوسرا کچھ تحویل میں دے اور ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں تو اگرچہ اس مقدار کا معاملہ صحیح ہے، لیکن جس شخص کے ہاتھ میں پورا مال نہیں آیا وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۵ :- اگر معدنی چاندی کی مٹی ایک خاص مقدار چاندی کے مقابلہ میں یا معدنی سونے کی مٹی کی ایک مقدار خالص سونے کے مقابلہ میں بیچی جائے تو معاملہ باطل ہے، البتہ چاندی کی مٹی کا سونے کے مقابلہ میں یا سونے کی مٹی کا چاندی کے مقابلہ میں بیچنا کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

جن مقامات پر معاملہ توڑ دینا جائز ہے

مسئلہ ۲۱۸۶ :- معاملہ کے توڑ دینے کے حق کو خیار کہتے ہیں، خریدنے والا اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ کو توڑ سکتے ہیں :

۱۔ مجلس معاملہ سے جدا نہ ہوئے ہوں، اس کو (خیار مجلس) کہا جاتا ہے۔

۲۔ مغبون ہوگئے ہوں، یعنی وہ دھوکہ کھاگئے ہوں اور اسے (خیار غبن) کہتے ہیں۔

۳۔ معاملہ میں یہ قرارداد ہوئی ہو کہ مدت معین تک دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معاملہ کو توڑ سکتا ہے (اسے خیار شرط) کہتے ہیں۔

۴۔ خریدار یا بیچنے والوں میں سے کوئی حیلہ سازی کرے اور اپنے مال کو بہتر بناکر پیش کرے تو توڑ سکتا ہے اس کو (خیار تدلیس) کہتے ہیں۔

۵۔ اگر خریدار یا بیچنے والا دوسرے سے کسی کام کے کرنی کی شرط کرے یا شرط کرے کہ جنس مخصوص طرز کی ہو اور شرط پر عمل نہ کرے تو دوسرا آدمی معاملہ کو توڑ سکتا ہے اس کو (خیار تخلف شرط) کہا جاتا ہے۔

۶۔ جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو، اسے (خیار عیب) کہتے ہیں۔

اس معاملہ پر راضی نہ ہو تو خرید نے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے یا اتنی مقدار کی رقم بیچنے والے سے واپس لے لے، اور اسی طرح اگر معلوم ہوجائے کہ خریدار نے جس چیز کو عوض قرار دیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی دوسرے شخص کی ہے اور اس کا مالک راضی نہیں تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے یا اس مقدار کا عوض خریدار سے لے لے، اس خیار کو (خیار شرکت) کہتے ہیں اور اگر دوسرے کا مال جدا تھا (خیار تبعض صفقہ) ہے.

۸۔ بیچنے والا جنس معین کے خصوصیات بیان کرے کہ جس کے خرید نے والے نے اس کو نے دیکھا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بیان کی تھی وہ اس میں نہیں ہیں تو اس صورت میں خرید نے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر خرید نے والا عوض کے خصوصیات بیان کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ چیزیں اس میں نہیں تھی، بیچنے والا اس صورت میں معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اسے (خیار رؤیت) کہتے ہیں.

۹۔ اگر خریدار نقداً خریدی ہوئی چیز کی قیمت تین دن تک نہ دے اور بیچنے والے نے بھی اس چیز کو خریدار کے سپرد نہ کیا ہو، تو اگر خرید نے والے نے یہ شرط نہ کی ہو کہ رقم دینے میں تاخیر کی جائے گی اور جنس کی تاریخ کی شرط بھی نہ کی گئی ہو تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے، البتہ اگر وہ جنس جو خریدی ہے، مثلاً بعض پھلوں میں سے ہے کہ اگر ایک دن تک رہ جائے تو وہ ضائع ہوجائے گا تو اگر رات تک اس کی رقم نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کی ہو کہ رقم کے دینے میں تاخیر کی جائے گی اور تاخیر جنس کی شرط بھی نہ کی ہو تو بیچنے والا معاملہ توڑ سکتا ہے اور اسے (خیار تاخیر) کہتے ہیں.

۱۰۔ اگر حیوان (جانور) کو خریدا ہو تو خریدار تین دن تک معاملہ توڑنے کا اختیار رکھتا ہے اس کو (خیار حیوان) کہتے ہیں.

۱۱۔ اگر بیچنے والا بیچی ہوئی جنس کو تحویل میں نہ دے سکے، مثلاً بیچا ہوا گھوڑا بھاگ جائے تو اس صورت میں خرید نے والا معاملہ توڑ سکتا ہے اور اسے (خیار تعذر تسلیم) کہتے

مسئلہ ۲۱۸۷ :- اگر خریدار کو جنس کی قیمت معلوم نہ ہو یا معاملہ کرتے وقت غفلت کی ہو اور جنس کو عادی قیمت سے مہنگی خریدی ہو تو اگر اتنی مہنگی خریدی ہو کہ لوگ اسے مغبون سمجھے اور اتنی کمی یا زیادتی کو اہمیّت دیتے ہوں تو وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے، اور اسی طرح اگر بیچنے والے کو جنس کی قیمت معلوم نہ ہو یا معاملہ کرتے وقت غفلت برتے اور جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچ ڈالے تو اگر لوگ اس کے اتنے سستا بیچنے کو اہمیّت دیتے ہیں اور اسے مغبون سمجھتے ہوں تو وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۸ :- معاملہ بیع شرط میں کہ مثلاً ہزار روپیہ کی قیمت والا مکان دو سو روپیہ پر بیچا ہے اور یہ بات طے ہوئی ہو کہ اگر بیچنے والا فلاں وقت رقم دیدے تو معاملہ کو توڑ سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کا قصد رکھتے تھے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۹ :- معاملہ بیع شرط میں اگر بیچنے والے کو یہ اطمینان ہو کہ باوجودیکہ وقت معین پر وہ رقم نہ ادا کرے خریدنے والا ملک اسے دیدے گا تو معاملہ صحیح ہے، البتہ اگر وقت معین پر اس نے رقم نہ دی تو اسے کوئی حق نہیں کہ خریدار سے ملک کا مطالبہ کرے اور اگر خریدار مرجائے تو اس ملک کا مطالبہ اس کے ورثاء سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۹۰ :- اگر عمدہ چائے کو ردی چائے سے ملا کر عمدہ چائے کے نام بیچے ایسے صورت میں اگر خریدنے والے کو معاملہ کے وقت معلوم نہیں تھا اور بعد میں معلوم ہو تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۱ :- اگر خریدار کو یہ علم ہوجائے کہ جو مال خریدا ہے وہ عیب دار ہے، مثلاً کوئی جانوار خریدا ہے اور اسے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک آنکھ سے اندھا ہے تو اگر وہ عیب معاملہ کرنے سے پہلے اس مال میں موجود تھا اور اسے معلوم نہیں تھا تو اسے اختیار ہے کہ اس معاملہ کو توڑ دے یا صحیح اور سالم اور عیب دار کی قیمت کے فرق کو معین کرے اور جتنا سالم اور عیب دار کی قیمت میں تفاوت ہے وہ اس رقم سے جو بیچنے والے کو دی ہے

ہے تو اگر اس کے صحیح وسالم کی قیمت آٹھ روپیہ اور عیب دار کی قیمت چھ روپیہ ہے تو چونکہ صحیح سالم اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چار کا ہے تو جو رقم اس نے دی ہے اس کا چوتھا حصّہ، یعنی ایک روپیہ واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۹۲ :- اگر بیچنے والے کو علم ہوجائے کہ جو عوض میں نے لیا ہے وہ عیب دار ہے تو اگر معاملہ عوض کلی کے مقابلہ میں ہو، تو بیچنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ عیب دار عوض کو واپس کر دوہ اور صحیح وسالم اس کے بدلے میں لے، لیکن اگر معاملہ عوض خاص اور مشخص کے مقابلے میں ہو تو اگر وہ عیب معاملہ کرنے سے پہلے اس عوض میں تھا اور اس کو معلوم نہیں تھا تو اسے اختیار ہے کہ توڑ دے یا صحیح وسالم اور عیب دار کی قیمت میں جو تفاوت ہے اس دستور کے مطابق جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے لے لے۔

مسئلہ ۲۱۹۳ :- اگر معاملہ کے بعد اور مال کے تحویل میں لینے سے پہلے اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر عوض مال میں معاملہ کے بعد اور تحویل سے پہلے کوئی عیب پیدا ہوجائے تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اگر تفاوت قیمت لینا چاہیں تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۴ :- اگر معاملے کے بعد مال کا عیب اسے معلوم ہوجائے اور یہ فوراً معاملہ کو نہ توڑے تو پھر بنابر احتیاط واجب اس کے توڑنے کا حق نہیں رکھتا، مگر یہ کہ مسئلہ سے جاہل ہو تو اس صورت میں جب پتہ چل جائے تو اس وقت معاملہ توڑ سکتا ہے، ہاں سوچنے کے لئے تھوڑی دیر کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۵ :- اگر جنس خریدنے کے بعد اس کا عیب معلوم ہوجائے تو اگرچہ بیچنے والا موجود نہ ہو یہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۶ :- چار صورتوں میں عیب ہونے کے باوجود نہ معاملہ توڑ سکتا ہے اور نہ قیمت میں جو فرق ہے لے سکتا ہے:

۳۔ معاملہ کرتے وقت کہے کہ اگر مال میں عیب ہوا تو واپس نہیں دوں گا اور تفاوت قیمت بھی نہیں لوں گا ۔ ۴۔ بیچنے والا معاملہ کرتے وقت کہے یہ مال چاہے اس میں کوئی عیب ہو بیچتا ہوں، البتہ اگر عیب کو معین کرے اور کہے کہ مال کو اس عیب کے ہوتے ہوئے بیچتا ہوں اور معلوم ہو کہ اس میں دوسرا عیب بھی ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اس عیب کی وجہ سے جو کہ بیچنے والے نے معین نہیں کیا مال واپس کر دے یا تفاوت قیمت لے لے ۔

مسئلہ ۲۱۹۷ :- تین صورتیں ایسی ہیں کہ اگر خریدار کو معلوم ہو جائے کہ مال عیب دار ہے تو بھی وہ معاملہ کو نہیں توڑ سکتا ، البتہ قیمت کا تفاوت لے سکتا ہے :

۱۔ معاملہ کے بعد مال میں اس طرح تصرف کرے کہ اس میں ایک قسم کی تبدیلی پیدا ہو جائے کہ لوگ کہیں خریدی ہوئی چیز اپنی سابق صورت پر باقی نہیں ہے، مثلاً کپڑے کو پھاڑ دے اور گندم کو آٹا بنا لے ۔

۲۔ معاملہ کے بعد معلوم ہو کہ مال میں عیب ہے اور صرف اس کے واپس کرنے کے حق کو ساقط کرے ۔

۳۔ مال کو تحویل میں لینے کے بعد کوئی اور عیب اس میں پیدا ہو جائے، البتہ اگر عیب دار جانور خریدے اور تین دن گزرنے سے پہلے اس میں کوئی اور عیب پیدا ہو جائے تو اگرچہ اس کو تحویل میں لے چکا ہو پھر بھی اسے واپس کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر صرف خریدار نے یک مدت تک معاملہ کے توڑنے کا حق لیا ہو اس مدت میں مال میں کوئی اور عیب پیدا ہو جائے تو اگرچہ اس کو تحویل میں لے چکا ہو پھر بھی معاملہ کو توڑ سکتا ہے ۔

مسئلہ ۲۱۹۸ :- اگر انسان کا کوئی ایسا مال ہو کہ جسے اس نے خود نہیں دیکھا اور کسی دوسرے شخص نے اس کی خصوصیات اس کے سامنے بیان کی ہوں اب اگر اس نے وہی خصوصیات خریدنے والے سے بیان کی ہیں اور اسے بیچ دیا ہے اور اس کے بعد معلوم ہوا

متفرق مسائل

مسئلہ ۲۱۹۹ :- اگر بیچنے والا جنس کی قیمت خرید، خریدنے والے کو بتائے تو اس کو وہ تمام چیزیں بھی بیان کرے کہ جن کی وجہ سے مال کی قیمت کم یا زیادہ ہوتی ہے چاہے کہ اسی قیمت پر بیچے یا اس سے کم قیمت پر بیچے، مثلاً وہ بتائے کہ نقد خریدی تھی یا ادھار.

مسئلہ ۲۲۰۰ :- اگر انسان کوئی جنس کو دے اور اس کی قیمت معین کرے اور کہے کہ یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت لوگے وہ تمہاری ہوگی تو جتنی بھی زیادہ قیمت لے وہ دلال کی ہوگی، اور اسی طرح اگر کہے کہ یہ جس میں نے اتنی قیمت پر تیرے ہاتھ بیچی ہے اور وہ کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بیچنے کی نیت سے کوئی چیز اس کو دے اور وہ بھی خریدنے کی نیت سے لے لے تو اس قیمت سے جتنی زیادہ قیمت پر بیچے وہ اس کا اپنا مال ہوگا.

مسئلہ ۲۲۰۱ :- اگر قصاب نر جانور کا گوشت بیچے اور اس کی جگہ مادہ کا گوشت دیدے تو گناہ کار ہوگا پس اگر اس گوشت کو معین کرتے ہوئے کہے کہ یہ نر جانور کا گوشت بیچتا ہوں تو خریدار کو اختیار ہے کہ معاملہ توڑ دے، اور اگر اسے معین نہیں کیا تو اگر خریدنے والا لئے ہوئے گوشت پر راضی نہ ہو تو قصاب کو چاہیئے کہ نر کا گوشت دیدے.

مسئلہ ۲۲۰۲ :- اگر خریدار بزاز سے کہے کہ ایسا کپڑا چاہیئے کہ جس کا رنگ زائل نہ ہو اور بزاز ایسا کپڑا دے کہ جس کا رنگ زائل ہو جائے تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے.

مسئلہ ۲۲۰۳ :- معاملہ کرتے وقت قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے.

شرکت کے احکام

مسئلہ ۲۲۰۳ :- اگر دو شخص آپس میں شرکت کرنا چاہیں اور ہر ایک اپنے مال کا کچھ

سکے تو اگر عقد شرکت پڑھنے سے پہلے یا بعد میں اور عربی یا کسی اور زبان میں شرکت کا صیغہ پڑھ لیں یا کوئی اور کام کریں کہ جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک دوسرے کا شریک ہونا چاہتا ہے تو ان کی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۵ :- اگر چند آدمی اپنے کام کی مزدوری میں ایک دوسرے کے شریک ہو جائیں، مثلاً مالش کرنے والے یہ قرارداد پاس کریں کہ جتنی مزدوری لیں گے اس کو آپس میں تقسیم کریں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں ہے اور ہر ایک اپنی اپنی مزدوری کا مالک ہوگا، لیکن اگر وہ اپنی مرضی سے حاصل ہونے والی مزدوری کو تقسیم کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۶ :- اگر دو آدمی ایک دوسرے سے شرکت کریں کہ ہر ایک اپنے اعتبار پر جنس خریدے اور اس کی قیمت ہر ایک اپنے ذمے لے لیکن جو جنس ہر ایک نے خریدی ہے اس میں اور اس کے استفادہ میں ایک دوسرے کے شریک ہوں تو وہ صحیح نہیں، البتہ اگر ایک دوسرے کو وکیل کرے کہ وہ جنس اس کے لئے ادھار پر لے اور پھر ہر شریک جنس کو اپنے اور اپنے شریک کے لئے خریدے کہ دونوں مقروض ہوں تو شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۷ :- جو اشخاص عقد شرکت کی وجہ سے ایک دوسرے کے شریک ہو جاتے ہیں وہ مکلف اور عاقل ہوں اور اپنے قصد و اختیار سے شریک ہوں اور اپنے مال میں تصرف بھی کر سکتے ہوں، پس وہ بے وقوف جو اپنے مال کو بے ہودہ مصارف میں صرف کرتا ہے کیونکہ ایسا شخص اپنے مال کو مستقلاً استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتا اگر وہ شخص شرکت کرلے تو صحیح نہیں ہے، اور اسی طرح وہ دیوالیہ شدہ آدمی جس کو حاکم شرع نے تصرف کرنے سے منع کیا ہے، اس کی بھی شرکت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۸ :- اگر عقد شرکت میں شرط کریں کہ جو شخص کام کرتا ہے یا دوسرے شریک کی نسبت زیادہ کام کرتا ہے وہ زیادہ نفع لے گا یا یہ شرط کریں کہ جو شخص کام

اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۹ :- اگر یہ قرارداد کی جائے کہ تمام فائدہ ایک شخص لے گا یا تمام نقصان یا نقصان سے بھی زیادہ کو دونوں میں سے کوئی ایک تدارک کرے گا تو یہ شرط صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۰ :- اگر یہ شرط نہ کریں کہ ایک شریک زیادہ اٹھائے گا تو اگر ان کا سرمایہ برابر ہو تو نفع ونقصان بھی برابر ہوگا، اور اگر ان کا سرمایہ برابر نہیں تو نفع اور نقصان بھی اسی کی نسبت سے انہیں تقسیم کرنا چاہیۓ، مثلاً اگر دو آدمی شرکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے سے دگنا ہے تو اس کا حصّہ بھی نفع ونقصان میں اس کے حصّہ دگنا ہوگا چاہے دونوں ایک جیسا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا بالکل کام نہ کرے۔

مسئلہ ۲۲۱۱ :- اگر عقد شرکت میں شرط کریں کہ دونوں مل کر خرید وفروخت کریں یا ہر ایک علیحدہ معاملہ کرے یا ان میں سے صرف ایک ہی شخص معاملہ کرے تو انہیں اپنی قرارداد پر عمل کرنا چاہیۓ۔

مسئلہ ۲۲۱۲ :- اگر یہ معین نہ کریں کہ کون سرمایہ کے ساتھ خرید وفروخت کرے تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمایہ سے معاملہ نہیں کر سکتا لیکن اگر ایک معاملہ میں اجازت دیدیں تو بعد کے معاملات میں نئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے پہلی اجازت کافی ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ :- سرمایہ شرکت سے جس کو بھی معاملہ کرنے کا اختیار ہو اس کو قرارداد اور اس کے شرائط کے مطابق عمل کرنا چاہیۓ، مثلاً اگر اس سے قرارداد یہ ہے کہ وہ ادھار پر خریدے یا نقد بیچے یا جنس کسی خاص جگہ سے خریدے تو اس کو اس قرارداد پر عمل کرنا چاہیۓ اور اگر اس سے کوئی قرارداد نہ کی گئی ہو تو اس کو بنابر احتیاط واجب ایسا لین دین کرنا چاہیۓ جو شرکت کی مصلحت کے لئے ہو اور معاملات کو بطور معمول انجام دے، مثلاً اگر معمول یہ ہے کہ نقد بیچے یا مال شرکت سفر میں ساتھ نہ لے جائے تو وہ اسی طرح عمل کرے

ہوئے اسی طرح عمل کرے ۔

مسئلہ ۲۲۱۴ :- جو شخص شرکت کے سرمائے سے اس قرارداد کے خلاف خرید وفروخت کرے جو اس سے طے ہے اور نقصان ہو جائے تو وہ شخص ضامن ہے، البتہ اگر اس کے بعد قرارداد کے مطابق معاملہ کرے تو صحیح ہے اور اسی طرح اگر اس کے ساتھ کوئی قرارداد نہ ہوئی ہو اور وہ معمول کے خلاف معاملہ کرے تو ضامن ہوگا اور اگر بعد میں معمول کے مطابق عمل کرے تو اس کا معاملہ صحیح ہوگا، لیکن اگر شرکاء کی اجازت اس طرح مقید ہو کہ مخالفت کرنے کی صورت میں معاملہ کرنے کا حق نہیں رکھتا تو بعد کے معاملات صحیح نہیں ہیں ۔

مسئلہ ۲۲۱۵ :- شرکت کے سرمایہ سے معاملہ کرنے والا اگر سرمایہ کی حفاظت میں کوئی کوتاہی یا زیادہ روی نہ کرے اور پورا سرمایہ یا اس کا کچھ حصہ اچانک حادثے کی بنا پر تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۲۱۶ :- شرکت کے سرمائے سے خرید وفروخت کرنے والا اگر دعوی کرے کہ کسی کوتاہی یا زیادہ روئی کے بغیر سرمایہ تباہ ہوگیا، اور حاکم شرع کے سامنے قسم کھائے تو اس کی بات کو مان لینا چاہیئے ۔

مسئلہ ۲۲۱۷ :- اگر تمام شریک ایک دوسرے کے مال میں تصرف کی دی ہوئی اجازت سے پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے صرف ایک اپنے اجازہ سے پھر جائے تو دوسرے شریک کو تصرف کا حق نہیں اور جو اپنی اجازت سے پھر گیا وہ بھی تصرف نہیں کر سکتا ۔

مسئلہ ۲۲۱۸ :- جس وقت شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ سرمایہ شرکت کو تقسیم کیا جائے اگرچہ شرکت کی ایک مدت معین ہو تب بھی باقی شرکاء کو اس کی بات قبول کرنا چاہیئے ۔

کو فضول کاموں میں خرچ کرنے والا ہو جائے یا حاکم شرع کی طرف سے اموال میں تصرف کرنے سے ممنوع ہو جائے، تو دوسرے شرکاء مال شرکت میں تصرف نہیں کرسکتے۔

مسئلہ ۲۲۲۰ :- اگر شریک کوئی چیز ادھار اپنے لئے خریدے تو نفع ونقصان اس کے اپنے ذمہ ہوگا، البتہ اگر شرکت کے لئے خریدے اور دوسرا شریک کہے کہ میں اس معاملہ پر راضی ہوں تو نفع اور نقصان دونوں کا ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۲۱ :- اگر شرکت کے سرمایہ سے معاملہ کرنے کے بعد، شرکت کے باطل ہونے کا علم ہوجائے تو اگر شرکاء میں سے کوئی شریک کی طرف سے معاملہ کرنے کی اجازت میں شراکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملہ سے پیدا ہو وہ ان سب کا مال ہے، اور اگر شراکت کی صحت اجازت میں قید ہو تو جو معاملہ ہوا ہے وہ فضولی ہوگا اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملہ پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور معاملہ فضولی میں شرکاء نے جو کام کیے ہیں اس کی مزدوری نہیں ہے۔

احکام صلح

مسئلہ ۲۲۲۲ :- صلح یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے کے ساتھ طے کرے کہ اپنا کچھ مال یا مال کا نفع دوسرے کا ملک قرار دے یا اپنا قرض اور اپنا حق چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی عوض لئے بغیر مال یا اس کی منفعت کو چھوڑ دے تب صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۳ :- دو آدمی جو کسی چیز میں ایک دوسرے سے صلح کرتے ہیں وہ بالغ اور عاقل ہوں اور کم عقل نہ ہوں، کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو اور وہ صلح کا ارادہ بھی رکھتا ہو اور حاکم شرع نے انہیں ان کے اموال میں تصرف کرنے سے روک نہ رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۲۲۴ :- ضروری نہیں کہ صلح کا صیغہ عربی زبان میں پڑھا جائے بلکہ جو لفظ یہ

مسئلہ ۲۲۲۵ :- اگر کوئی شخص اپنی بھیڑ بکریاں کسی چرواہے کو دے کہ مثلاً وہ ایک سال تک ان کی حفاظت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور کچھ گھی بھی مالک کو دے تو اگر بھیڑ بکریاں کے دودھ کو چرواہے کی زحمت اور گھی کے مقابلے میں صلح کر لے تو صحیح ہے، لیکن اگر بھیڑ بکریاں ایک سال کے لئے چرواہے کو کرایہ پر دے کہ ان کے دودھ سے فائدہ اٹھائے اور اس کے عوض میں کچھ گھی دے تو اس میں اشکال ہے.

مسئلہ ۲۲۲۶ :- اگر کوئی شخص چاہے کہ اپنے قرض اور حق کے سلسلہ میں دوسرے سے مصالحت کرے تو یہ اس وقت صحیح ہوگی جب دوسرا قبول بھی کرے لیکن اگر کوئی اپنا قرض یا اپنا حق چھوڑ دے تو قبول کرنا لازم نہیں ہے.

مسئلہ ۲۲۲۷ :- اگر انسان کسی کا مقروض ہے اور قرضہ کی مقدار اسے معلوم ہے لیکن قرض خواہ کو معلوم نہیں تو اگر قرض خواہ اس مقدار سے کم پر صلح کرے، مثلاً پچاس روپیے اس کو لینے ہوں اور وہ دس روپیے پر صلح کرے تو بقیہ مقروض کے لئے حلال نہیں ہے مگر یہ قرض کی مقدار بیان کرے اور اسے راضی کرلے یا اس طرح ہو کہ اگر اسے اپنے قرض کی مقدار معلوم ہوتی تو پھر بھی وہ اس مقدار پر صلح کرلیتا.

مسئلہ ۲۲۲۸ :- اگر دو چیزوں پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہیں جن کی جنس ایک ہے اور ان کا وزن معلوم ہے تو یہ اس وقت صحیح ہے کہ ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ نہ ہو لیکن اگر ان کا وزن معلوم نہ ہو تو اگر چہ یہ احتمال ہو کہ ایک وزن دوسری سے زیادہ ہے تو بھی صلح صحیح ہے.

مسئلہ ۲۲۲۹ :- اگر دو آدمی کسی ایک شخص سے قرض خواہ ہوں یا دو آدمی دوسرے دو آدمیوں سے قرض خواہ ہوں اور وہ چاہیں کہ ایک دوسرے سے مصالحت کریں تو اگر ان کا قرض ایک جنس کا ہو اور ان کا وزن بھی ایک جیسا ہو مثلاً دونوں دس من گندم کی طلب رکھتے ہوں تو ان کی صلح صحیح ہے اور یہی حکم ہے اگر ان کے قرضہ ایک جنس سے نہ ہوں،

ایک جنس کا ہو اور وہ بھی ایسی چیز کہ عموماً اس کا معاملہ وزن یا پیمانہ سے ہوتا ہے تو اگر ان کا وزن یا پیمانہ برابر نہیں تو ان کی صلح باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۰:- اگر کسی سے قرض لینا ہو جو کہ ایک مدت کے بعد لینا ہو تو اگر اپنے قرض کی تھوڑی مقدار پر صلح کرے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ میں کچھ قرضہ چھوڑ دوں اور باقی نقد لے لوں تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۱:- اگر دو آدمی کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو وہ ایک دوسرے کی مرضی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں اور اسی طرح اگر معاملہ کے ضمن میں دونوں یا کسی ایک کو معاملہ توڑنے کا حق دیا گیا ہو تو حق رکھنے والا عقد صلح کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۲:- جب تک خریدار اور بیچنے والا مجلس معاملہ سے جدا نہ ہوں وہ معاملہ کو توڑ سکتے ہیں اور اسی طرح اگر خریدار کوئی جانور خریدے تو تین دن تک وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اسی طرح جس جنس کو نقداً خریدا ہے اگر اس کے پیسے تین دن تک نہ دے اور نہ جنس لے تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے، لیکن جو کسی مال پر صلح کر رہا ہے وہ ان تین صورتون میں صلح توڑنے کا حق نہیں رکھتا، البتہ نو صورتوں میں کہ جو خرید و فروخت کے احکام میں بیان کی جا چکی ہیں صلح کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۳:- جو چیز صلح میں لے اگر عیب دار ہو تو وہ صلح کو توڑ سکتا ہے، البتہ صحیح اور عیب دار کی قیمت کا تفاوت لینا چاہے تو صلح میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۴:- اگر کس سے اپنے مال میں صلح کرے اور اس سے شرط کرے کہ اگر میرے مرنے کے بعد میرا کوئی وراث نہ ہو تو جس چیز سے میں نے صلح کی ہے اسے وقف کر دینا اور وہ بھی اس شرط کو قبول کر لے تو اسے شرط پر عمل کرنا چاہیئے۔

اجارہ (کرایہ) کے احکام

مسئلہ ۲۲۳۵ :- کرایہ پر کوئی چیز لینے اور دینے والے کو بالغ وعاقل ہونا چاہئے اور اپنے اختیار سے کرایہ کے معاملہ کو انجام دے رہے ہوں اور اپنے مال میں حق تصرف بھی رکھتے ہوں پس وہ سفیہ (کم عقل) جو اپنے مال کو بے ہودہ اور فضول کاموں میں صرف کرتا ہے تو اگر حاکم شرع نے اسے اس کے اموال میں تصرف کرنے سے روک رکھا ہو تو وہ اگر کوئی چیز کرایہ پر لے یا کرایہ پر دے تو صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا ولی اجازت دے۔

مسئلہ ۲۲۳۶ :- انسان کسی کا وکیل بن کر اس کے مال کو کرایہ پر دے سکتا ہے یا اس کے لئے کسی چیز کو کرایہ پر لے۔

مسئلہ ۲۲۳۷ :- اگر ولی یا بچے کا نگران اس کے مال کو کرایہ پر دے یا بچے کو کسی کا اجیر بنائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر اس کے بالغ ہونے کی مدت کے کچھ حصّہ کو جزء اجارہ قرار دے تو بعد اس کے کہ بچہ بالغ ہوجائے وہ باقی مدت اجارہ کو اپنی ذات کے متعلق توڑ سکتا ہے لیکن اپنے مال کے بارے میں باقی ماندہ اجارہ فسخ نہیں کرسکتا، لیکن اگر صورت حال یہ تھی کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی مدت کے کچھ حصّہ کو جزء اجارہ قرار نہ دیتا تو بچہ کی مصلحت کے خلاف تھا تو بچہ اجارہ کو نہیں توڑ سکے گا۔

مسئلہ ۲۲۳۸ :- وہ چھوٹا بچہ کہ جس کا ولی نہیں ہے اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدور نہیں بنایا جاسکتا اور جس کو مجتہد تک رسائی نہ ہو وہ کسی مؤمن عادل سے اجازت لے کر اسے مزدور بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۹ :- کرایہ پر دینے والا اور کرایہ پر لینے والا ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر مالک کسی کو کہہ دے کہ میں اپنی ملک تجھے کرایہ پر دیتا ہوں اور وہ کہے کہ میں قبول کرتا ہوں تو اجارہ صحیح ہے، بلکہ اگر کوئی بات نہ کریں لیکن مالک اس قصد

لینے کے قصد سے لے لے تو اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۰:- اگر کوئی شخص صیغہ اجارہ پڑھنے کے بغیر چاہے کہ کسی کام کو انجام دینے کے لئے اجیر بنے تو جب مد مقابل کی رضا سے عمل شروع کرے گا تو اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۲۲۱:- جو شخص بات نہیں کر سکتا تو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ ملک کو کرایہ دیا ہے یا کرایہ پر لیا ہے تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۲:- اگر انسان، مکان، دکان یا کمرہ کرایہ پر لے اور مالک اس سے شرط کرے کہ اس سے صرف تم ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو یا اجارہ سے یہی چیز سمجھی جائے تو کرایہ پر لینے والا کسی اور کو کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اگر یہ شرط نہ کرے اور یہ چیز بھی سمجھی نہ جائے تو پھر دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے، البتہ اگر جتنے کرایہ پر لیا تھا اس سے زیادہ کرایہ پر دینا چاہے تو اس میں کوئی کام کرے، مثلاً تعمیر کرے یا سفیدی کرائے، یا جس جنس پر اس نے کرایہ پر لیا تھا اس کے علاوہ کسی جنس کے عوض کرایہ پر دے، مثلاً اگر رقم کے عوض کرایہ پر لیا تھا تو گندم یا اس قسم کی دوسری چیز کے عوض کرایہ پر دے۔

مسئلہ ۲۲۲۳:- اگر مزدور انسان سے شرط کرے کہ صرف تمہارا کام کروں گا یا اجارہ سے یہی بات سمجھی جائے تو اس کے دوسرے کا مزدور نہیں بنایا جا سکتا اور اگر یہ شرط نہ کرے تو اسے طے شدہ اجرت سے زیادہ پر اجارہ نہ دے اور اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز پر اجارہ دے تو زیادہ اجرت لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۴:- اگر گھر، دکان، کمرے، اور مزدور کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثلاً زمین اجارہ پر لے اور مالک اس کے ساتھ یہ شرط نہ کرے کہ صرف تم ہی اس کو استفادہ کرو، تو اس صورت میں جس چیز کو کرایہ پر لیا گیا ہو اس سے زیادہ میں اجارہ پر دیدے تو کوئی اشکال نہیں۔

اور آدھے سے خود فائدہ اٹھائے تو اس کے آڈھے حصّہ کو سو روپے کرایہ یا اس سے کم کرایہ پر دے، البتہ اگر اس آدھے کو تمام مکان یا دکان کے اصل کرایہ سے زیادہ پر دینا چاہے مثلاً ایک سو بیس روپے کرایہ پر دینا چاہے تو اس میں تعمیر وغیرہ کا کوئی کام انجام دے یا اس کے علاوہ کسی جنس پر اجارہ دے۔

کرایہ پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

مسئلہ ۲۲۳۶:- جس چیز کو کرایہ پر دیا جائے اس کے لئے چند شرطیں ہیں:

۱۔ وہ چیز معین ہو، لہذا اگر کہے کہ میں نے اپنے گھروں میں سے کسی ایک کو کرایہ پر دیتا ہوں تو صحیح نہیں ہے۔

۲۔ کرایہ دار یا تو اس کو دیکھ لے یا مالک مکمل طور سے اس کی خصوصیات بیان کر دے

۳۔ اس کو دوسرے کے سپرد کرنا ممکن ہو لہذا اس بھاگے ہوئے گھوڑے کو کرایہ پر دینا باطل ہے جو کرایہ دار کے قبضے میں نہ آسکے۔

۴۔ وہ چیز فائدہ حاصل کرنے سے ختم نہ ہوجاتی ہو اسی لئے روٹی، فروٹ وغیرہ کو کرایہ پر دینا صحیح نہیں ہے۔

۵۔ جس کام کے لئے لیا ہو وہ کام اس سے ممکن ہو لہذا ایسی زمین کرایہ پر زراعت کے لئے دینا جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور نہر کے پانی سے سیراب نہ کی جاسکتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶۔ جس چیز کو کریہ پر دے اس کا مالک ہو اور اگر کسی اور شخص کے مال کو کرایہ پر دے تو اس صورت میں صحیح ہے جب کہ مالک راضی ہوجائے۔

مسئلہ ۲۲۳۷:- درخت کو اس غرض سے کرایہ پر دینے میں اشکال نہیں کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے۔

لینے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق برباد ہوتا ہو تو شوہر کی اجازت ضروری ہے.

اس فائدہ کے شرائط کہ جس کیلئے مال کرایہ پر دیا جائے

مسئلہ ۲۲۴۹ :- وہ منفعت جس کے لئے مال کو کرایہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ وہ حلال ہو، اس بنا پر دکان شراب بیچنے یا رکھنے کے لئے یا کوئی جانور شراب کے نقل و حمل کے لئے کرایہ پر دینا باطل ہے.

۲۔ اس منفعت کے مقابلے میں رقم دینا لوگوں کی نظروں میں بیہودہ نہ ہو.

۳۔ اگر اس مال سے مختلف فائدے حاصل ہوتے ہوں تو جس فائدے کے لئے کرایہ پر دیں اس کو معین کردیں مثلاً جو حیوان سواری اور سامان اٹھانے کے کام آتا ہو اس کو معین کردیں، لیکن اگر مختلف فائدے مساوی ہو تو معین کرنا ضروری نہی ہے.

۴۔ کرائے کی مدت بھی معین ہو، اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل کا تعین ہو جائے، مثلاً درزی سے طے کیا کہ فلاں لباس فلاں طرز پر سی کر دو تو یہ بھی کافی ہے.

مسئلہ ۲۲۵۰ :- اگر کرایہ کی مدت کی ابتداء معین نہ کی جائے تو اس کی ابتداء صیغہ پڑھ لینے کے بعد سے شروع کی جائے گی.

مسئلہ ۲۲۵۱ :- اگر کسی مکان یا ملکیت کو سال بھر کے لئے کرایہ پر اٹھائیں اور کرایہ کی ابتداء ایک ماہ بعد سے کریں تو اجارہ صحیح ہے چاہے صیغہ جاری کرتے وقت وہ مکان یا ملکیت دوسرے کے قبضہ میں ہو.

مسئلہ ۲۲۵۲ :- اگر مدت کرایہ معین نہ کرے اور کہے کہ جب سے تو مکان میں رہائش کرے گا اس وقت سے ہر مہینہ کے دس روپیے ہوں گے تو اجارہ صحیح ہے اور اتنی

مسئلہ ۲۷۵۳ :- اگر کرایہ دار سے کہے کہ مکان ایک مہینہ کے لئے دس روپیے کرایہ پر تم کو دیتا ہوں اس کے بعد آپ جتنے دن رہیں اسی حساب سے کرایہ دیتے رہیں تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ میں اتنی مقدار لاعلمی نقصان نہیں دے گی۔

مسئلہ ۲۷۵۴ :- جن مسافر خانوں یا ہوٹلوں میں یہ معلوم نہ ہو کہ انسان کتنے دن رہے گا اگر اس میں یہ طے کرلیں مثلاً ہر رات کا کرایہ سو روپیہ ہوگا اور دونوں راضی ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اجارہ بھی صحیح ہے اور مالک بھی انہیں نہیں نکال سکتا۔

اجارہ کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۷۵۵ :- اجارہ کرنے والا جو مال کرایہ کے عنوان سے دیتا ہے وہ معلوم ہونا چاہئے تو اگر ایسی چیزوں میں سے کہ جن کا وزن کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے، مثلاً گندم تو اس کا وزن معلوم ہو اور اگر ایسی چیز ہے کہ جس کا شمار کرنے سے ہوتا ہے، مثلاً انڈے تو ان کی تعداد معلوم ہو اور اگر گھوڑا اور بھیڑ بکری کی طرح ہے تو کرایہ پر دینے والا انہیں دیکھ چکا ہو یا کرایہ پر لینے والا ان چیزوں کی خصوصیات کو بیان کرے۔

مسئلہ ۲۷۵۶ :- اگر زمین کو جو یا گیہوں وغیرہ کی زراعت کے لئے کرایہ پر دیں اور کرایہ بھی اسی زمین کے گیہوں یا جو کو قرار دیں تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۷ :- کرایہ پر دینے والا شخص جب تک کرایہ دار کو کرایہ پر دی ہوئی چیز اس کی تحویل میں نہ دے کرایہ مانگنے کا حق نہیں رکھتا، اسی طرح اجیر اپنا کام پورا کئے ہوئے بغیر اجرت کے مطالبہ کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۷۵۸ :- کرایہ پر دی ہوئی چیز اگر کرایہ دار کے تحویل میں دی جائے مگر وہ قبضہ میں نہ لے یا قبضہ میں لے تو لے مگر اس سے فائدہ نہ اٹھائے تب بھی اس کو کرایہ دینا ہوگا۔

اس دن کام کرنے کے لئے آئے لیکن مالک اس کے سپرد کام نہ کرے تو اس کی اجرت دے، مثلاً اگر درزی کو خاص دن لباس سینے کے لئے اجیر بنائے اور درزی اس دن کام کرنے کے لئے تیار ہو اگرچہ یہ کپڑا اسے نہ دے کہ وہ اسے سیئے تو اس کی اجرت دینا پڑے گی چاہے درزی کوئی کام نہ کرے اور چاہے اپنا یا کسی اور کا کام کرتا رہے .

مسئلہ ۲۲۲۰ :- اگر کرایہ کی مدت ختم ہونے کے بعد معلوم ہو کہ کرایہ باطل تھا تو کرایہ پر لینے والا کرایہ کی رقم مقدار معمول کے برابر مالک کو ادا کرے، مثلاً کوئی مکان ایک سال کے لئے سو روپیہ کرایہ پر لیا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ اجارہ باطل ہے تو اگر اس مکان کا عادی کرایہ پچاس روپیہ ہے تو وہ مالک کو ادا کرے اور اگر دو سو روپیہ تو دو سو روپیہ ادا کرے اور اسی طرح اگر کچھ مدت گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل ہے تو اتنی ہی مدت کا عادی کرایہ مالک کو ادا کرے .

مسئلہ ۲۲۲۱ :- اگر اجارہ پر دی گئی چیز تلف ہو جائے اور کرایہ دار نے اس کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کی ہو اور اس سے فائدہ حاصل کرنے میں زیادتی نہ کی ہو تو وہ ضامن نہیں ہے، مثلاً درزی کو سینے کے لئے کپڑا دیا گیا ہو اور چور اس کو چرا لے یا آگ لگ جائے تو اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو وہ ذمہ دار نہیں ہے .

مسئلہ ۲۲۲۲ :- صنعت گر، کاریگر جو چیز لے کر ضائع کردے وہ اس کا ضامن ہے .

مسئلہ ۲۲۲۳ :- اگر قصاب حیوان کا سر کاٹ کر اس کو حرام کردے تو وہ ضامن ہے، خواہ مفت میں سر کو کاٹا ہو یا مزدوری لے کر کاٹا ہو .

مسئلہ ۲۲۲۴ :- اگر کوئی جانور کرایہ پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادنا ہے اگر اس سے زیادہ بوجھ اس پر لادے اور وہ جانور مرجائے یا عیب دار ہو جائے تو وہ ضامن ہے اور اسی طرح اگرچہ بوجھ کی مقدار معین نہ کی گئی ہو اور وہ معمول سے زیادہ بوجھ لادے اور جانور تلف یا عیب دار ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا اور معمول سے زیادہ

مسئلہ ۲۲۲۵ :- اگر حیوان کو کسی ٹوٹ جانے والے سامان کو اٹھانے کے لئے کرایہ پر دیا جائے اور وہ حیوان پھسل کر گر جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان ٹوٹ جائے تو حیوان کا مالک ضامن نہیں ہے، لیکن اگر مارنے کی وجہ سے بھاگے اور سامان ٹوٹ جائے تو ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۶ :- اگر کوئی شخص کسی بچہ کا ختنہ کرے اور اس بچے کو کوئی نقصان پہنچے یا مرجائے تو اگر اس نے عادت سے زیادہ کاٹا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر معمول سے زیادہ نہ کاٹا ہو تو اگر صرف اس کے پاس مراجعہ کیا گیا ہو تو ضامن نہیں ہے، لیکن اگر مضر ہونے یا نہ ہونے کی تشخیص بھی اس کے عہدہ پر رکھی گئی ہو تو جراح ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۷ :- اگر ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے بیمار کو دوا دے یا مرض اور دوائی بتائے اور بیمار وہ دوائی کھالے تو اگر علاج میں غلطی کرے اور اس سے مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ضامن ہے، البتہ اگر ڈاکٹر کہے کہ فلاں دوا فلاں بیماری کے لئے مفید ہے اور دوا کھانے کی وجہ سے بیمار کو کوئی نقصان پہنچے یا مرجائے تو ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۲۸ :- جب ڈاکٹر بیمار یا اس کے ولی سے کہہ دے کہ اگر کوئی ضرر پہنچا یا مر گیا تو میں ضامن نہیں ہو، جب کہ وہ پوری توجہ اور احتیاط سے علاج کرے اور بیمار مرجائے یا اسے نقصان پہنچ جائے تو ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۲۹ :- کرایہ پر کوئی چیز لینے والا اور دینے والا ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ کو توڑ سکتے ہیں اور اسی طرح اگر عقد اجارہ میں شرط کریں کہ دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ توڑنے کا حق ہوگا تو وہ قرارداد کے مطابق اجارہ کو توڑ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۰ :- اگر کرایہ پر دینے یا لینے والا یہ سمجھے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے تو اگر صیغہ پڑھتے وقت متوجہ نہ تھا کہ میرے ساتھ غبن ہوا ہے تو وہ اجارہ کو توڑ سکتا ہے، لیکن اگر صیغہ اجارہ میں یہ شرط کی گئی تھی کہ اگر کسی کو گھاٹا بھی ہوا تو بھی اسے معاملہ توڑنے کا حق

مسئلہ ۲۲۷۱ :- اگر کوئی چیز کرایہ پر دے اور تحویل میں دینے سے پہلے کوئی اسے غصب کرے تو کرایہ پر لینے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور جو چیز کرایہ پر دینے والے کو دے چکا ہے وہ واپس لے لے یا اجارہ کو نہ توڑے اور جتنی مدت وہ غاصب کے پاس رہے اتنی مدت کا کرایہ عادت کے مطابق اس سے وصول کرے پس اگر کوئی جانور ایک مہینہ کے لئے ہزار روپیہ کرایہ پر لے اور کوئی شخص اسے دس دن تک غصب کیے رکھے اور اس کا عادی کرایہ دس دن کے لئے ایک ہزار پانچ سو روپیہ ہو تو وہ غصب کرنے والے سے ایک ہزار پانچ سو روپیہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۲ :- جو چیز کرایہ پر لی ہے اگر وہ تحویل میں لے لے اور اس کے بعد کوئی اسے غصب کرے تو یہ اجارہ کو نہیں توڑ سکتا اور صرف اسے یہ حق ہے کہ اس چیز کا کرایہ معمول کے مطابق غاصب سے لے لے۔

مسئلہ ۲۲۷۳ :- اگر مدت کرایہ ختم ہونے سے پہلے وہ جائیداد مستاجر کے ہاتھ بیچ دے تو اجارہ نہیں ٹوٹے گا بلکہ کرایہ دار کو چاہئے کہ کرایہ کی مدت تک مالک کو کرایہ دیتا رہے اور یہی حکم ہے اگر کسی اور کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۲۷۴ :- اگر مدت کرایہ کی ابتداء سے پہلے ملک ایسی خراب ہوجائے کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا ہو یا اس فائدہ کے قابل نہ رہا ہو جس کی شرط کی گئی تھی تو اجارہ باطل ہوگا اور جو رقم مستاجر نے مالک کو ادا کی ہے وہ اس کی طرف پلٹ آئے گی بلکہ اگر اس قسم کا ہو کہ کچھ نہ کچھ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو بھی اجارہ کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۵ :- اگر کوئی جائیداد کرایہ پر لے اور مدت اجارہ میں سے کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ اس طرح خراب ہوجائے کہ اس سے بالکل فائدہ حاصل نہ ہو سکتا ہو یا جس فائدہ کی شرط کی گئی ہے اس کے قابل نہ رہا ہو تو باقی بچی مدت کا اجارہ باطل ہے اور

مسئلہ ۲۲۷۶ :- اگر کوئی گھر کرایہ پر دے کہ مثلاً جس میں دو کمرے ہیں اور اس کا ایک کمرہ خراب ہوجائے تو اگر فوراً اسے بنوا دے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوئی مقدار درمیان ضائع نہیں ہوئی تو اجارہ باطل نہیں ہوگا اور نہ مستاجر اس کو توڑ سکتا ہے، البتہ اگر اس کا بنوانا اتنی طوالت پکڑ جائے کہ مستاجر کے فائدہ اٹھانے سے کچھ مدت ضائع ہوجائے تو اتنی مقدار کا اجارہ باطل ہوجائے گا اور مستاجر بقیہ مدت اجارہ کو بھی فسخ کر سکتا ہے.

مسئلہ ۲۲۷۷ :- اگر کرایہ دینے والا یا لینے والا مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوگا، لیکن اگر شرط ہو کہ کرایہ دار ہی اسے استفادہ کر سکتا ہے دوسرا نہیں تو مالک کو حق ہے کہ کرایہ دار کے مرنے کے بعد باقیماندہ مدت کو ختم کر دے، اور اگر مکان کرایہ پر دینے والے کی ملکیت نہ ہو مثلاً کسی نے وصیت کی ہو کہ جب تک یہ کرایہ پر دینے والا زندہ ہے اس مکان کا نفع اس کی ملکیت ہے تو اگر وہ مکان کرایہ پر دیدے اور کرایہ کی مدت پورے ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہے.

مسئلہ ۲۲۷۸ :- اگر مالک مستری کو وکیل قرار دے کہ اس کے لئے مزدور مہیا کرے تو چنانچہ وہ جتنی مزدوری مالک سے مزدوروں کے نام پر لیتا تھا اس سے کم مزدوروں کو دے تو بقیہ رقم اس کے لئے حرام ہے اس کو چاہیئے کہ باقی رقم وہ مالک کو واپس کر دے، البتہ اگر اس کو اجیر بنائے کہ یہ مکان مکمل تعمیر کرے اور وہ مالک سے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود مکان بنائے یا کسی سے بنوائے اب اگر جتنی مقدار پر خود اجیر بنا ہے اس سے کم مقدار پر دوسرے کو اجیر کرے تو بقیہ رقم اس کے لئے حلال ہے.

مسئلہ ۲۲۷۹ :- اگر رنگ ریز یہ قرارداد کرے کہ کپڑے کو فلاں رنگ سے رنگوں گا لیکن دوسرے رنگ میں رنگ دے تو مزدوری کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اگر کپڑے کی خرابی یا قیمت میں گراوٹ کا سبب ہو تو ضامن بھی ہے.

احکام جعالہ

مسئلہ ۲۲۸۰:- جعالہ یہ ہے کہ کوئی مقرر کرے کہ جو شخص میرا فلاں کام کرے گا میں اس کے مقابلہ میں مال معین دوں گا، مثلاً کہے کہ جو شخص میری گم شدہ چیز کو تلاش کرلائے تو اس کو دس روپیہ دوں گا، تو جو شخص یہ مقرر کرے جاعل اور جو شخص کام انجام دے اسے عامل کہتے ہیں، اور جعالہ اور اجارہ میں یہ فرق ہے کہ اجارہ میں عقد پڑھنے کے بعد اجیر کو کام کرنا پڑے گا اور جس نے اسے اجیر بنایا ہے اسے اس کی اجرت دینا ہوگی، البتہ جعالہ میں عامل کو اختیار ہے کہ وہ کام نہ کرے اور جب تک کام انجام نہ دے جاعل کے ذمے بھی کوئی چیز نہیں۔

مسئلہ ۲۲۸۱:- جاعل کو بالغ و عاقل ہونا چاہئے اور ارادہ و اختیار سے قرارداد کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف بھی کرسکتا ہو تو اس بنا پر سفیہ (کم عقل) کا جعالہ جو کہ اپنا مال فضول کاموں میں صرف کرتا ہے صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۲:- جاعل کے کہنے پر جو کام کرنا ہے وہ حرام نہ ہو اور وہ ایسا بے فائدہ بھی نہ ہو کہ جس سے کوئی غرض عقلائی متعلق نہ ہو یا ان واجبات میں سے نہ ہو جن کو مفت میں بجا لانا چاہئے، پس اگر وہ کہے کہ جو شخص شراب پیئے یا رات کے وقت تاریک مقام پر جائے تو اس کو دس روپیہ دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۳:- جس مال کے دینے کا معاہدہ کیا ہے اگر اسے معین کرے، مثلاً کہے جو شخص میرا گھوڑا تلاش کرلائے یہ گندم میں اسے دوں گا تو یہ ضروری نہیں کہ یہ بھی کہے کہ یہ گندم کس جگہ کی ہے اور اس کی کتنی قیمت ہے، البتہ اگر مال کو معین نہ کرے، مثلاً یہ کہ جو شخص میرا گھوڑا تلاش کر لائے تو اس کو دس من گندم دوں گا تو بنا بر احتیاط واجب اس کی خصوصیات پورے طور پر معین کرے۔

کہ جو شخص میرا بچہ تلاش کرلائے میں اسے کچھ رقم دوں گا اور اس کی مقدار معین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس عمل کو بجالائے تو اس کی مزدوری اتنی ادا کرے کہ جو لوگوں کی نظر میں اس کام کی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۵:- اگر عامل قرارداد سے پہلے کام انجام دے چکا ہو یا قرارداد کے بعد اس نیت سے کام کر چکا ہو کہ میں اس کے مقابلہ میں پیسے نہیں لوں گا تو وہ مزدوری کا مستحق نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۸۶:- قبل اس کے کہ عامل کام شروع کرے جاعل جعالہ کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۷:- بعد اس کے کہ عامل کام شروع کردے اگر جاعل جعالہ کو فسخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۸:- عامل کام کو ادھورا بھی چھوڑ سکتا ہے، البتہ اگر کام کو ناقص چھوڑنا جاعل کے لئے مضر ہے تو پھر اس کو پورا کرے مثلاً اگر کوئی کہے کہ جس شخص میری آنکھ کا آپریشن کرے تو اتنی رقم اس کو دوں گا اور آپریشن کرنے والا ڈاکٹر کام شروع کردے اب یہ صورت ہو کہ اگر کام تمام نہ کرے تو اس کی آنکھ عیب دار ہوجائے گی تو اس کو تمام کرے تو اگر پورا نہ کیا تو جاعل سے کسی چیز کے لینے کا مستحق نہیں ہوگا اور پیدا ہونے والے عیب کا بھی ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۹:- اگر عامل کام کو ناتمام چھوڑ دے تو اگر وہ کام ایسا ہے کہ جب تک اسے پورا نہ کیا جائے جاعل کے لئے اس میں کوئی فائدہ نہیں، مثلاً گم شدہ گھوڑے کا تلاش کرنا تو پھر عامل کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور یہی حکم ہے کہ اگر جاعل نے عمل پورا کرنے کی مزدوری قرار دی ہو مثلاً کہے جو میرے کپڑے سیئے گا اس کو دس روپیہ دوں گا، البتہ اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ جتنا عمل کوئی کرے گا اتنی مزدوری اسے دوں گا تو جاعل کو چاہئے کہ عامل نے جتنا کام کیا ہے اتنی مزدوری اسے دیدے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ بطور

احکام مزارعہ (کھیتی)

مسئلہ ۲۲۹۰:- مزارعہ اسے کہتے ہیں کہ مالک زمین یا وہ شخص جس کے اختیار میں زمین ہے زراعت کرنے والے سے اس طرح معاملہ کرے کہ زمین اس کے اختیار میں دیدے تاکہ وہ زراعت کرے اور زمین سے حاصل شدہ جنس میں سے کچھ مالک کو دیدے۔

مسئلہ ۲۲۹۱:- مزارعہ کی چند شرطیں ہیں:

۱۔ مالک زمین زراعت کرنے والے سے کہے کہ میں زمین تیرے سپرد کرتا ہوں اور زراعت کرنے والا کہے کہ میں قبول کرتا ہوں یا بات کئے بغیر مالک زمین زراعت کرنے والے کی سپردگی میں دیدے اور وہ اسے اپنی تحویل میں لے لے۔

۲۔ مالک زمین اور زراعت کرنے والے دونوں بالغ وعاقل ہوں اور قصد واختیار سے عقد مزارعہ کو انجام دیں، اسی طرح شرط ہے کہ مالک زمین اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہ روکا گیا ہو اور سفیہ (کم عقل) بھی نہ ہو لیکن زارع اگر سفیہ ہو یا اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکا گیا ہو مزارعہ صحیح ہے مگر یہ کہ زارع کو مال خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔

۳۔ زمین کی تمام پیداوار ایک شخص سے مخصوص نہ کردی جائے۔

۴۔ ہر ایک کا حصّہ مشاعاً ہو، مثلاً حاصل شدہ جنس کا آدھا یا تیسرا حصّہ وغیرہ، اور وہ معین ہو، پس اگر یوں قرارواد کرے کہ زمین کے ایک ٹکڑے کے محصولات ایک کے ہیں اور دوسرے کے دوسرے کے ہیں تو صحیح نہیں ہے، اور اسی طرح اگر مالک کہے کہ اس زمین میں زراعت کرو اور جتنا چاہو مجھے دے دینا تو صحیح نہیں ہے۔

۵۔ جتنی مدت زمین زراعت کرنے والے کے اختیار میں رہنی ہے وہ معین ہو اور مدت اتنی ہو کہ محصولات زمین کا اس مدت میں حصول ممکن ہو۔

۶۔ زمین قابل زراعت ہو اور اگر زراعت کے قابل نہ ہو تو چاہئے کہ ایسا کام کریں کہ

۷۔ زراعت کی نوعیّت معلوم ہو، لیکن اگر دونوں ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں ایک قسم زراعت ہوتی ہے تو نام سے معین کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر زراعت کی کئی قسم اور نوعیّت ہیں تو نوعیّت کو معین کریں۔

۸۔ مالک زمین کو معین کرے پس جس کے پاس زمین کے چند ٹکڑے ہیں اور وہ آپس میں تفاوت رکھتے ہیں پس اگر زراعت کرنے والے سے کہے کہ اس میں سے کسی ایک میں زراعت کر لو اور اس کو معین نہ کرے تو مزارعہ باطل ہے۔

۹۔ ہر ایک کو جو خرچ کرنا ہے وہ معین کیا جائے، لیکن اگر ہر ایک کو جو خرچ کرنا ہے وہ معلوم ہو تو پھر معین کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۲۲۹۲:- اگر مالک زراعت کرنے والے سے قرار داد کرے کہ محصولات کی اتنی مقدار تو میری اور بقیہ ہم آپس میں تقسیم کرلیں گے جب کہ معلوم ہو کہ اتنی مقدار کے بعد کچھ باقی رہے گا تو مزارعہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۳:- اگر مزارعہ کی مدت ختم ہوجائے اور ابھی تک محصولات ہاتھ نہ آئیں تو گر مالک راضی ہوجائے کہ کرایہ کے ساتھ یا بغیر کرایہ کے زراعت زمین میں باقی رہ جائے اور زراعت کرنے والا بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو وہ زراعت کرنے والے کو زراعت کے کاٹنے پر آمادہ کر سکتا ہے اور اگر کاٹنے سے زراعت کرنے والے کو کوئی ضرر پہنچتا ہو تو ضروری نہیں اس کو اس کا عوض دے، البتہ اگر زراعت کرنے والا راضی ہو کہ مالک کو کوئی چیز دیدے تو بھی مالک کو مجبور نہیں کرسکتا کہ زراعت زمین میں باقی رہ جائے۔

مسئلہ ۲۲۹۴:- اگر کسی آفت کی وجہ سے زمین میں زراعت کرنا ممکن نہ ہو مثلاً پانی زمین سے منقطع ہوگیا، تو اگر زراعت سے کچھ حاصل ہوگیا ہوں اگرچہ گھاس کی طرح بہت کم ہو تو یہ محصول مالک اور زارع میں تقسیم ہوگا اور بقیہ میں مزارعہ باطل ہے، اور اگر

زمین میں کسی قسم کا تصرف نہ ہو تو اس مدت کا کرایہ مالک کو بمقدار معمول ادا کرے اور اگر زراعت کو ترک کرنے سے زمین کو کوئی ضرر پہنچ جائے تو زارع کو چاہئے اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۲۹۵:- اگر مالک اور زارع صیغہ پڑھ لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ کو فسخ نہیں کر سکتے، اور یہی حکم ہے اگر مالک مزارعہ کے ارادہ سے زمین کسی کے سپرد کر دے اور لینے والا بھی اس قصد وارادہ سے لے لے، البتہ اگر عقد کے ضمن میں شرط کریں کہ ہر ایک یا کسی ایک کو فسخ کرنے کا حق ہوگا تو وہ قرارداد کے مطابق اسے فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۹۶:- اگر مزارعہ کی قرارداد کے بعد مالک یا کسان مر جائے تو عقد مزارعہ فسخ نہیں ہوگا اور ان کے وارث ان کی جگہ ہوں گے، البتہ اگر کسان مر جائے اور شرط یہ تھی کہ زارع خود زراعت انجام دے تو عقد مزارعہ فسخ ہو جائے گا اور اگر زراعت ظاہر ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے گا اور دوسرے حقوق بھی جو زارع رکھتا تھا وہ بھی اس کے ورثاء بطور ارث لے جائیں گے لیکن وہ مالک کو مجبور نہیں کر سکتے کہ زراعت زمین میں باقی رہ جائے۔

مسئلہ ۲۲۹۷:- اگر زراعت کرنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ معاملہ مزارعہ باطل تھا اور اگر بیج مالک کا تھا تو محصول بھی اسی کا ہوگا اور اگر بیج زراعت کرنے والے کا تھا تو پیداوار بھی اسی کی ہوگی، اور پہلی صورت میں مالک کو کچھ نہیں دینا ہوگا، اور اسی طرح دوسری صورت میں زارع کو بھی کچھ نہیں دینا ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۹۸:- اگر بیج کسان کی ملکیت تھی اور زراعت کے بعد علم ہوا کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کسان راضی ہو جائیں کہ اجرت کے ساتھ یا بغیر اجرت کے زراعت زمین پر باقی رہ جائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں، اور اگر مالک راضی نہ ہو تو زراعت پکنے

مالک کو کچھ دیدے تو بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ زراعت زمین میں باقی رہ جائے اور اسی طرح مالک، زارع کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دیدے اور زراعت زمین میں باقی رہ جائے.

مسئلہ ۲۲۹۹ :- اگر محصولات کے جمع کرنے اور مدت مزارعہ ختم ہونے کے زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور اگلے سال دو بارہ محصولات حاصل ہوں تو اگر مالک اور زارع زراعت سے صرف نظر کر چکے ہوں اور کھیتی کو چھوڑ دیا ہو تو زراعت کا حکم مباحات کی طرح ہے، یعنی سب اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور اگر مالک اور زارع نے جو قرارداد کیا تھا محصول اور جڑ دونوں کے متعلق ہو تو زراعت کی جڑیں پیداوار کی طرح تقسیم ہوگی، اور اگر یہ قرارداد نہ ہو تو دوسرے سال کی پوری پیداوار بیج کے مالک کی ہے.

مساقات کے احکام

(درختوں کی آبیاری اور نگہداشت)

مسئلہ ۲۳۰۰ :- اگر انسان کسی کے ساتھ اس طرح معاملہ کرے کہ پھل دار درخت کہ جن کے پھل کا یہ مالک ہے یا پھلوں کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے معین مدت کے لئے کسی کے سپرد اس لئے کیا جائے کہ وہ درختوں کی دیکھ بھال کرے اور ان کو پانی وغیرہ دے اور اس کا عوض باغ کے پھلوں کا ایک حصہ اس کو دیا جائے تو اس کو مساقات کہتے ہیں.

مسئلہ ۲۳۰۱ :- معاملہ مساقات ان درختوں میں صحیح نہیں ہے جو بید، چنار کی طرح پھل نہ دیتے ہوں، البتہ مہندی دبیری کے درخت جس کے پتوں سے یا وہ درخت کہ جس کے پھولوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں کوئی اشکال نہیں ہے.

مسئلہ ۲۳۰۲ :- معاملہ مساقات میں صیغہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اگر درختوں کا مالک مساقات کے ارادہ سے درخت اس کے سپرد کردے اور جو شخص کام کرتا

مسئلہ ۲۳۰۳ :- مالک اور جو شخص درختوں کی تربیت اپنے ذمے لے رہا ہے دونوں مکلف وعاقل ہوں اور انہیں کسی نے مجبور نہ کیا ہو، اور اسی طرح مالک میں شرط ہے کہ سفیہ (کم عقل) نہ ہوں اور حاکم شرع نے انہیں اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکا بھی نہ ہو لیکن دو آخری شرط، عامل (جو درختوں کی دیکھ بھال کرتا ہے) میں شرط نہیں ہے مگر اس صورت میں جب مال میں تصرف کرنا چاہے۔

مسئلہ ۲۳۰۴ :- مدت مساقات معلوم ہونی چاہیئے اور اگر اس کی ابتداء معین کرلیں اور اسکی انتہا اس وقت قرار دیں کہ جب اس کے پھل توڑے جاتے ہیں تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ :- ہر ایک کا حصّہ بطور نصف یا تیسرا حصّہ (یعنی مشاع ہو) وغیرہ ہونا چاہیئے، بنابریں اگر قرارداد اس طرح کریں کہ ایک ٹن پھل مالک کا ہوگا اور باقی کام کرنے والے کا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ :- پھل کے ظاہر ہونے سے پہلے مساقات کی قرارداد کرلیں اور اگر پھل ظاہر ہونے کے بعد اور پک جانے سے پہلے قرارداد کرلیں تو اگر کوئی ایسا کام جیسے کہ سیراب کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے پھل زیادہ ہوجائے یا پھلوں کا اچھا ہوجانا، باقی رہنا لازم آتا ہے تو معاملہ صحیح ہے ورنہ اشکال ہے اگرچہ ایسے کام کی ضرورت اب بھی باقی ہو جیسے کہ پھل کا جننا اور ان کی حفاظت کرنا۔

مسئلہ ۲۳۰۷ :- خربوزہ، تربوز، کھیرا اور اس قسم کے پودوں میں معاملہ مساقات صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۸ :- جن درختوں کی نشو ونما بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے ہوتی ہو اور ان کے لئے سینچائی کی ضرورت نہ ہو لیکن دوسرے کاموں، مثلاً ہل چلانے یا کھاد دینے یا زہریلے کیڑوں کا مارنے کی دوا چھڑکنے کی ضرورت ہو کہ جس سے پھلوں میں زیادتی ہوتی ہو یا پھلوں کی پسندیدگی کا سبب ہوتا ہو تو اس میں مساقات صحیح ہے، لیکن اگر یہ کام پھل کی

مسئلہ ۲۳۰۹ :- مساقات کے معاملہ کرنے والے ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ ختم کرسکتے ہیں، اسی طرح اگر قرارداد کے ضمن میں دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ توڑنے کا اختیار دیا گیا ہو تو وہ قرارداد کے مطابق معاملہ کو ختم کرسکتے ہیں، بلکہ اگر مساقات کی قرارداد میں کوئی شرط کی گئی ہو اور اس پر عمل نہ کیا جائے، جس کے فائدے کے لئے شرط ہو وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ :- مالک کے مرنے سے مساقات ختم نہیں ہوتی اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیں گے۔

مسئلہ ۲۳۱۱ :- اگر وہ شخص مرجائے جس کے ذمہ درختوں کی نگہداشت تھی تو اگر عقد میں یہ شرط نہیں تھی کہ وہ خود ان کی تربیت کرے تو اس کے وارث اس کی جگہ لے لیں گے اور اگر اس کے وارث اس عمل کو انجام نہ دیں اور کوئی اجیر بھی نہ بنائیں تو حاکم شرع میّت کے مال سے کسی کو اجیر بنائے گا اور محصولات میّت کے وارثوں اور مالک کے درمیان تقسیم کرے گا، اور اگر شرط کی ہو کہ وہ خود درختوں کی تربیت کرے گا تو اگر یہ طے ہوا تھا کہ وہ کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرے گا تو اس کے مرنے سے معاملہ فسخ ہو گا، اور اگر یہ طے نہیں ہوا تھا تو مالک عقد کو بھی فسخ کرسکتا ہے یا رضامند ہوجائے کہ اس کے وارث یا جسے وہ اجیر بنائیں وہ درختوں کی تربیت کریں۔

مسئلہ ۲۳۱۲ :- اگر شرط کرے کہ تمام محصولات مالک کے ہوں گے تو مساقات باطل ہے اور پھل مالک کی ملکیّت رہیں گے اور کام کرنے والا مزدوری کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۳۱۳ :- اگر زمین کسی کے سپرد کرے کہ وہ اس میں درخت لگائے اور جو کچھ نفع ہوگا دونوں کا ہے تو بنابر احتیاط واجب معاملہ باطل ہے پس اگر درخت مالک زمین کے تھے تو تربیت کے بعد اس کی ملک رہیں گے اور اسے دیکھ بھال کرنے والے کو مزدوری

تو تربیت کے بعد اسی کی ملک رہیں گے اور وہ انہیں وہاں سے اکھاڑ سکتا ہے، البتہ اکھاڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پڑ گئے ہیں انہیں پر کرے اور جس دن سے درخت لگائے گئے تھے اسی دن سے کرایہ مالک زمین کو ادا کردے اس شرط کے ساتھ کہ قرارداد سے زیادہ نہ ہو، اور مالک بھی اسے مجبور کرسکتا ہے کہ وہ درخت اکھاڑ کر لے جائے اور اگر درخت اکھاڑنے کی وجہ سے کوئی عیب درختوں میں پیدا ہوجائے تو مالک درخت کو تفاوت قیمت بھی ادا کرے اور اسے مجبور نہیں کرسکتا کہ کرایہ کے ساتھ یا بغیر کرایہ کے درخت زمین میں رہنے دے.

جولوگ اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتے

مسئلہ ۲۳۱۴ :- نابالغ بچہ اپنے مال میں حق تصرف نہیں رکھتا، تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بالغ ہونے کی علامت ہے:

۱۔ شرمگاہ کے اوپر اور ناف کے نیچے سخت بالوں کا اگنا ۲۔ منی کا باہر آنا ۳۔ پندرہ سال قمری مرد کے اور نو سال قمری عورت کے پورے ہوجانا.

مسئلہ ۲۳۱۵ :- چہرہ اور لبوں کے نیچے اور سینہ یا بغلوں کے نیچے سخت بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہونا اور ان جیسے دوسرے امور بلوغ کی نشانی نہیں ہے مگر یہ کہ انسان ان چیزوں سے بالغ ہونے کا یقین کرے.

مسئلہ ۲۳۱۶ :- دیوانہ اور سفیہ (کم عقل) یعنی وہ شخص جو اپنا مال فضول کاموں میں صرف کرتا ہے تو وہ اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتا، ان کی تصرفات ولی کی نگرانی اور اجازت سے ہونی چاہئے، اسی طرح وہ شخص جس کو حاکم شرع نے اموال میں تصرف سے روکا ہے.

مسئلہ ۲۳۱۷ :- جو شخص کبھی عقلمند اور کبھی دیوانہ ہوتا ہے تو جو تصرف دیوانگی کے

مسئلہ ۲۳۱۸ :- انسان اس بیماری میں کہ جس میں وہ مرجائے اپنے مال میں جتنا تصرف اپنے اور اپنے اہل وعیال اور مہمانوں اور دوسرے کاموں میں کرنا چاہئے بشرطیکہ فضول خرچی نہ سمجھتا ہو، کرسکتا ہے اور اسی طرح اگر اپنا مال کسی کو بخش دے یا سستی قیمت پر بیچ دے یا کرایہ پر دے تو صحیح ہے اگرچہ ثلث سے زیادہ بھی ہو اور ورثاء بھی اجازت نہ دیں پھر بھی صحیح ہے.

وکالت کے احکام

وکالت یہ ہے کہ انسان جس کام میں خود دخل رکھتا ہے کسی اور کے سپرد کردے تاکہ وہ اس کام کو اس کی طرف سے انجام دے، مثلاً کسی کو وکیل کرے کہ وہ اس کا مکان بیچے یا کسی عورت سے اس کا نکاح کردے، پس وہ سفیہ شخص جو اپنا مال فضول کاموں میں صرف کرتا ہے اسے چونکہ یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے مال میں تصرف کرے لہذا وہ کسی کو اپنا مال بیچنے کے لئے وکیل بھی نہیں بنا سکتا.

مسئلہ ۲۳۱۹ :- وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں، پس اگر ایک شخص کسی کو یہ سمجھادے کہ اس نے اسے وکیل کیا ہے اور وہ اسے سمجھائے کہ میں نے قبول کرلیا ہے، مثلاً اپنا مال کسی کو دیدے کہ وہ اس کے لئے بیچے اور وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے.

مسئلہ ۲۳۲۰ :- اگر انسان کسی ایسی شخص کو جو دوسرے شہر میں رہتا ہے وکیل کرے اور اس کے لئے وکالت نامہ بھیج دے اور وہ قبول کرے تو اگرچہ وکالت نامہ کچھ مدت کے بعد پہنچے تب بھی وکالت صحیح ہے.

مسئلہ ۲۳۲۱ :- موکل اور وکیل ہونے والا بالغ وعاقل ہوں اور ارادہ واختیار سے اقدام کریں اور ممیز بچہ بھی اگر صرف صیغہ پڑھنے میں وکیل ہو اور صیغہ تمام شرائط کے

مسئلہ ۲۳۲۲ :۔ جس کام کو انسان خود نہیں انجام دے سکتا یا شرعاً اسے انجام نہیں دینا چاہیئے اس کام میں کسی کا وکیل بھی نہیں بن سکتا، مثلاً جو شخص احرام حج میں ہے تو چونکہ وہ اپنے لئے صیغہ نکاح نہیں پڑھ سکتا، لہٰذا دوسرے کی طرف سے بھی وکیل نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۳ :۔ اگر کوئی انسان کسی کو اپنے تمام کاموں کے لئے وکیل قرار دے تو وکالت صحیح ہے، البتہ اگر کسی ایک کام کے لئے وکیل کرے اور اس کام کو معین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ :۔ وکالت ایک جائز قرارداد ہے اور ضروری نہیں ہے، اور موکل یا وکیل ہر ایک کے لئے وکالت کے قرارداد کو توڑنا جائز ہے مگر یہ کہ کسی لازمی قرارداد کے ضمن میں وکالت شرط کیا جائے، مثلاً کوئی بیٹا اپنی دکان اپنے باپ کو بیچ دیتا ہے اور عقد بیع کے ضمن میں شرط کرتے ہیں کہ پانچ سال کی مدت تک بیٹا باپ کی طرف سے وکیل ہوگا کہ دکان کو کرایہ کے طور پر کسی کو دے یا خود لے اور اجرت بھی ادا کرے، تو ایسی صورت میں باپ بیٹے کو معزول کرنے کا حق نہیں رکھتا، لیکن اس صورت کے علاوہ باقی صورتوں میں انساں وکیل کو معزول کر سکتا ہے اور اگر انسان وکیل کو معزول کر دے تو بعد اس کے کہ اسے اطلاع مل جائے وہ اس کام کو انجام نہیں دے سکتا ہاں اگر اطلاع پانے سے پہلے اس کام کو انجام دے چکا ہے تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ :۔ وکیل وکالت سے دستبردار ہو سکتا ہے اور اگر وکیل کرنے والا غائب بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲۶ :۔ وکیل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس کام کی انجام وہی کے لئے اسے وکیل کیا گیا وہ کسی اور کے سپرد کر دے، البتہ اگر موکل نے اسے اجازت دی ہو کہ وکیل بنا سکتا ہے، تو جس طرح وہ اسے دستور دے اس کے مطابق عمل کرے، اور اسی طرح اگر

لاسکتا، اور اگر اس نے کہا ہو کہ میری طرف سے وکیل بنانا تو اس کی طرف سے وکیل بنائے اور کسی کو اپنی طرف سے وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۷ :- اگر کوئی شخص اپنے موکل کی اجازت سے موکل کی طرف سے کسی کو وکیل بنائے تو اس وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اور پہلا وکیل مرجائے یا موکل اسے معزول کر دے تو دوسری وکالت باطل نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۳۲۸ :- اگر وکیل اپنے موکل کی اجازت سے اپنی طرف سے وکیل قرار دے تو اس وکیل کو یہ خود اور اس کا موکل معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہوجائے تو دوسرے کی وکالت باطل ہوجائے گی۔

مسئلہ ۲۳۲۹ :- اگر چند افراد کو کسی کام کے انجام دینے کے لئے وکیل کریں اور انہیں اجازت دیں کہ ان میں سے ہر شخص تنہا کام کر سکتا ہے تو ان میں سے ہر شخص اس کام کو انجام دے سکے گا، اب اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوگی، البتہ اگر اس نے یہ نہ کہا ہو کہ مل کر یا علیحدہ وکیل ہو اور اس کی باتوں سے بھی معلوم نہ ہو کہ علیحدہ علیحدہ وکیل ہے یا علیحدہ علیحدہ کام انجام دے سکتے ہیں یا اس نے کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں، تو وہ تنہا اقدام نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی ایک مرجائے تو باقی کی وکالت باطل ہوجائے گی، لیکن اگر موکل کے کلام میں ابہام ہو اور وضاحت نہ ہو تو کسی ایک مرنے سے دوسروں کی وکالت پر اثر نہیں پڑتی۔

مسئلہ ۲۳۳۰ :- اگر وکیل یا موکل مرجائے تو وکالت باطل ہوجاتی ہے، نیز اگر وہ چیز کہ جس کے انجام دینے کے لئے وکیل کیا گیا تھا ضائع ہوجائے مثلاً جس بھیڑ کو فروخت کرنے کے لئے وکیل کیا تھا وہ مرجائے وکالت باطل ہوجائے گی، اور اگر ان میں سے کوئی دیوانہ یا بے ہوش ہوجائے تو دیوانگی اور بے ہوشی کی دوران وکالت کی کوئی اثر نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ وکالت بالکل باطل ہوجائے گی اور ان کی دیوانگی اور بے ہوشی کے بعد بھی اثر نہیں

مسئلہ ۲۳۳۱ :- جب انسان کسی شخص کو کسی کام کے لئے وکیل کرے اور اس کے لئے کچھ مال مقرر کرے تو جب وہ کام بجالا چکے تو اسے وہ مقرر شدہ مال دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۳۳۲ :- اگر وکیل اس مال کی حفاظت میں جس کے لئے وکیل بنایا گیا تھا کوتاہی نہ کرے اور اس میں ان تصرفات کے علاوہ جن کی اجازت مالک کی طرف سے تھی کوئی اور تصرف نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال ضائع ہوجائے تو پھر اس کا معاوضہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۳۳۳ :- اگر وکیل مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے یا کہ ان تصرفات کے علاوہ جن کی اجازت مالک کی طرف سے تھی کوئی اور تصرف کرے اور پھر وہ مال تلف ہوجائے تو وکیل اس مال کا ضامن ہوگا، مثلاً وہ لباس کہ جو اس کو فروخت کے لئے دیا تھا وہ اسے پہن لے اور وہ تلف ہوجائے تو اسے اس کا عوض دینا ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۳۴ :- اگر وکیل ان تصرفات کے علاوہ کہ جن کا مجاز تھا کوئی اور تصرف کرے، مثلاً وہ لباس جو اس کو بیچنے کے لئے دیا گیا تھا وہ پہن لے اور پھر وہ تصرف کرے کہ جس کی اجازت مالک نے دی ہے تو یہ تصرف صحیح ہوگا۔

قرض کے احکام

قرض دینا بہت ہی مستحب کام ہے۔ قرآن مجید اور احادیث ائمہ معصومین ؑ میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ حضرت رسول اکرم ؐ سے روایت ہے:

"جو شخص اپنے برادر مؤمن کو قرض دے گا اس کا مال زیادہ ہوگا، ملائکہ اس پر رحمت کی دعا کریں گے، اگر اپنے قرض دار سے نرمی کا برتاؤ کرے تو بغیر حساب اور بڑی جلدی سے پل صراط سے گزر جائے گا اور جس مسلمان سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ

قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے.

مسئلہ ۲۳۳۵ :- قرض کے لئے صیغہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ کوئی چیز قرض کی نیّت سے کسی کو دے اور وہ بھی اسی نیّت سے لے تو صحیح ہے.

مسئلہ ۲۳۳۶ :- اگر قرض کی واپسی کی مدت معین ہو اور قرض لینے والا اس وقت سے پہلے اپنا قرض واپس کرنا چاہے تو قرض دینے والا قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے، لیکن اگر مدت کی تعین محض مقروض کے ساتھ رعایت کے لئے کی گئی ہو اور وہ وقت سے پہلے اپنا قرض واپس کرنا چاہے تو قرض دینے والے کو قبول کرنا ہوگا.

مسئلہ ۲۳۳۷ :- اگر قرض کے صیغہ میں قرض کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین کی گئی ہو تو قرض خواہ اس مدت سے پہلے مقروض سے مطالبہ نہیں کرسکتا، البتہ اگر مدت معین نہ کی گئی ہو تو پھر قرض خواہ جس وقت چاہے اس کا مطالبہ کرسکتا ہے.

مسئلہ ۲۳۳۸ :- اگر قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور مقروض ادا کرنے پر قادر ہو تو فوراً ادا کردینا چاہئے اور اگر اس میں تاخیر کرے تو گناہ کار ہوگا.

مسئلہ ۲۳۳۹ :- اگر مقروض کے پاس سوائے اس مکان کہ جس میں وہ رہ رہا ہے اور سوائے گھر کے سامان کے کہ جس کی ضرورت ہے اور کوئی چیز موجود نہ ہو اور انہیں بیچنے کی صورت میں سختی اور پریشانی ہو تو پھر قرضہ خواہ اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا، بلکہ اسے صبر کرنا چاہئے یہاں تک کہ وہ قرض ادا کرنے پر قادر ہوجائے.

مسئلہ ۲۳۴۰ :- جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو، اگر کسب کرسکتا ہے تو واجب ہے کہ وہ کسب کرے اور اپنا قرض ادا کرے.

مسئلہ ۲۳۴۱ :- جس شخص کو اس کا قرض خواہ نہ ملے اور اسے ملنے کی امید بھی نہ ہو تو بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ حاکم شرع کی اجازت سے وہ قرض کسی فقیر کو بعنوان صدقہ دیدے البتہ اگر اس کا قرض خواہ غیر سیّد ہو تو بنابر احتیاط اس کا صدقہ غیر سیّد کو دے.

زیادہ نہ ہو تو وہ مال ان ہی چیزوں میں صرف ہوگا اور اس کے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۳۲۳ :- جب انسان کسی سے سونا یا چاندی کی رقم قرض لے اور اس کے بعد سونے یا چاندی کی قیمت کم یا چند برابر ہوجائے تو جو مقدار اس نے لی تھی اسی مقدار واپس کرنا کافی ہے، ہاں اگر دونوں کسی اور مقدار پر راضی ہوجائیں تو اس میں اشکال نہیں

مسئلہ ۲۳۲۴ :- جس نے کسی مال کو بطور قرضہ حاصل کیا ہے اگر وہی مال بعینہ موجود ہو اور قرض خواہ اس مال کا مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض اسی مال کو بعینہ واپس کردے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ :- جب کوئی شخص اس شرط پر قرض دے کہ وہ اس سے زیادہ مقدار لے گا مثلاً ایک من گندم کے دینے کے وقت شرط کرے کہ ایک من پانچ سیر لے گا، مرغی کے دس انڈے دے کر گیارہ انڈے لینے کی شرط کرے تو یہ سود اور حرام ہے، بلکہ اگر یہ شرط کرے کہ قرض لینے والا اس کے لئے کوئی کام انجام دے یا اس طرح شرط کرے کہ ایک روپیہ دوں گا اور ایک روپیہ اور ایک ماچس لوں گا تو یہ سود اور حرام ہے، بلکہ اگر یہ شرط کرے کہ جو جنس اس نے دی ہے اسے ایک خاص کیفیت سے واپس کردے مثلاً سونا قرض دیا ہو اور اس کے ساتھ یہ شرط کرے کہ اس کا زیور بنا کر واپس کرنا تو پھر بھی یہ سود اور حرام ہے، ہاں اگر قرض دینے کے وقت اس کے ساتھ کوئی شرط نہ کرے لیکن مقروض کچھ مقدار زیادہ واپس کردے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ مستحب بھی ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۶ :- سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے، سود پر قرض لینے والا اس کا مالک نہیں ہوتا اور نہ اس میں تصرف جائز ہے، البتہ اگر ایسا ہو کہ قرارداد میں سود کی شرط نہ بھی ہوتی اور وہ زیادہ نہ بھی دیتا تب بھی مالک راضی تھا کہ اس میں تصرف کرے تو تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۷ :- اگر گیہوں یا کسی اور چیز کا سودی بیج قرض لے کر کھیتی کرے تو اس

مسئلہ ۲۳۴۸ :- اگر کوئی شخص لباس خریدے لیکن بعد میں اس کی قیمت سود والے پیسوں سے یا حلال پیسوں سے جو کہ سود سے ملا ہوا ہے ادا کرے، تو اگر خریدتے وقت ہی اس کی نیّت یہ رہی ہو کہ اس قسم کی رقم اس کو دے گا تب تو اس لباس کا پہننا جائز نہیں ہے اور اس میں نماز پڑھنا بنابر احتیاط باطل ہے، لیکن اگر خریدتے وقت یہ نیّت نہ رہی ہو تب تو اس کو پہننے اور اس میں نماز پڑھنے کی کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر بیچنے والے سے کہہ دے کہ میں یہ لباس اسی پیسے سے لوں گا تو اس لباس کا پہننا حرام اور اگر اسے معلوم ہو کہ اس لباس کا پہننا حرام ہے تو بنابر احتیاط واجب اس میں نماز پڑھنا بھی باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۹ :- انسان یہ تو کر سکتا ہے کہ ایک مقدار رقم کسی تجارت والے کو دے کر دوسرے شہر میں اس کے آدمی سے کم لے لے اس کو (صراف برات) کہتے ہیں، اور اسی طرح اگر کسی کو ایک مقدار رقم دیدے اور اس سے شرط کرے دوسرے شہر میں اسی مقدار کو واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ :- اگر کچھ مقدار روپیہ کسی کو دے کہ چند دن کے بعد وہ کسی دوسرے شہر میں اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً نو سو روپیہ اس شرط پر دے کہ دس دن کے بعد دوسرے شہر میں ایک ہزار روپیہ لوں گا تو یہ سود اور حرام ہے، ہاں اگر زیادہ لینے والا اس زیادہ مقدار کے مقابل میں کوئی جنس دے یا کوئی کام بجالائے تو اس میں اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۳۵۱ :- اگر کسی کو قرض دے اور قرضہ وزن اور پیمانے والی کی نوعیت سے نہ ہو تو یہ جائز ہے کہ اسے کسی اور شخص کو کم میں بیچ دے اور اس کی رقم کو وصول کرے، لہذا اگر کسی کو قرض دے کر اس سے حوالہ یا ٹرویولنگ چیک یا کوئی اور چیک لے پھر اگر یہ چاہے کہ اپنے قرض کو مقررہ وصول ہونے کی مدت سے پہلے کسی اور شخص کو کم میں بیچ دے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور یہ تیسرا خریدنے والا شخص بیچنے والے سے سارا کا سارا اودھار پر معاملہ کر سکتا ہے۔

حوالہ (ڈرافت) دینے کے احکام

مسئلہ ۲۳۵۲:- جب انسان اپنے طلب گار کو حوالہ دے کہ اپنا قرض فلاں شخص سے لے لو اور طلبگار قبول کرے تو جب یہ حوالہ درست ہو جائے تو پھر وہ انسان کہ جس کی طرف حوالہ کیا گیا ہے مقروض ہوگا اس کے بعد طلبگار کو یہ حق نہیں کہ اپنا مطالبہ پہلے شخص سے کرے۔

مسئلہ ۲۳۵۳:- مقروض، قرض خواہ اور قرض کا حوالہ جس کے نام پر دیا گیا ہے وہ مکلف وعاقل ہوں اور انہیں کسی نے مجبور نہ کیا ہو اور سفیہ (کم عقل) بھی نہ ہوں، یعنی اپنے مال کو فضول کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں، اور اسی طرح اگر حاکم شرع دیوالیہ ہو جانے کی وجہ سے ان کے اموال میں تصرف کرنے سے منع کرے تو اس کو کوئی حوالہ نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اپنا قرض کسی سے جاکر وصول کرے اور خود بھی کسی کو حوالہ نہیں دے سکتا، البتہ اگر کسی کے نام پر حوالہ دے جو کہ اس کا مقروض نہیں تو کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۳۵۴:- اگر کسی ایسے شخص کے نام پر حوالہ دے جو کہ اس کا مقروض ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی رضامندی اور قبول کے ساتھ ہو، البتہ ایسے شخص کے نام پر حوالہ دینا جو کہ مقروض نہیں اس صورت میں صحیح ہے کہ جب وہ قبول کر لے، اور اسی طرح اگر انسان کسی ایسے شخص کو جس کے کسی جنس کا قرضدار ہے دوسری جنس کا حوالہ دے، مثلاً جو قرض لئے ہو اس کو گندم کا حوالہ دے تو جب تک وہ قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۵۵:- جس وقت انسان حوالہ دے رہا ہے اس وقت وہ اس کا مقروض ہو، پس اگر کسی شخص سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے اس طرح حوالہ دینا صحیح نہیں ہے کہ جو قرض میں بعد میں تم سے لوں گا وہ فلاں شخص سے لے لو

مسئلہ ۲۳۵۶ :- حوالہ دینے اور لینے والے کے لئے حوالہ کا مال معین ہونا چاہئے پس اگر مثلاً دس من گندم اور دس روپیہ کسی کا مقروض ہے اور اس کو کہے کہ اپنے ہر دو قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے جا کر لے اور معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۷ :- اگر قرض واقع میں معین ہو لیکن مقروض اور قرض خواہ حوالہ دیتے وقت اس کی مقدار یا جنس کو نہ جانتے ہوں تو حوالہ صحیح ہے، مثلاً اگر کسی کا قرض رجسٹر میں درج ہے اور یہ رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دیدے اور پھر اسے دیکھ کر قرض خواہ کو کہے کہ تمہارا قرض اتنا ہے تو حوالہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۸ :- قرض خواہ کو یہ حق ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے وہ فقیر نہ ہو اور حوالہ ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۵۹ :- اگر ایسے شخص کے نام حوالہ دے کہ جو مقروض نہیں ہے اب اگر وہ حوالہ قبول کرے تو حوالہ ادا کرنے سے پہلے مقدار حوالہ کو حوالہ دینے والے سے نہیں لے سکتا، البتہ اگر قرض خواہ اپنے قرض سے کم مقدار پر صلح کرے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہے وہ تمام مقدار کو حوالہ دینے والے سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۰ :- جب حوالہ صحیح ہو جائے تو اس کے بعد حوالہ دینے والا اور وہ شخص جس کی طرف حوالہ دیا گیا ہے اس حوالہ کو ختم نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص کہ جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو، یعنی قرض میں جو چیزیں مستثنیٰ ہیں ان کے علاوہ اس کے پاس مال ہو کہ جس سے حوالہ ادا کر سکے تو اگرچہ بعد میں فقیر ہو جائے تو بھی قرض خواہ حوالہ کو ختم نہیں کر سکتا، اسی طرح اگر حوالے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ کو اس کے فقیر ہونے کا علم بھی ہو، البتہ اگر اسے معلوم نہ ہو کہ فقیر ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے تو اگرچہ اس وقت مال دار ہو چکا ہو تب بھی قرض خواہ حوالہ کو فسخ کر کے

مسئلہ ۲۳۲۱ :- اگر مقروض، قرض خواہ اور وہ کہ جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے یا ان میں سے کوئی ایک حوالہ فسخ کرنے کا حق لے لے تو مقررہ دستور کے مطابق وہ حوالہ کو فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۲۲ :- اگر حوالہ دینے والا اپنا قرض خود ادا کرے تو اگر جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے اس کی خواہش سے ایسا کرے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور وہ دی ہوئی چیز کو جس کا حوالہ دیا گیا تھا اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر دیا ہے تو جو چیز دے چکا ہے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

رہن (گروی) کے احکام

مسئلہ ۲۳۲۳ :- رہن یا گروی رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ مقروض اپنے مال کی کچھ مقدار قرض خواہ کے پاس رکھ دے کہ اگر اس کا قرض ادا نہ کرے تو قرض خواہ اس سے اپنا قرض وصول کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ :- رہن میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ رہن کی نیّت سے اپنا مال قرض خواہ کو دیدے اور قرض خواہ بھی اسی نیّت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ :- رہن دینے والا اور رکھنے والا دونوں کو مکلف و عاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو اور رہن رکھنے والا سفیہ (کم عقل) یعنی اپنے مال کو فضول کاموں میں صرف نہ کرتا ہو، بلکہ مفلس بھی نہ ہو یعنی حاکم شرع نے اسے تصرفات مالی سے منع نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۲۳۲۶ :- انسان اس مال کو گروی رکھ سکتا ہے کہ جس میں شرعاً وہ تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے شخص کا مال گروی رکھ دے تو اس صورت میں صحیح ہوگا

کے مکان کی دستاویزات کو گروی کی طور پر رکھی جاتی ہے.

مسئلہ ۲۳۶۷ :- جس چیز کو گروی رکھ رہا ہے اس کی خرید وفروخت صحیح ہونی چاہئے لہذا شراب، آلات قمار (جوے) وغیرہ کو جس کی شرعاً اور عرفاً کوئی قیمت نہیں ہے ان کو گروی نہیں رکھا جا سکتا.

مسئلہ ۲۳۶۸ :- گروی شدہ چیز سے جو فائدہ حاصل ہو وہ گروی رکھنے والے کا ہے.

مسئلہ ۲۳۶۹ :- قرض خواہ اور مقروض گروی شدہ مال کو ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر کسی کے ملکیّت میں نہیں دے سکتے مثلاً بخش دے یا فروخت کر دے لیکن اگر ان میں سے ایک بخش دے یا بیچ ڈالے اور اس کے بعد دوسرا کہے کہ میں راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں.

مسئلہ ۲۳۷۰ :- اگر قرض خواہ گروی مال کو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو رہن باطل ہوجائے گا اور اس کی قیمت رہن نہیں ہوگی، ہاں اگر مقروض نے بیچنے کی اجازت اس شرط سے دی ہو کہ اس کی قیمت بھی رہن ہوگی تو قیمت بھی گروی ہوجائے گی.

مسئلہ ۲۳۷۱ :- اگر مقروض قرض کو وعدے کے مطابق قرض خواہ کے مطالبہ کے باوجود ادا نہ کرے تو قرض خواہ گروی مال کو بیچ کر اس سے اپنا قرض لے کر باقی رقم مقروض کے حوالہ کر سکتا ہے اور اگر حاکم شرع تک رسائی ممکن ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کام کے لئے حاکم شرع سے اجازت حاصل کرے.

مسئلہ ۲۳۷۲ :- اگر قرض دار اس گھر کے علاوہ جس میں بیٹھا ہے اور وہ چیزیں جیسے گھر کا سامان جو اس کی ضرورت کے لئے ہے، دوسری چیز نہ رکھتا ہو تو قرض طلب کرنے والا اس سے اپنے طلب کا مطالبہ نہیں کر سکتا، لیکن اگر کوئی مال گروی (رہن) رکھے ہے جیسے سامان، گھر ہو تو طلبگار بیچ سکتا ہے اور اپنے طلب کو لے سکتا ہے.

مسئلہ ۲۳۷۳ :- احتیاط واجب کی بنا پر جب تک گروی کا مال قرض خواہ کے سپرد نہ

مسئلہ ۲۳۷۴ :- آج کل جو بعض لوگوں میں (رہنی مکان) کی رسم ہے مالک مکان کو کچھ قرض دے کر اس کے مکان کو گروی کر لیتے ہیں اس شرط پر کہ اس کا تھوڑا سا کرایہ دیتے رہیں گے یا بالکل کرایہ نہ دیں گے تو یہ کام سود ہے اور حرام ہے اس کا صحیح طریقہ یہ ہے پہلے مکان کو کرایہ پر لیں چاہے کرایہ بہت ہی مختصر ہو اور کرایہ کے ضمن میں شرط کریں کہ آپ ہم کو اتنا قرض دیں پھر اس صورت میں سود نہیں ہے اور حلال ہے۔

ضامن بننے کے احکام

مسئلہ ۲۳۷۵ :- اگر انسان کسی کا ضامن ہونا چاہے کہ اس کا قرض ادا کرے گا تو اس کا ضامن ہونا اس صورت میں صحیح ہے جب کہ وہ کسی زبان میں اگرچہ عربی زبان میں نہ ہو قرض خواہ سے کہے کہ میں ضامن ہو کہ تیرا قرض ادا کردں گا اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کرے لیکن مقروض کا راضی ہونا شرط نہیں، نیز ضامن بننے کی قرارداد کو ضمانت نامہ پر دستخط کرنے یا ہر کوئی ایسا کام کرنے سے جو قرض خواہ کو یہ مطلب سمجھا دے انجام دے اور بھی اسے عملاً قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۷۶ :- ضامن اور قرض خواہ کو مکلف وعاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو اور سفیہ (کم عقل) بھی نہ ہوں کہ اپنے مال کو فضول کاموں میں خرچ کرتے ہوں اور جس شخص کو تجارت میں نقصان ہوجانے کی وجہ سے اپنے اموال میں تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہو، لیکن یہ شرطیں مقروض کے لئے نہیں ہیں، مثلاً اگر کوئی دیوانہ یا بچہ کے قرض کی ضمانت لے تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۷ :- جب اپنے ضامن ہونے کی کوئی شرط قرار دے مثلاً کہے اگر مقروض نے تیرا قرض نہیں دیا تو میں دوں گا، احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی ضمانت نہیں مانی جاتی

مسئلہ ۲۳۷۸ :- جس کا کوئی ضامن بن رہا ہے وہ پہلے مقروض ہو پس اگر کوئی شخص کسی سے قرض لینا چاہتا ہو جب تک قرض نہ لے لے تو کوئی دوسرا اس کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ۲۳۷۹ :- انسان اس صورت میں ضامن ہو سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرضہ کی جنس معین ہو، پس اگر دو آدمیوں کا کسی پر قرض ہو اور انسان کہہ دے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض ادا کروں گا تو چونکہ اسے معین نہیں کیا کہ کس کے قرض کو ادا کردے گا لہذا احتیاط واجب کی بنا پر اس کی ضمانت باطل ہے، اور اسی طرح اگر کسی کا دو اشخاص پر قرض ہو اور انسان قرض خواہ سے کہہ دے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض تم کو ادا کروں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ کس کا قرض ادا کرے گا لہذا بنابر احتیاط واجب اس کا ضامن ہونا باطل ہوگا، اور اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے سے مثلاً دس من گندم اور دس روپے کا قرض خواہ ہو اور انسان کہہ دے کہ میں آپ کے دو قرض میں سے ایک کا ضامن ہوں اور معین نہ کرے کہ گندم کا ضامن ہے یا رقم کا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۰ :- اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر اس میں سے کچھ بخش دے تو اتنی مقدار کا مطالبہ کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۸۱ :- اگر انسان ضامن ہو کہ فلاں کا قرض ادا کروں گا تو وہ اپنے ضامن ہونے سے نہیں پھر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۸۲ :- ضامن اور قرض خواہ احتیاط واجب کی بنا پر یہ شرط نہیں کر سکتے ہیں کہ جس وقت چاہیں گے ضمانت کو فسخ کر دیں گے۔

مسئلہ ۲۳۸۳ :- جب کہ کوئی شخص ضامن ہونے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کر سکتا ہو بعد میں اگرچہ فقیر ہوجائے تو قرض خواہ س کی ضمانت کو فسخ کر کے اپنے پہلے

ادا نہ کر سکتا تھا لیکن قرض خواہ یہ جاننے کے باوجود اس کے ضامن ہونے پر راضی ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۲۳۸۴ :۔ اگر ضامن ہوتے وقت قرض ادا نہ کر سکتا ہو لیکن قرض خواہ کو اس وقت علم نہ ہو اور اس کے بعد متوجہ ہو تو اس کی ضمانت کو فسخ کر سکتا ہے، لیکن اگر قرض خواہ کو علم ہونے سے پہلے ضامن قرض ادا کرنے سے قابل ہو جائے تو اس کے ضمانت منسوخ کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۵ :۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر ضامن ہو کہ وہ اس کا قرضہ ادا کرے گا تو وہ مقروض سے کسی چیز کا بھی مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۸۶ :۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت سے ضامن بنے کہ وہ اسے کا قرضہ ادا کرے گا تو جتنی مقدار کا ضامن ہوا ہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، البتہ اگر اس جنس کے بدلے کہ جس کا وہ مقروض تھا کوئی اور جنس دیدے تو جو کچھ اس نے دیا ہے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا، مثلاً اگر دس من گندم کا مقروض تھا اور ضامن دس من چاول دیدے تو وہ مقروض سے چاولوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا، البتہ اگر وہ خود راضی ہو جائے کہ ضامن چاول دے تو پھر چاول کے مطالبے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

کفالت کے احکام

مسئلہ ۲۳۸۷ :۔ اگر کسی کا کسی پر کوئی حق ہو، مثلاً قرض، قصاص، ویت یا کوئی دوسرا حق ہو، یا ایسے حق کا دعوی کرے جو قابل قبول ہو اور کوئی شخص اس بات کی ضمانت کرے کہ صاحب حق یا مدعی اس متہم شخص کو چھوڑ دے اور جب بھی وہ کہے گا متہم شخص کو لاکر حوالہ کر دے گا تو اس قسم کی قرارداد کو کفالت اور جو شخص اس بات کی ضمانت دے اس کو کفیل کہا جاتا ہے۔

چاہے وہ عربی کا نہ ہو قرض خواہ سے کہے کہ میں ضامن ہوں کہ جب تو اپنے مقروض کو چاہے گا اس کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں دوں گا اور قرض خواہ بھی اس کو قبول کرے۔

مسئلہ ۲۳۸۹:- کفیل کو مکلف و عاقل ہونا چاہئے اور اس کو کفالت پر کسی نے مجبور نہ کیا ہو اور جس کا کفیل ہوا ہے اس کو حاضر بھی کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۲۳۹۰:- سات چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو ختم کر سکتی ہے:

۱۔ کفیل مقروض کو قرض خواہ کے قبضہ میں دیدے۔ ۲۔ قرض خواہ کا قرضہ ادا ہو جائے۔ ۳۔ قرض خواہ اپنے قرض سے دست بردار ہو جائے۔ ۴۔ مقروض مر جائے۔ ۵۔ قرض خواہ کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے۔ ۶۔ کفیل مر جائے۔ ۷۔ صاحب حق حوالہ یا کسی اور ذریعہ سے اپنا حق دوسرے کے سپرد کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۱:- اگر کوئی شخص زبردستی مقروض کو قرض خواہ کے ہاتھ سے چھڑا تو جس نے مقروض کو چھڑایا تھا وہ اسے قرض خواہ کے قبضہ میں دیدے یا جو چیز اس کے ذمے تھے وہ اسے دیدے۔

مسئلہ ۲۳۹۲:- کفالت میں اس شخص کی رضامندی شرط نہیں ہے جس کے ذمہ حق متعلق ہے، لہذا مقروض کی کفالت میں مقروض کی رضامندی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۳:- اگر مقروض شخص کی اجازت سے کوئی اس کا کفیل بنے اور کفیل مقروض کا قرض ادا کرنے پر مجبور ہو جائے تو وہ مقروض سے دی ہوئی رقم وصول کر سکتا ہے لیکن اگر اس کی اجازت کے بغیر کفیل بنا ہو تو واپس لینے کا حق نہیں رکھتا۔

ودیعت کے احکام

مسئلہ ۲۳۹۴:- اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو دیدے اور کہہ دے کہ یہ تمہارے پاس

حفاظت کے لئے اسے دے رہا ہے اور وہ بھی حفاظت کی نیت سے لے لے تو اسے احکام ودیعت وامانت پر عمل کرنا ہوگا جو بعد میں بیان کئے جائیں گے ۔

مسئلہ ۲۳۹۵ :- امانت قبول کرنے والے کو امانت کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے، اور جب امانت رکھنے والا اسے طلب کرے واپس دیدے ۔

مسئلہ ۲۳۹۶ :- امانت دار اور جو شخص امانت دے رہا ہے دونوں کو بالغ وعاقل ہونا چاہیئے پس اگر کوئی شخص اپنا مال کسی دیوانہ کے پاس بطور امانت رکھے یا دیوانہ کسی کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھیں تو صحیح نہیں ہے، لیکن ممیز بچہ اپنے مال کو کسی کے پاس ولی کی اجازت سے امانت رکھوا سکتا ہے یا ولی کی اجازت سے امانت قبول کر سکتا ہے ۔

مسئلہ ۲۳۹۷ :- اگر کسی بچہ سے کوئی چیز اس کے ولی کی اجازت کے بغیر، بطور امانت قبول کرے تو وہ اس کے مالک کو واپس کردے، اور اگر وہ مال بچہ کا ہے اور ولی نے بھی اجازت نہیں دیا ہے تو اس کے ولی تک پہنچا دے، اور اگر مال تلف ہوجائے تو اس کا عوض ادا کرے، البتہ اگر اس نیّت سے بچے سے لے کہ کہیں مال تلف نہ ہوجائے تو اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو اس کا ضامن نہیں ہوگا، اور یہی حکم ہے اگر امانت رکھنے والا دیوانہ ہو ۔

مسئلہ ۲۳۹۸ :- جو شخص امانت کی حفاظت نہیں کر سکتا تو بنابر احتیاط واجب امانت قبول نہ کرے لیکن اگر صاحب مال اس کی حفاظت میں اس سے بھی زیادہ عاجز ہو اور بہتر حفاظت کرنے کی کوئی صورت نہ ہو تو یہ احتیاط واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۳۹۹ :- اگر صاحب مال کو بتا دے کہ میں مال کی حفاظت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اس کے باوجود صاحب مال اپنا مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ نہ اٹھائے اور مال تلف ہوجائے تو جس نے امانت قبول نہیں کیا وہ ضامن بھی نہیں ہے، لیکن اگر ممکن ہو تو بہتر ہے اس کی حفاظت کرے ۔

امانت رکھنے والا جب چاہے امانت کو واپس کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۱:- اگر انسان امانت کی حفاظت سے رو گرداں ہوجائے اور ودیعت کو ختم کر دے تو جتنی جلدی ممکن ہو مال اس کے مالک یا وکیل یا اس کے ولی کو پہنچا دیں یا ان کو مطلع کر دیں کہ اپنی امانت لے جائیں اور اگر بغیر کسی عذر کے نہ مال ان کو پہنچائے نہ ہی خبر دے اور مال تلف ہوجائے تو اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۰۲:- جو شخص امانت قبول کرے تو اگر اس کے لئے کوئی مناسب جگہ نہیں ہے تو انتظام کرے اور اس طرح اس کی حفاظت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے امانت میں خیانت یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہے اور اگر کسی ایسی جگہ رکھے جو اس کے لئے مناسب نہیں تھی اور وہ تلف ہوجائے تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۳۰۳:- جو شخص امانت کو قبول کرتا ہے اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی اور زیادتی بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ تلف ہوجائے تو اس کا ضامن نہیں ہوگا، البتہ اگر اختیاراً اس کو ایسی جگہ رکھ دے کہ جس کے متعلق گمان ہے کہ ظالم کو علم ہوجائے گا اور وہ اسے لے جائے گا اب اگر اس صورت میں وہ تلف ہوجائے تو اس کا معاوضہ مالک کو ادا کرے، البتہ اگر اس سے بہتر جگہ اس کے رہی نہ ہو اور صاحب مال تک امانت نہ پہنچا سکتا ہو اور ایسا کوئی آدمی بھی نہ مل رہا ہو جو اس سے بہتر حفاظت کر سکے تو تلف ہوجانے پر ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۴:- اگر مالک مال کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور امانت قبول کرنے والے کو کہہ دے کہ مال اس جگہ محفوظ رکھنا اور اگرچہ تمہیں احتمال ہو کہ یہ تلف ہوجائے گا تو بھی کسی دوسری جگہ نہ لے جانا، تو اگر امانت رکھنے والے کو یہ احتمال ہو کہ یہاں مال تلف ہوجائے گا اور اسے علم ہو کہ چونکہ مالک کے نزدیک یہ جگہ حفاظت کے لئے بہتر تھی، لہٰذا اس نے کہا تھا کہ یہاں سے باہر نہ لے جانا تو پھر وہ اس کو دوسری جگہ

اگر اسے معلوم نہ ہو کہ مالک نے یہ کیوں کہا تھا کہ دوسری جگہ نہ لے جانا تو اگر دوسری جگہ لے جائے اس کی دو صورت ہیں :

۱۔ امانت رکھنے والے کی نظر میں اس سے بہتر کوئی جگہ نہ ہو اور یہ جگہ اس جگہ سے جس کو مالک نے معین کیا بہتر ہو تو اگر تلف ہو جائے ضامن نہیں ہے۔

۲۔ یہ دوسری جگہ پہلے جگہ سے بدتر یا اس کی مساوی ہو تو اس صورت میں اگر تلف ہو جائے امانت رکھنے والا ضامن ہے اور اس کا معاوضہ ادا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ :۔ اگر مالک اپنے مال کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن اس نے امانت کرنے والے سے نہ کہا ہو کہ اسے کسی دوسری جگہ نہ لے جانا، تو اگر امانت دار کو یہ ڈر ہو کہ یہ مال یہاں تلف ہو جائے گا اور امانت دار جانتا ہو کہ اس جگہ کو حفاظت کے اعتبار سے معین کیا ہے اب اگر وہ مال کو ایسی جگہ لے جائے جو زیادہ محفوظ ہو اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۰۶ :۔ اگر مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے بھی اس کی امانت قبول کی ہے وہ فوراً اس کے ولی کو واپس کر دے یا ولی کو بتائے اور اگر عذر شرعی کے بغیر ولی کو واپس نہ کرے اور اس کو خبر دینے میں بھی کوتاہی کرے اور مال تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۷ :۔ اگر مالک مر جائے تو امانت دار کو چاہیئے کہ مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا انہیں خبر دیدے اور اگر وارث کو نہ پہنچایا یا خبر دینے میں کوتاہی کی اور مال تلف ہوگیا تو ضامن ہوگا، البتہ اگر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میّت کا وارث ہوں سچ کہتا ہے یا نہیں یا میّت کا اس کے علاوہ کوئی اور وارث ہے یا نہیں، مال نہ دے اور اطلاع دینے میں بھی کوتاہی کرے اور تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۰۸ :۔ اگر مالک مر جائے اور اس کے چند وارث ہوں تو جس شخص نے

جسے ان سب نے مال کی وصولی سپرد کی ہو پس اگر باقی ورثاء کی اجازت کے بغیر سارا مال ایک وارث کو دیدے تو باقیوں کے حصّہ کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر میّت کا اپنا کوئی وصی ہے تو اس سے بھی رجوع کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۳۰۹ :- اگر امانت قبول کرنے والا دیوانہ ہوجائے یا مر جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہیئے کہ جتنا جلدی ہوسکے مالک کو اطلاع دے یا مال اس تک پہنچا دے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ :- اگر امانت دار اپنے میں موت کی علامت محسوس کرے تو اگر ممکن ہو امانت مالک یا اس کے وکیل کو پہنچا دے اور اگر ممکن نہ ہو تو حاکم شرع کو دیدے اور اگر حاکم شرع تک رسائی نہ ہو تو اگر اس کا وارث امین ہے اور اس امانت کی اطلاع بھی رکھتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وصیّت کرے ورنہ وصیّت کرے اور گواہ بنائے اور وصی دگواہ کو مالک کا نام مال کی جنس اور اس کے خصوصیات اور اس کی جگہ بتائے۔

مسئلہ ۲۳۱۱ :- اگر امانت دار اپنے میں موت کی علامت دیکھے لیکن اس وظیفہ کے مطابق عمل نہ کرے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہوچکا ہے اب اگر وہ امانت تلف ہوجائے تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا اگرچہ اس کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کی ہو اور اس کی بیماری بھی رفع ہوگئی ہو یا ایک مدت کے بعد پشیمان ہوجائے اور وہ وصیّت بھی کردے۔

عاریت کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۲ :- اپنے مال کو دوسرے کے حوالہ اس لئے کرنا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور اس سے کچھ نہ لے اس کو (عاریت) کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۳ :- یہ ضروری نہیں کہ عاریہ میں کوئی صیغہ پڑھا جائے اور اگر مثلاً لباس عاریہ کے قصد سے کسی کو دیدے اور وہ اس قصد سے لے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

لیکن اس کی منفعت کسی کے سپرد کر رکھی ہے، مثلاً وہ چیز کرایہ پر دی ہوئی ہے اس صورت میں صحیح ہے جب کہ غصبی چیز کا مالک یا جو شخص کرایہ دار ہے وہ کہہ دے کہ میں عاریہ دینے پر راضی ہوں.

مسئلہ ۲۳۱۵ :- جس چیز کا نفع کسی کی ملکیت ہے، مثلاً وہ چیز کرایہ پر لی ہوئی ہے تو اس کو عاریہ دے سکتا ہے، البتہ اگر کرایہ میں شرط کی گئی تھی کہ صرف وہ خود ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو پھر وہ کسی کو عاریۃً نہیں دی سکتا.

مسئلہ ۲۳۱۶ :- اگر دیوانہ، سفیہ، بچہ یا مفلس کسی کو اپنا مال عاریۃً دے تو عاریت صحیح نہیں ہے، لیکن اگر ولی جس پر ولایت رکھتا ہے، اس کے مال کو عاریت دینے میں مصلحت سمجھتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اگر مفلس قرض خواہ حضرات کی اجازت سے عاریت دے.

مسئلہ ۲۳۱۷ :- اگر عاریۃً لی ہوئی چیز کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی زیادتی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے، البتہ اگر یہ شرط کی گئی تھی کہ اگر تلف ہو گئی تو عاریت لینے والا اس کا ضامن ہے یا جو چیز عاریتاً کی ہے وہ سونا یا چاندی تھی تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا.

مسئلہ ۲۳۱۸ :- اگر سونا چاندی عاریتاً لے اور شرط کرے کہ اگر تلف ہو گئی تو ضامن نہیں ہوگا اب اگر تلف ہو جائے تو ضامن نہیں.

مسئلہ ۲۳۱۹ :- اگر عاریت دینے والا مر جائے تو عاریت لینے والے کو چاہیئے کو وہ چیز اس کے ورثاء کو دیدے.

مسئلہ ۲۳۲۰ :- اگر عاریت دینے والا ایسا ہو جائے کہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو، مثلاً دیوانہ ہو جائے تو عاریت لینے والے کو چاہیئے کہ وہ مال اس کے ولی کو دیدے

مسئلہ ۲۳۲۱ :- جس نے کوئی چیز عاریت دی ہے جب چاہے اسے واپس لے سکتا ہے

واپس لینا عاریت لینے کے نقصان کا باعث ہوجائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے فرصت دینی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۳۷۲ :- ایسی چیز کا عاریت دینا کہ جس میں حلال فائدہ نہ ہو مثلاً آلات قمار (جوے) یا سونے اور چاندی کے برتن استعمال کے لئے دیئے جائیں تو باطل ہے، لیکن ان برتنوں کو سجانے کے لئے دینا جائز ہے اگرچہ احتیاط نہ دینے میں ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۳ :- بھیڑ کو اس لئے عاریت دینا کہ اس کے دودھ اور اون سے فائدہ حاصل کیا جائے، اور نر جانور اس لئے کہ وہ مادہ سے جفتی کرے صحیح ہے اور دوسرے جانوروں کو مشروع فائدے حاصل کرنے کے لئے عاریت دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۴ :- وہ چیز جو عاریتاً لی ہے اگر مالک یا اس کے وکیل یا ولی کو دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہوجائے تو عاریت لینے والا ضامن نہیں ہوگا اور اس صورت کے علاوہ ضامن ہوگا، مثلاً اگر بغیر اطلاع کے اسے وہاں لے جائے کہ جہاں مالک عموماً اسے لے جاتا تھا، مثلاً گھوڑا اصطبل میں باندھ دے کہ جو مالک نے اس کے لئے بنایا ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۵ :- اگر نجس چیز کھانے پینے کے استعمال کے لئے رعایت دے مثلاً نجس برتن تو اس کا نجس ہونا عاریت لینے والے کو بتائے، لیکن اگر نجس لباس کو عاریۃً دے تو اسے نجاست سے آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۶ :- جو چیز عاریتاً لی ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر کرایہ پر یا عاریتاً نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۷۷ :- اگر عاریتاً لی ہوئی چیز مالک کی اجازت سے کسی اور کو عاریۃً دیدے تو اگر جس نے پہلے عاریتاً لی تھی وہ مر جائے یا دیوانہ ہوجائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۷۸ :- اگر معلوم ہوجائے کہ عاریتاً لی ہوئی چیز غصبی ہے تو وہ مالک کو واپس دیدے اور عاریتاً دینے والے کو واپس نہیں دے سکتا۔

اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے قبضہ میں وہ تلف ہوجائے تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنے مال کا معاوضہ اس سے یا غصب کرنے والے سے طلب کرے اور اگر مال کا معاوضہ فوائد سمیت عاریت لینے والے سے طلب کرے تو جو چیز وہ مالک کو دے رہا ہے اس کا عاریت دینے والے سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۲۳۰:- اگر اسے معلوم نہ ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور وہ مال اس کے ہاتھ میں تلف بھی ہوجائے تو اگر مالک اس کا معاوضہ اس سے لے لے تو یہ بھی جو کچھ مالک کو دے چکا ہے اس کا مطالبہ عاریت دینے والے سے کر سکتا ہے، البتہ اگر عاریتاً لی ہوئی چیز سونا یا چاندی ہے یا عاریتاً دینے والے نے اس سے شرط کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہوگئی تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا تو پھر جو چیز مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریت دینے والے سے نہیں کرسکتا۔

نکاح (شادی بیاہ) کے احکام

عقد نکاح کے ساتھ عورت مرد پر حلال ہوجاتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں : ۱۔ عقد دائم (دائمی) ۲۔ عقد غیر دائم (وقتی).

عقد دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین نہیں ہوتی اور جس عورت کا اس قسم کا عقد ہوا ہو اس "دائمہ" کہتے ہیں.

عقد غیر دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین ہوتی ہے، مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹہ، ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے اور جس عورت سے اس قسم کا عقد ہوا ہے اسے "متعہ" اور "صیغہ" کا نام دیتے ہیں.

احکام عقد

مسئلہ ۲۳۳۱ :- نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور صرف عورت، مرد کا راضی ہوجانا کافی نہیں ہے اور صیغہ عقد عورت و مرد خود پڑھیں یا کسی دوسرے شخص کو وکیل کریں جو ان کی طرف سے صیغہ پڑھے.

مسئلہ ۲۳۳۲ :- وکیل کے لئے مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی صیغہ پڑھنے میں دوسرے کی وکیل ہو سکتی ہے.

مسئلہ ۲۳۳۳ :- جب تک عورت و مرد کو یہ یقین نہ ہوجائے کہ ان کے وکیل نے

یہ گمان کافی نہیں کہ وکیل نے صیغہ پڑھ لیا ہے، البتہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ لیا ہے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۴:- اگر عورت کسی کو وکیل کرے کہ مثلاً دس دن کے لئے اس کا نکاح (متعہ) کسی مرد سے کر دے اور دس روز کی ابتداء معین نہ کرے تو وکیل کو اختیار ہے کہ جس وقت چاہے اس عورت کو اس مرد کے نکاح میں دس دن کے لئے دیدے لیکن اگر معلوم ہو کہ عورت نے معین دن یا وقت کا قصد کیا تھا تو پھر عقد اس کے مطابق پڑھے۔

مسئلہ ۲۳۳۵:- ایک ہی شخص دائمی اور غیر دائمی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لئے دونوں طرف سے وکیل ہو سکتا ہے اور اسی طرح کوئی شخص عورت کی طرف سے وکیل ہو کر اس کا نکاح اپنے ساتھ دائمی یا غیر دائمی پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو آدمی عقد پڑھیں۔

نکاح دائمی پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۳۶:- اگر عقد دائمی کا صیغہ خود عورت و مرد پڑھیں اور پہلے عورت کہے:

"زوجتک نفسی علی الصداق المعلوم" (یعنی میں نے اپنے کو تیری بیوی قرار دیا مہر معین پر) اور اس کے بعد فوراً بغیر فاصلہ کے مرد کہے: "قبلت التزویج" (یعنی اس نکاح کو میں نے قبول کیا) تو عقد صحیح ہے، اور اگر کسی اور کو وکیل کریں کہ جو ان کی طرف سے صیغہ پڑھے تو اگر مثلاً مرد کا نام "احمد" اور عورت کا "فاطمہ" ہے، اور عورت کا وکیل کہے: "زوجت موکلتی فاطمة موکلت احمد علی الصداق المعلوم" (میں اپنی موکلہ فاطمہ کو معین مہر پر تمہارے موکل احمد کی زوجیت میں دیا) پھر بلا فاصلہ مرد کا وکیل کہے: "قبلت لموکلی احمد علی الصداق" (یعنی میں نے پھر اسی طرح اپنے موکل کی طرف سے قبول کیا) تو بھی عقد صحیح ہے

نکاح "متعہ" پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۳۷:- اگر خود عورت و مرد عقد متعہ کا صیغہ پڑھنا چاہیں تو بعد اس کے کہ مدت اور مہر معین کرلیں اور عورت کہے: " زوجتک نفسی فی المدۃ المعلومۃ علی المہر المعلوم " (یعنی میں نے اپنے کو معین مہر اور معین مدت کے لئے تمہاری زوجیت میں دیا) اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے: " قبلت " (یعنی میں نے قبول کیا) تو صحیح ہے، اور اگر کسی دوسرے شخص کو وکیل کریں تو پہلے عورت کا وکیل کہے: " متعت موکلتی موکلت فی المدۃ المعلومۃ علی المہر المعلوم " (یعنی میں نے اپنی موکلہ کو معین مدت اور معین مہر کے ساتھ تمہارے موکل کے ازدواج میں دیا) پھر مرد کا وکیل فوراً بغیر کسی فاصلہ کے کہے: " قبلت لموکلی ھکذا " (یعنی میں نے بھی اس طرح اپنے موکل کے لئے قبول کیا) تو صحیح ہے.

عقد کے شرائط

مسئلہ ۲۳۳۸:- عقد نکاح کے چند شرائط ہیں:

۱۔ صحیح عربی زبان میں پڑھا جائے، اور اگر عورت و مرد صحیح عربی زبان میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو اگر ممکن ہو احتیاط واجب یہ ہے کسی کو وکیل کریں تاکہ عربی زبان میں پڑھے، اور اگر ممکن نہ ہو تو جس لفظ کے ساتھ صیغہ پڑھ دیں صحیح ہے، البتہ ایسا لفظ کہیں کہ جو "زوجت اور قبلت" کے معنی ادا کرے.

۲۔ مرد و عورت اور ان کا وکیل صیغہ پڑھتے وقت قصد انشاء رکھتے ہوں، یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھیں تو عورت (زوجت وقبلت) کہنے میں یہ قصد رکھتی ہو کہ اپنے کو اس کی بیوی قرار دے رہی ہے اور مرد (زوجتک نفسی) کہنے میں اس کی بیوی ہونے کو قبول کر رہا ہو، اور اگر مرد و عورت کا وکیل صیغہ پڑھ رہے ہو تو وہ (زوجت

بیوی وشوہر ہوجائیں۔

۳۔ صیغہ پڑھنے والا عقلمند ہو چاہے اپنے لئے پڑھے یا دوسرے کی طرف سے وکیل ہوا ہو۔

۴۔ اگر بیوی شوہر کے وکیل یا ولی صیغہ پڑ رہے ہوں تو عقد میں بیوی شوہر کو معین کریں، مثلاً ان کا نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں، پس جس شخص کی چند لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے کہ: "زوجتک احدی بناتی" (یعنی میں نے اپنی ایک بیٹی کو تیری بیوی قرار دیا) اور وہ "قبلت" (یعنی میں نے قبول کیا) کہہ دے تو چونکہ عقد کے وقت لڑکی معین نہیں، لہذا عقد باطل ہے۔

۵۔ عورت، مرد عقد پر راضی ہوں، البتہ اگر عورت ظاہراً ناپسندیدگی سے اجازت دے لیکن یہ معلوم ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۹ :۔ اگر عقد میں ایک حرف بھی غلط پڑھا گیا جو معنی کو بدل دے تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۰ :۔ جو شخص عربی زبان کے قواعد نہیں جانتا اگر اس کی قرائت صحیح ہو اور عقد کے ہر ہر کلمہ کا علیحدہ علیحدہ معنی جانتا ہو اور ہر لفظ سے اس کے معنی کا قصد بھی کرے تو وہ عقد پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۱ :۔ اگر کسی عورت کا کسی مرد سے ان کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھ دیں اور اس کے بعد عورت اور مرد کہہ دیں کہ ہم اس عقد پر راضی ہیں تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۲ :۔ اگر عورت اور مرد دونوں یا ان میں س کسی ایک کو نکاح پر مجبور کریں اور عقد ہوجانے کے بعد راضی ہوجائیں اور کہیں کہ میں اس عقد پر راضی ہوں تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۳ :۔ باپ اور دادا نابالغ بچے اور اس دیوانہ کا کہ جو دیوانگی کی حالت میں

کے لئے کوئی مفسدہ نہ رکھتا ہو تو وہ اس کو فسخ نہیں کر سکتے اور اگر اس میں کوئی مفسدہ ہو تو پھر وہ اسے فسخ کر سکتے ہیں.

مسئلہ ۲۳۳۴ :- جو لڑکی حد بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور رشیدہ بھی ہے، یعنی اپنی مصلحت کی تشخیص کر سکتی ہے اگر وہ شادی کرنا چاہے اب اگر وہ کنواری ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت حاصل کرے اور ماں بھائی کی اجازت ضروری نہیں ہے.

مسئلہ ۲۳۳۵ :- اگر باپ اور دادا غائب ہوں اور صورت حال یہ ہو کہ ان سے اجازت نہ لی جا سکتی ہو اور لڑکی کو شادی کرنے کی ضرورت بھی ہو تو پھر باپ دادا کی اجازت ضروری نہیں، اور اسی طرح اگر کوئی مناسب شوہر عورت کو میسر آئے جو شرعاً اور عرفاً اس کا کفو ہو اس سے شادی کرنا چاہے اور باپ دادا رکاوٹ بنیں اور سختی سے کام لیں تو اس صورت میں بھی ان کی اجازت ضروری نہیں ہے، اور یہی حکم ہے اگر لڑکی باکرہ نہ ہو جب کہ اس کی بکارت شوہر کی وجہ سے زائل ہوئی ہو تو بھی باپ دادا کی اجازت ضروری نہیں.

مسئلہ ۲۳۳۶ :- اگر باپ دادا اپنے نابالغ لڑکے کی کسی عورت سے شادی کر دیں تو بالغ ہونے کے بعد اس لڑکے کو بیوی کا خرچ دینا پڑے گا .

مسئلہ ۲۳۳۷ :- اگر باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے کی کسی عورت سے شادی کی ہو تو اگر عقد کے وقت لڑکے کا مال تھا تو وہ عورت کے حق مہر کا مقروض ہے اور اگر عقد کے وقت اس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو باپ دادا کو اس کی عورت کا حق مہر دینا چاہئے .

وہ عیوب جن کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاسکتا ھے

مسئلہ ۲۳۳۸ :- اگر مرد کو عقد کے بعد معلوم ہو کہ عورت کے اندر درج ذیل سات عیبوں میں سے ایک عیب ہے تو وہ نکاح توڑ سکتا ہے بشرطیکہ پتہ چل جائے کہ وہ عقد سے

۱۔ دیوانگی ۲۔ جذام (کوڑھ) ۳۔ برص (سفید داغ) ۴۔ اندھی ہو ۵۔ زمین گیر ہونا اور اسی کی حکم میں ہے شلی، اس طرح شل ہو کہ وہ ظاہر ہو ۶۔ افضا ہوگیا ہو، یعنی اس کے حیض وپیشاب کا راستہ یا حیض وپاخانہ کا راستہ ایک ہوگیا ہو، لیکن دوسری صورت میں عقد کو فسخ کرنا مشکل ہے لہذا احتیاط کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیئے ۷۔ گوشت، ہڈی یا غدود (گلٹی) اس کی شرمگاہ میں ہو جو جماع کرنے سے مانع ہو۔

مسئلہ ۲۳۴۹ :- عورت بھی چار صورتوں میں نکاح توڑ سکتی ہے :

پہلی: شوہر دیوانہ ہو، اگر عورت کو عقد کے بعد معلوم ہو کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے پاگل تھا یا عقد کے بعد پاگل ہوا ہے۔

دوسری: مرد کا عضو تناسل ہی نہ ہو، اگر عورت کو عقد کے بعد معلوم ہو کہ اس کا شوہر کا آلہ تناسل نہیں ہے یا عقد کے بعد اور ہمبستری سے پہلے کٹ گیا ہے۔

تیسری: بیوی سے ہمبستری پر قادر نہ ہو، اگر یہ بات عقد کے بعد اور ہمبستری سے پہلے معلوم ہو جائے۔

چوتھی: اس کے بیضتین (انڈوں) کو نکال دیا گیا ہو، اگر عورت کو معلوم ہو جائے کہ عقد سے پہلے اس کے خصیتین نکال دیئے گئے ہوں تو وہ عقد کو فسخ کر سکتی ہے۔ گزشتہ تمام چار صورتوں میں عورت بغیر طلاق کے نکاح کو توڑ سکتی ہے، لیکن تیسری صورت میں جس میں شوہر ہمبستری پر قادر نہیں ہے عورت کو حاکم شرع یا اس کے وکیل کے پاس جانا چاہیئے، اور حاکم شرع شوہر کے لئے ایک سال کی مدت معین کرے گا تو اس ایک سال میں اگر ہمبستری پر قادر نہ ہوا تو اس عورت کو اجازت ہوگی کہ عقد نکاح توڑ دے، اور اگر کسی مرد کا آلہ تناسل ہمبستری کے بعد کٹ جائے اور عورت نکاح کو توڑ دے تو اس کی کوئی اثر نہیں ہے، لیکن احتیاط مستحب شوہر کے لئے یہ ہے کہ عورت کو طلاق دے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ :- اگر مرد یا عورت ان عیوب میں سے کسی عیب کی وجہ سے عقد کو فسخ

مسئلہ ۲۳۵۱ :- اگر اس وجہ سے کہ مرد وطی و ہمبستری نہیں کر سکتا عورت عقد کو فسخ کردے تو بھی مرد کو آدھا حق مہر دینا پڑے گا، البتہ اگر کسی اور عیب کی وجہ سے جو کہ بیان ہو چکے ہیں مرد یا عورت عقد کو فسخ کردیں تو اگر مرد نے عورت سے ہمبستری نہیں کی تو کوئی چیز اس پر نہیں اور اگر ہمبستری کر چکا ہے تو تمام حق مہر ادا کرے۔

بعض وہ عورتیں جن سے شادی کرنا حرام ھے

مسئلہ ۲۳۵۲ :- ان عورتوں سے شادی کرنا جو مثل ماں، بہن اور خوشدامن، انسان کی محرم ہیں حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۳ :- اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کر لے تو اگرچہ اس سے ہمبستری نہ کی ہو تو اس عورت کی ماں، نانی اور دادی جتنا اوپر چلی جائیں اس مرد کی محرم ہو جائیں گی

مسئلہ ۲۳۵۴ :- اگر کوئی کسی عورت سے عقد کرے اور اس سے ہمبستری بھی ہو جائے تو اس کی بیٹی، نواسی، اور پوتی اور جتنا نیچے چلی جائیں چاہے وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں وہ اس مرد کی محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۵۵ :- اگر کسی عورت سے عقد کر لے چاہے اس سے ہمبستری بھی نہ کرے جب تک وہ اس کے نکاح میں ہے تو اس کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۵۶ :- باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ اور ماں کی پھوپھی وخالہ اور نانی کی پھوپھی اور خالہ جتنا بھی اوپر کی طرف چلے جائیں انسان کی محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۵۷ :- شوہر کا باپ اور دادا اور جتنا اوپر چلے جائیں اور اس کا بیٹا، نواسہ اور پوتا اور جتنا نیچے چلے جائیں چاہے عقد کے وقت موجود ہوں یا اس کے بعد پیدا ہوں یہ سب بیوی کے محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۵۸ :- اگر کسی عورت سے نکاح کرے چاہے عقد دائمی ہو یا متعہ جب تک

مسئلہ ۲۳۵۹ :- اگر اپنی بیوی کو اس طرح سے جو کہ کتاب طلاق میں بیان کیا جائے گا طلاق رجعی دیدے تو اس کی عدت کے زمانہ میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا، بلکہ اگر طلاق بائن کی عدت کا زمانہ ہے تو بھی احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بہن سے شادی کرنے سے اپنے آپ کو روکے رکھے۔

مسئلہ ۲۳۶۰ :- اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر بیوی کی بھانجی اور بھتیجی سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر اس کی اجازت کے بغیر عقد کرے اور بعد میں وہ کہہ دے کہ میں اس عقد پر راضی ہوں تو کافی ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۶۱ :- اگر بیوی کو پتہ چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی اور بھانجی سے عقد کر لیا ہے اور وہ خاموش رہے تو اگر بعد میں راضی نہ ہو تو عقد باطل ہے، بلکہ اگر اسے خاموش رہنے سے معلوم ہو کہ باطنی طور پر وہ راضی ہے تو پھر بھی احتیاط واجب ہے کہ اس کی بھتیجی سے الگ ہو جائے مگر یہ کہ وہ اجازت دیدے۔

مسئلہ ۲۳۶۲ :- مسلمان عورت کافر سے عقد نہیں کر سکتی، اسی طرح مسلمان مرد کافر عورت سے نکاح نہیں کر سکتا، البتہ اہل کتاب جیسے یہود ونصاریٰ کی عورتوں سے متعہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۳ :- اگر کوئی شخص اپنی خالہ یا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو پھر ان سے شادی نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۴ :- اگر اپنی پھوپھی یا خالہ کی لڑکی سے نکاح کرے اور ہمبستری سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو احتیاط واجب ہے کہ اس سے جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۶۵ :- اگر پھوپھی اور خالہ کے علاوہ کسی اور سے زنا کرے تو احتیاط واجب ہے کہ اس کی لڑکی سے شادی نہ کرے لیکن اگر کسی عورت سے شادی کرے اور اس سے ہمبستری بھی ہو جائے اور اس کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو وہ عورت اس پر حرام

صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے ۔

مسئلہ ۲۳۶۶ :- جو عورت طلاق رجعی کی عدت کے زمانے میں ہے اگر کوئی اس سے زنا کرے تو وہ عورت اس پر حرام نہیں ہو جاتی اور اسی طرح اگر اس عورت سے زنا کرے جو متعہ کی عدت یا طلاق بائن کی عدت یا عدت وفات میں ہے تو اس سے نکاح کر سکتا ہے، ان الفاظ کے معانی اور احکام کتاب طلاق میں بیان کیے جائیں گے ۔

مسئلہ ۲۳۶۷ :- اگر کسی عورت سے زنا کرے جو کہ عدت کے ایام نہیں گزار رہی تو اس کے بعد اس سے نکاح کر سکتا ہے، البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنا وقت صبر کرے کہ وہ عورت حیض دیکھ لے اور اس کے بعد اس سے شادی کرے اور یہی حکم ہے اگر اس کے علاوہ کوئی اور اس سے عقد کرنا چاہے ۔

مسئلہ ۲۳۶۸ :- اگر کسی عورت سے عقد کرے جو کہ کسی کی عدت میں ہو اب اگر دونوں کو یا ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہے کہ عورت کی عدت پوری نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دنوں میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی اگرچہ مرد نے عقد کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو ۔

مسئلہ ۲۳۶۹ :- اگر کسی عورت سے عقد کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عدت میں تھی تو اگر ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ عورت عدت میں ہے اور یہ بھی انہیں معلوم نہیں تھا کہ عدت میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگر مرد نے اس سے ہمبستری کر لی ہے تو وہ عورت اس پر حرام ہے ۔

مسئلہ ۲۳۷۰ :- اگر کسی کو معلوم ہے کہ یہ عورت شوہر دار ہے اور اس کے باوجود اس سے شادی کر لے تو اس سے الگ ہو جائے اور اس کے بعد اس سے عقد نہ کرے ۔

مسئلہ ۲۳۷۱ :- شوہر دار عورت زنا کرانے کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوتی لیکن اگر وہ عورت توبہ نہ کرے اور اپنے عمل کو جاری رکھے اور زانیہ سے مشہور ہو جائے تو

مسئلہ ۲۳۷۲ :- جس عورت کو طلاق دے چکا ہے اور وہ عورت جس سے متعہ کیا تھا اور اس کے شوہر نے اسے مدت متعہ بخش دی تھی یا اس کی مدت پوری ہو چکی تھی اگر وہ ایک مدت کے بعد نیا شوہر کرے اور پھر اسے شک ہوجائے کہ دوسرے شوہر کے عقد کے وقت پہلے شوہر کی عدت پوری ہوگئی تھی یا نہیں اور اسے یہ یقین نہ ہو کہ عقد کے وقت عدت تمام ہونے سے غافل تھی تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۷۳ :- جس لڑکے نے لواطت کرائی ہے اس کی ماں، بہن اور بیٹی لواطت کرنے والے پر حرام ہے، لیکن بد فعلی کرنے والا اگر نا بالغ ہو تو پھر حرمت کا حکم لگانا مشکل ہے، لیکن اگر شک ہو کہ دخول ہوا تھا یا نہیں اس پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۳۷۴ :- اگر کسی کی ماں، بہن، بیٹی کے ساتھ نکاح کرے اور شادی کے بعد اس شخص کے ساتھ لواطت کرے تو وہ اس پر حرام نہیں ہوں گی، لیکن اگر عقد کے بعد اور ہمبستری سے پہلے، لواطت کرے تو بنابر احتیاط واجب حرام ہوں گی۔

مسئلہ ۲۳۷۵ :- اگر کوئی شخص حالت احرام میں جو کہ افعال حج یا عمرہ میں سے ایک ہے کسی عورت سے عقد کرے تو اس کا عقد باطل ہے، اب اگر اسے معلوم تھا کہ کسی عورت سے نکاح کرنا حرام ہے تو پھر دو بارہ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۷۶ :- اگر وہ عورت جو حالت احرام میں ہے ایسے شخص سے نکاح کرے جو کہ حالت احرام میں نہیں تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر جانتی تھی کہ احرام کی حالت میں ازدواج کرنا حرام ہے تو اس عورت پر واجب ہے کہ دو بارہ اس مرد سے نکاح نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۷۷ :- حاجی اگر طواف النساء نہ کرے تو احرام باندھنے کی وجہ سے جو اس کی بیوی حرام ہوگئی تھی حلال نہ ہوگی، یہی حکم عورت کے لئے بھی ہے، ہاں اگر بعد میں طواف النساء کرے تو ایک دوسرے پر حلال ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۲۳۷۸ :- اگر کوئی شخص نا بالغ لڑکی سے نکاح کرے اور نو سال کی عمر تمام

تک اس سے دخول نہیں کر سکتا ۔

مسئلہ ۲۳۷۹ :- جس عورت کو تین طلاقیں ہوجائیں تو وہ اپنے شوہر سے حرام ہوجاتی ہے، البتہ ان شرائط کے ساتھ جو کتاب طلاق میں بیان کی جائیں گی، اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے تو پہلا شوہر دو بارہ اس سے عقد کر سکتا ہے ۔

عقد دائم کے احکام

مسئلہ ۲۳۸۰ :- جس عورت کا نکاح دائمی ہوجائے اس کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہئے اور اسے شوہر کی ہر لذت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے اور کسی عذر شرعی کے علاوہ شوہر کو ہمبستری سے نہ روکے، پس اگر ان چیزوں میں شوہر کی اطاعت کرے تو غذا ولباس ومکان اور دوسرے لوازمات کا مہیا کرنا جو کتب فقہ میں مذکور ہیں شوہر پر واجب ہے اور اگر یہ چیزیں مہیا نہ کرے چاہے قدرت رکھتا ہو یا نہیں تو وہ بیوی کا مقروض بھی ہے ۔

مسئلہ ۲۳۸۱ :- اگر عورت ان کاموں میں جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکے ہیں شوہر کی اطاعت نہ کرے تو گناہ کار ہوگی اور غذا ، لباس، مکان اور ایک بستر پر سونے کا عورت حق نہیں رکھتی، البتہ عورت کا حق مہر ختم نہیں ہوگا ۔

مسئلہ ۲۳۸۲ :- مرد کو کوئی حق نہیں کہ وہ عورت کو گھر کی خدمت کے لئے مجبور کرے ۔

مسئلہ ۲۳۸۳ :- عورت کا سفر خرچ اگر وطن میں رہنے کے خرچ سے زیادہ ہے تو شوہر پر لازم نہیں، البتہ اگر شوہر چاہتا ہو کہ عورت کو سفر پر لے جائے تو اس کا خرچ ادا کرے ۔

مسئلہ ۲۳۸۴ :- جو عورت شوہر کی اطاعت کرتی ہے اور شوہر خرچ نہ دے تو وہ اپنے

مؤمنین سے رجوع کر سکتی ہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو فاسق مؤمنین کے ہاں رجوع کرے، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو اپنے روزانہ کے خرچ کے برابر شوہر کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو اور خود کمانے پر مجبور ہو تو کمانے کے وقت میں شوہر کی اجازت اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۵ :- اگر ایک مرد کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں ہو تو اسے چاہئے کہ چار راتوں میں سے ایک رات دائمی عقد والی عورت کے پاس رہنا واجب ہے اور اس صورت کے علاوہ باقی صورتوں میں واجب نہیں ہے، ہاں مرد کو یہ حق نہیں کہ اپنی بیوی کو اس طرح چھوڑ دے کہ وہ نہ شوہر دار عورتوں میں رہے اور نہ بے شوہر عورتوں میں، اور اولیٰ واحوط یہ ہے کہ مرد ہر چار راتوں میں ایک رات اس کے پاس رہے۔

مسئلہ ۲۳۸۶ :- شوہر نکاح دائمی والی بیوی سے چار مہینہ سے زیادہ ہمبستری ترک نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۸۷ :- اگر عقد دائمی میں مہر معین نہ کرے تو عقد صحیح ہے اب اگر شوہر بیوی سے جماع کرے تو ان عورتوں کے مطابق اس کو حق مہر ادا کرے جو کہ اس عورت جیسی ہوں۔

مسئلہ ۲۳۸۸ :- اگر عقد دائمی پڑھتے وقت حق مہر ادا کرنے کی مدت معین نہ کی ہو تو پھر عورت حق مہر لینے سے پہلے شوہر کو ہمبستری سے روک سکتی ہے چاہے شوہر حق مہر ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو یا نہیں، البتہ اگر حق مہر لینے سے پہلے ہی ہمبستری پر راضی ہو جائے اور شوہر اس کے ساتھ ہمبستری کر لے تو اب بغیر کسی عذر شرعی کے شوہر کو ہمبستری سے منع نہیں کر سکتی۔

متعہ یا صیغہ

بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۰:- شوہر چار مہینہ سے زیادہ متعہ والی عورت سے ہمبستری ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۱:- جس عورت سے متعہ ہو رہا ہے اگر وہ عقد میں شرط کرے کہ شوہر اس سے ہمبستری نہیں کرے گا تو عقد اور شرط دونوں صحیح ہیں اور شوہر صرف دوسری لذات حاصل کر سکتا ہے، البتہ اگر بعد میں عورت ہمبستری پر راضی ہوجائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۲:- متعہ والی عورت اگرچہ حاملہ ہوجائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۳۹۳:- متعہ والی عورت چار راتوں میں سے ایک رات، ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا مگر یہ کہ ارث پانے کی شرط کر لیں۔

مسئلہ ۲۳۹۴:- متعہ والی عورت شوہر کو اگرچہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۳۹۵:- متعہ والی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جا سکتی ہے، البتہ اگر اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کا حق ضائع ہوجاتا ہو تو اس کا گھر سے باہر جانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۶:- اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل کرے کہ مدت اور مبلغ معین پر وہ خود اپنے ساتھ اس کا متعہ پڑھ لے تو اگر مرد عقد دائم پڑھ لے یا مدت و مبلغ معین کیے بغیر صیغہ پڑھ لے تو وہ عقد فضولی ہے اور عورت کو اس کا علم ہوجائے تو اگر وہ کہہ دے کہ میں راضی ہوں تو عقد صحیح ہے۔

سے کسی عورت کا متعہ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح محرم بننے کے لئے اپنی نابالغ لڑکی کا متعہ کسی شخص سے کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ عقد لڑکی کے لئے نقصان دہ نہ ہو، بلکہ لڑکی کی مصلحت اس میں ہو۔

مسئلہ ۲۴۹۸:- اگر باپ یا دادا محرم بننے کے لئے اپنی ایسی بچی کا متعہ کسی شخص سے پڑھ لیں جو کسی دوسری جگہ رہتی ہے اور اسے معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مرچکی ہے تو بحسب ظاہر محرمیّت حاصل ہوجائے گی، البتہ اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ وہ عقد کے وقت لڑکی زندہ نہیں تھی تو عقد باطل ہے اور جو لوگ عقد کی وجہ سے ظاہراً محرم ہوچکے تھے اب نامحرم ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۲۴۹۹:- اگر مرد متعہ کی مدت کو بخش دے تو اگر اس سے ہمبستری کر چکا ہے تو جو کچھ اس کے لئے حق مہر معین کیا تھا وہ اس کو دیدے اور اگر ہمبستری نہیں کیا تو پھر اس کا آدھا دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۵۰۰:- جس عورت نے کسی سے متعہ کیا تھا اور ابھی تک اس کی عدت تمام نہیں ہوئی تو وہ اس سے نکاح دائمی یا موقت کر سکتا ہے۔

نگاہ کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۰۱:- مرد کا نامحرم عورت کے بدن پر نظر کرنا چاہے لذت کی نیّت سے ہو یا بغیر اس کے حرام ہے اور اس کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف نظر کرنا لذت کی نیّت سے ہو تو حرام ہے، البتہ اگر قصد لذت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے، اسی طرح عورت کے لئے نامحرم مرد کے بدن کو دیکھنا حرام ہے خواہ قصد لذت ہو یا نہ ہو، اور نابالغ لڑکی کے چہرے، بال اور بدن کی طرف اگر قصد لذت سے نہ ہو اور یہ ڈر بھی نہ ہو کہ دیکھنے کی وجہ سے کسی حرام میں مبتلا اور شہوت انگیزی کا سبب نہ ہو تو

مسئلہ ۷۵۰۲ :- اگر انسان بغیر قصد لذت کافر عورت کے بدن پر کہ جسے وہ عام طور پر نہیں ڈھانپتی ہیں نگاہ ڈالے جب کہ حرام میں پڑھ جانے کا خوف نہ ہو تو بلا اشکال ہے۔

مسئلہ ۷۵۰۳ :- عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنا بدن اور بال نا محرم مرد سے چھپائے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنا بدن اور بال ایسے لڑکے سے بھی چھپائے جو اگرچہ بالغ نہیں ہوا لیکن اچھی بری چیز کی تمیز رکھتا ہے اور اس کی عمر اس حد تک پہنچیں ہوئی ہے کہ شہوانی نگاہیں اس پر پڑ سکتی ہیں۔

مسئلہ ۷۵۰۴ :- دوسری کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا اگرچہ شیشہ، آئینہ اور صاف پانی وغیرہ کے واسطے سے ہی کیوں نہ ہو حرام ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ممیز بچہ کی شرمگاہ کی طرف بھی نظر نہ ڈالے، لیکن میاں بیوی ایک دوسری کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۷۵۰۵ :- وہ مرد و عورت جو کہ ایک دوسرے کے محرم ہیں اگر قصد لذت نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کے پورے جسم کو دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۷۵۰۶ :- مرد قصد لذت سے دوسرے مرد کے جسم کو نہ دیکھے اور عورت کے لئے بھی لذت کی نیّت سے دوسری عورت کے بدن کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۷۵۰۷ :- اگر مرد نا محرم عورت کا علاج کرنے اور اسے دیکھنے اور ہاتھ لگانے پر مجبور ہوجائے تو کوئی اشکال نہیں، البتہ اگر صرف دیکھنے سے علاج کر سکتا ہے تو ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکے تو اس کی طرف نہ دیکھے۔

مسئلہ ۷۵۰۸ :- اگر انسان کسی کا علاج کرنے کے لئے مجبور ہو کہ اس کی شرمگاہ کو دیکھے تو اس کے مد مقابل آئینہ رکھ کر اس کی طرف نگاہ کرے اور اگر خود شرمگاہ کو دیکھنے سے کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر اس کی طرف دیکھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

پڑ جانے کا خوف ہو تو اس کے لئے شادی کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ ۲۵۱۰ :- اگر شوہر عقد میں شرط کرے کہ عورت باکرہ ہونی چاہئے اگر عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ باکرہ نہیں تھی تو وہ عقد کو فسخ کر سکتا، اسی طرح اگر لفظاً شرط نہیں کیا ہو لیکن عقد اسی بنیاد پر کیا گیا ہو ۔

مسئلہ ۲۵۱۱ :- اگر نامحرم عورت و مرد مقام خلوت میں بیٹھے ہوں کہ جہاں کوئی اور شخص موجود نہ ہو اور نہ آ سکتا ہو اگر مفسدہ کا احتمال ہو تو وہاں رہنا حرام ہے، البتہ اگر کوئی وہاں آ سکتا ہو یا اچھی بری سمجھنے والا بچہ موجود ہو تو اشکال نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۵۱۲ :- اگر مرد عقد میں حق مہر معین کرے لیکں اس کی نیت ہو کہ حق مہر ادا نہیں کرے گا تو عقد صحیح ہے لیکن اسے حق مہر دینا چاہئے ۔

مسئلہ ۲۵۱۳ :- جو مسلمان خدا یا رسولؐ کا منکر ہو جائے یا ضروریات دین، یعنی وہ حکم جس کو مسلمان جزد دین اسلام سمجھتے ہیں، مثلاً نماز یا روزے کے واجب ہونے کا منکر ہو جائے تو اگر اس حکم کے انکار خدا یا رسولؐ کی طرف ہو تو وہ شخص مرتد ہے اور اسی طرح اگر کوئی معاد کا منکر ہو جائے یا ناصبی یا خوارج سے یا غلاۃ میں سے ہو جائے ۔

مسئلہ ۲۵۱۴ :- اگر عورت قبل اس کے کہ اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرے مرتد ہو جائے جیسا کہ گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے تو اس کا عقد باطل ہو جائے گا، اور یہی حکم ہے اگر ہمبستری کے بعد مرتد ہو جائے جب کہ وہ یائسہ ہو، یعنی اگر سیدانی ہے تو ساٹھ سال اور اگر سیدانی نہیں تو پچاس سال اس کی عمر کے پورے ہو گئے ہوں، البتہ اگر یائسہ نہیں تو اس دستور کے مطابق کہ جو احکام طلاق میں بیان کیا جائے گا عدت گزارے، پس اگر عدت کے درمیان دوبارہ مسلمان ہو جائے تو عقد باقی رہے گا اور اگر آخر عقد تک مرتد رہے تو عقد باطل ہے ۔

مسئلہ ۲۵۱۵ :- جو شخص مسلمان کی اولاد ہے اگر مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر

(اور اصطلاح میں اس کو مرتد فطری کہتے ہیں).

مسئلہ ۲۵۱۶ :- وہ شخص کی جس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ غیر مسلم تھے اور وہ مسلمان ہوجائے اگر وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے سے پہلے مرتد ہوجائے یا اس کی عورت یائسہ ہو تو اس کا عقد باطل ہے، اور اگر ہمبستری کے بعد مرتد ہوجائے تو اگر اس کی بیوی اس عمر میں ہے جب کہ عورتیں حیض دیکھتی ہیں تو وہ اتنی مقدار جو کہ احکام طلاق میں بیان ہوگا عدت گزارے اب اگر عدت گزارنے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہوجائے تو اس کا عقد باقی ورنہ باطل ہے، اور پہلی صورت میں بہتر یہ ہے کہ دو بارہ عقد پڑھے. (اور اصطلاح میں اس کو مرتد ملی کہتے ہیں).

مسئلہ ۲۵۱۷ :- اگر عقد نکاح میں عورت مرد سے شرط کرے کہ وہ اسے شہر سے باہر نہ لے جائے گا اور مرد بھی قبول کرے تو وہ اسے شہر سے باہر نہیں لے جاسکتا.

مسئلہ ۲۵۱۸ :- اگر کسی کی بیوی کی دوسرے شوہر سے لڑکی ہو تو وہ اس لڑکی کا نکاح اپنے اس لڑکے سے کرسکتا ہے جو اس کی دوسری بیوی سے ہے، اور اسی طرح اگر کسی لڑکی کی اپنے لڑکے سے نکاح کرے تو اس لڑکی کی ماں سے خود شادی کرسکتا ہے.

مسئلہ ۲۵۱۹ :- زنا سے حاملہ ہونے والی عورت بھی حمل نہیں گرا سکتی.

مسئلہ ۲۵۲۰ :- اگر کوئی شخص ایسی عورت سے زنا کرے جو کہ نہ شوہر دار ہے اور نہ کسی کی عدت میں ہے تو اگر بعد میں اس سے نکاح کرلے اور کوئی بچہ ان سے پیدا ہو تو اگر انہیں معلوم نہ ہو کہ نطفہ حلال سے پیدا ہوا ہے یا حرام سے تو وہ بچہ حلال زادہ سمجھا جائے گا.

مسئلہ ۲۵۲۱ :- اگر مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ عورت عدت میں ہے یا اسے معلوم نہ ہو کہ عدت میں عقد کرنا حرام ہے اور وہ اس سے شادی کرے تو اگر عورت کو بھی معلوم نہ ہو اور بچہ ان سے پیدا ہوجائے تو وہ حلال زادہ ہوگا اور شرعاً دونوں کا بیٹا ہے، لیکن اگر

باطل اور وہ ایک دوسرے پر ابدی حرام ہوجائیں گے ۔

مسئلہ ۲۵۷۲ :- اگر عورت کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کی بات قبول نہیں کرنی چاہیئے ،البتہ اگر وہ کہے میں بے شوہر ہوں تو اس کی بات مانی جا سکتی ہے بشرطیکہ بد نام نہ ہو اور اگر بد نام ہو تو تحقیق کرنی چاہیئے ۔

مسئلہ ۲۵۷۳ :- بعد اس کے کہ کسی عورت سے شادی کر لے اگر کوئی شخص کہے کہ یہ عورت شوہر دار ہے اور عورت کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اگر اس کا شوہر دار ہونا شرعاً ثابت نہ ہو تو عورت کی بات قابل قبول ہوگی، لیکن اگر وہ شخص مطمئن آدمی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس عورت کو طلاق دینا چاہیئے ۔

مسئلہ ۲۵۷۴ :- بیٹے کی تربیت اور دیکھ بھال دو سال تک اور بیٹی سات سال تک ماں کی حق ہے اور بیٹے بیٹی کو اس مدت تک اس سے جدا نہیں کر سکتے بشرطیکہ ماں عاقل، مسلمان اور آزاد ہوں اور دوسرے مرد سے شادی نہ کی ہو ،ورنہ باپ مقدم اور اولیٰ ہے ، البتہ اگر باپ مر جائے تو ماں اگرچہ دوسرے شوہر بھی کیا ہو پھر بھی دادا پر اولویت رکھتی ہے،اور اس ترتیب کو بنابر احتیاط لحاظ کرنا چاہیئے ۔

مسئلہ ۲۵۷۵ :- مستحب یہ ہے کہ جب لڑکی بالغ ہوجائے تو اس کی شادی میں جلدی کی جائے، حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ : مرد کی سعاتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی لڑکی اس کے گھر میں حیض نہ دیکھے ۔

مسئلہ ۲۵۷۶ :- اگر عورت حق مہر میں مرد کے ساتھ یوں مصالحت کرے کہ وہ دوسری بیوی نہیں کرے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نہ عورت مہر لے اور نہ شوہر دوسری بیوی کرے ۔

مسئلہ ۲۵۷۷ :- حرام زادہ اگر شادی کرے اور بچہ پیدا ہوجائے تو وہ بچہ حلال زادہ ہوگا

ہمبستری کرے تو گنہ کار ہوگا لیکن اگر بچہ پیدا ہوجائے تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۲۹:- جس عورت کو یہ یقین ہوجائے کہ اس کا شوہر سفر میں مر گیا ہے اگر وہ عدت وفات کے بعد جو احکام طلاق میں بیان کیا جائے گا، شوہر کر لے اور اس کا پہلا شوہر سفر سے واپس آجائے تو اسے دوسرے شوہر سے الگ ہوجانا چاہئے اور وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہے، البتہ اگر دوسرا شخص ہمبستری کر چکا ہے تو عورت کو عدت گزارنا پڑے گی اور دوسرے شوہر کو چاہئے اس کی حق مہر ادا کرے، ہاں اگر معین شدہ مہر اور مہر المثل میں تفاوت ہے اس میں مصالحت کی جائے، البتہ عدت کا خرچ اس پر نہیں ہے، اور دوسرا شخص پر یہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۳۰:- جس عورت کا شوہر سفر پر گیا ہو یا محاذ جنگ یا کوئی دریائی سفر پر گیا ہو اور اس سے کوئی خبر اور اثر موجود نہ ہو تو اگر عورت کو یقین ہوجائے کہ اس کا شوہر ابھی قید حیات میں ہے پھر دوسری شادی نہیں کر سکتی اور اس کی اخراجات شوہر کے اموال سے یا صدقات یا بیت المال سے پوری ہوجانی چاہئے۔

مسئلہ ۲۵۳۱:- گزشتہ مسئلہ کے مفروضہ بحث میں اگر عورت کو معلوم نہ ہو کہ اس کا شوہر مرا ہے کہ نہیں، تو اگر اس کی اخراجات کو باپ، دادا یا شوہر کے وکیل اس کے اموال سے یا اپنے اموال سے اختیاراً یا حاکم شرع کے حکم کی بنا پر ادا کرتے ہیں تو عورت کو انتظار کرنا چاہئے دوسری شادی نہیں کر سکتی، لیکن اگر ان میں سے کوئی بھی عورت کی اخراجات کے دینے کے لئے تیار نہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ حاکم شرع کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق چار سال کی مدت کے لئے صبر کرتی ہے اور اس مدت کی دوران شوہر کے زندہ ہونے کے بارے میں تحقیق اور جستجو کی جاتی ہے، اگر اس کا زندہ ہونا ثابت ہوجائے تو عورت کے لئے صبر کرنا ضروری ہے، ورنہ شوہر کے باپ یا دادا کو حاکم شرع کی طرف سے یہ اختیار حاصل ہے کہ اس عورت کو طلاق دے، اور اگر انہوں نے طلاق دینے سے انکار کیا

وفات کی عدت کے مطابق چار مہینہ اور دس دن عدت گزارنی چاہیئے اس کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے، البتہ اگر عدت کے دنوں کے درمیان شوہر ملے تو وہ رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گزارنے کے بعد شوہر مل جائے تو احتیاط یہ ہے کہ رجوع نہ کرے۔

دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ۲۵۳۲ :۔ اگر عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ (۲۵۴۲) میں بیان کیے جائیں گے دودھ پلائے تو وہ بچہ درج ذیل افراد کے لئے محرم ہو جائے گا:

۱۔ خود دودھ پلانے والی عورت کا کہ جسے "رضاعی ماں" کہتے ہیں۔ ۲۔ اس عورت کے شوہر کا جس کا دودھ تھا کہ جسے "رضاعی باپ" کہتے ہیں۔ ۳۔ دودھ پلانے والی عورت کے ماں باپ جتنے اوپر چلے جائیں اگرچہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہوں۔ ۴۔ وہ بچے جو اس عورت سے پیدا ہو چکے ہوں یا پیدا ہوں گے۔ ۵۔ اس عورت کی اولاد کی اولاد جتنا نیچے چلی جائے چاہے اس کی اولاد سے وہ اولاد پیدا ہو چکی ہو یا اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔ ۶۔ اس عورت کے بہن، بھائی اگرچہ رضاعی ہوں، یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن بھائی بنے ہوں۔ ۷۔ اس عورت کا چچا اور پھوپھی اگرچہ رضاعی ہوں۔ ۸۔ اس عورت کے ماموں اور خالہ اگرچہ رضاعی ہوں۔ ۹۔ اس عورت کے شوہر کی اولاد جب کہ دودھ اس مرد کا ہو اگرچہ رضاعی ہوں۔ ۱۰۔ اس عورت کے شوہر کے ماں باپ جب کہ دودھ اس شوہر کا ہو جتنا اوپر چلے جائیں اگرچہ رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔ ۱۱۔ اس شوہر کے بہن بھائی کہ جس کا دودھ ہے اگرچہ وہ بھائی بہن رضاعی ہوں۔ ۱۲۔ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اس شوہر کا کہ جس کا دودھ ہے جتنے اوپر چلے جائیں چاہے رضاعی ہی کیوں نہ ہوں، اسی طرح کچھ اور لوگ جن کا ذکر بعد کے مسائل میں آئے گا، دودھ پلانے کی وجہ

مسئلہ ۲۵۳۳ :- اگر کوئی عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ (۲۵۴۲) میں ذکر ہوگا دودھ پلائے تو اس بچہ کا باپ ان لڑکیوں کے ساتھ جو اس عورت سے پیدا ہوچکی ہیں، شادی نہیں کرسکتا، اسی طرح اس عورت کے اس شوہر کی لڑکیوں سے بھی نکاح نہیں کرسکتا کہ جس کا دودھ تھا، لیکن ایسے میاں بیوی کی رضاعی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ نکاح نہ کرے اور ان کی طرف ایسی نگاہ نہ کرے کہ جو انسان اپنی محرم عورتوں کی طرف کرسکتا ہے.

مسئلہ ۲۵۳۴ :- اگر کوئی عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو بیان کیۓ جائیں گے تو اس عورت کا وہ شوہر جو دودھ کا مالک ہے اس بچہ کی بہنوں کا محرم نہیں ہوگا، البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان سے شادی نہ کرے، اور اسی طرح شوہر کے رشتہ دار اس بچے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں ہوں گے.

مسئلہ ۲۵۳۵ :- اگر کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اس بچے کے بھائیوں کی محرم نہیں ہوگی اور اسی طرح اس عورت کے رشتہ دار اس بچہ کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں ہوگے کہ جس نے اس کا دودھ پیا ہے.

مسئلہ ۲۵۳۶ :- اگر انسان ایسی عورت سے نکاح کرے جس نے کسی بچی کو پورا دودھ پلایا ہے اور اس عورت سے ہمبستری بھی کرلے تو پھر اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا

مسئلہ ۲۵۳۷ :- اگر انسان کسی لڑکی سے شادی کرے تو پھر وہ اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو.

مسئلہ ۲۵۳۸ :- انسان ایسی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا جسے اس کی ماں یا دادی نے پورا دودھ پلایا ہو، اسی طرح اگر اس کے باپ کی بیوی نے اس کے باپ کا دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو اس لڑکی سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا، اگر کسی شیر خوار لڑکی سے عقد کرلے اور اس کے بعد اس کی ماں دادی یا اس کے باپ کی بیوی نے اس کے باپ کا دودھ اس لڑکی

مسئلہ ۲۵۳۹ :- انسان اس لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا کہ جسے اس کی بہن یا اس کی بھاوج نے اس کے بھائی کا پورا دودھ پلایا ہو، اسی طرح حکم ہے اگر اس کی بھانجی، بھتیجی یا بہن کی نواسی، پوتی، یا بھائی کی نواسی، پوتی، اس لڑکی کو دودھ پلائے۔

مسئلہ ۲۵۴۰ :- اگر کوئی عورت اپنی بیٹی کے بچے کو دودھ پلائے تو اس کی بیٹی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور یہی حکم ہے اگر اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے ہے، البتہ اگر اپنے بیٹے کے بچے کو دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی جو کہ اس شیر خوار بچے کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۴۱ :- اگر کسی لڑکی کے باپ کی بیوی اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو دودھ پلائے جب کہ اس لڑکی کے باپ کا ہو تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی، چاہے وہ بچہ اس لڑکی سے ہو یا اس کے شوہر کی دوسری بیوی سے۔

دودھ پلانے کی شرطیں جو کہ محرم بننے کا سبب ہیں

مسئلہ ۲۵۴۲ :- وہ دودھ پلانی جو محرم ہونے کی علت ہے اس کے نو شرائط ہیں:

۱۔ بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے، لہذا اگر مردہ عورت کے پستان میں منہ لگا کر پیے تو بے کار ہے۔

۲۔ عورت کا دودھ حرام سے نہ ہو، اس لئے زنا زادہ بچے سے آنے والے دودھ کو کسی اور بچہ کو پلا دیا جائے تو وہ کسی کا محرم نہ ہوگا۔

۳۔ دودھ ولادت کی سبب سے اترا ہو، لہذا اگر کسی عورت کے پستان میں ولادت کے بغیر دودھ اتر آئے اور عورت اس دودھ کو کسی بچہ کو پلا دے تو وہ محرم ہونے کا سبب نہیں بنے گا۔

۴۔ دودھ کو پستان میں منہ لگا کر پیئے، پس اگر دودھ بچے کے گلے میں ٹپکا کر پلائے تو

۵۔ دودھ خالص ہو اور اس میں کوئی اور چیز نہ ملائی جائے۔

۶۔ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو، بنابرین جس عورت کے یہاں دودھ ہو اگر اس کو طلاق دیدی جائے اور وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کرنے کے بعد حاملہ ہوجائے اور وضع حمل تک پہلے شوہر کا دودھ باقی ہو، مثلاً کسی بچہ کو پہلے شوہر کے دودھ کو آٹھ مرتبہ پلائے اور ولادت کے بعد دوسرے شوہر کے دودھ کو سات مرتبہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہوگا۔

۷۔ بچہ بیماری کی وجہ سے دودھ کو الٹ نہ دے لیکن ایسی صورت میں احتیاط واجب ہے کہ دودھ پلانے کی وجہ سے جو لوگ محرم ہوجاتے ہیں وہ اس بچہ سے نہ شادی کرے نہ محرمانہ نگاہ ڈالیں۔

۸۔ بچہ پندرہ مرتبہ یا ایک دن ورات (جیساکہ بعد والے مسئلے میں آئے گا) کامل طور سے دودھ پیئے یا پھر اس بچے کو اتنا دودھ پلایا جائے کہ لوگ کہیں اس بچے کی ہڈی اسی دودھ سے مضبوط ہوئی ہے اور اس کا گوشت بھی اسی دودھ سے بنا ہے، بلکہ اگر دس مرتبہ بچہ دودھ پی لے احتیاط واجب کی بنا پر تو جو لوگ دودھ پینے سے محرم ہوجاتے ہیں نہ اس سے شادی کریں اور نہ محرمانہ نگاہ ڈالیں۔

۹۔ دودھ پینے والے بچے کی عمر دو سال پوری نہ ہوئی ہو، بنا برین اگر دو سال پورے ہونے کے بعد بچے کو دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہ ہوگا، بلکہ اگر دو سال پورے ہونے سے پہلے آٹھ مرتبہ دودھ پلایا ہو اور دو سال پورے ہونے کے بعد سات مرتبہ پلایا جائے تو وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہوگا، لیکن اگر عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال ہوجائیں اور دودھ باقی رہے اور وہ کسی بچہ کو وہ دودھ پلا دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو عورتیں دودھ کی وجہ سے محرم ہوجاتی ہیں اس بچہ سے نکاح نہ کرے اور نہ محرمانہ نگاہ ڈالیں۔

مسئلہ ۲۴۳۳:- دودھ پینے والا بچہ ایک شب وروز میں غذا یا کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے، البتہ اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ نہ کہیں کہ اس نے درمیان میں غذا کھائی

دودھ پیئے اور پندرہ مرتبہ کے دوران کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر دفعہ بغیر فصل کے دودھ پیئے، البتہ اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے لے یا اتنا تھوڑا صبر کرلے کہ جب سے اس نے پستان منہ میں لیا ہے سیر ہونے تک ایک ہی دفعہ شمار ہو تو کوئی اشکال نہیں، اور اگر دس مرتبہ دودھ پیئے تو بنابر احتیاط واجب شرائط کو رعایت کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۵۲۴:- اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ایک بچہ کو پلائے اور اس کے بعد دوسرا شوہر کرے اور اس شوہر کا دودھ بھی کسی دوسرے بچہ کو پلائے تو وہ بچے آپس میں محرم نہیں ہوں گے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ نہ ایک دوسرے سے شادی کریں اور نہ ایک دوسرے پر نگاہ محرمانہ ڈالیں۔

مسئلہ ۲۵۲۵:- اگر ایک عورت ایک ہی شوہر کا دودھ چند بچوں کو پلائے تو وہ سب آپس میں اور رضاعی ماں باپ کے لئے محرم ہوں گے۔

مسئلہ ۲۵۲۶:- اگر ایک شخص کی چند بیویاں ہیں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے ایک ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ تمام بچے آپس میں اور اس مرد اور ان تمام عورتوں کے محرم ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۲۵۲۷:- اگر کسی شخص کی دودھ پلانے والی دو بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کسی بچہ کو مثلاً آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ پلادے تو وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۲۸:- اگر کوئی عورت ایک شوہر کے دودھ سے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پورا دودھ پلائے تو وہ آپس میں محرم ہوجائیں گے لیکن اس لڑکی کے بہن بھائی اور اس لڑکے کے بہن بھائی آپس میں محرم نہیں بنیں گے۔

مسئلہ ۲۵۲۹:- انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن چکی ہیں اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر اگر کسی لڑکے سے اغلام کرے تو اس لڑکے کی رضاعی بیٹی،

مسئلہ ۲۵۵۰ :- جس عورت نے کسی انسان کے بھائی کو دودھ پلایا ہو تو وہ اس کی محرم نہیں ہوگی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۵۱ :- انسان دو بہنوں سے اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہوں شادی نہیں کر سکتا اور اگر دو عورتوں سے نکاح کرے اور اسے بعد میں معلوم ہو کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اگر ان کا نکاح ایک ہی وقت میں ہوا ہے تو دونوں کا نکاح باطل ہیں، اور اگر ایک وقت میں نہیں ہوا تو جس کا نکاح پہلے ہو چکا ہو وہ صحیح ہے اور دوسرے کا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۲ :- اگر عورت اپنے شوہر کا دودھ ان لوگوں کو پلائے جن کا بیان بعد میں ہوگا تو اس کا شوہر اس کے لئے حرام نہیں ہوتا اگرچہ بہتر یہ ہے کہ یہ کام نہ کرے:

۱۔ عورت کے اپنے بہن بھائی ۲۔ اپنے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کو ۳۔ اپنے چچازاد، ماموں زاد (بھائی بہن) کو ۴۔ اپنے بھتیجا اور بھتیجی کو ۵۔ اپنے شوہر کے بھائی یا بہن کو ۶۔ اپنی بہن کی اولاد یا اپنے شوہر کے بہن کی اولاد کو ۷۔ شوہر کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کو ۸۔ شوہر کے دوسری بیوی کے نواسے نواسی کو۔

مسئلہ ۲۵۵۳ :- اگر عورت کسی کی پھوپھی کی لڑکی یا کسی کی خالہ کی لڑکی کو دودھ پلا دے تو اس شخص کی محرم نہیں ہوگی، لیکن احتیاط مستحب ہے کہ اس سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۵۴ :- جس شخص کی دو بیویاں ہیں اگر ان میں سے ایک بیوی دوسری کے چچا کے بیٹے کو دودھ پلا دے تو جس عورت کے چچا کے بیٹے نے دودھ پیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

مسئلہ ۲۵۵۵ :- بچہ کو دودھ پلانے کے لئے ماں سے بہتر مناسب کوئی نہیں ہے، ماں کے لئے بہتر ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت اپنے شوہر سے نہ لے اور شوہر کے لئے بہتر ہے کہ وہ اجرت دیدے اور اگر ماں دودھ پلانے کی اجرت دایہ سے زیادہ لے تو شوہر کو حق ہے کہ

مسئلہ ۲۵۵۶ :- مستحب یہ ہے کہ جو دایہ بچہ کی تربیت کے لئے انتخاب کی جائے وہ اثنا عشری، صاحب عقل وعفت والی اور خوبصورت ہو اور مکروہ ہے کہ کم عقل، غیر اثنا عشری، بدصورت، بدخلق یا حرام زادی ہو اور یہ بھی مکروہ ہے کہ ایسی دایا کی جائے کہ جس کا بچہ زنا سے پیدا ہوا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۵۵۷ :- مستحب ہے کہ عورتوں کو اس بات سے منع کیا جائے کہ وہ ہر بچہ کو دودھ پلائیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بھول جائیں کہ کن کن بچوں کو دودھ پلا چکی ہیں اور بعد میں دو ایسے افراد جو ایک دوسرے کے محرم ہیں آپس میں شادی کر لیں۔

مسئلہ ۲۵۵۸ :- جو دودھ پینے کی وجہ سے رشتہ دار ہو جاتے ہیں مستحب ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کریں، البتہ نہ وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے اور نہ ہی انہیں وہ حقوق میسر ہوں گے جو کسی انسان کے رشتہ داروں کو ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۵۹ :- درصورت امکان مستحب ہے کہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلائے۔

مسئلہ ۲۵۶۰ :- اگر دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق ضائع نہ ہوتا ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہو، البتہ یہ جائز نہیں کہ ایسے بچے کو دودھ پلائے کہ جس کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہو جائے، مثلاً اس کا شوہر کسی شیر خوار لڑکی سے نکاح کرے تو عورت اس لڑکی کو دودھ نہ پلائے گی تو وہ اپنے شوہر کی بیوی کی ماں اور اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۶۱ :- اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کے بھائی کی بیوی اس کی محرم بن جائے تو کسی شیر خوار بچی کے ساتھ مثلاً دو دن متعہ کرے اور ان ہی دو دنوں میں ان شرائط کے ساتھ جو بیان ہو چکے ہیں ان کے بھائی کی بیوی اس لڑکی کو دودھ پلا دے، تو اس صورت میں لڑکی کی عقد باطل ہو جائے گی اور لڑکی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور وہ شخص

مسئلہ ۲۵۲۲ :- اگر مرد کسی عورت سے نکاح کرنے سے پہلے کہے کہ دودھ پینے کی وجہ سے یہ عورت مجھ پر حرام ہے، مثلاً کہے کہ اس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر معلوم نہ ہو کہ جھوٹ بول رہا ہے تو اس عورت سے شادی نہیں کر سکتا، اور اگر عقد کے بعد کہے اور عورت بھی اس کی بات کو قبول کرے تو عقد باطل ہے، پس اگر مرد نے اس عورت کے ساتھ ہمبستری نہیں کیا یا ہمبستری کر چکا ہے لیکن ہمبستری کرتے وقت عورت کو معلوم تھا کہ یہ اس مرد پر حرام ہے تو اس کا حق مہر دینا نہیں پڑے گا اور اگر ہمبستری کے بعد اسے معلوم ہو کہ وہ مرد پر حرام تھی تو شوہر کو حق مہر ادا کرنا چاہئے اور مہر اس جیسی عورتوں کے مہر سے مطابق ہو۔

مسئلہ ۲۵۲۳ :- اگر عورت عقد سے پہلے کہے کہ دودھ پینے کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں تو اگر معلوم نہ ہو کہ جھوٹ بول رہی تو وہ اس مرد سے شادی نہیں کر سکتی اور اگر عقد کے بعد کہے تو وہی صورت ہے کہ جب مرد عقد کے بعد کہے کہ یہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کا حکم گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۴ :- وہ دودھ پلانی جو محرم ہونے کی علت ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتی ہے: ۱۔ اتنے لوگ خبر دے کہ انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے۔

۲۔ دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورت یا چار عادل عورتیں گواہی دیں، لیکن گواہوں کے لئے ضروری ہے کہ رضاعت کی شرائط کے ساتھ گواہی دے، مثلاً اس طرح کہیں: ہم نے دیکھا ہے فلاں بچہ نے فلاں عورت کے پستان سے مکمل طریقہ سے پندرہ مرتبہ دودھ مسئلہ (۲۵۴۲) کی شرائط کے مطابق پیا ہے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ سارے گواہ شرائط کو جانتے ہیں اور اس میں متفق ہیں تو تفصیلی طور سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۵ :- اگر شک کریں کہ بچے نے اتنا دودھ پیا ہے جو محرم ہونے کی علت ہے یا نہیں یا انہیں گمان ہو کہ بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پی لیا ہے تو وہ بچہ کسی کا محرم

طلاق کے احکام

مسئلہ ۲۵۲۶ :- جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے وہ عقل مند اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بالغ ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے مجبور کیا گیا ہو کہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ طلاق باطل ہے، اور اسی طرح چاہئے کہ وہ طلاق کا قصد رکھتا ہو پس اگر صیغہ طلاق مزاحاً کہہ دے تو طلاق صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۲۵۲۷ :- عورت بوقت طلاق خون حیض ونفاس سے پاک ہو اور اس کے شوہر نے اس کی پاکیزگی کے زمانہ اس سے ہمبستری نہ کی ہو، اور اگر حالت نفاس یا حیض میں جو اس پاکیزگی کے زمانہ سے پہلے تھا اس سے ہمبستری کی ہو احتیاط واجب کی بنا پر طلاق کافی نہیں ہے اور ان مخصوص شرائط کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی.

مسئلہ ۲۵۲۸ :- عورت کو حیض یا نفاس میں طلاق دینا تین صورتوں میں صحیح ہے:

۱۔ اس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو. ۲۔ وہ حاملہ ہو، اور اگر اس کا حاملہ ہونا معلوم نہ ہو اور شوہر نے اسے حالت حیض میں طلاق دی ہو اور اس کے بعد اسے معلوم ہو کہ وہ حاملہ تھی تو کوئی اشکال نہیں ہے. ۳۔ یہ کہ غائب ہونے کی وجہ سے مرد یہ معلوم نہ کر سکتا ہو کہ اس کی بیوی خون حیض یا نفاس میں ہے یا نہیں.

مسئلہ ۲۵۲۹ :- اگر عورت کو خون حیض سے پاک سمجھتے ہوئے طلاق دیدے اور بعد میں معلوم ہو کہ طلاق دیتے وقت وہ حالت حیض میں تھی تو اس کا طلاق باطل ہے، اور اگر حالت حیض میں سمجھتے ہوئے طلاق دیدے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ پاک تھی تو طلاق صحیح ہے.

مسئلہ ۲۵۷۰ :- جس شخص کو معلوم ہے کہ اس کی بیوی حالت حیض یا نفاس میں ہے اگر وہ غائب ہوجائے مثلاً سفر کرے اور اسے طلاق دینا چاہے تو اتنی مدت تک صبر

مسئلہ ۲۵۷۱ :- جو شخص غائب ہے اگر وہ اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس کی بیوی حالت حیض یا نفاس میں ہے یا نہیں اگرچہ یہ اطلاع عورت کے حیض کی عادت کی بنا پر ہو یا علامات کی وجہ سے جو کہ شریعت میں معین ہیں تو وہ اتنی مدت تک انتظار کرے کہ جس میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہوجاتی ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک مہینہ تک صبر کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۲ :- اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے جو کہ خون حیض ونفاس سے پاک ہے اور اسے طلاق دینا چاہے تو اتنی مدت صبر کرے کہ وہ عورت دو بارہ حیض دیکھنے کے بعد پاک ہوجائے، اور اسی طرح اگر حیض یا نفاس کی حالت میں اس سے ہمبستری کرے تو بنابر احتیاط واجب اس حیض یا نفاس سے پاک ہونے کے بعد اسے طلاق نہیں دے سکتا اگرچہ اس پاکیزگی کے دوران اس سے ہمبستری نہ کی ہو، لیکن وہ عورت جس کی عمر پورے نو سال نہیں ہوئی یا وہ حاملہ ہے اگر ہمبستری کے بعد اسے طلاق دیدے تو کوئی اشکال نہیں، اور یہی حکم ہے اگر و یائسہ ہو، یعنی اگر وہ سیدانی ہے تو اس کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ اور اگر سیدانی نہیں تو پچاس سال سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۳ :- اگر ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو حیض ونفاس سے پاک ہے اور اسی پاکیزگی کے وقت اسے طلاق دیدے تو اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ بوقت طلاق حاملہ تھی تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۴ :- اگر ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو کہ حیض ونفاس سے پاک ہے اور سفر کرے تو اگر سفر میں اسے طلاق دینا چاہے اور معلوم نہ کر سکتا ہو تو اتنی مدت صبر کرے کہ جتنی دنوں میں وہ عورت عموماً پاک رہنے کے بعد خون دیکھ کر دو بارہ پاک ہوجاتی ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ یہ مدت ایک مہینہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۵ :- اگر مرد اپنی ایسی بیوی کے طلاق دینا چاہے جو بیماری کی وجہ سے یا

اس عورت سے ہمبستری کی ہے تین ماہ تک اس سے ہمبستری کرنے سے اپنے آپ کو روکے رکھے اور اس کے بعد اس کو طلاق دیدے۔

مسئلہ ۲۵۷۶:- طلاق صحیح عربی صیغہ کے ساتھ پڑھا جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر کلمہ " طالق " کے ساتھ پڑھا جائے، اور دو عادل مرد اسے سنیں اور اگر خود شوہر صیغہ طلاق جاری کرے اور اس کی بیوی کا نام مثلاً " فاطمہ " ہو تو یوں کہے: " زوجتی فاطمة طالق " (یعنی میری بیوی فاطمہ آزاد ہے) اور اگر کسی دوسرے کو وکیل کرے تو وہ وکیل کہے: " زوجة مو کلی فاطمة طالق " ۔

مسئلہ ۲۵۷۷:- جس عورت کو متعہ ہو جائے مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے لئے تو اس کے لئے کوئی طلاق نہیں ہے اور اس کی آزادی اس میں ہے کہ اس کی مدت پوری ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے اس طرح کہے کہ میں نے مدت تجھے بخشی، گواہ بنانا اور عورت کا حیض سے پاک ہونا ضروری نہیں۔

طلاق کی عدت

مسئلہ ۲۵۷۸:- وہ عورت جس کی عمر نو سال نہیں ہوئی یا جو عورت یائسہ (۱) ہو چکی ہے تو اس کی عدت نہیں اگرچہ مرد نے اس سے ہمبستری کی ہو تو وہ طلاق کے بعد فوراً بعد ہی کسی سے شادی کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۹:- جس عورت کی عمر نو سال ہو گئی ہو اور وہ یائسہ بھی نہ ہو اگر اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرے اور اسے طلاق دیدے تو طلاق کے بعد اسے عدت گزارنی ہوگی، یعنی بعد اس کے کہ اسے پاکیزگی کے دنوں میں طلاق دے اتنی مدت صبر کرے کہ دوبارہ خون حیض دیکھنے کے بعد پاک ہو جائے اور جس وقت بھی تیسری دفعہ خون حیض

شروع ہوجائے تو اس کی عدت پوری ہوجائے گی اور دوسرا شوہر کر سکتی ہے، البتہ اگر ہمبستری کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں، یعنی طلاق کے فوراً بعد وہ شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۰:- جس عورت کو حیض نہیں آتا لیکن وہ ایسی عورتوں کے سن میں ہے کہ جنہیں حیض آتا ہے تو اگر اس کا شوہر طلاق دیدے تو اسے چاہئے کہ طلاق کے بعد تین مہینہ عدت گزارے۔

مسئلہ ۲۵۸۱:- جس عورت کی عدت تین ماہ ہے اگر اسے ابتداء ماہ میں طلاق ہوجائے تو وہ تین مہینہ قمری جب سے چاند نظر آیا ہے اس وقت سے لے کر تین ماہ تک عدت گزارے اور اگر مہینہ کے درمیان میں اسے طلاق دیا ہے تو بقیہ مہینہ اور اس کے بعد دو ماہ اور اسی طرح جتنے دن پہلے ماہ کے کم تھے اتنے چوتھے ماہ سے عدت گزارے یہاں تک کہ تین ماہ پورے ہوجائیں، مثلاً اگر بیسویں کے دن غروب کے وقت اسے طلاق ہوا اور وہ ماہ انتیس دن کا تھا، تو اس ماہ کے نو دن اور ان کے بعد دو ماہ اور بیس دن چوتھے مہینہ کے عدت گزارے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ چوتھے ماہ کے اکیس دن عدت گزارے تاکہ جتنے دن اس سے پہلے ماہ کے گزارے ہیں ان کے ساتھ تیس دن ہوجائیں۔

مسئلہ ۲۵۸۲:- اگر حاملہ عورت کو طلاق دے دیں تو اس کی عدت بچے کے پیدا ہونے یا سقط ہوجانے تک ہے، اس بنا پر اگر طلاق دینے کہ مثلاً ایک گھنٹہ بعد بچہ پیدا ہوجائے تو اس کی عدت پوری ہوجائے گی۔

مسئلہ ۲۵۸۳:- جس عورت کی عمر نو سال پوری ہوجائے اور وہ یائسہ بھی نہ ہو اور اس کا مثلاً ایک ماہ یا ایک سال کے لئے متعہ ہوجائے تو اگر اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرے اور اس کی مدت پوری ہوجائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو اسے چاہئے کہ عدت گزارے پس اگر حیض آتا ہے تو بنابر احتیاط واجب دو حیض کی مقدار یا دو پاکیزگی کی

حاملہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کے پیدا ہونے تک یا (۴۵) دن تک، جو مدت زیادہ ہے اس کو لحاظ کر کے عدت گزارے۔

مسئلہ ۲۵۸۴ :- عدت طلاق کی ابتداء اس وقت سے ہے کہ جب سے صیغہ طلاق پورا ہوجائے چاہے عورت کو معلوم ہوجائے کہ اسے طلاق ہوگیا ہے یا نہیں اب اگر عدت تمام ہونے کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس کو طلاق دے دیا گیا ہے تو ضروری نہیں کہ دو بارہ عدت گزارے۔

اس عورت کی عدت جس کا شوھر مر گیا ھو

مسئلہ ۲۵۸۵ :- جس عورت کا شوہر مرجائے اگر وہ حاملہ نہ ہو تو چار مہینہ اور دس دن عدت گزارے، یعنی کسی سے شادی نہ کرے، اگرچہ چھوٹی یا یائسہ اور متعہ والی ہو یا اس سے اس کے شوہر نے ہمبستری نہ کی ہو، اور اگر حاملہ ہو تو بچہ جننے تک عدت گزارے، البتہ اگر چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے اس کا بچہ پیدا ہوجائے تو اپنے شوہر کے مرنے سے چار مہینہ دس دن تک صبر کرے اور اس عدت کو " عدت وفات " کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۸۶ :- جو عورت عدت وفات میں ہو اس کے لئے رنگ برنگی کپڑے پہننا اور سرمہ لگانا حرام ہے اور اسی طرح دوسرے ایسے کام کرنا جو زینت میں شمار ہوتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۵۸۷ :- اگر عورت کو یقین ہے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد وہ شوہر کرے اب اگر معلوم ہوجائے کہ اس کا شوہر بعد میں مرا ہے اور دوسرے شوہر سے اس کی شادی ہوئی ہے تو اس کو دوسرے شوہر سے الگ ہوجانا چاہئے اور اگر وہ حاملہ ہو تو دوسرے شوہر کے لئے طلاق کی عدت گزارے پھر پہلے شوہر کے لئے عدت وفات گزارے، اور اگر حاملہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے لئے عدت وفات اور دوسرے شوہر کے لئے عدت طلاق گزارے، اور عدت وفات کی ابتداء اس وقت سے ہے جب صحیح خبر

مسئلہ ۲۵۸۸ :- عدت وفات کی ابتداء اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ عورت کو اطلاع ملے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۹ :- اگر عورت کہے کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے تو دو شرائط سے اس کی بات قبول ہوگی : ۱۔ بنابر احتیاط اس پر کوئی تہمت نہ لگائی جا چکی ہو۔ ۲۔ طلاق یا اس کے شوہر کے مرنے سے اتنا عرصے گزر گیا ہو کہ اس مدت میں عدت کا تمام ہونا ممکن ہو۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

مسئلہ ۲۵۹۰ :- طلاق بائن یہ ہے کہ طلاق کے بعد مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنی بیوی کی طرف بغیر عقد کئے رجوع کرے، یعنی بغیر عقد کے اسے اپنی بیوی بنا لے اور اس کی پانچ قسمیں ہیں :

۱۔ اس عورت کا طلاق کہ جس کی عمر کے نو سال پورے نہ ہوئے ہوں۔ ۲۔ اس عورت کا طلاق جو یائسہ ہو گئی ہو، یعنی اگر سیدانی ہے تو ساٹھ سال سے زیادہ اور اگر غیر سیدانی ہو تو پچاس سال سے زیادہ اس کی عمر ہو گئی ہو۔ ۳۔ اس عورت کا طلاق کہ جس کے شوہر نے عقد کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔ ۴۔ اس عورت کا طلاق کہ جسے تین دفعہ طلاق دیا گیا ہو۔ ۵۔ طلاق خلع اور مبارات اور ان کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے، اور ان کے علاوہ طلاق رجعی ہے کہ جس میں طلاق کے بعد جب تک عورت عدت میں ہے مرد اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۱ :- جو شخص اپنی بیوی کو رجعی طلاق دے تو اس کے لئے حرام ہے کہ وہ اسے اس گھر سے نکال دے کہ طلاق کے وقت جس گھر میں وہ موجود تھی، البتہ بعض ایسی موارد ہیں جو مفصل کتب میں بین کیے گئے ہیں کہ جہاں اسے نکالنا کوئی اشکال نہیں رکھتا اور یہ بھی حرام ہے کہ عورت ضروری کاموں کے علاوہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس گھر سے

رجوع کے احکام

مسئلہ ۲۵۹۲:- طلاق رجعی میں مرد دو طرح اپنی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے:

۱۔ ایسی بات کہے کہ جس سے یہ پتہ چلے کہ مرد نے دوبارہ اسے اپنی بیوی بنا لیا ہے۔

۲۔ کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے یہ سمجھیں کہ اس سے رجوع کر لیا ہے جیسے بوسہ اور چھونا اور جماع اور ظاہراً اگر بغیر قصد رجوع جماع کرے تو بھی رجوع ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۹۳:- رجوع کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ مرد کسی کو گواہ بنائے یا عورت کو خبر دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو معلوم ہو وہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کی طرف رجوع کیا ہے تو صحیح ہے، لیکن گواہ بنانا مستحب ہے، لیکن اگر عدہ تمام ہونے کے بعد مرد یہ کہے کہ میں نے رجوع کیا اس بات کو ثابت کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۵۹۴:- جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دیا ہے اگر اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کرے کہ اب اس کی رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا تو یہ مصالحت باطل ہے اور رجوع کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا اور مال کا مالک نہیں ہوگا، لیکن اگر مصالحت اس طرح ہوجائے کہ رجوع کرنے کا حق اپنی جگہ پر محفوظ لیکن یہ مال لو اور اس حق سے استفادہ نہ کرو، اس صورت میں مصالحت صحیح ہے اور اگر رجوع کرے تو اس کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۵:- اگر کسی عورت کو دو مرتبہ طلاق دے اور اس سے رجوع کرے یا دو مرتبہ طلاق رجعی دے اور ہر طلاق اور عدت تمام ہونے کے بعد اس سے عقد کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس پر حرام ہے، البتہ تیسرے طلاق کے بعد وہ عورت کوئی اور شوہر کرے تو چار شرطوں کے ساتھ پہلے شوہر کے لئے وہ حلال ہوجائے گی، یعنی وہ دوبارہ اس سے عقد کر سکے گا۔

۱۔ دوسرے شوہر سے اس کا عقد دائم ہو اور اگر ایک ماہ یا ایک سال کے لئے متعہ

۲۔ بنابر احتیاط دوسرا شوہر بالغ ہو اور دوسرا شوہر اس کے ساتھ سامنے سے ہمبستری کرے اور دخول کرے کہ اس طرح کہ دونوں لذت اٹھائیں.

۳۔ دوسرا شوہر اس کو طلاق دے یا مر جائے.

۴۔ دوسرے شوہر کی عدت طلاق یا عدت وفات پوری ہو جائے.

طلاق خلع

مسئلہ ۲۵۹۶:۔ وہ عورت جو اپنے شوہر سے بیزار ہو جائے تو وہ اپنا مہر معاف کر کے یا کوئی اور مال دے کر جب شوہر سے طلاق چاہے تو اسے "طلاق خلع" کہتے ہیں.

مسئلہ ۲۵۹۷:۔ اگر شوہر طلاق خلع کے صیغہ پڑھے تو مثلاً اگر اس کی بیوی کا نام "فاطمہ" ہو تو کہے: "زوجتی فاطمة خالعتها علی ما بذلت هی طالق" (یعنی میں نے اپنی بیوی کو اس مال کے بدلے میں جو اس نے دیا ہے طلاق دیدی) اور بنابر احتیاط (ہی طالق) کا جملہ ہونا چاہیے.

مسئلہ ۲۵۹۸:۔ اگر عورت کسی شخص کو وکیل کرے کہ وہ اس کا حق مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر اس شخص کو وکیل کرے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے تو اگر شوہر کا نام "محمد" ہے اور عورت کا نام "فاطمہ" ہے تو وکیل صیغہ طلاق اس طرح پڑھے: "عن موکلتی فاطمة بذلت مهرها لموکلی محمد لیخلعها علیه" پھر بغیر کسی فاصلہ کے کہے: "زوجة موکلی خالعتها علی ما بذلت هی طالق" اور اگر کسی عورت کو وکیل کرے کہ حق مہر کے علاوہ کوئی اور چیز اس کے شوہر کو بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دیدے تو وکیل کلمہ (مهرها) کی جگہ اس چیز کا نام لے، مثلاً اگر سو روپیہ ہوں تو کہے: "بذلت ماة روبية".

طلاق مبارات

مال دیدے تاکہ وہ اسے طلاق دے تو اس طلاق کو " مبارات " کہتے ہیں .

مسئلہ ۲۶۰۰ :- شوہر صیغہ مبارات پڑھنا چاہے تو اگر عورت کا نام " فاطمہ " ہے تو اسے کہنا چاہیۓ " بارات زوجتی فاطمة علیٰ مهرها فهی طالق " (یعنی میں اپنی بیوی فاطمہ سے مہر کے بدلے میں مبارات (ایک دوسرے سے جدائی) کر لی لہذا وہ آزادہ ہے) اور اگر کسی دوسرے کو وکیل بنائے تو وکیل کو کہنا چاہیۓ " بارات زوجة موکلی فاطمة علی مهرها فهی طالق " اور دونوں صورتوں میں " علیٰ مہرھا " کی جگہ " بمہرھا " کہہ دے تو بھی کوئی اشکال نہیں .

مسئلہ ۲۶۰۱ :- طلاق خلع ومبارات کا صیغہ صحیح عربی میں پڑھا جائے، البتہ اگر عورت اپنا مال شوہر کو بخشنے کے لئے، مثلاً اردو زبان میں کہہ دے کہ طلاق کے لئے فلاں مال میں نے تجھ بخش دیا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں .

مسئلہ ۲۶۰۲ :- اگر عورت طلاق خلع یا مبارات کی عدت کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر بھی رجوع کر سکتا ہے اور بغیر عقد کے دو بارہ اسے اپنی بیوی قرار دے سکتا ہے.

مسئلہ ۲۶۰۳ :- جو مال شوہر طلاق مبارات کے لئے لیتا ہے وہ حق مہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہیۓ، البتہ اگر طلاق خلع میں زیادہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں .

طلاق کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۶۰۴ :- اگر کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں ہمبستری کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے خواہ عورت کو معلوم ہو کہ یہ اس کا شوہر نہیں یا اسے بھی یہ گمان ہو کہ یہ اس کا ہی شوہر ہے تو اسے عدت گزارنی پڑے گی .

مسئلہ ۲۶۰۵ :- اگر کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی بیوی نہیں زنا

وہ عدت گزارے۔

مسئلہ ۲۲۰۶ :- اگر کوئی مرد کسی عورت کو دھوکا دے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے کر اس کی بیوی ہوجائے تو طلاق اور عقد اس عورت کا صحیح ہے، البتہ ان دونوں نے گناہ عظیم کیا ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۷ :- جب عورت ضمن عقد شوہر سے یہ شرط کرے کہ اگر شوہر سفر پر گیا یا مثلاً چھ مہینہ اس نے اس کو خرچ نہ دیا تو اسے طلاق کا اختیار ہوگا تو یہ شرط باطل ہے، لیکن اگر عقد نکاح کے ضمن میں یا کسی دوسرے عقد لازم کے ضمن میں اپنی عورت کو یہ وکالت دیدے کہ اگر اس کا شوہر کا سفر مثلاً طولانی ہوجائے تو شوہر کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کر سکتی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے عقد و طلاق دونوں صحیح ہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۸ :- وہ دیوانہ کہ جس کی دیوانگی بچپن کے زمانہ سے متصل ہو اس کا باپ دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں اور اگر اس کی دیوانگی بچپن کے زمانہ متصل نہ ہو تو اس کی بیوی کی طلاق حاکم شریعت کے اختیار میں ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ حاکم شرع بھی باپ دادا سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۲۰۹ :- اگر باپ یا دادا اپنے بچے کا کسی عورت سے متعہ کردیں تو اگرچہ بچے کے بلوغ کا کچھ زمانہ متعہ کی مدت کا جز ہو مثلاً چودہ سال کے لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کردیں تو اگر بچہ کے لئے اس میں کوئی مصلحت ہو تو وہ اس عورت کو مدت متعہ بخش سکتے ہیں، البتہ نکاح دائمی میں نابالغ بچہ کی بیوی کو باپ اور دادا طلاق نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۲۲۱۰ :- اگر ان علامات کی بنا پر جو کہ شریعت نے معین کی ہیں کوئی شخص دو افراد کو عادل سمجھتا ہو اور ان کے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو دوسرا شخص جو انہیں عادل نہیں سمجھتا تو بنابر احتیاط واجب وہ اس عورت سے اپنا یا کسی دوسرے کا عقد

مسئلہ ۲۶۱۱:- اگر کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس کی بیوی کو معلوم ہو اسے طلاق دیدے اور اسے بیوی ہونے کے زمانہ کی طرح خرچ بھی دیتا رہے اور مثلاً ایک سال کے بعد کہے کہ میں نے ایک سال پہلے تجھے طلاق دے دیا تھا اور شرعی طور پر بھی ثابت کردے تو جو چیزیں بیوی کے لئے تہیہ کی ہیں اور اس نے اس کا استعمال نہیں کیا ہے، واپس لے سکتا ہے لیکن جو چیزیں استعمال کرچکی ہے اس سے اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا.

غصب کے احکام

غصب یہ ہے کہ انسان بطور ظلم کسی کے مال یا حق پر اپنا تسلط جما لے اور غصب گناہان کبیرہ میں سے ایک ہے کہ اگر کوئی اسے انجام دے تو قیامت کے دن وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ حضرت رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایک بالشت زمین غصب کرے تو قیامت کے دن اس مقدار زمین کے سات طبقے بطور طوق اس کے گردن میں ڈال دیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۲۱۲ :- اگر کوئی مسجد، مدرسہ، پل، یا دیگر جگہوں کو جو سب کے لئے بنائی گئی ہوں ان سے کسی کو استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان لوگوں کا حق غصب کیا ہے، اسی طرح اگر کوئی مسجد وغیرہ میں ایک جگہ اپنے لئے مخصوص کرے اور کسی کو اس جگہ سے فائدہ نہ اٹھانے دے تو وہ بھی غاصب ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ :- جو شخص کوئی چیز اپنے قرض خواہ کے پاس گروی رکھتا ہے تو وہ چیز اس کے ہی پاس رہنی چاہئے تاکہ اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اپنا قرض اس چیز سے وصول کر سکے۔ پس اگر قرض ادا کرنے سے پہلے اس سے وہ چیز لے لے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ :- جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہے اگر کوئی شخص اسے غصب کر لے تو مالک مال اور قرض خواہ غصب شدہ چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز اس سے لے

لیں تو پھر بھی وہ گروی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہوگئی ہو اور س کا معاوضہ لیں تو وہ معاوضہ بھی اس چیز کی طرح گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۲۱۵ :- اگر انسان کوئی چیز غصب کر لے تو وہ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر وہ چیز تلف ہوجائے تو اس کا بدل دیناچاہئے۔

مسئلہ ۲۲۱۶ :- اگر غصب شدہ چیز سے کوئی نفع حاصل ہو مثلاً اگر غصب شدہ بھیڑ سے بچہ پیدا ہوجائے تو وہ مالک کی ملکیت ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے مکان غصب کیا ہے تو اگرچہ اس میں اس نے رہائش نہ کی ہو تب بھی اس کا کرایہ دیناچاہئے۔

مسئلہ ۲۲۱۷ :- اگر کسی بچہ یا دیوانہ سے کوئی چیز غصب کر لے تو وہ چیز اس کے ولی کو واپس کرے اور اگر تلف ہوگئی ہے تو اس کا عوض دے، اور اگر بچہ کو واپس کردے اور تلف ہوجائے تو اس کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۱۸ :- جب دو آدمی مل کر کوئی چیز غصب کریں تو اگرچہ ہر ایک تنہا اس کو غصب کر سکتا تھا تو بھی ہر ایک اسی مقدار کا جس پر وہ مسلط ہے ضامن ہوگا، لیکن اگر ہر ایک کاملاً اور پوری طرح اس پر مسلط ہو تو بعید نہیں کہ ہر ایک تمام مقدار کو ضامن ہو۔

مسئلہ ۲۲۱۹ :- اگر غصب شدہ چیز کو کسی اور چیز سے ملا دے، مثلاً غصب کیا ہوا گیہوں جو سے ملا دے تو اگر س کا جدا کرنا ممکن ہو خواہ باعث زحمت ہی کیوں نہ ہو تو وہ اسے الگ کرے اور مالک کو واپس کرے۔

مسئلہ ۲۲۲۰ :- اگر سونے کا گوشوارہ (کانوں کے بندے) وغیرہ غصب کر کے خراب کردے تو پھر اس کے بنوانے کی اجرت سمیت مالک کو واپس کردے اور اگر اجرت سے بچنے کے لئے یہ کہے کہ میں اس چیز کو پہلے کی طرح بنوا دوں گا تو مالک کے لئے اس کی بات قبول کرنا ضروری نہیں ہے، نیز مالک بھی غاصب کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ چیز پہلے کی طرح بنوا دے۔

وہ بہتر ہو جائے، مثلاً جس سونے کو اس نے غصب کیا تھا اسے گوشوارہ بنا دے تو اگر مالک کہے کہ مال اسی شکل میں واپس کر دو تو اس کو دیدے اور جو تکلیف اس نے اٹھائی ہے اس کی مزدوری نہیں لے سکتا، بلکہ مالک کی اجازت کے بغیر حق نہیں رکھتا کہ اس کو پہلے شکل میں کر دے اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس کو پہلے شکل میں لے آئے تو بنے ہوئے اور نہ بنے ہوئے کے تفاوت کی قیمت بھی ادا کر دے۔

مسئلہ ۲۲۲۲:- اگر غصب شدہ چیز کو اس طرح بدل دے کہ وہ پہلے سے بہتر ہو جائے اور مالک کہے کہ اس کو اس کی پہلی صورت میں کر کے لاؤ تو واجب ہے کہ اس کو صورت اولی میں بدل کر لے آئے اور اگر اس کی قیمت تغیر کی وجہ سے کم ہو جائے تو قیمت کا تفاوت بھی مالک کو ادا کرے، پس وہ سونا کہ جس کو اس نے غصب کیا تھا اگر اس کا گوشوارہ بنا لے اور مالک کہے کہ اس کو پہلی صورت میں لے آؤ تو اگر پگھلانے کی وجہ سے اس کی قیمت گوشوارہ بننے سے پہلے کی نسبت کم ہو جائے تو تفاوت قیمت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۲۳:- اگر غصب شدہ زمین میں زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت درخت اور اس کا پھل اس کا اپنا ہوگا اب اگر مالک زمین راضی نہیں کہ زراعت اور درخت زمین میں رہ جائیں تو جس نے غصب کیا ہے وہ فوراً زراعت اور اپنے درخت زمین سے اکھاڑے اگرچہ اس میں اس کا ضرر ہی کیوں نہ ہو اور جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے ہیں ان کا کرایہ بھی مالک کو ادا کرے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہو گئی ہیں وہ ٹھیک کرے، مثلاً درخت لگانے کی جگہ پر کرے اور اگر زمین کی قیمت کم ہو جائے تو تفاوت قیمت بھی ادا کرے اور وہ مالک زمین کو مجبور نہیں کر سکتا کہ زمین اس کو بیچ دے یا کرایہ پر دیدے اور مالک زمین بھی اس کو مجبور نہیں کر سکتا کہ یہ درخت اور زراعت اس کو بیچ دے۔

مسئلہ ۲۲۲۴:- اگر مالک زمین راضی ہو جائے کہ درخت اور زراعت اس کی زمین

اکھاڑ کے لے جائے، البتہ زمین کا کرایہ اس وقت سے لے کر جب غصب کیا ہے اس وقت تک کے لئے ادا کرے کہ جب مالک زمین راضی ہوا ہے ۔

مسئلہ ۲۲۲۵ :- اگر غصب شدہ چیز تلف ہوجائے تو اگر وہ گائے اور گوسفند کی طرح ہے کہ اس کے اجزاء کی قیمت ایک دوسرے سے فرق رکھتی ہے تو اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر بازار کی قیمت میں فرق ہوجائے تو جس دن وہ چیز ضائع ہوئی اس دن کی قیمت ادا کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کے دن سے ادائیگی کے دن تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دیناچاہیئے ۔

مسئلہ ۲۲۲۶ :- اگر جو چیز غصب کی ہے اور تلف ہوگئی ہے، برتن، کتاب اور فرش کی طرح ہو جس کے افراد کے بارے میں رغبت کے اعتبار سے عقلاء کے یہاں کوئی فرق نہیں ہوتا تو غصب کی ہوئی چیز کے مثل دیناچاہیئے ، البتہ جو چیز دے رہا ہے اس کی خصوصیات غصب شدہ چیز کی مانند ہو جو کہ تلف ہوگئی ہے ۔

مسئلہ ۲۲۲۷ :- اگر کسی ایسی چیز کو غصب کرے کہ مثل گوسفند کے اس کے اجزاء فرق رکھتے ہوں اور وہ تلف ہوجائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں تو فرق نہیں آیا، البتہ مثلاً جتنی مدت اس کے پاس رہی تھی اس میں وہ کمزور ہوگئی ہو تو موٹے پن کی قیمت بھی ادا کرے جو کہ تلف ہوچکا ہے ۔

مسئلہ ۲۲۲۸ :- جو چیز اس نے غصب کی ہے اگر کوئی اور شخص اس سے غصب کرلے اور وہ چیز تلف ہوجائے تو مالک کو حق ہے کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے اس کا عوض لےلے ، پس اگر پہلے غاصب سے لے تو پہلا دوسرے سے مطالبہ کرے ، البتہ اگر دوسرے نے پہلے کو واپس کردیا ہو اور اس کے پاس جاکر تلف ہوگئی ہو تو وہ اس دوسرے سے مطالبہ نہیں کرسکتا ۔

مسئلہ ۲۲۲۹ :- جو چیز بیچی گئی ہو اگر اس میں شرائط معاملہ میں سے کوئی شرط موجود نہ

معاملہ باطل ہے، اب اگر بیچنے والا اور خریدنے والا معاملہ سے قطع نظر کرتے ہوئے اس بات پر راضی ہوجائیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہے وہ مثل غصبی مال کے ہے اور چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کو واپس کردیں اور اگر ہر ایک کا مال دوسرے کے ہاتھ میں تلف ہوگیا ہو چاہے اسے معلوم ہو کہ معاملہ باطل ہے یا نہیں تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۲۳۰:- جب بیچنے والے سے کوئی مال لے لے تاکہ اسے دیکھ سکے یا ایک مدت تک اس کے پاس رہے تاکہ اگر اسے پسند آجائے تو خرید لے اب اگر وہ مال تلف ہوجائے تو اس کا معاوضہ اس کے مالک کو ادا کرے۔

پڑا ہوا مال ملنے کے احکام

مسئلہ ۲۲۳۱:- جو مال انسان کو کہیں سے پڑا ہوا مل جائے تو اگر اس پر کوئی ایسا نشان نہ ہو کہ جس کے ذریعہ اس کا مالک معلوم ہوسکے اور اس کی قیمت ایک درہم (۱۲/۶ نخود) چنہ سکہ دار چاندی سے کم نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔

مسئلہ ۲۲۳۲:- اگر کوئی ایسا مال ملے جس پر کوئی نشان ہو اور اس کی قیمت (۱۲/۶) نخود سکہ دار چاندی سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان یہ نہ معلوم کرسکے کہ وہ راضی ہے یا نہیں تو اسے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھا سکتا اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو اس نیّت سے کہ اس کی اپنی ملک ہوجائے اسے اٹھالے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب بھی اس کا مالک مل جائے اس چیز یا اس کا عوض مالک کو دیدے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حرم مکہ میں ملی ہوئی چیز کو نہ اٹھالے۔

مالک مل سکتا ہے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ اس کا مالک کافر ہے لیکن مسلمانوں کی اماں میں ہے تو اگر اس چیز کی قیمت (۱۲/۶) نخود سکہ دار چاندی کے برابر ہو تو اعلان کرے اب اگر جس دن سے اسے وہ چیز ملی ہے ایک ہفتہ تک روزانہ اور اس کے بعد ایک سال تک ہر ہفتہ ایک دفعہ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ اعلان کرتا رہے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۴ :- اگر انسان خود نہ اعلان کرنا چاہے تو کسی ایسی شخص کے ذریعہ اعلان کرا سکتا ہے کہ جس پر اسے اطمینان ہو۔

مسئلہ ۲۷۳۵ :- اگر ایک سال کے اعلان کے باوجود مالک نہ مل سکے تو مال کو اپنے لیے اٹھا سکتا ہے اس قصد سے کہ جب بھی اس کا مالک مل جائے اس کا عوض مالک کو ادا کرے یا مالک کی طرف سے بطور امانت رکھ لے کہ جب وہ ملے تو اس کو واپس کردے، البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔

مسئلہ ۲۷۳۶ :- اگر ایک سال کے اعلان کے باوجود مالک نہ مل سکے اور مال کو مالک کے لئے نگہداری کرتا رہے اور وہ تلف ہوجائے تو اگر اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی یا اس میں کوئی زیادتی نہیں کی تو اس کا ضامن نہیں، البتہ اگر مالک کی طرف سے صدقہ کردیا ہو یا اسے اپنے لئے رکھ لیا ہو تو پھر دونوں صورتوں میں ضامن ہے، ہاں اگر مالک صدقہ دینے کو قبول کرے تو ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۷ :- جو شخص کوئی مال پائے اگر جان بوجھ کر ذکر شدہ دستور کے مطابق اس کا اعلان نہ کرے تو علاوہ اس کے کہ اس نے گناہ کیا ہے پھر بھی اس پر واجب ہے کہ اس کا اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۷۳۸ :- اگر نابالغ بچہ کو کوئی چیز ملے تو اس کے ولی کو اعلان کرنا چاہئے اور اس کے بعد بچہ کی طرف سے ملکیت میں لائے یا اسے صدقہ کردے لیکن اگر بچہ کی مصلحت ملکیت میں ہو تو اس کے لئے ولی ملکیت کرے۔

مایوس ہوجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو صدقہ کردے۔

مسئلہ ۲۷۳۰ :- اگر دوران سال کہ جب اعلان کر رہا ہے مال تلف ہوجائے تو اگر اس نے اس حفاظت میں کوتاہی کی ہے یا اس میں کوئی زیادتی کی ہے تو اس کا معاوضہ مالک کو ادا کردے اور اگر کوتاہی یا زیادتی نہ کی ہو تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۱ :- اگر کوئی مال کہ جس میں کوئی علامت موجود ہے اور اس کی قیمت (۱۲/۶) نخود چاندی کے برابر ہے کسی ایسی جگہ مل جائے کہ جس کے متعلق معلوم ہے کہ اعلان کے باوجود بھی مالک نہیں مل سکے گا تو پہلے ہی دن اس کو مالک کی طرف سے فقیر کو صدقہ دیدے اور اگر اس کا مالک مل جائے اور وہ صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو اس کا معاوضہ اسے دے اور صدقہ کا ثواب خود اسے ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۳۲ :- اگر کوئی چیز کسی کو مل جائے اور وہ خیال کرے کہ یہ اس کا اپنا ہی مال ہے اور اس کو اٹھانے کے بعد معلوم ہو کہ اس مال نہیں تھا تو اسے چاہئے کہ ایک سال تک اعلان کرے، اور اسی طرح بنابر احتیاط واجب، اگر اس چیز کو پیروں سے ٹھوکر ماردے۔

مسئلہ ۲۷۳۳ :- اعلان کرتے وقت پائی ہوئی چیز کی جنس بیان کرے اسی طرح کہ عام طور پر یہ کہا جائے کہ اس چیز کا اعلان کیا گیا ہے، مثلاً یہ ہی کہے مجھے کتاب ملی ہے یا لباس اور اگر فقط یہ کہے مجھے ایک چیز ملی ہے تو کافی نہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۴ :- اگر کسی کو کوئی چیز ملے اور دوسرا کہے کہ یہ میرا مال ہے تو اس صورت میں اسے دیدے جب کہ وہ اس کی جو علامت بتائے یقین یا اطمینان پیدا ہوجائے کہ وہ اس کا مال ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۵ :- اگر پائی ہوئی چیز کی قیمت (۱۲/۶) نخود سکہ دار چاندی کے برابر ہو اگر اس کا اعلان نہ کرے، یا مسجد یا کسی اور ایسی جگہ میں رکھ دے کہ جہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور وہ تلف ہوجائے یا کوئی شخص اس کو اٹھالے تو جس کو یہ چیز ملی تھی وہ اس کا

مسئلہ ۲۲۳۶ :- اگر کوئی ایسی چیز مل جائے کہ اگر وہ باقی رکھی تو خراب ہوجائے گی تو جتنا ممکن ہو اسے رکھے اور پھر حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے اس کی قیمت معین کر کے بیچے اور اس کی رقم اپنے پاس رکھ لے اور ایک سال تک اعلان کرتا رہے اور اگر مالک مل جائے تو رقم اس کے حوالہ کردے ورنہ اس کی جانب سے صدقہ کردے۔

مسئلہ ۲۲۳۷ :- اگر کوئی چیز انسان کو مل جائے اور وضو کرتے یا نماز پڑھتے وقت اس کو ساتھ رکھتا ہو تو اگر اس کا مقصد اس سے یہ ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کرے تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۸ :- اگر کوئی اس کا جوتا لے جائے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا جوتا رکھ دے تو اگر اسے معلوم ہو کہ جوتا پڑا ہے یہ اسی شخص کا ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور جانتا ہو کہ اگر یہ جوتا اس کی جگہ اٹھا لے تو راضی ہے اور اس کا تلاش کرنا ممکن نہ ہو تو پھر اسے جوتے کی جگہ اس کو اٹھا لے، البتہ اگر اس کی قیمت اس کے جوتے سے زیادہ ہے تو جس وقت اس کا مالک مل جائے تو قیمت کی زیادتی اسے دیدے اور اگر اس کے ملنے سے ناامید ہوجائے تو وہ زیادہ قیمت کو مالک کی طرف سے صدقہ دیدے، اور اگر اسے احتمال ہو کہ پڑا ہوا جوتا اس کا نہیں ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور اس تک پہنچ بھی نہ سکتا ہو تو اگر اس کی قیمت (۶ / ۱۲) نخود سے کم ہو اس کو اپنے لئے اٹھا سکتا ہے، لیکن اگر اس کی قیمت اس سے زیادہ ہو تو ایک سال تک اعلان کرے اور ایک سال کے بعد بنابر احتیاط واجب اس کو مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔

مسئلہ ۲۲۳۹ :- اگر ایسا مال ملے کہ جس کی قیمت ۶ / ۱۲ نخود سکہ دار چاندی سے کم ہو اور وہ اس سے صرف نظر کرے اور مسجد یا کسی اور جگہ اسے رکھ دے تو اگر کوئی شخص اٹھالے تو وہ اس کے لئے حلال ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۰ :- وہ کپڑے جس کو سینے کے لئے درزی کے پاس موجود ہیں یا وہ سونے

دکان میں رکھے گئے ہیں وغیرہ اگر ان کے مالک معلوم نہ ہو اور ان کو لینے کے لئے نہ آئے تو مالک کے بارہ میں جستجو اور چھان بین کرنا ضروری ہے اور اگر مالک کے ملنے سے مایوس ہوجائے تو بنابر احتیاط واجب ان چیزوں کو مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔

جانوروں کے ذبح اور شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۲۵۱ :- اگر حلال گوشت جانور کو اس طریقہ پر ذبح کیا جائے جو کہ بعد میں بیان کیا جائے گا چاہے وہ جنگلی ہو یا اہلی تو جان نکلنے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے، اور وہ جانور کو جو نجاست کھاتا ہو اگر اس طریقہ پر جو شریعت نے معین کیا ہے اس کا استبراء نہ کیا گیا تو اس کے ذبح کرنے کے بعد بھی اس کا گوشت حلال نہیں ہے، لیکن وہ جانور جس کے ساتھ کسی انسان نے وطی کر لی ہو تو اس کا گوشت بلکہ اس کے بچہ کا گوشت بھی کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۲ :- حلال گوشت جانور، مثلاً ہرن، چکور، پہاڑی بکری اور حلال گوشت جانور جو کہ اہلی تھے لیکن بعد میں وحشی بن گئے مثلاً گائے اور اونٹ جو کہ اہلی تھے اور بھاگ گئے اور وحشی ہو گئے تو اگر اس دستور کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا انہیں شکار کیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہے، البتہ حلال گوشت اہلی جانور مثلاً گوسفند اور مرغ خانگی اور حلال گوشت وحشی جو تربیت کرنے سے اہلی ہو گیا ہے وہ شکار کرنے کی وجہ سے پاک اور حلال نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۵۳ :- حلال گوشت وحشی جانور اس وقت شکار کرنے سے پاک اور حلال ہوتا ہے جبکہ وہ بھاگ یا اڑ سکتا ہو، اس بنا پر ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکتا ہو اور چکور کا وہ

کہ بھاگ نہیں سکتا ایک تیر سے شکار کریں تو ہرن حلال اور بچہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۴:- وہ حلال گوشت جانور، مثلاً مچھلی کہ جو خون جہندہ نہیں رکھتی اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے، لیکن اس کا گوشت نہیں کھا سکتا۔

مسئلہ ۲۲۵۵:- جو حرام گوشت جانور خون جہندہ نہ رکھتا ہو جیسے سانپ وہ ذبح کرنے سے حلال تو نہیں ہوگا لیکن اس کا مردہ پاک ہے خود ہی مر جائے یا کوئی اس کو ذبح کرے۔

مسئلہ ۲۲۵۶:- سور، کتا ذبح کرنے یا شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتا اور ان کا گوشت بھی حرام ہے، البتہ درندہ وگوشت خوار حیوان حرام گوشت جیسے بھیڑ، چیتا وغیرہ اگر ان کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے یا اسلحہ سے شکار کیا جائے تو پاک ہے لیکن گوشت حرام ہی رہے گا، لیکن اگر شکاری کتے کے ذریعہ ان کا شکار کیا جائے تو ان کے بدن کا پاک ہونا بھی مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۷:- ہاتھی، ریچھ، بندر، چوہا اور وہ جانور جو سوسمار، مگرمچھ کی طرح زمین میں زندگی گزارتے ہیں اگر وہ خون جہندہ رکھتے ہوں اور خود بخود مر جائیں تو نجس ہیں بلکہ اگر انہیں ذبح کردیں یا اس کا شکار کریں تو بھی ان کے بدن کا پاک ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۸:- اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ پیدا ہو یا باہر نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

ذبح کا طریقہ

مسئلہ ۲۲۵۹:- حیوان کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو گلے کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے پوری طرح کاٹ دیا جائے، گردن کی چار بڑی رگیں یہ ہیں: حلق (سانس لینے کی نالی) مری (کھانے والی نالی) اور دو بڑی رگیں جو گلے کی دونوں طرف میں ہیں (اور جنہیں شاہ رگ کہتے ہیں) ان بڑی چار رگوں کو اوداج اربعہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۶۰:- اگر چار رگوں میں سے بعض کو کاٹ دے اور حیوان کے مرنے تک

لیکن معمول کے مطابق چار رگوں کو پے در پے نہ کاٹیں اگرچہ جانور کے جان دینے سے پہلے باقی رگیں کاٹ لی جائیں تو بھی اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۱:- اگر بھیڑ یا گوسفند کے حلق کو اس طرح جدا کرے کہ گردن میں چار رگوں میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے کہ جنہیں کاٹنا ضروری ہے تو وہ جانور حرام ہو جائے گا، البتہ اگر گردن کے کچھ حصّہ کو جدا کرے اور چار رگیں باقی ہوں یا بدن کے کسی اور حصّہ کو کاٹ لے تو اگر گوسفند زندہ ہو اور اسے دستور کے مطابق ذبح کر دیں تو وہ حلال اور پاک ہوگا۔

ذبح کرنے کے شرائط

مسئلہ ۲۶۲۲:- حیوان کو ذبح کرنے کی چھ شرطیں ہیں:

۱۔ جو شخص جانور کو ذبح کرتا ہے چاہے مرد یا عورت اسے مسلمان ہونا چاہئے اور اہل بیت پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ اظہار دشمنی نہ کرتا ہو، اور مسلمان کا بچہ اگر ممیز ہو، یعنی اچھائی برائی کو سمجھتا ہو تو وہ جانور کو ذبح کر سکتا ہے۔

۲۔ جانور کو ایسی چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے سے بنی ہو اور اگر لوہا نہ مل سکے اور صورتحال یہ ہو کہ اگر جانور کو ذبح نہ کیا گیا تو وہ مر جائے گا تو کسی تیز چیز کے ساتھ جو چار روگوں کو جدا کر سکے مثلاً شیشہ یا تیز پتھر سے اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ذبح کرتے وقت جانور کا چہرہ اور ہاتھ و پاؤں اور شکم قبلہ کی طرف ہو اور جس کو معلوم ہو کہ قبلہ رخ ذبح کرنا چاہئے، اگر جان بوجھ کر قبلہ کی طرف نہ کرے تو وہ جانور حرام ہو جائے گا، لیکن اگر بھول جائے یا مسئلہ کو نہ جانتا ہو یا قبلہ میں اشتباہ کرے یا اسے معلوم نہ ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا جانور کو قبلہ رخ نہ کر سکتا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۴۔ جس وقت حیوان کو ذبح کرنے لگے یا چھری اسکے گلے پر رکھ دے تو ذبح کرنے کی نیّت سے اللہ کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ ہی کہہ دے تو کافی ہے اور اگر نیّت ذبح کئے

کر اللہ کا نام نہ لے تو اشکال نہیں رکھتا ۔

۵ ۔ جانور کو ذبح کرنے کے بعد حرکت کرنا چاہئے اگرچہ مثلاً آنکھ یا دم کو حرکت دے یا پاؤں زمین پر مارے اور معمول کے مطابق جانور کے بدن سے خون باہر آئے ، اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جانور کی حیات مشکوک ہو ورنہ اس حکم کی ضرورت نہیں ہے ۔

۶ ۔ ذبح مذبح سے ہو ، یعنی چار رگوں کو آگے سے کاٹے اور احتیاط واجب کی بنا پر چھری کو گردن کی پشت سے رکھ کر نہ گھونپ دی جائے ۔

اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۶۲۳ :- اگر اونٹ کو ذبح کرنا چاہیں تا کہ وہ جان دینے کے بعد پاک و حلال ہو تو علاوہ ان چھ شرطوں کے جو جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے بیان ہو چکی ہیں چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے سے بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو گردن اور سینہ کے درمیان نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے ۔

مسئلہ ۲۶۲۴ :- جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ اونٹ کھڑا ہو ، البتہ اگر اس وقت جب اس کے گھٹنے زمین سے لگے ہوں یا پہلو پر لیٹا ہو اور ہاتھ و پاؤں اور اس کا سینہ قبلہ رخ ہوں ، چھری اس کی گردن کی نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے تو بھی اشکال نہیں ۔

مسئلہ ۲۶۲۵ :- اگر بجائے اس کے کہ چھری اونٹ کی گردن کی نشیب والی جگہ میں گھونپی جائے اس کو ذبح کیا جائے یا بھیڑ اور گائے وغیرہ کو اونٹ کی طرح نحر کیا جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہے ، البتہ اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹ کر جب تک وہ زندہ ہے اور دستور کے مطابق جو بیان کیا گیا ہے چھری اس کی گردن کی نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے اور اگر چھری گائے یا گوسفند

وپاک ہیں.

مسئلہ ۲۲۲۲ :- اگر جانور سرکش ہوجائے اور اس کو شریعت کے مقرر شدہ دستور کے مطابق ذبح نہ کر سکیں یا مثلاً کنویں میں گر جائے اور احتمال ہو کہ وہ وہاں مرجائے گا اور اس کا ذبح کرنا شرعی دستور کے مطابق ممکن نہ ہو تو اگر کسی چیز سے مثلاً تلوار سے کہ جو تیز ہونے کی وجہ سے اس کے بدن پر زخم کردے گی اس کو زخم لگایا جائے اور زخم لگانے کی وجہ سے وہ مرجائے تو وہ حلال ہوجائے گی اور اس کا قبلہ رخ ہونا بھی ضروری نہیں، البتہ باقی شرائط کہ جو جانوروں کے ذبح کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں وہ اس میں ہونے چاہیں.

ذبح کے مستحبات

مسئلہ ۲۲۲۷ :- چند چیزیں جانوروں کو ذبح کرنے میں مستحب ہیں:

۱۔ بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے اگلے دونوں پیر اور پچھلا ایک پیر باندھا ہوا ہو اور دوسرا پیر کھلا رہنے دیں، اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں پیر بندھے ہوئے ہوں اور اس کی دم کھلی ہو اور اونٹ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ زانوں یا بغل کے نیچے تک ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہوں اور پیر اس کے کھلے رہیں اور مستحب ہے کہ مرغی کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر و بال مار سکے.

۲۔ جو شخص جانور کو ذبح کر رہا ہو وہ قبلہ رخ ہو. ۳۔ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے. ۴۔ ایسی صورت اختیار کرنی چاہئے جس سے حیوان کو تکلیف کم ہو، مثلاً چھری بہت تیز اور جانور کو جلدی جلدی ذبح کریں.

ذبح کے مکروھات

مسئلہ ۲۲۲۸ :- چند چیزیں جانوروں کو ذبح کرنے میں مکروہ ہیں:

وقت یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے جانور کو ذبح کرنا، البتہ اگر ضرورت ہو تو پھر کوئی عیب نہیں ۳۔ جس جانور کی پرورش خود انسان نے کی ہے اس کو ذبح کرنا، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ روح نکلنے سے پہلے حیوان کی کھال نہ اتارے اور حرام مغز کو ریڑ کی ہڈی سے نہ کاٹے اور نہ حیوان کے سر کو اس کے بدن سے جدا کرے اور اگر اس احتیاط پر عمل نہ کرے اس حیوان کے گوشت حرام نہیں ہوگا، اور اگر حیوان کا سر غیر اختیاری طور پر جدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ہتھیار سے شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۶۲۹ :- اگر وحشی حلال گوشت جانور کو اسلحہ کے ساتھ شکار کریں تو پانچ شرائط کے ساتھ وہ حلال اور اس کا بدن پاک ہے :

۱۔ شکار کا اسلحہ مثل چھری اور تلوار کے کاٹنے والا ہو یا مثل نیزہ اور تیر کے تیز ہونے کی وجہ سے جانور کے بدن کو چیر دے اور اگر جال، لکڑی، پتھر اور اس قسم کی چیزوں کے ذریعہ جانور کا شکار کریں تو وہ پاک نہیں ہوگا اور اس کا کھانا بھی حرام ہے اور اگر کسی جانور کو بندوق سے شکار کریں تو اس کی گولی تیز ہو جو کہ جانور کے بدن میں چلی جائے اور اس کو چیر دے تو پاک اور حلال ہے اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ زور سے دباؤ کی وجہ سے بدن میں دھس جاتی ہو اور جانور کو مار دیتی ہو یا اس کی گرمی کی وجہ سے جانور کا بدن جل جائے اور جلنے کے نتیجے میں جانور مر جائے تو اس کا پاک اور حلال ہونا اشکال رکھتا ہے۔

۲۔ جو شخص شکار کرتا ہے وہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہو اور اگر کافر یا ایسا شخص جو اہل بیت رسالتؑ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے کسی جانور کا شکار کریں تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔

۳۔ ہتھیار شکار کرنے کے لئے ہی چلایا ہو اور اگر مثلاً کسی جگہ کو اس نے نشانہ بنایا ہوا

۴۔ جب ہتھیار چلائے تو نام خدا لے اور اگر جان بوجھ کر اس نے خدا کا نام نہ لیا ہو تو شکار حلال نہیں ہوگا، البتہ اگر بھول گیا تو کوئی اشکال نہیں۔

۵۔ جس وقت جانور کے پاس پہنچے تو وہ مرچکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اس کے ذبح کرنے کا وقت نہ ہو اور اگر ذبح کرنے کا وقت باقی ہے اور اس کو ذبح نہ کرے اور وہ مر جائے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۰:۔ اگر دو آدمی کسی حیوان کو شکار کریں اور ان میں سے ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو تو وہ حیوان حلال نہیں ہے اور اگر دونوں مسلمان ہو لیکن ان میں سے ایک خدا کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر نہ لے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ جانور حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۱:۔ اگر کسی جانور کو گولی مارے اور وہ پانی میں گر جائے اور معلوم ہو کہ گولی اور پانی میں گرنے کی وجہ سے مرا ہے تو حلال نہیں ہے، بلکہ اگر شک ہو کہ صرف گولی لگنے سے مرا ہے یا نہیں تو حلال نہیں ہے، اور اگر کسی جانور کو ہتھیار کے ساتھ شکار کرے اور جانور گم ہو جائے اور کچھ دیر کے بعد اس کا مردہ مل جائے تو اگر علم ہو کہ گولی لگنے کی وجہ سے مرا ہے تو وہ حلال ہے لیکن اگر احتمال ہو کہ کچھ اور اسباب بھی اس میں مؤثر ہے تو وہ جانور کا حکم یہ ہے کہ نجس اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۲:۔ اگر غصبی کتے یا ہتھیار سے شکار کرے تو شکار حلال اور اس کی اپنی ملکیت ہے، البتہ علاوہ اس کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اسے ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۲۷۳:۔ اگر تلوار یا کسی اور چیز سے کہ جس سے شکار کرنا صحیح ہے ان شرائط سمیت جو پیچھے بیان ہو چکے ہیں کسی جانور کے دو ٹکڑے کردے اور اس کا سر و گردن ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو اور انسان اس وقت اس جانور کے پاس پہنچے جب کہ اس کی جان نکل

تنگ ہو تو وہ حصّہ جس میں سر وگردن نہیں وہ حرام ہے اور جس میں سر وگردن ہے وہ حلال ہے، اور اگر جانور ذبح کرنے کا وقت ہو تو وہ حصّہ جس میں سر وگردن نہیں وہ حرام ہے اور جس حصّہ میں سر وگردن ہے اگر اسے دستور شرعی کے مطابق ذبح کرلیا گیا تو وہ حلال ہے بشرطیکہ اس کا سر ابھی زندہ ہو۔

مسئلہ ۲۲۷۴ :- اگر لکڑی، پتھر یا کسی ایسی چیز سے کہ جس سے شکار کرنا صحیح نہیں جانور کو دو ٹکڑے کردیا جائے تو جس حصّہ میں سر وگردن نہیں ہے وہ حرام اور جس میں سر وگردن ہے اگر وہ زندہ ہو اور اسے شرعی دستور کے مطابق ذبح کرلیا گیا تو وہ حلال ہے بشرطیکہ ذبح کرتے وقت زندہ ہو اگرچہ زندہ رہنا ممکن اور جان کنی کے عالم میں ہو۔

مسئلہ ۲۲۷۵ :- اگر کسی جانور کا شکار یا ذبح کریں اور اس کے شکم سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچہ کو شرعی دستور کے مطابق ذبح کرلیں تو حلال ورنہ حرام ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۷۶ :- اگر کسی جانور کا شکار یا ذبح کریں اور اس کے شکم سے مردہ بچہ نکلے تو اگر اس کی خلقت پوری ہوچکی ہو اور بال یا پشم اس کے بدن پر نکل آیا ہو اور ماں کے شکار کی وجہ سے مرا ہو تو وہ پاک وحلال ہے اور اگر ماں کو ذبح کرنے سے پہلے مرا ہو تو نجس اور حرام ہے۔

شکاری کتے کے ساتھ شکار کرنا

مسئلہ ۲۲۷۷ :- اگر شکاری کتا حلال گوشت وحشی جانور یا اس اہلی کو جو وحشی بن گئی ہے ان کو شکار کرے تو اس کے پاک وحلال ہونے کے سات شرائط ہیں:

۱۔ کتا اس طرح تربیت یافتہ ہو کہ جب شکار پکڑنے کے لئے اس کو بھیجیں وہ چلا جائے اور جس وقت جانے سے روکیں رک جائے، البتہ اگر شکار کے قریب پہنچنے کے وقت اس کو روکا جائے اور وہ نہ رکے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر اس کی عادت ہوگئی ہو کہ مالک کے پہنچنے سے پہلے وہ شکار کو کھا لیتا ہے تو اس کے شکار سے اجتناب

تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۔ مالک اسے بھیجے لہذا اگر خود شکار کی طرف جائے اور کسی جانور کو شکار کرے تو اس جانور کا کھانا حرام ہے، بلکہ اگر خود شکار کے پیچھے جائے اور اس کے بعد مالک اسے للکارے کہ وہ جلدی شکار تک پہنچے اگرچہ اس کے للکارنے کی وجہ سے وہ جلدی کرے تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شکار کو کھانے سے پرہیز کریں۔

۳۔ جو کتے کو شکار بھیج رہا ہے وہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو کہ اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہو اور اگر کافر یا دشمن اہل بیت رسالتؑ کتے کو چھوڑے تو اس کتے کا شکار حرام ہے

۴۔ کتا چھورتے وقت خدا کا نام لے اور اگر کتا چھوڑتے وقت جان بوجھ کر خدا کا نام نہیں لیا تو وہ شکار حرام ہے لیکن اگر بھولنے کی وجہ سے ہو تو اشکال نہیں ہے اور اگر جان بوجھ کہ کتے کو چھوڑتے وقت خدا کا نام نہیں لیا اور کتے کو شکار تک پہنچنے سے پہلے خدا کا نام لے لے تو بنابر احتیاط واجب اس شکار سے پرہیز کرے۔

۵۔ شکار اس زخم سے مرے کہ جو کتے کے دانتوں سے لگا ہو پس اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار بھاگنے یا ڈر کے مارے مرجائے تو حلال نہیں ہے۔

۶۔ جس نے کتے کو چھوڑا ہے وہ معمول کے مطابق فوراً شکار کی طرف گیا اور وہ اس وقت پہنچے کہ جب شکار مرچکا ہو یا اگر زندہ ہے تو ذبح کرنے کا وقت نہ ہو اور اگر اس وقت پہنچے کہ جب ذبح کرنے کا وقت ہے تو اگر اس کو ذبح نہ کیا گیا تو وہ حلال نہیں ہے۔

۷۔ صیاد اور شکاری تیزی سے یا معمول کے مطابق شکار کی طرف حرکت کرے۔

مسئلہ ۲۶۲۸:۔ جو کتا چھوڑے اور معمول کے مطابق جلدی سے شکار کی طرف گیا اگر اس وقت پہنچے کہ جس وقت اسے ذبح کر سکتا ہے مثلاً چھری وغیرہ نکالنے کی وجہ سے ذبح کرنے کا وقت گزر جائے اور وہ جانور مرجائے تو وہ حلال ہے، البتہ اگر غلاف خنجر کے تنگ ہونے یا اس سے چمٹے ہونے کی وجہ سے خنجر نکالنے میں دیر لگ جائے اور وقت گزر جائے

ہو کہ جس سے جانور ذبح کرے اور وہ مر جائے تو واجب یہ ہے کہ اس کھانے سے پرہیز کرے۔

مسئلہ ۲۷۷۹:- اگر کئی کتے چھوڑ دے اور وہ مل کر کسی جانور کا شکار کریں تو اگر ان سب میں وہ شرائط موجود تھے جو بیان کئے گئے ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ایک میں شرائط موجود نہ ہوں اور وہ شکار میں مؤثر ہو تو پھر شکار حرام ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۰:- اگر کسی جانور کے شکار کے لئے کتے کو چھوڑ دے اور وہ کتا کسی دوسرے جانور کو شکار کرلے تو وہ شکار پاک اور حلال ہے اور اگر اس جانور کو دوسرے جانور سمیت شکار کرے تو دونوں حلال اور پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۱:- اگر چند آدمی مل کر کتے کو چھوڑ دیں اور ان میں سے ایک کافر ہو تو وہ شکار حرام ہے اور اگر سب مسلمان ہے لیکن ان میں سے ایک شخص جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو بنابر احتیاط واجب وہ شکار حرام ہے اور اسی طرح اگر بھیجے کتوں میں سے ایک تربیت یافتہ نہ ہوں تو وہ شکار حرام ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۲:- شکاری کتے کے علاوہ اگر باز یا کوئی اور جانور کسی جانور کا شکار کرے تو وہ حلال نہیں ہے، البتہ اگر اس وقت پہنچے کہ جب جانور زندہ ہو اور دستور شرعی کے مطابق اس کو ذبح کرے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی کا شکار

مسئلہ ۲۷۸۳:- اگر چھلکے دار مچھلی زندہ پانی سے پکڑ لی جائے اور وہ پانی سے باہر مر جائے تو پاک اور اسے کھانا حلال ہے اور اگر پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے، ہاں اگر پانی کے اندر ہی جال میں آکر مر جائے تب بھی حلال ہے، اور جس مچھلی کے اوپر چھلکے نہیں ہوتے اگرچہ وہ پانی سے زندہ پکڑ لی جائے اور پانی کے باہر وہ مرے

مسئلہ ۲۷۸۴:- اگر مچھلی پانی سے باہر آ پڑے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی زمین میں جذب ہوجائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر مرنے سے پہلے ہاتھ یا کسی چیز سے انسان اس کو پکڑ لے تو وہ مرجانے کے بعد حلال ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۵:- مچھلی کا شکار کرنے والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو اور اس کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے، البتہ مسلمان کو یہ علم ہو کہ زندہ مچھلی پکڑی ہے اور پانی سے باہر مری ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۶:- مری ہوئی مچھلی کہ جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے یا مردہ تو اگر وہ کسی مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو حلال ہے اور اگر کافر کے ہاتھ میں ہے تو اگرچہ وہ کہے کہ میں نے زندہ پکڑی تھی وہ حرام ہے مگر یہ کہ اس کے کہنے سے یقین یا اطمینان حاصل ہوجائے یا دو عادل آدمی اس کی سچائی پر گواہی دے۔

مسئلہ ۲۷۸۷:- زندہ مچھلی کھانے میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۸:- اگر زندہ مچھلی کو پکانا شروع کردیں یا پانی سے باہر جان نکلنے سے پہلے اسے ماردیں تو اس کے کھانے میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۹:- اگر مچھلی کو پانی سے باہر دو ٹکڑے کردیا جائے اور اس کا ایک حصّہ جب کہ وہ زندہ ہے پانی میں گر جائے تو اس حصّہ کا کھانا جو کہ پانی سے باہر رہ گیا ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

ٹڈی کا شکار

مسئلہ ۲۷۹۰:- اگر ٹڈی ہاتھ سے یا کسی اور ذریعہ سے زندہ پکڑ لی جائے تو مرنے کے بعد اس کا کھانا حلال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اس نے پکڑتے وقت نام خدا لیا ہو، البتہ اگر مردہ ٹڈی کسی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا مردہ تو اگرچہ وہ کہے کہ میں نے زندہ پکڑا ہے وہ حلال نہیں

پر گواہی دے ۔

مسئلہ ۲۲۹۱ :- اس ٹڈی کا کھانا کہ جس کے بال و پر نہیں اگے اور جو اڑ نہیں سکتی حرام ہے ۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۲۲۹۲ :- پنجے والے درندے پرندوں کا گوشت کھانا حرام ہے جیسے شاہین، بازی، اور عقاب اور ان کی طرح جو پرندے ہیں، اور اسی طرح بنابر احتیاط واجب کوا ، چمگاڈر ، مور کا گوشت حرام ہے، لیکن ان پرندوں کا گوشت جیسے کبوتر کے مختلف انواع ، بلبل ، قطا ، چکاوک اور مرغی اور چڑیے کے مختلف اقسام سب حلال ہیں، البتہ احتیاط واجب کی بنا پر پرستو اور ہدہد کے گوشت سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔

مسئلہ ۲۲۹۳ :- حلال گوشت پرندوں کو حرام گوشت سے دو طریقہ سے پہچان کر سکتے ہیں : ۱۔ اڑتے وقت جو پرندے اپنے پروں کو مسلسل حرکت دیتے ہیں اور سیدھا کم رکھتے ہیں تو وہ حلال ہے اور جو پرندے اپنے پروں کو سیدھا رکھتے ہیں یا اگر حرکت دیتے ہیں تو حرکت کم اور سیدھا رکھنا زیادہ ہو ان کا گوشت حرام ہے ۔ ۲۔ پنجے والے پرندے حرام گوشت ہے لیکن وہ پرندے جن کے پتھری (سنگ دان)اور پوٹے (چینہ دان) ہوتے ہیں وہ حلال گوشت ہیں ۔

مسئلہ ۲۲۹۴ :- حلال گوشت پرندوں کے انڈے حلال ہیں اور حرام پرندوں کے انڈے حرام ہیں، اور اگر کسی انڈے کے سلسلہ میں اشتباہ ہوجائے کہ وہ حلال گوشت پرندے سے ہیں کہ نہیں تو اگر انڈے کے دونوں طرف ایک جیسے اور مساوی ہو تو وہ حرام ہے اور اگر ایک طرف باریک ہو تو وہ حلال ہے ۔

مسئلہ ۲۲۹۵ :- بحری جانوروں میں سے صرف چھلکے دار مچھلی حلال ہے اور بعض مچھلی

حلال ہے، لیکن بغیر چھلکے کی مچھلی حرام ہے، جس طرح کہ باقی بحری جانور جیسے مگرمچھ (گھڑیال) خرچنگ اور مینڈک حرام ہیں.

مسئلہ ۲۲۹۶:- حلال مچھلی کے انڈے حلال اور حرام مچھلی کے انڈے حرام ہیں.

مسئلہ ۲۲۹۷:- اگر زندہ جانور سے کوئی ایسی چیز جدا کی جائے کہ جس میں جان ہوتی ہے، مثلاً چربی یا زندہ دنبے کے گوشت کا کچھ حصّہ کاٹ لیں تو وہ نجس اور حرام ہے.

مسئلہ ۲۲۹۸:- حلال گوشت جانور کی پندرہ چیزیں حرام ہیں (بعض بنابر احتیاط واجب حرام ہیں): ۱۔ خون ۲۔ فضلہ ۳۔ آلہ تناسل ۴۔ مادہ کا مقام پیشاب ۵۔ بچہ دانی ۶۔ غدود ۷۔ خصیتیں ۸۔ وہ چیز جو کہ کھوپڑی کے مغز میں چنے کے دانوں کی مانند ہے ۹۔ حرام مغز جو کہ ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتے ہیں ۱۰۔ وہ پٹھے جو کہ ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتے ہیں ۱۱۔ پتہ ۱۲۔ تلی ۱۳۔ مثانہ ۱۴۔ آنکھ کا ڈھیلا بنابر احتیاط لازم ۱۵۔ وہ چیز جو کہ سموں کے درمیان ہوتی ہے اور اسے "ذات الاشاجع" کہتے ہیں، بنابر احتیاط لازم اور یہ حکم بڑے حیوانوں کا ہے لیکن چھوٹے حیوانوں میں جیسے چڑیا وغیرہ تو چونکہ بعض چیزیں چھان بین کے قابل نہیں ہوتیں اور نہ جدا کرنے کے قابل ہوتی ہیں، لہذا ان کھانا جائز ہے.

مسئلہ ۲۲۹۹:- گوبر اور اس غلاظت کا کھانا پینا جو ناک سے پانی کی صورت میں نکلتی ہے حرام ہے اور ان چیزوں سے بھی پرہیز کریں کہ جو خبیث ہیں اور ان سے طبیعت نفرت کرتی ہے بنابر احتیاط واجب اجتناب کرے، البتہ اگر وہ چیز پاک ہو اور اس کا کچھ حصّہ حلال چیز کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ لوگوں کی نگاہ میں کالعدم ہو تو اس کے کھانے میں کوئی اشکال نہیں.

مسئلہ ۲۷۰۰:- خاک و مٹی کا کھانا حرام ہے لیکن شفا کی نیّت سے خاک شفا "امام حسینؑ کی تربت" کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو پانی میں ملا

کا انحصار اس کے کھانے ہی پر ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۱ :- ناک کے پانی اور سینہ کے اخلاط جو کہ حلق میں آجاتے ہیں انہیں نگل جانا حرام نہیں ہے، لیکن اگر منہ کی فضا میں آجائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کو نہ نگلے، اور کھانے کے ایسے ٹکڑوں کو نگل جانا جو کہ خلال کرتے وقت دانتوں کے درمیان سے باہر آجاتے ہیں اگر طبیعت ان سے نفرت نہ کرے تو ان میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۲ :- ایسی چیز کا کھانا جو مرنے کا باعث ہو یا انسان کے لئے مضر ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۳ :- اہلی جانوروں میں سے اونٹ، گائے، بھیڑ کا گوشت حلال ہے اور گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور وحشی جنگلی جانوروں میں سے ہرن، نیل گائے، جنگلی بھیڑ، جنگلی بکری، جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۴ :- اہلی، پالتو جانور جو حلال گوشت ہے تین طریقوں سے حرام گوشت ہوگا ہے:

۱۔ جلال، نجاست خور جانور، یعنی وہ حیوان جو انسان کا پاخانہ کھانے کا عادی ہو تو ایسی جانور کے گوشت اور دودھ حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس کا پیشاب، پاخانہ اور پسینہ نجس ہے۔

۲۔ اگر کوئی انسان کسی جانور سے بد فعلی (وطی) کرے، اس صورت میں جانور کے گوشت اور دودھ بنابر احتیاط واجب حرام ہے اور اس کے پیشاب، پاخانہ بنابر احتیاط واجب نجس ہے۔

۳۔ بھیڑ، بکری کے بچے اور بچھڑے اگر سور کا دودھ پیئے اور ان کا گوشت مضبوط ہوجائے اور نمو کرے تو ان کے گوشت، دودھ اور اولاد سب ہی حرام ہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر ان کا پیشاب، پاخانہ بھی نجس ہے، لیکن یہ حیوان اگر انسان کا دودھ پیئے اور

مسئلہ ۲۷۰۵ :- اگر کوئی جلال (نجاستخوار) حیوان کو جو پاخانہ کھانے کا عادی ہے اگر اس کو پاک کرنا چاہیں تو حیوان کو استبراء کرنا چاہیئے ، یعنی اتنے دن پاک غذا دی جائے کہ اس پر نجاست خوار صادق نہ آئے اور احتیاط واجب کی بنا پر اونٹ کو چالیس دن، گائے کو تیس دن اور بہتر ہے کہ چالیس دن ہو ، بھیڑ کو دس دن اور چودہ دن بہتر ہے، مرغابی کو پانچ دن اور سات دن بہتر ہے،مرغی کو تین دن اور مچھلی کو ایک دن پاک غذا کھلائے .

مسئلہ ۲۷۰۶ :- اگر گائے، بھیڑ بکری یا اونٹ کی طرح حلال گوشت جانور کے ساتھ وطی کرے تو ان کا پیشاب اور گوبر نجس اور ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے اور بغیر تاخیر اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے اور جس نے اس جانور کے ساتھ وطی کی ہے وہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے اور اگر وہ حلال گوشت جانور ایسے ہو جس کو سواری کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسے گھوڑا ، خچر، گدھا تو اس کو دوسرے شہر لے جائے اور بیچ دے اور جس نے اس جانور کے ساتھ وطی کی ہے وہ اس کی قیمت اور نقصان مالک کو دیدے اور اگر کوئی وطی شدہ جانور مختلف جانوروں سے مخلوط ہوجائے جس کو نہ پہچان سکے تو قرعہ اندازی کے ذریعہ اس کو معین کرے .

مسئلہ ۲۷۰۷ :- نجس جانوروں کا گوشت اور دودھ ، جیسے کتا اور سور حرام ہے اور اسی طرح درندے حیوانوں کا گوشت اور دودھ جن کے عموماً تیز دانت اور چنگل ہوتے ہیں جیسے شیر، چیتا ، بھیڑیا ، لومڑی ، بلی اور ان کی طرح ہے وہ جانور جن کو (مسوخات) کہتے ہیں، یعنی ان کی شکل بدل گئی ہے جیسے ہاتھی،ریچھ ، بندر اور خرگوش ان کا بھی گوشت اور دودھ حرام ہے،اور اسی طرح چھوٹے جانوروں کا کھانا جیسے چوہا ، سوسمار ، سانپ ، بچھو ، مکھی ، مچھر اور مختلف قسم کے کھیرے مکوڑے بھی حرام ہے .

مسئلہ ۲۷۰۸ :- شراب اور وہ چیز جو انسان کو مست کر دیتی ہے پینا حرام ہے اور بعض روایات میں اسے بہت بڑا گناہ سمجھا گیا ہے اور اگر کوئی اس کو حلال سمجھے جب کہ وہ

حضرت امام جعفر صادقؑ روایت ہے کہ: شراب برائی کی جڑ اور گناھوں کے نشو ونما کی جگہ ہے اور جو شخص شراب پیتا ہے وہ اپنی عقل کھو بیٹھا ہے اور اس وقت وہ خدا کو نہیں پہچانتا اور کسی گناہ کی پرواہ نہیں کرتا اور کسی کے احترام کو مد نظر نہیں رکھتا اور اپنی قریب رشتہ داروں کے حق کی رعایت نہیں کرتا اور واضح برائیوں سے منہ نہیں پھیرتا، روح ایمان اور خدا کی معرفت اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح اس کے بدن میں باقی رہ جاتی ہے جو کہ رحمت خدا سے دور ہے اور خدا وفرشتہ وانبیاء اور مؤمنین اس پر لعنت کرتے ہیں اور چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور قیامت کے دن اس کا چھرہ سیاہ رہے گا اور اس کی زبان منہ سے نکلی ہوئی ہوگی اور اس کا لعاب دہن اس کے سینہ پر پڑا ہوگا اور اس سے "العطش" پیاس کی صدا بلند ہوگی.

مسئلہ ۲۷۰۹:- جس دسترخوان پر شراب پی جاتی ہو اگر انسان ان میں سے شمار ہو جائے تو اس کو وہاں بیٹھنا حرام ہے اور اسی طرح اس سے کچھ کھانا حرام ہے.

مسئلہ ۲۷۱۰:- ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک اگر کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اس کو کھانا پانی دے کر موت سے نجات دلائے.

کھانے کے مستحبات

مسئلہ ۲۷۱۱:- کھانا کھاتے وقت چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا. ۲۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال سے خشک کرنا. ۳۔ میزبان کا سب سے پہلے شروع کرنا اور سب کے بعد کھانا ختم کرنا ۴۔ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا اور اگر دسترخوان پر کئی قسم کی غذا ہو تو ہر غذا کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا مستحب ہے. ۵۔ سیدھے ہاتھ سے کھانا. ۶۔ اگر دسترخوان پر کئی آدمی ہوں تو ہر ایک کا اپنے سامنے سے کھانا. ۷۔ چھوٹے لقمے کھانا.

حمد خدا بجا لانا۔ ۱۱۔ کھانے کے بعد خلال کرنا اور دانتوں کے اندر پھنسی ہوئی غذا کو نکالنا اور منہ کا دھونا۔ ۱۲۔ کھانے کو ادھر ادھر نہ گرانا البتہ اگر بیابان میں کھا رہا ہے تو مستحب ہے کہ جو کچھ کر کے وہ پرندوں اور جانوروں کے لئے رہنے دے۔ ۱۳۔ اول صبح اور ابتداء رات کھانا کھائے اور دن کے وسط میں اور رات کے وسط میں کھانا نہ کھائے۔ ۱۴۔ کھانا کھانے کے بعد چت لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔ ۱۵۔ کھانے سے پہلے اور بعد نمک کھانا۔ ۱۶۔ پھلوں اور سبزیوں کو کھانے سے پہلے صاف پانی سے اچھی طرح دھونا۔ ۱۷۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے دسترخوان پر مہمان کو کھانا کھلانا۔ ۱۸۔ بیٹھ کر کھانا کھالے۔

کھانے کے مکروھات

مسئلہ ۲۷۱۲:- کھانا کھاتے وقت چند چیزیں مکروہ ہیں:

۱۔ بھرے ہوئے پیٹ سے کھانا کھانا۔ ۲۔ زیادہ کھانا، حدیث میں ہے خدا کو سب سے زیادہ چیز جو بری لگتی ہے وہ زیادہ کھانا ہے۔ ۳۔ کھاتے وقت دوسروں کے چہرے پر نظر کرنا۔ ۴۔ گرم کھانا کھانا۔ ۵۔ جس چیز کو کھا رہا ہو یا پی رہا ہو اس کو پھونکنا۔ ۶۔ دسترخوان پر روٹی آجانے کے بعد کسی اور چیز کا انتظار کرنا۔ ۷۔ چاقو، چھری سے روٹی کاٹنا۔ ۸۔ روٹی کے اوپر پلیٹ یا دیگچی وغیرہ کا رکھنا یا اور کسی قسم کی روٹی کے ساتھ بے احترامی کرنا۔ ۹۔ جو گوشت ہڈی پر لگا ہوا ہے اس کو اتنا صاف کرنا کہ اس میں کوئی چیز باقی نہ رہے۔ ۱۰۔ پھلوں کو آدھ کھا کر پھینک دینا۔

پانی پینے کے مستحبات

مسئلہ ۲۷۱۳:- پانی پیتے وقت چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ پانی چوس چوس کر پیئے۔ ۲۔ دن میں کھڑے ہو کر پانی پیئے۔ ۳۔ پانی پینے سے پہلے

پیئے۔ ۶۔ پانی پی کر امام حسینؑ اور ان کے اصحاب اولاد کو یاد کریں (ان پر درود بھیجیں) اور ان کے قاتلوں پر لعنت کریں.

پانی پینے کے مکروھات

مسئلہ ۲۷۱۴:- پانی پیتے وقت چند چیزیں مکروہ ہیں:

۱۔ زیادہ پانی پینا۔ ۲۔ مرغن غذا کے بعد پانی پینا۔ ۳۔ رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا۔
۴۔ بائیں ہاتھ سے پانی پینا۔ ۵۔ گلاس یا جس سے بھی پانی پی رہا ہو اس کے ٹوٹ ہوئے حصے کی طرف سے پینا.

نذر وعہد کے احکام

مسئلہ ۲۷۱۵:- نذر یہ ہے کہ کسی کار خیر کو انجام دینے کے لئے یا جس کام کو نہ کرنا بہتر ہے اس کو ترک کرنے کے لئے کوئی شخص خدا کے لئے اپنے ذمہ میں اس کو لازم کرے.

مسئلہ ۲۷۱۶:- نذر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مشروط. مثلاً کہے کہ اگر مریض اچھا ہوگیا تو فلاں کام کو خدا کے لئے انجام دوں گا. اس کو نذر "شکر" کہتے ہیں یا اگر فلاں برا کام کروں گا تو خدا کے لئے کار خیر انجام دوں گا، اس کو نذر "زجر" کہتے ہیں.

۲۔ مطلق. بغیر کسی قید وشرط کے کہے میں خدا کے لئے نذر کرتا ہوں کہ نماز شب پڑھا کروں گا، یہ تمام نذریں صحیح ہیں.

مسئلہ ۲۷۱۷:- نذر میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے، البتہ عربی زبان میں پڑھنا ضروری نہیں، پس اگر کہے: "اگر میرا بیمار اچھا ہوجائے تو خدا کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ دس روپیہ فقیر کو دوں گا" تو اس کی نذر صحیح ہے، اور "خدا کے لئے" اس جملہ کو زبان سے کہنا ضروری ہے اور دل میں گزارنا کافی نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۱۸:- نذر کرنے والا بالغ و عقلمند ہو اور اپنے قصد واختیار سے نذر کرے، لہذا اس شخص کا نذر کرنا جسے مجبور کیا جائے یا جو غصہ کی حالت میں بے اختیار نذر کرے

مسئلہ ۲۷۱۹ :- لا آبالی آدمی جو اپنے مال کو بیہودہ کاموں میں خرچ کرتا ہو اور جس شخص کو دیوالیہ ہونے کی وجہ سے حاکم شرع نے اس کے مال میں تصرف سے روک دیا ہو ، اگر نذر کرے کہ کسی چیز فقیر کو دے تو صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۲۰ :- عورت کی نذر اگر شوہر کے حقوق میں رکاوٹ بنے تو شوہر کی اجازت کے بغیر باطل ہے،اور اگر شوہر کے حقوق میں رکاوٹ نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ ہو خصوصاً وہ نذر جس کی تعلق اموال سے ہو چاہے خود عورت ہی کے اموال ہو.

مسئلہ ۲۷۲۱ :- اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو اس کا شوہر اس کی نذر کو نہیں توڑ سکتا اور نہ اسے نذر پر عمل سے روک سکتا ہے.

مسئلہ ۲۷۲۲ :- جب بیٹا کوئی نذر کرے اگرچہ باپ کی اجازت کے بغیر ہو تو اسے اپنی نذر پر عمل کرنا چاہیئے،اور اگر باپ نذر کے کرنے سے منع کریں تو نذر ٹوٹ جائے گی، اور اسی طرح ماں بھی اگر منع کرے بنابر احتیاط واجب نذر ٹوٹ جائے گی.

مسئلہ ۲۷۲۳ :- انسان ایسے کام کی نذر کرے کہ جس کا کرنا اس کے لئے ممکن ہو لہذا جو شخص کربلا پیدل نہ جا سکتا ہو اگر نذر کرے کہ میں پیدل کربلا جاؤں گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۲۴ :- اگر کوئی نذر کرے کہ فلاں حرام یا مکروہ فعل انجام دوں گا یا واجب اور مستحب کام ترک کردوں گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۲۵ :- جس کام کی نذر کرے اس کی تفصیلات وخصوصیات کی ضرورت نہیں ہے بس اتنی بات کافی ہے کہ وہ شرعاً جائز ہے ، مثلاً اگر کوئی نذر کرے کہ ہر ماہ کی پہلی شب کو نماز شب پڑھوں گا تو صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے یا اگر نذر کرے کہ کسی خاص جگہ فقراء کو کھانا کھلائے گا تو اپنی نذر کے مطابق عمل کرائے.

تو اس کا کرنا اور نہ کرنا ہر لحاظ سے برابر ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں اور اگر اس کا انجام دینا کسی وجہ سے بہتر ہو اور یہ اسی جہت سے نذر کرے مثلاً نذر کرے کہ کھانا کھاؤں گا تاکہ عبادت کے لئے طاقت حاصل ہو اس کی نذر صحیح ہے اور اسی طرح اس کام کا ترک کسی وجہ سے بہتر ہو اور انسان اسی جہت کی نیّت سے ترک کرنے کی نذر کرے مثلاً چونکہ دھواں مضر ہے لہذا نذر کرے کہ سگریٹ استعمال نہیں کروں گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۷ :- اگر نذر کرے کہ اس کی واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں ذاتی طور پر نماز پڑھنا زیادہ ثواب نہیں رکھتا مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھوں گا تو اگر نماز پڑھنا کسی جہت سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے لہذا انسان میں حضور قلب پیدا ہوگا تو نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۸ :- اگر کسی کام کو بجالانے کی نذر کرے تو اسے اسی طرح بجالائے جیسے نیّت کی ہے پس اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دوں گا یا روزہ رکھوں گا یا نماز اول ماہ پڑھوں گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد اسے بجالائے تو کافی نہیں اور اسی طرح اگر نذر کرے کہ جس وقت مریض اچھا ہوگا تو صدقہ دوں گا اب اگر اس کے اچھے ہونے سے پہلے صدقہ دیدے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۹ :- اگر نذر کرے کہ روزہ رکھوں گا لیکن اس کا وقت اور مقدار معین نہ کرے تو ایک دن روزہ رکھ لینا کافی ہے اور اگر نذر کرے کہ نماز پڑھوں گا اور اس کی مقدار و خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دوں گا لیکن اس کی جنس و مقدار معین نہ کرے اب اگر کوئی چیز دیدے کہ جس کے لئے لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو اس نے اپنی نذر پر عمل کرلیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام خدا کے لئے بجا لاؤں گا اب اگر ایک نماز یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز صدقہ میں دیدے تو اس نے اپنی نذر پوری کردی۔

مسئلہ ۲۷۳۰ :- اگر کسی معین دن کے لئے انسان نذر کرے کہ میں اس دن روزہ رکھوں گا تو پھر اس دن سفر نہیں کر سکتا اور اگر مسافرت کرے اور روزہ نہ رکھے تو قضا کے ساتھ ساتھ اس کا کفارہ بھی دینا ہوگا لیکن اگر کسی مجبوری کی بنا پر سفر کرنا پڑے یا کوئی دوسرا عذر پیش آئے مثلاً بیمار ہوجائے یا عورت حائضہ ہوجائے تو صرف قضا کافی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۱ :- اگر انسان اختیاراً اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے کفارہ دینا پڑے گا یعنی ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے یا دو ماہ پے در پے روزہ رکھے۔

مسئلہ ۲۷۳۲ :- اگر نذر کرے کہ فلاں معین وقت تک کسی عمل کو ترک کروں گا تو اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر وقت گزرنے سے پہلے بھول کر یا مجبوراً اس عمل کو بجالائے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں، البتہ پھر بھی ضروری ہے کہ اس وقت تک وہ عمل نہ بجالائے اور اگر دوبارہ اس وقت سے پہلے بغیر کسی عذر کے وہ عمل بجالائے تو جتنی مقدار گزشتہ مسئلہ میں بیان کیا گیا کفارہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۷۳۳ :- اگر کوئی نذر کرے کہ ایک عمل کو ہمیشہ ترک کرے گا اور اس کے لئے زمانہ یا وقت معین نہ کیا ہو اور اختیاری طور پر اس کو بجالائے تو پہلی دفعہ کے لئے کفارہ دے اور اگر نذر اس طرح کی ہو کہ ہر مرتبہ کو بطور مستقل نذر قرار دیا گیا ہو تو ہر مرتبہ پر کفارہ دے، لیکن اگر یہ نیّت نہ ہو یا شک ہو کہ اس کی نیّت کیسی تھی تو ایک کفارہ سے زیادہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۴ :- اگر نذر کرے کہ ہر ہفتہ ایک معین دن، مثلاً روز جمعہ، روزہ رکھا کرے گا اور کسی ایک جمعہ کو عید فطر یا عید قربان ہوجائے یا عورت کو حیض و نفاس آجائے تو اس دن روزہ نہ رکھے، البتہ احتیاطاً اس کی قضا کر ڈالے۔

مسئلہ ۲۷۳۵ :- جو شخص نذر کرے کہ فلاں مقدار صدقہ دے گا اور صدقہ دینے سے پہلے مرجائے تو اس کے مال سے اتنی مقدار کا صدقہ دینا واجب نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ

مسئلہ ۲۷۳۶ :- جو شخص کسی معین فقیر کو صدقہ دینے کی نذر کرے وہ دوسرے فقیر کو صدقہ نہیں دے سکتا اور اگر وہ فقیر مر جائے تو بنابر احتیاط اس کے ورثہ کو دے۔

مسئلہ ۲۷۳۷ :- جو شخص کسی امام کی زیارت نذر کرے مثلاً امام حسینؑ کی زیارت کی نذر کرے اور دوسرے امامؑ کی زیارت کو جائے تو کافی نہیں ہے، لیکن اگر کسی مجبوری کی بنا پر اس امامؑ کی زیارت نہ کر سکے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۸ :- جو شخص صرف زیارت کی نذر کرے اور غسل زیارت و نماز زیارت کی نذر نہ کرے تو غسل و نماز کا بجالانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۹ :- اگر کسی ایک امام زادے کے حرم کے لئے کوئی چیز نذر کرے تو اس کو حرم کے مصارف میں صرف کرنا چاہئے، فرش، پردہ اور روشنائی اور تعمیر جیسی چیزوں میں، اور اگر خود امام یا امام زادے کے لئے کچھ نذر کرے تو حرم کے خادموں کو دے سکتا ہے اور اسی طرح کے کام حرم کے لئے یا دوسرے خیر کاموں میں خرچ کر سکتا ہے اس نیّت سے کہ ثواب منذور لہ جس کے لئے نذر کیا ہے اس تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۲۷۴۰ :- اگر خود امامؑ کے لئے کوئی چیز نذر کرے اب اگر کسی خاص مصرف کا قصد کیا ہے تو اسی میں صرف کرے اور اگر کسی معین مصرف کا قصد نہیں کیا تو فقراء شیعہ اور زائرین کو دیدے یا مسجد اور اس قسم کی تعمیر کرے اور ان کا ثواب اس امام کو ہدیہ کرے، یا عزاداری میں، مجالس یا ان کے آثار نشر کرنے یا کوئی کام جو ان حضرات سے نسبت رکھتا ہو میں خرچ کرے، اور یہی حکم ہے اگر کسی چیز کو امام زادے کے لئے نذر کرے۔

مسئلہ ۲۷۴۱ :- جس بھیڑ کو صدقہ یا کسی امام کے لئے نذر کیا ہو تو اس کا اون اور موٹاپا بھی نذر کا جزو ہوگا اور بھیڑ کو نذر میں صرف کرنے سے اگر اس کے بچہ ہو جائے یا دودھ دے تو احتیاط واجب ہے کہ ان کو بھی نذر کے اخراجات میں خرچ کرے۔

مسئلہ ۲۷۴۲ :- اگر نذر کرے کہ اگر مریض اچھا ہو جائے گا یا مسافر سفر سے بخیریت

پہلے ہی مسافر آ چکا تھا یا مریض اچھا ہو گیا تھا تو نذر پر عمل کرنا واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۷۲۳:- اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کسی سیّد سے شادی کریں گے تو بعد اس کے کہ لڑکی بالغ ہو جائے احتیاط یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو اسے راضی کریں کہ وہ کسی سیدؑ سے شادی کرے اور اگر راضی نہ ہو جائے تو اس نذر کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور لڑکی کو اختیار ہو گا ۔

مسئلہ ۲۷۲۴:- جب خدا سے عہد کرے کہ اگر میری شرعی حاجت پوری ہو گئی تو میں فلاں اچھا کام کروں گا تو بعد اس کے کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے وہ کام انجام دینا چاہئے اور اگر بغیر اس کے کہ اس کی کوئی حاجت ہو عہد کرے کہ کوئی اچھا کام انجام دے گا تو وہ عمل اس پر واجب ہو جائے گا ۔

مسئلہ ۲۷۲۵:- عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ جاری کرنا ہو گا ، یعنی اس طرح کہنا ہو گا " عاھدت اللہ " یا " علیٰ عھد اللہ " یا اردو میں کہے کہ " میں اپنے خدا سے عہد کرتا ہوں کہ فلاں کام انجام دوں گا " نیز جس کام کے لئے عہد کرے وہ یا تو عبادت ہو جیسے نماز واجب و مستحب یا ہر ایسا کام کہ جس کا انجام دینا ترک کرنے سے بہتر ہو ، اور اگر مباح کام کے لئے عہد کرے تو بنابر احتیاط عہد صحیح ہے اسی طرح اگر ایسا فعل ہو کہ جس کا نہ کرنا بہتر ہے تو عہد کرنا صحیح ہے ۔

مسئلہ ۲۷۲۶:- اگر اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے کفارہ دینا چاہئے ، یعنی ساٹھ مسکینوں کو سیر کرے یا دو ماہ روزہ رکھے یا ایک غلام آزاد کرے ۔

قسم کھانے کے احکام

مسئلہ ۲۷۲۷:- اگر قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دوں گا یا اسے ترک کروں گا مثلاً

کرے تو اسے کفارہ دینا چاہیئے، یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانے سے سیر کرے یا انہیں لباس پہنائے اور اگر یہ نہیں کرسکتا تو اسے تین دن پے در پے روزہ رکھنے چاہئیں۔

مسئلہ ۲۷۴۸:- قسم کھانے کے چند شرائط ہیں :

۱۔ قسم کھانے والا بالغ و عاقل ہو اور قصد و اختیار سے قسم کھائے، اور اگر قسم کا تعلق اس کے مال سے ہو تو وہ شخص لا ابالی نہ ہو اور حاکم شرع نے اس کو اپنے مال میں تصرف سے روکا نہ ہو، لہذا بچہ یا دیوانہ کی قسم یا جس کو قسم کھانے پر مجبور کیا گیا ہو اس کی قسم صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر غصہ میں بے اختیار ہو کر قسم کھائے تو وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

۲۔ جس کام کے کرنے کے لئے قسم کھائے وہ حرام یا مکروہ نہ ہو اور جس کام کے ترک کرنے پر قسم کھائے وہ واجب یا مستحب نہ ہو۔

۳۔ خدا کے کسی نام کی قسم کھانا جو کہ اس کی مقدس ذات کے علاوہ کسی پر نہ بولا جاتا ہو مثلاً خدا اور اللہ اسی طرح اگر ایسے نام کی قسم کھائے کہ جو غیر خدا پر بھی بولا جاتا ہے لیکن خدا پر اتنا بولا جاتا ہے کہ جس وقت کوئی وہ نام لے تو ذات مقدس حق تعالیٰ سمجھا جاتا ہو، مثلاً یہ کہ خالق و رزاق کی قسم کھالے تو صحیح ہے بلکہ اگر ایسی لفظ کے ساتھ کھائے کہ جس سے بغیر قرینہ کے خدا نظر نہیں آتا لیکن وہ خدا کا قصد کرے تو احتیاطاً اس قسم پر عمل کرنا چاہیئے۔

۴۔ قسم زبان پر لائی جائے اور اگر لکھ دے یا دل میں قصد کرے تو صحیح نہیں ہے، البتہ اگر گونگا آدمی اشارے کے ساتھ قسم کھائے تو صحیح ہے۔

۵۔ قسم پر عمل کرنا اس کے لئے ممکن ہو اور اگر جس وقت قسم کھا رہا ہے وہ چیز ممکن ہو اور اس کے بعد اس آخر وقت تک جو کہ قسم کے لئے مقرر کیا ہے عاجز ہو جائے یا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو جس وقت وہ عاجز ہوا ہے اس کی قسم ختم ہو جائے گی اور اسی

مسئلہ ۲۷۴۹ :- اگر باپ بیٹے کو قسم کھانے سے روک دے یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے منع کر دے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۰ :- اگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو بعید نہیں کہ ان کی قسم صحیح نہ ہو لیکن احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷۵۱ :- اگر انسان بھول کر یا مجبوراً اپنی قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے کوئی مجبور کریں کہ اپنی قسم پر عمل نہ کرے، اور وہ قسم جو وسواسی آدمی کھاتا ہے، مثلاً یہ کہ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم ابھی میں نماز میں مشغول ہو جاؤں گا اور وہ وسواس کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وسواس اس طرح ہے کہ وہ بے اختیار قسم پر عمل نہیں کر رہا تو اس پر کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۷۵۲ :- قسم کھانے والا اگر صحیح بات کی قسم کھائے تو مکروہ ہے اور جھوٹی قسم حرام بھی ہے اور گناہان کبیرہ میں سے ہے لیکن اپنے کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے بچانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے، البتہ اگر توریہ کر سکے تو قسم کھاتے وقت ایسی نیّت کرے جو جھوٹ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر توریہ کرے، مثلاً ایک ظالم کسی کو اذیت کرنا چاہتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے اور وہ شخص ایک گھنٹے پہلے اس کو دیکھا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ کہے کہ نہیں دیکھا ہے اور قصد کرے کہ پانچ منٹ پہلے نہیں دیکھا ہے اور اس طرح کی قسم کھانا ان قسموں کے علاوہ ہے جو سابق مسائل میں بیان کئے گئے کیونکہ قسم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ کسی چیز کی اثبات یا نفی کے لئے قسم کھانا۔ ۲۔ کسی کام کے متعلق جن کو آئندہ میں بجا لانا ہے قسم کھائے، پہلی صورت میں اگر قسم جھوٹی ہو تو حرام ہے لیکن کفارہ نہیں ہے، اور کفارہ دینے کا تعلق دوسری قسم اور صورت سے ہے۔

وقف کے احکام

مسئلہ ۲۷۵۳ :- اگر کوئی شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہوجاتی اور پھر خود اور دوسرے لوگ نہ وہ چیز کو بخشش کر سکتے ہیں اور نہ بیچ سکتے ہیں اور کوئی شخص اس کا وارث بھی نہیں بن سکتا، البتہ بعض موارد میں کہ جو مسئلہ (۲۱۵۵ و ۲۱۵۶) میں بیان کیے گئے ہیں اس کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۷۵۴ :- ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے، بلکہ اگر مثلاً کہہ دے کہ میں اپنا گھر وقف کرتا ہوں تو وقف صحیح ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر وقف خاص میں جس شخص کے لئے گھر وقف کیا ہے یا اس کا وکیل یا ولی کہے میں نے قبول کیا ہے تو وقف صحیح ہے، اور وقف عمل سے بھی ممکن ہے، مثلاً کسی چٹائی کو وقف کی نیّت اور قصد کے ساتھ مسجد میں بچھا دے یا کسی جگہ کو مسجد ہونے کی نیّت سے بنا لے اور بنانے کے بعد نمازیوں کو سپرد کرے تو وقف صحیح ہے، لیکن اگر خاص افراد کے لئے وقف نہ کرے بلکہ مسجد اور مدرسہ کی طرح عام کے لئے وقف کرے یا مثلاً فقراء یا سادات کے لئے وقف کرے تو قبول کرنا شرط نہیں ہے اور قبول کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۵ :- اگر کسی ملک کو وقف کے لئے معین کردے اور وقف کا صیغہ پڑھنے سے پہلے پشیمان ہوجائے یا مرجائے تو وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۶ :- جو شخص کوئی مال وقف کر رہا ہے تو مال کو ہمیشہ کے لئے وقف کرے اور اگر کہے اب سے دس سال تک کے لئے وقف ہے اور بعد میں وقف نہیں ہے یا دس سال تک وقف ہو اور پانچ سال وقف نہ ہو پھر دو بارہ وقف ہو تو اس طرح وقف باطل ہے لہذا وقف صیغہ پڑھنے کے وقت سے لے کر اس کے مرنے تک ہونا چاہئے لہذا اگر کہے یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہے تو چونکہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے لے کر اس

کررہا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد وقف ہوجائے ۔

مسئلہ ۲۷۵۷ :- وقف اس صورت میں صحیح ہے جبکہ مال وقف اس شخص کے تصرف میں دے کہ جس پر وقف کیا ہے یا اس کے وکیل یا ولی کو دیدے ، البتہ اگر کوئی چیز اپنی چھوٹی اولاد پر وقف کرے اور اس قصد سے کہ وہ چیز ان کی ملکیت ہے ان کی طرف سے اس کی نگرانی کرے تو وقف صحیح ہے ۔

مسئلہ ۲۷۵۸ :- اگر مسجد کو وقف کرے تو بعد اس کے واقف نے وقف کی نیت سے اجازت دے کہ اس میں لوگ نماز پڑھیں تو اگر ایک آدمی نے بھی اس میں نماز پڑھ لی تو وقف صحیح ہوجائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عمومی وقف کی جگہیں جیسے مساجد ومدارس وغیرہ میں قبضہ میں دینا شرط نہیں ہے، اور اسی طرح اگر کوئی مسجد بنالے اور اس کو متولی کے حوالے کردے تو وقف مکمل ہوجائے گا ۔

مسئلہ ۲۷۵۹ :- وقف کرنے والے کو بالغ ، عاقل ہونے کے ساتھ خود مختار اور قصد کرنے والا ہونا چاہیئے اور شرعاً اپنے مال میں حق تصرف بھی رکھتا ہو ، لہذا لا ابالی اور وہ مقروض افراد جس کو حاکم شرع نے اس کے مال میں تصرف کرنے سے روک دیا ہو اگر ایسے لوگ اپنے مال کو وقف کریں تو صحیح نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۷۶۰ :- اگر کسی مال کو صرف ان لوگوں کے لئے وقف کرے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں تو وقف صحیح نہیں ہے، لیکن اگر زندہ لوگوں کے لئے اور ان کے بعد ان لوگوں کے لئے جو بعد میں پیدا ہوں گے وقف کرے تو صحیح ہے ۔

مسئلہ ۲۷۶۱ :- اگر کوئی چیز اپنی ذات کے لئے وقف کرے مثلاً یہ کہ کوئی دکان وقف کرے اور یہ کہے کہ اس کا کرایہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرہ پر خرچ کیا جائے تو صحیح نہیں ہے، البتہ اگر کوئی مال فقراء پر وقف کرے اور خود بھی فقیر ہوجائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کرسکتا ہے ۔

وہ وقف کرنے والی کی قرارداد کے مطابق عمل کرے اور اگر معین نہ کرے تو اگر مخصوص افراد پر وقف کرے مثلاً اپنی اولاد پر تو ان کو اختیار حاصل ہے اور اگر نا بالغ ہو تو اختیار ولی کو حاصل ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لئے حاکم شرع کی اجازت ضرورت نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۶۳ :- اگر کوئی جائیداد مثلاً فقراء یا سادات پر وقف کرے، یا وقف کرے کہ اس کے منافع کار خیر میں صرف ہو تو اگر اس جائیداد کے لئے کوئی متولی معین نہیں کیا ہے تو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے.

مسئلہ ۲۷۶۴ :- اگر کوئی جائیداد مخصوص افراد پر وقف کرے، مثلاً اپنی اولاد پر تاکہ ہر طبقہ دوسرے طبقہ کے بعد اس سے فائدہ اٹھائے تو اگر اس جائیداد کا متولی اسے کرایہ پر اٹھا دے اور مرجائے تو اگر اس نے وقف یا بعد والے طبقہ کی مصلحت کو مد نظر رکھا تھا تو اجارہ باطل نہیں ہوگا، اور اسی طرح اگر اس کا کوئی متولی نہ ہو اور جن پر وقف ہوا ہے اس کا ایک طبقہ اس کو کرایہ پر دیدے اور مدت اجارہ کے دوران وہ مرجائے جائیں تو اگر وقف کی مصلحت کو رعایت کیا گیا ہو تو اجارہ باطل نہیں ہوگا.

مسئلہ ۲۷۶۵ :- اگر وقف کی جائیداد خراب ہوجائے تب بھی وہ وقف ہونے سے خارج نہیں ہوگی، ہاں اگر وقف کسی عنوان پر کیا گیا ہے، مثلاً باغ، یا اس کے مانند تو خراب ہونے کے بعد یہ وقف سے خارج ہوجائے گا اور واقف کے ورثاء کو پہنچتا ہے.

مسئلہ ۲۷۶۶ :- وہ جائیداد کہ جس کا کچھ حصہّ وقف ہے اور کچھ حصہّ وقف نہیں ہے اگر وہ تقسیم شدہ نہ ہو تو حاکم شرع یا متولی وقف اہل خبرہ سے مشورہ کر کے وقف کا حصہّ الگ کرے.

مسئلہ ۲۷۶۷ :- اگر وقف کا متولی خیانت کرنے لگے اور اس کی آمدنی کو غیر معین جگہ میں صرف کرنے لگے تو حاکم شرع ایک ایسے ناظر کو معین کر سکتا ہے جو متولی کو خیانت

مسئلہ ۲۷۶۸ :- وہ فرش جو امام باڑہ کے لئے وقف کیا گیا ہے وہ نماز کے لئے مسجد میں نہیں لے جا سکتے اگرچہ وہ مسجد امام باڑہ کے قریب ہی کیوں نہ ہو اور اگر معلوم نہ ہو کہ فرش صرف امام بارگاہ کے لئے مخصوص ہے یا نہیں تب بھی دوسری جگہ نہیں پہنچا سکتے، یہی حکم تمام وقف کئے ہوئے مال کا ہے حتیٰ کہ ایک مسجد کی سجدہ گاہ دوسری مسجد میں نہیں لے جا سکتے۔

مسئلہ ۲۷۶۹ :- اگر کوئی مال تعمیر مسجد کے لئے وقف کیا گیا ہو اب اگر اس مسجد کو تعمیر کی ضرورت نہ ہو اور یہ احتمال بھی نہ ہو کہ اس مسجد کو ایک مدت تک تعمیر کی ضرورت پڑے گی تو جب تعمیر کے علاوہ اور بھی اسے ضرورت نہ ہو اور اس مال کے منافع معرض تلف میں ہوں اور ان کا باقی رکھنا فضول ہو تو اس مال کے منافع دوسری ایسی مسجد پر صرف کر سکتے ہیں کہ جسے تعمیر کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۰ :- اگر کوئی جائیداد وقف کر دے تا کہ اس کا نفع تعمیر مسجد پیش نماز اور مؤذن پر خرچ کیا جائے تو اگر معلوم ہو کہ وقف کرنے والے نے ہر ایک کے لئے اتنی مقدار معین کی ہے تو اس کے مطابق خرچ کیا جائے اور اگر یقین نہ ہو تو پہلے مسجد کو تعمیر کرنا چاہیئے اور اگر اس سے کچھ بچ جائے تو پیش نماز اور مؤذن کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں تقسیم میں ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

مسئلہ ۲۷۷۱ :- وصیت اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنے مرنے کے بعد کسی چیز کی کسی سے وصیت کرے یا کہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال میں سے فلاں مالک ہو گا یا اپنے اولاد کو یا ان لوگوں کو جو اس کے اختیار میں ہیں سرپرست معین کرے وہ شخص جس سے

مسئلہ ۲۷۷۲ :- کوئی شخص چاہتا ہو وصیّت کرے اشارہ سے کہ اپنے مقصود کو اشارہ سے سمجھا دے ایسا شخص وصیّت کرے اگرچہ گونگا نہ ہو.

مسئلہ ۲۷۷۳ :- اگر کسی تحریر میں میّت کی دستخط اور مہر دیکھے اور اس کے مقصود سمجھ لے اور معلوم ہو کہ وصیّت کا نوشتہ ہے تو چاہیئے کہ اس کے مطابق عمل کرے.

مسئلہ ۲۷۷۴ :- وہ شخص کہ جو وصیّت کرے وہ عاقل ہو، بالغ ہو، لیکن دس سال کا بچہ کہ جو اچھے برے کی تمیز دے سکے اگر کسی اچھے کام کے لئے وصیّت کرے، مثلاً مسجد کے بنوانے کے لئے یا پانی کے ذخیرہ کے لئے یا پل کے لئے وصیّت کرے تو صحیح ہوگی اور اپنے اختیار سے وصیّت کرے اور یہ بھی ہے کہ وصیّت کرنے والا بالغ ہونے کے وقت بیوقوف نہ ہو، لیکن اس کی وصیّت صحیح ہے خاص طور پر امور خیر اور نیک کاموں میں، اور حاکم شرع نے وصیّت سے نہ روکا ہو.

مسئلہ ۲۷۷۵ :- اگر کوئی شخص بطور عمد مثلاً اپنے کو زخمی کرے یا زہر کھانے کی وجہ سے اس کو خود یقین یا گمان ہو جائے اپنے مرنے کا اگر وصیّت کرے کہ اس مال سے کچھ خرچ کرنے والے کو پہنچائیں صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۲۷۷۶ :- اگر انسان وصیّت کرے کسی کے لئے کسی چیز کے دینے کو، تو وہ چیز اس شخص کی ملکیّت ہو جائے گی اگر قبول کرے اور ظاہراً اگر موصی لہ یعنی جس کے لئے وصیّت کی گئی ہے رد نہ کرے کافی ہے اور قبول کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اگر موت سے پہلے بھی قبول کر لے کافی ہے.

مسئلہ ۲۷۷۷ :- انسان جب اپنے اندر موت کی علامات کو دیکھ لے تو فوراً لوگوں کی امانتوں کو واپس کر دے، اور اگر مقروض ہے اور قرضہ کی ادائیگی کا وقت آ پہنچا ہے تو قرض ادا کر دے اور اگر خود نہیں دے سکتا یا قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا ہے تو وصیّت کر دے اور اس پر گواہ بھی بنا دے، لیکن اگر اطمینان ہے کہ ورثہ اس کے قرض کو ادا کریں

مسئلہ ۲۷۷۸ :- اپنے اندر موت کے آثار و علامات کو محسوس کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر اس کے ذمہ خمس، زکات، مظالم ہو تو ان کو فوراً ادا کر دے اور اگر نہیں دے سکتا اور اس کے پاس مال ہے یا مال تو نہ ہو لیکن یہ احتمال ہو کہ میرے رشتہ دار اس کو ادا کر دیں گے تو اس کے لئے وصیّت کر دے، اس طرح اگر اس کے ذمہ حج باقی ہو.

مسئلہ ۲۷۷۹ :- کوئی بھی موت کی نشانیوں کو اپنے میں دیکھے اگر نماز و روزہ اس پر قضا ہیں چاہیئے کہ وصیّت کرے کہ اس کے مال سے اس کے لئے اجیر قرار دیں، بلکہ اگر مال نہ رکھتا ہو لیکن احتمال دے کہ کوئی بغیر اجرت لئے انجام دے گا تو پھر واجب ہے کہ وصیّت کرے اور اگر اس کے نماز و روزے کی قضا بڑے لڑکے پر واجب ہے تو چاہیئے کہ اس کو اطلاع دے یا وصیّت کرے کہ اس کی طرف سے بجالائے.

مسئلہ ۲۷۸۰ :- کوئی شخص موت کی علامات کو اپنے اندر پائے، اگر مال کسی کے پاس اس کا ہو یا کھیں چھپا رکھا ہو جس کو ورثہ نہ جانتے ہوں، چنانچہ نہ جاننے کی وجہ سے ان کے ورثہ کا حق ضائع ہو جائے گا تو چاہیئے کہ ان کو اطلاع دے اور لازم نہیں ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں کے لئے سرپرست معین کرے، لیکن اگر بغیر سرپرست کے ان بچوں کا مال ضائع ہو جائے گا یا خود بچے اس کو ضائع کر دیں گے تو چاہیئے کہ بچوں کے لئے ایک امین سرپرست معین کرے.

مسئلہ ۲۷۸۱ :- چاہیئے کہ وصی عاقل اور مورد اطمینان ہو اور اگر وصیّت کرنے والے کی تسلط کا باعث ہو اسے مسلمان ہونا چاہیئے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس کو بالغ ہونا چاہیئے

مسئلہ ۲۷۸۲ :- اگر کوئی اپنے لئے چند وصی معین کر جائے اور یہ اجازت دیدی ہو کہ ہر ایک تنہا وصیّت پر عمل کر سکتا ہے تو ایک دوسرے سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر اجازت نہ دی ہو چاہے یہ کہا ہو سب مل کر کام کریں یا نہ کہا ہو تو ایک دوسرے سے مشورہ کر کے عمل کریں اور اگر وہ لوگ ایک ساتھ مل کر کام کرنے پر تیار نہ ہو یا

سبب بن رہا ہو یا تاخیر کا سبب ہو تو حاکم شرع اس طرح ترتیب دے کہ وصیت پر عمل کیا جاسکے، اور اگر نہ ہو سکا تو وصی کو بدل دے گا۔

مسئلہ ۲۷۸۳:۔ اگر وصیّت کرنے والا اپنی وصیّت سے پلٹ جائے، مثلاً پہلے کہے کہ میرا ثلث مال فلاں کو دیدیا جائے پھر کہے کہ نہ دیا جائے تو وصیّت باطل ہوجاتی ہے، اسی طرح اگر وصیّت میں تغییر کردے، مثلاً کسی کو نابالغ کے لئے سرپرست معین کیا گیا ہو اس کے بعد اس کی جگہ دوسرے کو معین کردے تو پہلی وصیّت باطل ہوجاتی، دوسری صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۴:۔ اگر وصیّت کرنے والا کسی معین چیز کے لئے وصیّت کرے کہ فلاں کو دیدی جائے اس کے بعد وصیّت کرے کہ اس کا آدھا دوسرے کو دیدیا جائے تو اس چیز کے دو حصّہ کرکے آدھا آدھا دونوں کو دیدیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۸۵:۔ اگر ایسا کام انجام دے کہ جس سے معلوم ہو کہ اپنی وصیّت سے پلٹ گیا ہے، مثلاً اپنے گھر کسی کو دینے کے لئے وصیّت کی ہو اور بعد میں بیچ ڈالے یا کسی دوسرے کو وکیل بنائے اس گھر کو بیچنے کے لئے تو وصیّت باطل ہوجائے گی۔

مسئلہ ۲۷۸۶:۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی مرض میں ہو کہ وہ اس مرض میں مرجائے گا کچھ مقدار مال کسی کو دے اور وصیّت کرے کہ مرنے کے بعد کسی دوسرے کو دے تو وہ مال جو اس نے اپنی زندگی میں دیا ہے اصل مال ہے اس کے لئے ورثہ کی اجازت کی احتیاج نہیں ہے اور جس چیز کی اس نے وصیّت کی ہے اگر ثلث سے زیادہ ہو تو اس کی زیادتی ورثہ کی اجازت کا محتاج ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۷:۔ اگر کوئی شخص وصیّت کر جائے کہ میرے ثلث ترکہ کو محفوظ رکھا جائے اور اس سے ہونے والے نفع کو فلاں مقصد میں خرچ کیا جائے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷۸۸:۔ اگر کوئی مرض الموت میں کہے کہ میں فلاں شخص کا اتنا مقروض

مال سے دیا جائے اور اگر متہم ہو تو میّت کے ثلث ترکہ سے دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۷۸۹:- جن کے لئے وصیّت کی جائے اس کا موجود ہونا ضروری ہے، لہذا اس بچہ کے لئے وصیّت کرنا جو ابھی موجود نہیں ہے اور ہو سکتا ہے بعد میں پیدا ہو جائے باطل ہے، البتہ جو بچہ شکم مادر میں موجود ہے چاہے ابھی اس میں روح نہ داخل ہوئی ہو اس کے لئے وصیّت کرنا صحیح ہے، پس اگر بعد میں وہ بچہ زندہ پیدا ہوا تو جو چیز اس کے لئے وصیّت کی گئی تھی دی جائے گی اور اگر مردہ پیدا ہوا تو وصیّت باطل ہے اور وہ چیز ورثہ میں تقسیم کر دی جائے گی۔

مسئلہ ۲۷۹۰:- اگر انسان سمجھے کہ کسی نے اس کو وصی کیا، چنانچہ وہ وصیّت کرنے والے تک اطلاع پہنچائے کہ وہ وصیّت کو انجام دینے کے لئے حاضر نہیں ہے، لازم نہیں ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی وصیّت پر عمل کرے، لیکن اگر اس کے مرنے سے پہلے نہ سمجھے کہ اس کو وصی کیا ہے یا پتہ چل گیا ہو لیکن اس کو اطلاع نہ دے اس بات کی کہ وہ وصیّت پر عمل کرنے کے لئے حاضر نہیں ہے، چاہئے کہ اس کی وصیّت پر عمل کرے اور اگر وصی مرنے سے پہلے کسی موقع پر متوجہ ہو جائے کہ مریض شدت مرض کی وجہ سے دوسرے سے وصیّت نہیں کر سکتا بنابر احتیاط واجب چاہئے اس کی وصیّت کو قبول کرے۔

مسئلہ ۲۷۹۱:- وصی کو یہ حق نہیں ہے کہ میّت کے امور کو خود انجام نہ دے کر کسی اور کے حوالے کر دے، ہاں اگر معلوم ہو کہ میّت کا مقصد صرف کام انجام دینا ہے (کوئی بھی انجام دے) تو دوسرے کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۲:- اگر کسی نے دو آدمیوں کو وصی مقرر کیا ہو کہ دونوں مل کر کام کرے اور ان میں سے کوئی ایک مر جائے یا دیوانہ ہو جائے یا کافر ہو جائے تو حاکم شرع اس کی جگہ پر دوسرے کو معین کر دے گا اور اگر دونوں ہی ایسے ہو جائے تو حاکم شرع دو دوسرے آدمیوں کو معین کرے گا۔

مدد گار بنا سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لئے دوسرے کو معین کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۹۴ :- اگر کچھ مال میّت کے مال سے وصی کے ہاتھوں تلف ہو جائے چنانچہ اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو یا تعدی، مثلاً میّت نے وصیّت کی ہو کہ فلاں مقدار مال کی فلاں شہر میں فقراء کو دیدے اور مال کو کسی اور شہر میں لے جائے اور راستہ میں تلف ہو جائے تو ضامن ہے، لیکن اگر کوتاہی یا تعدی بھی نہ کی ہو تو ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۵ :- جب بھی انسان کسی کو وصی کرے اور کہے اگر یہ شخص مر جائے تو فلاں شخص وصی ہوگا اس کے بعد پہلا وصی مر جائے تو چاہیئے کہ وصی دوم میّت کے کاموں کو انجام دے۔

مسئلہ ۲۷۹۶ :- قرض، حج واجب، خمس، زکات، جیسے چیزوں کو اصل ترکہ سے نکالا جائے گا چاہے میّت نے وصیّت نہ بھی کی ہو، لیکن اگر میّت نے وصیّت کیا ہو کہ کسی معین مال سے ان کو ادا کیا جائے اسی طرح عمل کرے اور اگر وہ مال کم ہو تو باقی اصل ترکہ سے نکالا جائے گا۔

مسئلہ ۲۷۹۷ :- اگر میّت کا مال زیادہ ہو اس کے قرض اور حج واجب وحقوق، مثلاً خمس وزکات ومظالم جو کہ اس پر واجب ہیں، چنانچہ وصیّت کی ہو ثلث یا ثلث سے کم کہیں پر خرچ کرنے کی چاہیئے کہ اس کی وصیّت پر عمل کرے اور اگر وصیّت نہ کی ہو تو جو بھی بچا ہے وہ سب ورثہ کا مال ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۹۸ :- اگر وہ مصرف کہ جس کو میّت نے معین کیا ہے ثلث مال سے زیادہ ہو، اس کی وصیّت ثلث مال سے زیادہ ہیں اس صورت میں صحیح ہے کہ ورثہ ایسا کام کریں کہ جس سے معلوم ہو کہ ورثہ عمل وصیّت سے راضی ہیں تنہا راضی ہونا کافی نہیں ہے، اور اگر مرنے کے ایک مدت بعد ورثہ اجازت دیں صحیح ہے، اور اگر بعض ورثہ اجازت دے اور بعض اجازت نہ دے تو صرف اجازت دینے والوں کے حصّہ سے لیا جائے گا اور وصیّت

مسئلہ ۲۷۹۹:- وہ مصرف جس کو میّت نہ معین کیا ہے اگر ثلث مال سے زیادہ ہو اور اس کے مرنے سے پہلے ورثہ اجازت دیں کہ اس کی وصیّت پر عمل ہو، اس کے مرنے کے بعد ورثہ کو اختیار نہیں ہے کہ اجازت سے پلٹ جائیں۔

مسئلہ ۲۸۰۰:- اگر وصیّت کرے ثلث مال سے خمس وزکات یا قرض دینے کی کسی کو اور نماز وروزہ کے اجیر کرنے کے لئے اور مستحبی کاموں کے لئے بھی مثلاً فقراء کو کھانا کھلانا، تو چاہئے کہ پہلے واجبات پر خواہ مال سے تعلق ہو یا کسی اور سے عمل کرے اور واجبات کے درمیان کوئی ترتیب نہیں ہے، ہاں اگر میّت کی وصیّت میں کوئی خاص ترتیب موجود ہوں تو اسی ترتیب سے واجبات کو بجالائے اگرچہ بدنی واجب ہو، تو اگر ثلث سب کے لئے کافی ہو تو سب پر عمل کرے لیکن اگر ثلث سب خرچ ہوجائے اور کم ہو تو باقیماندہ واجب اگر اس کا تعلق مال سے ہے تو اصل ترکہ سے نکالا جائے اور اس پر عمل کرے اور اگر باقیماندہ بدنی واجب ہے تو اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں باطل ہوجائے گا، اور اگر میّت کی وصیّت میں کوئی ترتیب نہ ہو واجبات ہمیشہ مستحبات پر مقدم ہیں لیکن اس صورت میں واجبات کے درمیان کوئی ترتیب ملحوظ نہیں ہوگا، بلکہ تیسرے حصّہ کو سب کے اوپر تقسیم کیا جائے گا، اور اگر ثلث برابر نہ ہو، کم ہوجائے تو جس واجبات کا تعلق مال سے ہے ان کو اصل ترکہ سے نکالا جائے گا اور باقی لغو ہے، تو ہر صورت میں اس بات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ واجبات کو پہلے بجالائے اگر کچھ ثلث سے بچ گیا تو مستحبات کو بجالائے۔

مسئلہ ۲۸۰۱:- اگر وصیّت کرے قرض کے لئے اور نماز وروزہ کے لئے کہ اجیر اس کی طرف سے قرار دیں اور مستحبی کاموں کو بھی انجام دیں اور وصیّت نہ کی ہو کہ ثلث مال سے خرچ کریں، تو چاہئے کہ اس کے قرض کو اصل مال سے دیں اور اگر کچھ زیادہ ہو تو اس کے ثلث سے نماز وروزہ اور مستحبی کاموں میں جس کو معین کیا ہے خرچ کریں اور اگر ثلث کافی نہ ہو تو اگر ورثہ اجازت دیں چاہئے کہ اس کی وصیّت پر عمل کیا جائے اور اگر اجازت نہ

خرچ کریں جس کو معین کیا ہو۔

مسئلہ ۲۸۰۲ :- اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ میّت کا وصی ہوں کہ اس کے اموال کو اس کے مصارف میں خرچ کروں یا یہ دعوی کرے کہ اس کے بچوں کا میں سرپرست ہو تو اس کا دعویٰ صرف اس صورت میں قبول کیا جائے گا کہ اس سے یقین یا اطمینان ہوجائے یا دو عادل اس کے بات کی تصدیق کریں۔

مسئلہ ۲۸۰۳ :- اگر وصیّت کرے کسی چیز کی کسی کے لئے اور وہ شخص قبل اس کے کہ وہ قبول کرے یا رد کرے (وصیّت کرنے والا) مر جائے، اس وقت جب تک کہ ورثہ رو نہ کریں (وصیّت کو) وہ شخص قبول کر سکتا ہے، لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا جب وصیّت کرنے والا اپنی وصیّت سے نہ پلٹے اور اگر اپنی وصیّت سے پلٹ جائے تو وہ شخص کسی چیز کا حق نہیں رکھتا۔

میراث کے احکام

مسئلہ ۲۸۰۴ :- رشتہ داری کی بنا پر میراث پانے والوں کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ ماں، باپ، اولاد اور اولاد نہ ہوں تو ان کی اولاد اسی طرح چاہے جتنے نیچے تک پہنچ جائیں، لیکن یہ ملحوظ رہے کہ جو میّت سے نزدیکتر ہوگا وہی میراث پائے گا اور جب تک اس طبقہ کا ایک فرد بھی ہوگا دوسرے طبقہ والوں کو میراث نہیں ملے گی۔

۲۔ دادا، دادی، نانا، نانی (اور ان کے اوپر والے جہاں تک بھی ہو) خواہ پدری ہو یا مادری، اسی طرح بھائی، بہن اور اگر بھائی بہن نہ ہوں تو ان کی اولاد در اولاد (جہاں تک نیچے سلسلہ جائے) ان میں سے جو بہت سے زیادہ نزدیک ہوگا وہ میراث پائے گا اور جب تک اس دوسرے طبقہ کا ایک فرد بھی موجود ہو تیسرے طبقہ والوں کو میراث نہیں ملے گی۔

جہاں تک بھی نیچے چلی جائے جو سب سے نزدیک ہے میراث اس کو ملے گی، اور جب تک چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ میں سے ایک فرد بھی موجود ہو تو ان کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی، اور جب تک ان کی اولاد زندہ ہیں اولاد کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا، صرف ایک مسئلہ مستثنیٰ ہے کہ اگر میّت کا باپ کی طرف سے چچا ہو اور حقیقی چچا کا بیٹا ہو تو میراث حقیقی چچا کے بیٹے کو ملے گی، اور باپ کی طرف سے چچا نزدیک ہونے کے باوجود میراث نہیں پائے گا۔

مسئلہ ۲۸۰۵ :- اگر میّت کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد بھی موجود ہوں تو اور ان کی اولاد بھی موجود ہوں تو میراث چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کو ملے گی اور اگر یہ حضرات نہ ہوں تو ان کی اولادوں کو میراث ملے گی اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو میّت کے ماں باپ، کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کو میراث ملے گی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر ان کی اولاد کو میراث ملے گی۔

مسئلہ ۲۸۰۶ :- آئندہ تفصیل کے مطابق میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

پہلے طبقہ کی میراث

مسئلہ ۲۸۰۷ :- اگر میّت کا وارث پہلے طبقہ میں سے صرف ایک ہو مثلاً صرف باپ یا ماں یا ایک لڑکا یا ایک لڑکی تو تمام مال اسی کو ملے گا اور اگر کئی لڑکے یا کئی لڑکیاں ہو تو سب کو مال برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر لڑکے و لڑکیاں دونوں ہوں تو مال کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ہر لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنا ملے گا مثلاً اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو مال تین حصّوں میں تقسیم کر کے دو حصّے بیٹے کو اور ایک بیٹی کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۸۰۸ :- اگر میّت کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہوں تو مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگا دو حصّہ باپ اور ایک حصّہ ماں کو ملے گا، البتہ اگر مرنے والے کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہو اور سب کے سب حقیقی، یعنی پدری ہو، چاہے میّت

بہن میراث نہیں لے سکیں گے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں صرف چھٹا حصّہ لے گی اور باقی باپ کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۸۰۹:- اگر میّت کا وارث صرف ماں باپ اور ایک بیٹی ہو تو اگر میّت کے دو بھائی یا چار بہنیں باپ کی طرف سے نہ ہوں تو مال پانچ حصّوں میں تقسیم ہوگا ایک ایک حصّہ ماں باپ کو اور تین حصّہ بیٹی کو ملیں گے اور اگر دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں باپ کی طرف سے موجود ہیں تو مال چھ حصّوں میں تقسیم ہوگا اس میں سے ماں باپ کا ایک ایک حصّہ اور بیٹی تین حصّہ لے گی اور بقیہ ایک حصّہ کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک حصّہ باپ کو اور تین حصّے بیٹی کو ملیں گے مثلاً اگر میّت کا مال چوبیس حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ان میں سے پندرہ حصّے بیٹی کے اور پانچ باپ کے اور چار حصّے ماں کو دیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۸۱۰:- جب میّت کے وارث صرف ماں باپ اور ایک لڑکا ہو تو مال کو چھ حصّے پر تقسیم کر کے ایک ایک ماں باپ کو اور باقی بیٹے کو دیا جائے گا اور اگر ماں باپ کے ساتھ کئی لڑکیاں یا کئی لڑکے ہو تو چار کو برابر برابر آپس میں تقسیم کرلیں اور اگر لڑکی اور لڑکا ہو تو اس چار کو اس طرح تقسیم کریں کہ لڑکے کو دہرا اور لڑکی کو اکہرا مل جائے۔

مسئلہ ۲۸۱۱:- اگر میّت کا وارث صرف باپ اور بیٹا ہو یا صرف ماں اور بیٹا ہو تو مال کے چھ حصّہ کر کے ایک حصّہ ماں یا باپ کو دے کر باقی بیٹے کو دیدیں گے۔

مسئلہ ۲۸۱۲:- جب میّت کی وارث ماں، بیٹا، بیٹی ہو یا باپ، بیٹا، بیٹی ہو تو مال کے چھ حصّے کر کے ایک حصّہ ماں یا باپ کو دے کر باقی کو اس طرح تقسیم کرے کہ لڑکا کو دوہرا اور لڑکی کو اکھرا ملیں۔

مسئلہ ۲۸۱۳:- جب میّت کا وارث صرف لڑکی اور باپ ہو یا ماں اور لڑکی ہو تو مال کے چار حصّے کر کے ایک حصّہ ماں یا باپ کو دے کر باقی تین حصّے لڑکی کو دیدے جائیں گے۔

لڑکیاں ہوں تو مال کو پانچ حصّوں میں تقسیم کر کے ایک حصّہ باپ یا ماں کو دیں گے اور باقی چار حصّوں کو لڑکیاں آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گے .

مسئلہ ۲۸۱۵ :- اگر مرنے والے کی اولاد موجود نہ ہو تو اس کا پوتا یا پوتی میّت کے بیٹے کا حصّہ لے گی اور اگر نواسہ ہو تو وہ میّت کی بیٹی کا حصّہ لے گا مثلاً اگر مرنے والے کا ایک نواسہ ہے اور ایک پوتی ہے تو اس کا مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگی ایک حصّہ نواسے کو اور دو حصّے پوتی کو ملیں گے .

دوسرے طبقہ کی میراث

مسئلہ ۲۸۱۶ :- دوسرے طبقہ والے جو میّت سے رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں وہ دادا ، دادی، نانا ، نانی ، بھائی، بہن ہیں. اگر میّت کے بھائی بہن زندہ نہ ہو تو ان کی اولاد میراث پائے گی .

مسئلہ ۲۸۱۷ :- اگر میّت کا وارث صرف اس کا ایک بھائی یا صرف ایک بہن ہو تو سارا مال اسی کو مل جائے گا اور اگر چند بھائی ماں باپ کی طرف سے یا چند بہنیں ماں باپ کی طرف سے ہوں تو وہ مال مساوی طور پر اپنے درمیان تقسیم کریں گے اور اگر ماں باپ کی طرف سے بہن بھائی جمع ہوجائیں تو ہر بھائی بہن کے دو برابر لے گا مثلاً اگر ماں باپ کی طرف سے دو بھائی اور ایک بہن ہو تو مال پانچ حصّوں میں تقسیم ہوگا اور ہر ایک بھائی کے لئے دو حصّے اور بہن کے لئے ایک حصّہ ہوگا .

مسئلہ ۲۸۱۸ :- حقیقی بھائی و بہن کی موجودگی میں پدری بھائی و بہن کو میراث نہیں ملتی، ہاں اگر حقیقی بھائی بہن نہ ہوں تو پدری بھائی و بہن کو میراث اس تفصیل سے ملے گی کہ اگر صرف ایک پدری بہن ہو یا صرف ایک پدری بھائی ہو تو پورا مال اسی کو مل جائے گا اور اگر چند پدری بھائی یا چند پدری بہنیں ہوں تو مال کو آپس میں برابر برابر تقسیم

مسئلہ ۲۸۱۹ :- اگر میّت کا وارث صرف ایک مادری بھائی یا مادری بہن ہو تو پورا مال اسی کو ملے گا اور اگر کئی مادری بھائی یا کئی مادری بہن یا کئی مادری بہن و بھائی ہوں تو ان تمام صورتوں میں مال برابر تقسیم کیا جائے گا ۔

مسئلہ ۲۸۲۰ :- اگر میّت کا ایک بھائی، بہن، ماں باپ کی طرف سے اور ایک بہن بھائی باپ کی طرف سے ہو اور ایک بہن یا بھائی ماں کی طرف سے ہو تو جو بہن بھائی باپ کی طرف سے ہیں وہ میراث نہیں لیں گے اور مال چھ حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس کا ایک حصّہ ماں کی طرف سے بھائی یا بہن کو ملے گا اور باقی ماں باپ کی طرف سے جو بھائی بہن ہیں اور اس میں سے ہر بھائی بہن کے دو برابر حصّہ لے گا ۔

مسئلہ ۲۸۲۱ :- اگر میّت کی ایک بہن اور بھائی ماں باپ کی طرف سے ہو اور ایک بہن بھائی باپ کی طرف سے ہو اور ایک بہن بھائی ماں کی طرف سے ہو تو جو بہن بھائی باپ کی طرف سے ہیں وہ میراث نہیں لیں گے اور مال تین حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس میں سے ایک حصّہ ان بہن بھائی کو ملے گا جو کہ ماں کی طرف سے ہیں اور وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے اور بقیہ کو ماں اور باپ کی طرف سے جو بھائی اور بہنیں ہیں ان کو ملے گا اور ہر بھائی کو بہن کے دو برابر ملے گا ۔

مسئلہ ۲۸۲۲ :- اگر میّت کا وارث صرف باپ کی طرف سے بہن بھائی اور ماں کی طرف سے ایک بھائی یا بہن ہے تو مال چھ حصّوں میں تقسیم ہوگا ایک حصّہ وہ بھائی یا بہن لے گی جو ماں کی طرف سے ہیں اور باقی وہ بھائی اور بہن لیں گے جو باپ کی طرف سے ہیں اور اس میں سے ہر بھائی کو بہن کے دو برابر ہوگا ۔

مسئلہ ۲۸۲۳ :- اگر میّت کے وارث صرف باپ کی طرف سے بھائی اور بہن ہیں اور کئی بھائی اور بہنیں ماں کی طرف سے ہیں تو مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگا ایک حصّہ ماں کی طرف والے بھائی بہن کو ملے گا اور وہ مساوی طور پر تقسیم کرلیں گے اور باقی جو باپ کی

مسئلہ ۲۸۲۴ :- اگر میّت کا وارث صرف بھائی بہن اور اس کی بیوی ہو تو بیوی اپنا میراث آئندہ تفصیل کے مطابق لے گی اور بہن بھائی اس طرح میراث لیں گے جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان ہوچکا ہے اور اسی طرح اگر بیوی مر جائے اور اس کا وارث صرف بہن بھائی اور اس کا شوہر ہو تو شوہر آدھا مال لے گا اور بہن بھائی جس طرح گزشتہ مسائل میں بیان ہوچکا ہے اپنی میراث لیں گے البتہ بیوی یا شوہر کے میراث لینے میں جو بہن بھائی ماں کی طرف سے ہیں ان کے حصّہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی، بلکہ ماں باپ یا صرف باپ کی طرف سے جو بہن بھائی ہیں ان کے حصّے میں کمی واقع ہوگی مثلاً اگر میّت کا وارث شوہر اور ماں کی طرف کے بہن بھائی اور ماں باپ دونوں کی طرف کے بہن بھائی ہوں تو آدھا مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصّوں میں سے ایک حصّہ ماں کی طرف والے بہن بھائی کو ملے گا اور جو باقی رہ جائے وہ ماں باپ دونوں کی طرف والے بہن بھائی کا حصّہ ہے، پس اگر اس کا تمام مال چھ روپیہ ہو تین روپیہ شوہر کو اور دو روپیہ بھائی بہن جو کہ ماں کی طرف سے ہے اور ایک روپیہ ان بھائی بہنوں کو جو کہ ماں و باپ کی طرف سے ہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۸۲۵ :- اگر میّت کے بھائی بہن نہ ہوں تو ان کے میراث کا حصّہ ان کی اولاد کو ملے گا اور ماں کی طرف سے جو بھتیجا اور بھانجا ہے وہ اپنا حصّہ آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے اور وہ حصّہ جو باپ یا ماں باپ دونوں کی طرف سے بھتیجا یا بھانجا کا ہے ان میں سے ہر لڑکا لڑکی کے دو برابر لے گا۔

مسئلہ ۲۸۲۶ :- اگر میّت کا وارث صرف ایک دادا یا ایک دادی ہوں چاہے وہ پدری ہو یا مادری تو سب مال اسی کو ملے گا، البتہ میّت کے دادا کی موجودگی میں پر دادا کو ارث نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۸۲۷ :- اگر میّت کے وارث صرف دادا اور دادی ہوں تو مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگا دو حصّہ دادا کو ایک حصّہ دادی کو ملے گا اور اگر نانا اور نانی ہوں تو مال ان کے

مسئلہ ۲۸۲۸ :- اگر میّت کا وارث صرف دادا اور دادی اور نانا یا نانی ہوں تو مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگا دو حصّہ دادا یا دادی کو اور ایک حصّہ نانا یا نانی کو ملے گا ۔

مسئلہ ۲۸۲۹ :- اگر میّت کا وارث صرف اس کی بیوی ودادا ودادی اور نانا اور نانی ہوں تو بیوی آئندہ تفصیل کے مطابق ارث لے گی اور اصل مال کے تین حصّوں میں سے ایک حصّہ نانا اور نانی کو ملے گا جو آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے اور بقیہ دادا ودادی کو دیا جائے گا اور دادا دادی کے دو برابر لے گا اور اگر میّت کا وارث شوہر اور دادا ودادی ہوں شوہر کے مال کا آدھا اور دادا دادی کو اس دستور کے مطابق جو گزشتہ مسائل میں بیان کیا گیا ہے میراث ملے گی ۔

تیسرے طبقہ کی میراث

مسئلہ ۲۸۳۰ :- تیسرا طبقہ چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد کا ہے لیکن جب تک پہلے یا دوسرے طبقہ کا ایک فرد ہوگا تیسرے طبقہ والوں کو میراث نہیں ملے گی ۔

مسئلہ ۲۸۳۱ :- اگر میّت کا وارث صرف ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو چاہے ماں باپ کی طرف سے ہو ، یعنی میّت کے باپ کے ماں باپ اور اس کے ماں باپ ایک ہوں یا صرف باپ کی طرف سے یا صرف ماں کی طرف سے ہو تو تمام مال اس کو ملے گا اور اگر کئی چچا یا کئی پھوپھیاں ہوں اور وہ تمام ماں وباپ کی طرف سے ہوں یا تمام صرف باپ کی طرف سے ہوں تو مال انکے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور اگر چچا اور پھوپھی دونوں ہوں اور ماں باپ کی طرف سے ہوں یا صرف باپ کی طرف سے تو چچا، پھوپھی کے دو برابر لے گا مثلاً اگر میّت کے وارث دو چچا اور ایک پھوپھی ہوں تو مال پانچ حصّوں میں تقسیم ہوگا ایک حصّہ پھوپھی کو دیا جائے گا اور چار حصّہ چچوں کو اور چچا آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے ۔

مسئلہ ۲۸۳۲ :- اگر میّت کے وارث صرف چند مادری چچا یا چند مادری پھوپھیاں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور اگر صرف چند مادری چچا اور پھوپھیاں ہوں تو

مسئلہ ۲۸۳۳ :- اگر میّت کے صرف چچا اور پھوپھیاں ہوں اور ان میں سے بعض پدری اور بعض مادری ہو اور بعض پدری ومادری ہو، تو پدری چچا، پھوپھی میراث نہیں لیں گے پس اگر میّت کا ایک چچا یا ایک پھوپھی مادری ہوں تو مال چھ حصّوں میں تقسیم کریں گے اور اس میں سے ایک حصّہ چچا یا پھوپھی مادری کو دیا جائے گا اور باقی پدری ومادری چچا اور پھوپھی کو ملے گا اور پدری ومادری چچا پدری ومادری پھوپھی کے دو برابر لے گا، اور مادری چچا بھی ہے اور پھوپھی بھی تو مال تین حصّوں میں تقسیم کریں گے دو حصّے پدری مادری چچا وپھوپھی کو ملے گا اور چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا اور ایک حصّہ مادری پھوپھی وچچا کو ملے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ تقسیم کرتے وقت آپس میں مصالحت کریں.

مسئلہ ۲۸۳۴ :- اگر میّت کا وارث صرف ایک ماموں یا ایک خالہ ہوں تو سب مال اسی کو ملے گا اور اگر ماموں بھی ہوں اور خالہ بھی اور وہ سارے پدری ومادری ہوں یا صرف پدری یا صرف مادری تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور احتیاطاً وہ تقسیم کرتے وقت آپس میں مصالحت کرلیں.

مسئلہ ۲۸۳۵ :- اگر میّت کا وارث صرف ایک مادری ماموں یا ایک خالہ ہو اور پدری مادری ماموں اور خالہ ہوں اور پدری ماموں اور خالہ ہوں تو پدری ماموں وخالہ تو ارث نہیں لیں گے اور مال چھ حصّوں میں تقسیم کریں گے اس میں سے ایک حصّہ ماموں یا خالہ مادری کو اور بقیہ پدری مادری ماموں اور خالہ کو ملے گا، اور وہ آپس میں مساوی تقسیم کرلیں گے.

مسئلہ ۲۸۳۶ :- اگر میّت کا وارث صرف پدری ماموں وخالہ اور مادری ماموں خالہ اور پدری ومادری ماموں وخالہ ہوں تو پدری ماموں اور خالہ کو میراث نہیں ملے گی اور مال تین حصّوں میں تقسیم کرنا چاہیئے ان میں سے ایک حصّہ مادری ماموں خالہ لیں گے اور وہ اسے برابر تقسیم کریں اور بقیہ پدری مادری ماموں خالہ کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم

مسئلہ ۲۸۲۷ :- اگر میّت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو تو مال تین حصّوں میں تقسیم کریں گے ایک حصّہ ماموں یا خالہ کا اور بقیہ پھوپھی یا چچا کا ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۲۸ :- اگر میّت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ ہو اور پھوپھی و چچا ہوں تو اگر چچا و پھوپھی مادری یا صرف پدری ہوں تو مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگا ایک حصّہ ماموں یا خالہ لے جائیں گے اور بقیہ میں سے دو حصّہ چچا کے اور ایک حصّہ پھوپھی کا ہوگا تو اس بناپر اگر مال کے نو حصّے کئے جائیں تو تین حصّے ماموں یا خالہ کو دیں گے اور چار حصّے چچا کو اور دو حصّہ پھوپھی کو ملیں گے۔

مسئلہ ۲۸۲۹ :- اگر میّت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ ہو اور ایک چچا یا ایک پھوپھی مادری ہو اور چچا و پھوپھی پدری ومادری یا صرف پدری ہوں تو مال تین حصّوں میں تقسیم کریں گے اس میں سے ایک حصّہ ماموں یا خالہ کو دیں گے اور بقیہ دو حصّوں کو چھ حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا اس میں سے ایک حصّہ چچا یا پھوپھی مادری کو اور بقیہ چچا اور پھوپھی پدری ومادری یا صرف پدری کو دیا جائے گا اور چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا، اس بناپر اگر مال کو نو حصّوں میں تقسیم کریں تو اس میں سے تین حصّے ماموں یا خالہ کے اور ایک حصّہ چچا یا پھوپھی مادری کا اور پانچ حصّے چچا اور پھوپھی مادری پدری یا صرف پدری کو ملیں گے۔

مسئلہ ۲۸۳۰ :- اگر میّت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا و پھوپھی مادری اور چچا و پھوپھی پدری مادری یا صرف پدری ہو تو مال تین حصّوں میں تقسیم ہوگا ایک حصّہ ماموں یا خالہ لے جائیں گے اور بقیہ دو حصّوں کا تین حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا اس میں سے ایک حصّہ مادری چچا و پھوپھی کو دیں جو کہ احتیاط واجب کی بنا پر آپس میں مصالحت کرلیں گے اور دو باقی حصّہ پدری مادری یا صرف پدری چچا اور پھوپھی کے درمیان اس طرح

تین حصّہ ماموں یا خالہ کے ہیں اور دو حصّے مادری چچا وپھوپھی کے اور چار حصّے پدری مادری یا صرف پدری چچا کے۔

مسئلہ ۲۸۳۱ :- اگر میّت کے وارث چند ماموں اور خالائیں ہو کہ جو سب پدری مادری یا صرف پدری یا صرف مادری ہوں اور اس کے چچا وپھوپھی بھی ہوں تو مال کے تین حصّے ہوں گے دو حصّے تو جس طرح گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے اور ایک حصّہ ماموں اور خالائیں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کرلیں گے۔

مسئلہ ۲۸۳۲ :- اگر میّت کے وارث ماموں یا خالہ مادری اور کئی ماموں اور خالہ پدری ومادری یا صرف پدری ہوں اور چچا وپھوپھی بھی ہو تو مال کے تین حصّے ہوں گے اور ان میں سے دو حصّے اس طریقہ پر جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے پس اگر میّت کا ایک ماموں یا ایک مادری خالہ ہے تو ان کے بچے ہوئے ایک حصّہ کو چھ حصّوں میں تقسیم کریں گے ان کا ایک حصّہ ماموں یا خالہ مادری کو دیں گے اور باقی حصّوں ماموں اور خالہ پدری ومادری یا پدری کو دیں گے اور وہ برابر تقسیم کرلیں گے اور اگر چند مادری ماموں یا چند مادری خالہ ئیں ہوں یا مادری ماموں بھی ہوں اور مادری خالہ بھی تو وہ اس ایک حصّہ کو تین حصّوں میں بانٹ لیں گے ان میں سے ایک حصّہ مادری ماموں اور خالائیں برابر تقسیم کرلیں گے اور بقیہ مادری وپدری یا پدری ماموں خالہ کو ملے گا جو اسے برابر تقسیم کریں گے۔

مسئلہ ۲۸۳۳ :- اگر میّت کے چچا پھوپھی اور ماموں اور خالہ نہ ہوں تو جتنا حصّہ چچا اور پھوپھی کو ملنا تھا وہ ان کی اولاد کو ملے گا اور جتنا حصّہ ماموں اور خالہ کو ملنا چاہیئے وہ ان کی اولاد کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۸۳۴ :- اگر میّت کا وارث اس کے باپ کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ ہوں اور اس کی ماں کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ بھی ہوں تو مال کے تین حصّے ہو جائیں گے

تین حصّوں میں بٹ جائیں گے ان میں سے ایک میّت کے باپ کے ماموں خالہ لے کر آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے اور بقیہ دو حصّہ میّت کے باپ کے چچا اور پھوپھی کو ملیں گے اور چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا ۔

میاں بیوی کی میراث

مسئلہ ۲۸۳۵ :- اگر بیوی مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے پورے مال کا آدھا شوہر لے گا اور بقیہ دوسرے ورثاء لیں گے اور اگر اس شوہر سے یا کسی دوسرے شوہر سے اس کی اولاد تھی تو تمام مال کا چوتھا حصّہ شوہر اور بقیہ دوسرے وارث لیں گے ۔

مسئلہ ۲۸۳۶ :- اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھا حصّہ بیوی اور بقیہ دوسرے وارث لیں گے اور اگر اس بیوی سے یا کسی دوسری بیوی سے اس کی اولاد ہوں تو مال کا آٹھواں حصّہ بیوی اور بقیہ دوسرے وارث لیں گے اور عورت تمام قسم کی منقولہ جائیداد سے میراث لے گی، البتہ زمین اور اس جیسے سے اسے کچھ نہیں ملے گا ۔

مسئلہ ۲۸۳۷ :- اگر بیوی کسی ایسی چیز میں تصرف کرنا چاہتی ہے جس میں اس کو شوہر کی میراث نہیں ملتی تو دوسرے وارثوں کی اجازت حاصل کیے بغیر تصرف نہیں کر سکتی اسی طرح وارث حضرات جب تک بیوی کا حصّہ نہ دیدیں زوجہ کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہیں کر سکتے ،اور اگر اس کا حصّہ دئے بغیر بیچنا چاہیں تو اگر بیوی اجازت دیدے تب تو پوری فروخت صحیح ہے اور اگر اجازت نہ دے تو اس کے حصّہ کے برابر فروخت باطل ہے ۔

مسئلہ ۲۸۳۸ :- اگر چاہیں کہ مکان اور درخت اور اس قسم کی چیزوں کی قیمت لگائیں تو حساب کریں کہ اگر یہ چیزیں کرایہ کے بغیر زمین میں رہ جائیں یہاں تک کہ خراب

مسئلہ ۲۸۴۹ :- نہر اور اس قسم کی چیزوں کے جاری ہونے کی جگہ زمین والا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور وہ چیزیں جو وہاں صرف کی گئی ہیں عمارت والا حکم رکھتی ہیں ۔

مسئلہ ۲۸۵۰ :- اگر مرنے والے کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اگر اس کی اولاد نہ ہو تو مال کا چوتھا حصّہ اور اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصّہ اس تفصیل کے ساتھ جو بیان ہو چکا ہے اس کی نکاح دائمی والی عورتوں کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا اگرچہ شوہر نے ان میں سے کسی ایک سے یا بعض سے ہمبستری نہ کی ہو البتہ اگر اس بیماری کے دوران کہ جس میں وہ مر گیا ہے اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اس سے ہمبستری نہ کرے تو وہ عورت اس سے میراث نہیں لے گی اور حق مہر بھی نہیں رکھتی ۔

مسئلہ ۲۸۵۱ :- اگر عورت بیماری کی حالت میں کسی سے عقد کرے اور اسی بیماری میں مر جائے تو اس کے شوہر نے اگرچہ اس سے ہمبستری نہ کی ہو وہ اس کی میراث لے گا ۔

مسئلہ ۲۸۵۲ :- اگر عورت کو اس دستور کے مطابق جو احکام طلاق میں بیان ہو چکا ہے طلاق رجعی مل جائے اور عورت عدت کے دوران مر جائے تو اس کا شوہر اس کا وارث بنے گا اور اسی طرح اگر شوہر عدت کے دوران مر جائے تو بیوی اس سے میراث پائے گی، البتہ عدت رجعی گزرنے کے بعد یا عدت طلاق بائن میں ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس کا وارث نہیں ہوگا ۔

مسئلہ ۲۸۵۳ :- اگر شوہر حالت بیماری میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور بارہ قمری مہینہ گزرنے سے پہلے مر جائے تو بیوی تین شرائط کے ساتھ اس کی وارث بن سکے گی :

۱۔ اس مدت میں کوئی اور شوہر نہ کرے ۔

۲۔ شوہر سے کراہت کرنے کی وجہ سے اس کو اس نے کچھ مال نہ دیا ہو کہ وہ طلاق دینے پر راضی ہو جائے، بلکہ اگر کوئی چیز بھی شوہر کو نہ دے لیکن عورت کے تقاضا کرنے سے ہوئی ہو پھر بھی عورت کا میراث لینا مشکل ہے ۔

کسی اور وجہ سے مر جائے، پس اگر بیماری سے ٹھیک ہوگیا تھا اور پھر کسی اور وجہ سے مرجائے تو عورت اس کی وارث نہیں بنے گی ۔

مسئلہ ۲۸۵۴ :- جو کپڑے مرد اپنی بیوی کے پہننے کے لئے لایا تھا اگرچہ عورت اس کو پہنے ہوئے ہو تو بھی وہ کپڑے شوہر کے مرنے کے بعد شوہر کے مال میں داخل ہیں ۔

میراث کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۸۵۵ :- قرآن، انگوٹھی، اور باپ کی تلوار اور لباس کے جسے پہن چکا ہے یا پہننے کے لئے سلوا چکا ہے اگرچہ ابھی تک پہنے نہ ہو وہ سب اس کے بڑے بیٹے کا مال ہے اور اسی طرح اگر مرنے والے کے پاس یہ چار چیزیں ایک سے زیادہ ہوں، مثلاً دو قرآن یا دو انگوٹھیاں ہیں تو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے ۔

مسئلہ ۲۸۵۶ :- اگر میّت کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً اس کی دو بیویوں سے بیک وقت دو بیٹے پیدا ہوئے ہوں تو وہ لباس، قرآن، انگوٹھی اور میّت کی تلوار آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں ۔

مسئلہ ۲۸۵۷ :- اگر میّت مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو چار چیزیں بھی جو کہ بڑے بیٹے کے ساتھ مخصوص ہیں اور گزشتہ مسئلہ میں بیان ہوچکا ہے، قرض میں دی جائیں اور اگر قرض مال سے تھوڑا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان چار چیزوں میں سے بھی جو بڑے بیٹے کو مل رہی ہیں قرض کی نسبت سے اسے دیا جائے، مثلاً اگر مرنے والے کا سارا مال ساٹھ روپیے کے برابر ہے اور ان میں سے بیس روپیے کے برابر وہ چیزیں ہیں جو بڑے بیٹے کے لئے مخصوص ہیں اور تیس روپیہ کا مقروض ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دس روپیہ کی مقدار ان چار چیزوں سے قرض کے سلسلے میں دے ۔

یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو وہ اس مسلمان کی میراث نہیں لے سکتا ۔

مسئلہ ۲۸۵۹ :- اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے جو کہ میراث پاتا ہے کسی ایک کو جان بوجھ کر ناحق قتل کردے تو وہ اس سے میراث نہیں پائے گا، البتہ اگر غلطی سے ایسا کرے، مثلاً اس نے فضا میں پتھر پھینکا اور اتفاق سے اس کے کسی ایک رشتہ دار کو لگ گیا اور وہ مرگیا تو اس سے میراث پائے گا، البتہ دیت قتل میں سے میراث نہیں لے گا۔

مسئلہ ۲۸۶۰ :- جس وقت میراث تقسیم کرنے لگیں تو اگر میّت کا بچہ شکم مادر میں ہو اور اس کے طبقہ میں اور وارث بھی موجود ہوں، مثلاً اولاد اور ماں باپ تو اس بچہ کے لئے جو شکم مادر میں ہے جو اگر زندہ پیدا ہوا تو میراث لے گا دو بیٹوں کا حصّہ الگ کر کے رکھ دیا جائے، البتہ اگر احتمال ہو کہ دو سے زیادہ بچہ شکم مادر میں ہیں، مثلاً احتمال ہو کہ عورت کے شکم میں تین بچے موجود ہیں تو تین بچوں کا حصّہ الگ کیا جائے اب اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو تو ان دونوں کے حصّہ سے بچا ہوا مال ورثا اپنے درمیان تقسیم کرلیں گے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مسائل

مسئلہ ۲۸۲۱ :- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (آنے والی شرائط کے ساتھ) واجب ہے اور اس کا ترک کرنا گناہ ہے اور مستحبات کا امر ومکروہات سے نہی مستحب ہے.

مسئلہ ۲۸۲۲ :- امر بالمعروف اور نہی از منکر واجب کفائی ہے، یعنی بعض مکلفین کے بجالانے سے دوسروں سے ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر معروف یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایک گروہ کے اکٹھے ہونے پر موقوف ہو تو ان لوگوں کو چاہیئے کہ اس فریضہ کو اکٹھے ہوکر بجالائیں.

مسئلہ ۲۸۲۳ :- اگر کچھ لوگ امر یا نہی کریں لیکن مؤثر واقع نہ ہو اور دوسرے بعض افراد احتمال دیں کہ ان کا امر یا نہی مؤثر رہے گا تو وہ واجب ہے امر یا نہی کریں.

مسئلہ ۲۸۲۴ :- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں صرف شرعی مسئلہ بیان کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ مکلف نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے.

مسئلہ ۲۸۲۵ :- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں قصد قربت معتبر نہیں ہے، بلکہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط

مسئلہ ۲۷۲۲ :- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں:

۱۔ امر و نہی کرنے والے کو یہ یقین ہو کہ جس کو امر یا نہی کر رہا ہے وہ ترک واجب یا فعل حرام میں مشغول ہے، اور جو شخص اس حد تک معروف اور منکر کو نہ جانتا ہو اس پر یہ واجب نہیں ہے۔

۲۔ یہ احتمال ہو کہ امر و نہی کا اثر بھی ہوگا، لہذا اگر معلوم ہو کہ کوئی بھی اثر نہ ہوگا تو امر و نہی واجب نہیں ہے۔

۳۔ یہ یقین یا اطمینان رکھتا ہو کہ گناہ کرنے والا دو بارہ نافرمانی کا مرتکب ہونا چاہتا ہے، پس اگر اسے معلوم ہو یا گمان ہو یا صحیح احتمال دے کہ وہ دو بارہ نافرمانی کا مرتکب نہیں ہوگا تو واجب نہیں ہے۔

۴۔ امر و نہی میں کوئی مفسدہ یا ضرر نہ ہو بنابر اگر علم ہو یا خوف ہو کہ امر و نہی سے قابل توجہ مالی یا جانی یا آبروئی ضرر اس کو یا بعض مؤمنین کو پہنچے گا تو امر و نہی واجب نہیں ہے، بلکہ بہت سے مقامات پر حرام بھی ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۷ :- اگر معروف و منکر ایسے امور میں سے ہو کہ شارع مقدس نے اس کو بہت زیادہ اہمیت دی ہو جیسے قرآن و اسلام کی حفاظت اور ممالک اسلامی کا استقلال یا اسلام کے ضروری احکام کی حفاظت تو پھر ضرر کا خیال کرنا چاہیے، بلکہ جان و مال دے کر بھی اس کے لئے حفاظت کے لئے کوشش کرے۔

مسئلہ ۲۸۲۸ :- اگر اسلام میں کوئی بدعت شروع ہو جائے، جیسے وہ برائیاں جس کو غیر صالح اور ظالم حکومتیں اسلام کے نام سے رواج دیتی ہیں تو تمام مسلمانوں پر خصوصاً علمائے کرام پر واجب ہے کہ حق کا اظہار کریں اور باطل کا انکار کریں اور اگر علمائے دین کی خاموشی مقام علم کی توہین یا علمائے اسلام سے بدگمانی کا سبب ہو تو پھر حق کا اظہار جس

مسئلہ ۲۸۶۹ :- اگر صحیح احتمال ہو کہ علماء کی خاموشی سے منکر کے معروف اور معروف کے منکر ہوجانے کا اندیشہ ہے تو تمام مسلمانوں پر عموماً اور علمائے کرام پر خصوصاً حق کا اظہار واعلام کرنا واجب ہے اور خاموشی جائز نہیں ہے.

مسئلہ ۲۸۷۰ :- اگر علمائے اسلام یا دوسروں کی خاموشی ظالم کی تقویت یا تائید کا سبب ہو یا اس کی تمام محرمات پر جرات کا سبب ہو تو حق کا اظہار اور باطل کا انکار واجب ہے چاہے اس کا فوری اثر نہ بھی ہو.

امر بالمعروف اور نهی عن المنکر کے مراتب

مسئلہ ۲۸۷۱ :- امر بالمعروف ونہی از منکر کے مراتب ہیں اور اگر نچلے درجہ سے مقصد کے حاصل ہونے کا احتمال ہو تو دوسرے مراحل کی نوبت نہیں آئے گی.

مسئلہ ۲۸۷۲ :- پہلا مرتبہ یہ ہے کہ گناہ کار سے اس طرح بے رخی وبے اعتنائی برتنا جس سے پتہ چلے کہ میری نافرمانی کی وجہ سے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جارہا ہے، مثلاً اس سے روگردانی کرنا یا ترش روئی سے پیش آنا یا اس سے تعلقات توڑ لینا اور اسے اعراض کرنا اس طرح کہ اسے معلوم ہوجائے کہ یہ سب اس لئے ہے کہ وہ معصیت کو چھوڑ دے اور اس کا تکرار نہ کرے.

مسئلہ ۲۸۷۳ :- اگر اس مرحلہ میں کئی درجے ہوں تو احتمال تاثیر کی صورت میں تو سب سے چھوٹے درجہ پر اکتفا کرنا ضروری ہے مثال کے طور پر اگر یہ احتمال ہو کہ اس سے بات نہ کرنے کی صورت میں تو وہ گناہ چھوڑ دے گا، تو اسی پر اکتفا کی جائے اور اس سے اوپر والے درجہ کو اختیار نہ کرے بالخصوص اگر وہ ایسا شخص ہو کہ اس قسم کا عمل اس کی ہتک اور بے عزتی ہو.

مسئلہ ۲۸۷۴ :- اگر معصیت کار سے روگردانی اور تعلقات توڑ لینا باعث ہوجائے کہ

اس علم سے بطور کلی معصیت ختم نہیں ہوگی، لیکن یہ اس وقت تک ہے کہ جب کسی اور درجہ سے اس کی معصیت کو کلی طور پر یا اس سے زیادہ ختم نہ کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۲۸۷۵ :- دوسرا مرتبہ، زبان سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا لہذا جب تاثیر کا احتمال ہو اور شرائط موجود ہوں تو واجب ہے کہ وہ خدا کی نافرمانی کرنے والوں کو روکے اور واجب کو بجالانے کا حکم دے۔

مسئلہ ۲۸۷۶ :- اگر احتمال ہو کہ وعظ اور نصیحت سے گناہ کار، گناہ کو ترک کردے گا تو اسی پر اکتفاء کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۸۷۷ :- اگر اسے علم ہو کہ نصیحت کرنا اثر نہیں رکھتا ہے لیکن احتمال ہو کہ شاید حکم کرنا اثر کرے تو واجب ہے کہ الزام کی طور پر امر یا نہی کرے اور اگر اس کا اثر نہ ہو تو سختی سے گفتگو کرے اور اسے ڈرائے اور دھمکایے لیکن جھوٹ سے اجتناب کرنا چاہئے

مسئلہ ۲۸۷۸ :- معصیت کو روکنے کے لئے کسی دوسری معصیت کا ارتکاب ناجائز ہے، مثلاً توہین کرنا، جھوٹ بولنا اور بری باتیں استعمال کرنا، ہاں اگر معصیت ایسے امور میں سے ہو جس کے روکنے کو شارع مقدس نے بہت زیادہ اہمیّت دی ہو، مثلاً کسی محترم مسلمان کا قتل، تو ایسی صورت میں اس برائی کو ہر ممکن طریقہ سے روکنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۸۷۹ :- اگر معصیت کرنے والا ترک معصیت نہ کرے مگر یہ کہ نہی عن المنکر کے دونوں درجوں سے ایک ساتھ روکا جائے تو جمع کرنا واجب ہے، یعنی روگردانی کرنا اور معاشرت کو ترک کرنا اور ترش روئی سے ملنا اور لفظوں میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

مسئلہ ۲۸۸۰ :- تیسرا درجہ، قوت اور زور سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ہے، اگر اسے علم یا اطمینان ہو کہ گناہ ترک نہیں ہوگا اور واجب بجا لایا نہیں جائے گا مگر قوت اور زور سے تو واجب ہوگا لیکن اس مرتبہ میں ضروری مقدار سے تجاوز نہ کرے۔

اس کی معصیت میں حائل ہو جائے اور اس معصیت کے واقع ہونے سے ممانعت کرے تو اگر اس کام کا خطرہ دوسری چیزوں سے کمتر ہے تو اسی کو بجالائے۔

مسئلہ ۲۸۸۲:- اگر معصیت سے روکنا اس پر موقوف ہو کہ اسے ہاتھ سے پکڑا جائے یا معصیت کی جگہ سے اسے نکالا جائے یا معصیت کا آلہ کار میں تصرف کیا جائے تو یہ جائز ہیں، بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۳:- معصیت کرنے والے کے محترم اموال (یعنی وہ مال جس میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف نا جائز ہے) کو تلف کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ معصیت سے روکنے کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس صورت میں اگر تلف کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کی مثل یا قیمت ادا کرے، اور اس صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں ضامن اور گناہگار بھی ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۴:- اگر معصیت سے روکنا موقوف ہو کہ معصیت کار کو کسی جگہ محبوس کیا جائے یا کسی جگہ جانے سے اسے روکا جائے تو یہ واجب ہے، البتہ مقدار ضرورت پر اکتفا کیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۸۵:- اگر معصیت سے روکنا اس امر پر موقوف ہو کہ گناہگار کو مارا جائے اور اس پر دباؤ ڈالا جائے تو یہ جائز ہے لیکن مقدار ضرورت سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے، بلکہ ان امور میں احتیاط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۲۸۸۶:- اگر منکرات سے روکنے کے لئے اور واجبات پر عمل کروانے کے لئے زخمی کرنے اور قتل کرنے کی ضرورت ہو تو یہ جائز نہیں ہے مگر حاکم شرع کی اجازت سے۔

مسئلہ ۲۸۸۷:- اگر منکر ان امور میں سے ہے کہ جس سے روکنے کو شارع نے بڑی اہمیت دی ہو اور کسی بھی صورت میں اس کے واقع ہونے پر راضی نہ ہو تو ایسے منکر کو ہر ممکن طریقہ سے روکنا جائز ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی مظلوم انسان کو قتل کرنا چاہے تو

ہو تو اس کا قتل جائز بلکہ واجب ہے اور مجتہد سے اجازت لینا بھی ضروری نہیں ہے، لیکن اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اگر قتل کے علاوہ کوئی اور راستہ ہو تو اسے اختیار کرے اور حد ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور اگر تجاوز کرے تو گناہ کار ہوگا اور اس کے مختلف احکام ہوں گے۔

دفاع کے مسائل

مسئلہ ۲۸۸۸ :- اگر دشمن مسلمانوں کے شہروں یا سرحدوں پر حملہ کردیں تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ جان، مال یا اور جس طریقہ سے ممکن ہو اس کا دفاع کریں اور اس دفاع میں حاکم شرع کی اجازت بھی ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۹ :- اگر مسلمانوں کو خطرہ ہو کہ اجنبی لوگ اسلامی ممالک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور بالواسطہ یا بلا واسطہ اپنے آدمیوں کے ذریعہ اندرونی طور پر یا بیرونی طور سے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہوں تو ہر مکلف پر واجب ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ان کا مقابلہ کرے اور اسلامی ممالک کا دفاع کرے۔

مسئلہ ۲۸۹۰ :- اگر اجنبی لوگوں کی طرف سے ممالک اسلامی کے اندرون میں ایسے منصوبے بنائے جائے جس سے ان کے قابض ہونے کا اندیشہ ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ان کے منصوبوں کو فاش کردے اور ان کی وسعت پسندی کو روکے۔

مسئلہ ۲۸۹۱ :- اگر اجنبیوں کی سیاسی یا اقتصادی یا تجارتی وسعت پسندی کی وجہ سے یہ خوف ہو کہ یہ لوگ اسلامی ممالک پر تسلط پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہر شخص پر واجب ہے کہ ان کے اثرات ونفوذ کو ختم کرے اور ان کے وسائل وذرائع کو چاہے اندرونی ہو یا بیرونی

مسئلہ ۲۸۹۲:- اگر غیر اسلامی حکومتوں سے سیاسی روابط برقرار رکھنے کا یہ خوف ہو کہ یہ لوگ اسلامی ممالک پر تسلط پیدا کرے اگرچہ صرف سیاسی اور اقتصادی تسلط ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے روابط اور تعلقات کے ساتھ مخالفت کریں اور اپنی حکومتوں کو ایسی تعلقات کو قطع کرنے پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۲۸۹۳:- اگر اجنبی دشمن سے تجارتی روابط میں اس امر کا خوف ہو کہ مسلمانوں کی کمزوری یا اجنبیوں کے چنگل میں اسیری ہو چاہے اقتصادی و تجارتی اسیری ہو تو ایسے روابط کو توڑنا واجب ہے اور اس طرح کی تجارت حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۴:- اجنبی لوگوں کی سیاسی اور تجارتی قرار دادیں اسلامی حکومتوں کے ساتھ اگر اسلام اور مسلمین کی مصلحت کے خلاف ہو تو جائز نہیں ہے اور حرام ہے اور اگر کوئی اسلامی ملک اس طرح کی قراردادیں دشمن کے ساتھ کرے تو باقی اسلامی ممالک پر واجب ہے کہ اس ملک کو روابط توڑنے پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۲۸۹۵:- اگر اسلامی ملک کے بعض عہدے دار اور مناصب پر فائز حضرات دشمن کے اثر و نفوذ کے باعث بن جائے، خواہ سیاسی، نفوذ ہو یا اقتصادی یا عسکری نفوذ ہو تو یہ کام خیانت ہے اس بنا پر یہ لوگ کسی بھی عہدے پر فائز ہو، وہ منعزل ہے اور اسے کنارہ کشی کرنا چاہیئے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طریقہ سے ممکن ہے ان کو سزا دیں۔

مسئلہ ۲۸۹۶:- بڑی طاقتوں اور جابر حکومتوں کے ایجنٹوں سے اسرائیل جیسے تجارتی اور سیاسی تعلقات جائز نہیں ہے اور حرام ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اس طرح کی تعلقات کے ساتھ مخالفت کریں، اور اسی طرح وہ مسلمان تاجر جو اسرائیل اور اس جیسے حکومتوں سے تجارتی روابط رکھتے ہیں، اسلام کے خائن ہیں اور احکام اسلام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں لہذا مسلمین پر واجب ہے کہ ایسے خائنوں سے اپنی تعلقات قطع کردیں اور جس طرح بھی ممکن ہوسکے ان کے دخل و عمل کو ختم کردیں۔

مضاربہ کے احکام

مضاربہ ایسی قرارداد کو کہتے ہیں کہ جو دو آدمیوں کے درمیان اس طرح منعقد ہوتی ہے کہ ایک شخص دوسرے کو مال دیتا ہے تاکہ دوسرا شخص اس مال سے تجارت یا کوئی کاروبار کرے اور جو فائدہ حاصل ہو اُسے طے شدہ قرارداد کے تحت تقسیم کریں۔

جو شخص مال دیتا ہے اس کو مالک اور جو تجارت یا کاروبار کرتا ہے اس کو عامل کہتے ہیں،

ضروری یاد دہانی یہ ہے کہ دین مقدس اسلام جس طرح عبادت اور ان کے مسائل کی طرف توجہ دیتا ہے اسی طرح لوگوں کی مالی حالت اور معاش کی طرف بھی توجہ دیتا ہے کیونکہ احادیث میں وارد ہوا کہ "لا معاد لمن لا معاش له" جس کی مالی حالت صحیح نہیں ہے اس کی آخرت بھی صحیح نہیں ہے اور یہ بات واضح ہے کہ انسان اور معاشرے کی سعادت کی بنیاد، عبادت اور بندگی کے ساتھ ساتھ کام کاج اور اقتصاد بھی ہے، مسلمانوں کی عزت اور عظمت کی بنیاد خالق سے ارتباط کے ساتھ ساتھ عاقلانہ اور سالم تجارت اور کاروبار و اقتصاد ہے۔

فرمان خداوند کریم ہے کہ "﴿رجال لا تلهيم تجارة ولا بيع عن ذكر الله اقام الصلاة﴾" (سورہ نور آیت ۳۷)

ترجمہ: (ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے سے اور زکوۃ دینے سے نہ تو تجارت

”﴿فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰہ﴾“
(سورہ جمعہ آیت ۱۰)
(پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں (جہاں چاہو) جاؤ اور خدا کے فضل (اپنی روزی) کی تلاش کرو)

نیز معصوم علیہ السلام ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں: ”من طلب الحلال فھو من اللّٰہ عزّ وجلّ صدقۃ علیہ“ (اصول کافی ج ۴ ص ۱۲)

اور یہ بھی معلوم ہے کہ مضاربہ کا مقصد اقتصاد کو بہتر بنانا اور مال دولت کو کام میں لانا ہے نیز مسلمانوں کے کاروبار اور بازار کو توقف سے روکنا ہے مضاربہ کا مقصد کارآمد اور فعال قوتوں کو کام میں لانا اور مسلمانوں کی کاروباری زندگی کو بے کار ہونے سے بچانا ہے۔

مضاربہ کا مقصد مسلمانوں کے لئے مشروع اور حلال آمدنی حاصل کرنا ہے اور سود خوری اور حرام خوری جیسی عظیم گناہوں سے بچانا ہے، نیز عامل کو بھی اس بات پر توجہ دینی چاہئے کہ مضاربہ کا مقصد فقط دوسروں کے مال و دولت کو اپنے قبضہ میں لے لینا اور اس سے تجارت کرنا نہیں ہے بلکہ مضاربہ شرعی احکام کے بدلے اور بہت سے مشکل ذمہ داریوں کا نام ہے اس لئے کہ مضاربہ صحیح ہونے اور نفع ہونے کی صورت میں عامل مالک کا شریک ہوتا ہے اور مضاربہ کے باطل اور فاسد ہونے کی صورت میں عامل صرف اجرۃ المثل کا حقدار اور حقیقت میں مالک کا مزدور ہوتا ہے اور نفع حاصل نہ ہونے کی صورت میں عامل کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ مالک کے امین اور امانت دار ہے اور معین شدہ شرائط کی مخالفت کی صورت میں عامل غاصب اور گناہگار اور مالک کے مال کا ضامن ہے،

خلاصہ یہ ہے کہ عامل تصرفات اور معاملات میں مالک کا وکیل اور کارگذار ہے ان کے علاوہ

ہونگے۔

مسئلہ ۲۸۹۷: مضاربہ کے لئے چند چیزیں معتبر ہیں :

اول :مالک اور عامل دونوں بالغ وعاقل اور صاحب اختیار ہوں اور مالک کو شرعی طور پر اپنے اموال میں تصرف سے منع نہ کیا گیا ہو۔

دوم :مالک کی طرف سے ایجاب اور عامل کی طرف سے قبول ہو (خواہ لفظ کے ساتھ ہو یا بغیر لفظ کے، عربی ہو یا کوئی دوسری زبان)

سوم : سرمایہ اور مال خارج میں موجود ہونا چاہیئے ، قرض کے ساتھ مضاربہ صحیح نہیں ہے ہاں اگر طلبگار اپنی طرف سے مقروض کو وکیل بنائے کہ طلب کو قبول کرے اور عقد مضاربہ کا ایجاب بھی اس کی طرف سے کرے اور مقروض موصول اور ایجاب کے بعد اپنی طرف سے قبول بھی کرے تو مضاربہ صحیح ہے۔

چہارم : حاصل شدہ منفعت صرف مالک اور عامل کے درمیان تقسیم ہو یعنی اگر شرط کریں کہ منفعت میں سے کچھ حصہ تیسرے شخص کو بھی دی جائے گی تو یہ شرط صحیح نہیں ہے مگر یہ شرط کریں کہ تیسرا شخص ایسا کام کرے جو تجارت اور مضاربہ سے مربوط ہو تو اس صورت میں منفعت میں حصہ دار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پنجم : منفعت میں سے عامل اور مالک کا حصہ پہلے سے معین اور طے شدہ ہو، اور اس کا معین کرنا دو صورتوں میں صحیح ہے :

"الف" یہ طے کریں کہ جو بھی فائدہ حاصل ہوگا اس میں سے کتنے فی صد مالک کا اور کتنے فی صد عامل کا ہوگا،

"ب" یہ طے کریں کہ جو بھی فائدہ حصال ہوگا اس کی اتنی مقدار عامل کی ہوگی

البتہ دوسری شرط اس صورت میں صحیح ہوگی کہ جب دونوں کو اطمینان ہو کہ معین شدہ مقدار سے زیادہ ہی فائدہ حاصل ہوگا وگرنہ یہ شرط صحیح نہیں ہے۔

ششم: عامل کاروبار اور تجارت کرنے پر قادر ہو۔

ہفتم: منافع، تجارت اور خرید وفروخت کے ذریعہ سے حاصل ہو اس بنا پر اگر مالک پیسہ اور سرمایہ کسی کو دے کہ وہ اس سے زراعت کرے یا دکان یا گاڑی کی تعمیر پر خرچ کرے تو مضاربہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۸: پانچویں شرط میں گذر چکا ہے کہ منفعت کو معین کرنا دو صورتوں میں صحیح ہے اور دوسری صورت یہ تھی کہ وہ طے کریں کہ منفعت کی معین مقدار عامل کی ہوگی اور باقی مقدار مالک کی ہوگی یا اس کے برعکس تو اس صورت میں جتنی مقدار منفعت کی امید تھی اگر حاصل نہ ہو مثلاً انھوں نے یہ طے کیا تھا کہ منفعت میں سے دس ہزار روپیہ عامل کو دئے جائیں گے اور بقیہ مالک کو لیکن بالفرض کل منفعت ہی دس ہزار یا اس سے کم ہوئی ہے تو اس صورت میں ساری منفعت عامل کی ہوگی اور مالک کو کچھ نہیں ملے گا اور اس کے برعکس اگر مالک کے حصہ کو معین کیا گیا تھا اور اس سے زیادہ فائدہ نہ ہوا ہو تو اس صورت میں سارا فائدہ مالک کا ہے اور عامل کو کچھ نہیں ملے گا،

ضمناً اگر ایک کے لئے مقدار معین ہے لیکن منفعت دونوں کی مقدارے مجموعہ سے کم حاصل ہو تو حاصل ہونے والی منفعت اس نسبت کے مطابق کہ جو قرارداد میں طے ہوئی تھی تقسیم ہوگی مثلاً اگر انھوں نے یہ طے کیا تھا کہ مالک کا حصہ پانچ ہزار روپئے ہے اور عامل کا حصہ دس ہزار روپئے ہے اور باقی جو کچھ بچے گا دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اتفاقاً ساری منفعت ۵۰۰۰ا روپئے سے کم حاصل ہوئی تو اس صورت میں پانچ اور دس کی نسبت

مسئلہ۲۸۹۹ : . مضاربہ کے صحیح ہونے میں صیغہ عقد ضروری نہیں بلکہ مضاربہ معاطاتی بھی صحیح ہے۔

مسئلہ۲۹۰۰ : . ضروری نہیں کہ سرمایہ سونااور چاندی کے سکہ ہوبلکہ کاغذی روپیہ اور جو پیسہ رائج ہواس سے بھی مضاربہ صحیح ہے۔

مسئلہ۲۹۰۱ : اگر کوئی شخص کسی کے مال سے بغیر اجازت کے یابغیر وکالت اور ولایت کے مضاربہ کرے تو مضاربہ فضولی ہے اور مالک کی اجازت پر موقوف ہے یعنی اگر مالک اجازت دے تو حاصل ہونے والی منفعت قرارداد کے مطابق مالک اور عامل میں تقسیم ہو گی اور اگر نقصان ہو جائے تو مالک کے ذمہ ہے اور اگر مالک اجازت نہ دے تو معاملہ باطل ہو گا اور صاحب سامان کو اور پیسے مالک کو واپس کردئے جائیں گے اور کوئی منفعت حاصل نہیں ہو گی۔

مسئلہ۲۹۰۲ : . مضاربہ عقد جائز ہے یعنی طرفین جس وقت چاہیں عقد کو ختم کر سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر عقد کے ضمن میں معین مدت کو بھی شرط کریں تو بھی مضاربہ عقد لازم نہیں ہوگا ہاں جس صورت میں مدت کو معین کریں تو مدت کے گزرنے کے بعد سرمایہ میں عامل کا تصرف مالک کی اجازت کے پر موقوف ہے مالک کی اجازت کے بغیر وہ شرعاً کسی قسم کا دخل لور تصرف نہیں کر سکتا اور جن موارد میں مضاربہ ختم کرنا چاہیں ان میں فرق نہیں ہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے ختم کریں یااس کے بعد اور منفعت حاصل ہویا نہ ہو،

ہاں اگر منفعت حاصل ہوئی ہو اور فسخ کرنے کا ارادہ بھی ہو تو قرارداد کے مطابق زمانۂ فسخ تک منفعت کا حساب کر کے طرفین میں تقسیم ہو گا۔

معین تک مضاربہ کو فسخ نہیں کریں گے تو اس شرط کو پورا کرنا واجب ہے لیکن اگر اس شرط پر عمل نہ کریں، اور مضاربہ فسخ کردیں تو مضاربہ فسخ ہو جائے گا، اگرچہ انھوں نے گناہ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۴ : . عامل پر واجب ہے کہ ان معاملات کو انجام دے جن میں مالک نے اجازت دے رکھی ہے اور اگر ایسے معاملہ کو انجام دے کہ جس میں مالک نے اجازت نہیں دی تو وہ معاملہ فضولی ہے اور اس کا صحیح ہونا مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۵ : . اگر مضاربہ میں کوئی مخصوص سامان خریدنے کی شرط لگائی جائے اور عامل شرط کے مطابق عمل نہ کرے تو عامل سرمایہ کا ضامن ہے اور اگر کوئی نقصان ہو جائے چاہے کلی ہو یا جزئی، تو عامل کے ذمہ ہے، ہاں اگر معاملہ کے بعد مالک اجازت دیدے اور کوئی نقصان ہو جائے تو مالک کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۶ : . اگر عامل تجارت میں کوتاہی و تفریط نہ کرے تو معاملہ کا نقصان اس کے ذمہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۷ : . اگر عقد مضاربہ میں مالک شرط کرے کہ عامل نقصان میں شریک ہو تو یہ شرط باطل ہے لیکن اصل مضاربہ باطل نہیں ہے لیکن اگر عقد مضاربہ کے ضمن میں یا کسی دوسرے عقد کے ضمن میں چاہے وہ جائز ہو یا لازم، مالک شرط کرے کہ نقصان کی صورت میں مثلاً آدھا مال عامل اپنی جیب سے دے تو یہ شرط صحیح اور اس پر عمل کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۸ : . اگر مالک مر جائے تو مضاربہ باطل ہو جاتا ہے اور وارثین عامل کے ساتھ موافقت کر کے دوبارہ عقد مضاربہ بر قرار کر سکتے ہیں۔

رکھ سکتا۔

مسئلہ ۲۹۱۰ : . اگر اصل مال میں سے کوئی چیز برباد ہو جائے یا جل جائے یا چوری ہو جائے ، یا ان کے مانند کوئی اور حادثہ ہو جائے لیکن اس میں عامل کی کوئی کوتاہی نہ ہو تو عامل ضامن نہیں ہے بلکہ یہ مالک کا حصہ تلف ہوا ہے لیکن خیانت کی صورت عامل ضامن ہو گا اور اس کو یہ ادا کرنا ہو گا،

مسئلہ ۲۹۱۱ : . اگر مالک یہ شرط کرے کہ تجارت کسی خاص طریقہ اور کسی خاص کیفیت سے ہو تو عامل کو رعایت کرنی چاہیئے لیکن خاص شرط و کیفیت کے ذکر نہ ہونے کی صورت میں عامل معمول کے مطابق معمول طریقہ پر تجارت کرے اگرچہ آدھا ہی معاملہ معمول ہو۔

مسئلہ ۲۹۱۲ : . اگر عامل نے غیر متعارف صورت میں یا مالک کی شرط کے خلاف معاملہ کیا اور فائدہ حاصل ہوا تو اس حاصل شدہ فائدہ کو مضاربہ کی قرارداد کے مطابق تقسیم کریں گے ، ہاں اس فرض کے ساتھ کہ عامل بر خلاف متعارف اور بر خلاف شرط عمل کرے اور سرمایہ تمام کا تمام یا تھوڑا سا برباد ہو جائے اور نقصان وارد ہو جائے تو یہ عامل کے ذمے ہو گا اور اس کو ادا کرنا ہو گا۔

مسئلہ ۲۹۱۳ : . اگر سرمایہ کسی وجہ سے بھی لوگوں کے پاس قرض کی صورت میں ہو مثال کے طور پر معاملہ اُدھار انجام پایا ہو اور مضاربہ ختم ہو جائے یا ختم کر دیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر عامل کو تمام قرض جمع کر کے مالک کے حوالہ کرنا چاہیئے خاص طور سے جب کہ فسخ عامل کی طرف سے ہو۔

مسئلہ ۲۹۱۴ : . عامل کو یہ حق نہیں ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کے سرمایہ کو اپنے

مخلوط کرے تو گناہ گار ہو، لیکن مضاربہ باطل نہیں ہوگا اور اگر فائدہ حاصل ہو تو مضاربہ کی قرارداد کے تحت ہر ایک پر تقسیم ہوگا لیکن اگر نقصان ہو جائے تو خود عامل نقصان کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۵ : . عامل مالک کی کھلی اجازت کے ساتھ یا اس کی ضمنی اجازت (مثلاً یہ کہے کہ جیسے تم مصلحت جانو انجام دو) کے ساتھ سرمایہ کو اپنے مال یا تیسرے شخص ے مال میں ملا کر تمام سے تجارت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۶ : . عامل سرمایہ میں سے تھوڑا سا بھی اپنے لئے خرچ کرنے کا حق نہیں رکھتا ہاں اگر مالک کی اجازت سے تجارت کے لئے سفر کرے تو متعارف مقدار میں سفر کے اخراجات کو اپنے لئے لے سکتا ہے لیکن اگر مالک یہ شرط کرے کہ سفر کا خرچ خود عامل کے ذمہ ہے تو پھر سفر خرچ بھی نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۹۱۷ : . اگر تجارت شروع کرنے سے پہلے یا تجارت کے درمیان سرمایہ تلف ہو جائے تو مضاربہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۹۱۸ : . اگر چوری ہونے یا جل جانے یا تجارت میں نقصان ہونے یا ان کی طرح کوئی حادثہ ہونے کی وجہ سے سرمایہ کا کچھ حصہ تلف ہو جائے اور اس کے باقی بچے ہوئے حصے سے فائدہ حاصل ہو تو پہلے منفعت حاصلہ سے سرمایہ کو مکمل کریں اس کے بعد اگر کچھ بچے تو اس کو قرارداد کے مطابق مالک اور عامل کے درمیان تقسیم کریں، ہاں اگر مضاربہ کے فسخ ہونے کے بعد جو نقصان سرمایہ میں ہو وہ مالک کا ہے عامل کا نہیں۔

مسئلہ ۲۹۱۹ : . اگر یہ معلوم ہو جائے کہ بعض شرائط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے مضاربہ باطل تھا اور عامل باطل ہونے کے علم کے ساتھ تجارت اور کاروبار کرے تو سارا فائدہ

زیادہ کا نہیں اور اگر اس کی اجرۃ المثل حاصل شدہ فائدہ سے زیادہ ہو تو حاصل شدہ فائدہ سے زیادہ کا حق نہیں رکھتا اور اگر کچھ فائدہ نہ ہو تو اس کا کچھ بھی حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۰ : . اگر عامل تجارت کے لئے سرمایہ حاصل کرنے کے بعد تجارت میں دیر کرے اور سرمایہ تلف ہو جائے تو سرمایہ کا ضامن ہے اس کے علاوہ گناہ گار بھی ہوگا اور مالک عامل سے اصل سرمایہ کا مطالبہ کر کے لے سکتا ہے اس زیادہ نہیں۔

مسئلہ ۲۹۲۱ : . اگر عامل سرمایہ لے لے اور ایک مدت تک اس سے معاملہ و تجارت نہ کرے تو مالک صرف سرمایہ مانگنے کا حق رکھتا ہے اس سے زیادہ مانگنے کا حق دار نہیں ہے ہر چند عقد مضاربہ کے مطابق عمل نہ کرنے کی وجہ سے عامل گناہگار ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۲ : . اگر مالک اور عامل سرمایہ کی مقدار میں اختلاف اور جھگڑا کریں اور اپنے دعوے پر ثبوت بھی نہ رکھتے ہوں تو عامل کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے اس مسئلہ میں کوئی فرق نہیں ہے کہ سرمایہ موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو اور عامل اس کا ضامن ہو۔

مسئلہ ۲۹۲۳ : . اگر سرمایہ تلف ہو جائے یا اس میں کوئی نقصان ہو جائے اور مالک دعوی کرے کہ عامل نے خیانت کی ہے یا سرمایہ کی حفاظت میں تقصیر و کوتاہی کی ہے یا معین شدہ شرط کے مطابق عمل نہیں کیا ہے اور اپنے دعوے پر ثبوت بھی نہ رکھتا ہو اور عامل منکر ہو تو عامل کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۴ : . اگر عامل یہ دعوی کرے کہ ان بعض معاملات کو انجام دینے کے لئے مالک نے اجازت دی تھی اور مالک انکار کرے اور دونوں کے پاس ثبوت بھی نہ ہو تو مالک کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے اور اگر مالک یہ دعوی کرے کہ بعض معاملات کو انجام دینے سے عامل کو منع کیا تھا اور عامل اس کا انکار کرے تو عامل کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

کوتاہی کی ہے اور عامل منکر ہو تو عامل کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ۲۹۲۶ : . اگر عامل دعویٰ کرے کہ مال تلف ہو گیا اور نقصان ہو گیا یا فائدہ نہیں ہوا اور مالک انکار کرے اور ثبوت نہ رکھتا ہو تو عامل کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ۲۹۲۷ : . اگر عامل اُدھار معاملہ کرنے کی اجازت رکھتا ہو اور دعوی کرے کہ مطالبات وصول نہیں ہوئے ہیں اور مالک نہ وصول ہونے کا منکر ہو اور ثبوت بھی نہ رکھتا ہو تو مالک کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ۲۹۲۸ : . اگر عامل یہ کہے کہ اتنی مقدار نفع ہوا لیکن اتنی مقدار کا بعد میں کھاٹا ہو گیا ہے تو اس کا قول مقدم ہے اور اسی طرح اگر نفع کی مقدار یا اصل نفع کے بارے میں اختلاف ہو اور ثبوت نہ رکھتے ہوں تو عامل کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ۲۹۲۹ : . جب بھی مالک اور عامل کے حصہ کی مقدار کے بارے میں اختلاف رکھتے ہوں مثلاً مالک ایک تہائی کا دعوی کرے اور عامل آدھے کا مدعی ہو اور کوئی بھی ثبوت نہ رکھتا ہو تو مالک کا قول قسم کے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ۲۹۳۰ : . اگر مالک اور عامل واقع شدہ مضاربہ کے صحیح اور غلط ہونے میں اختلاف کریں اور ان میں سے ایک کہے کہ صحیح تھا اور دوسرا باطل ہونے کا مدعی ہو اور کئی ثبوت بھی نہ ہو تو مدعی صحت کا قول قسم ے ساتھ مقدم ہے۔

مسئلہ۲۹۳۱ : . اگر عامل دعوی کرے کہ سرمایہ مالک کو واپس کر چکا ہے اور اس بات پر کوئی ثبوت نہ رکھتا ہو اور مالک منکر ہو تو مالک کا قول قسم کے ساتھ منکر ہے۔

مسئلہ۲۹۳۲ : . چھوٹے بچے کے باپ اور دادا مفسدہ نہ ہونے کی صورت میں مصلحت کا دھیان رکھتے ہوئے چھوٹے بچے کے مال سے مضاربہ کر سکتے ہیں اور اسی طرح چھوٹے بچے

رکھنے کے ساتھ بچے کے مال سے مضاربہ کر سکتا ہے یا مضاربہ پر دے سکتا ہے اور حاصل شدہ نفع کو قرارداد کے مطابق بچے کے حساب میں رکھے۔

مسئلہ ۲۹۳۳ : . قرض کی شکل میں مضاربہ صحیح نہیں ہے لیکن قرض طلبگار مقروض کو اجازت دے سکتا ہے کہ اس کے قرض والے پیسے سے تجارت کرے اور جتنا بھی منافع ہو اس کا آدھا یا ایک تہائی یا چوتھائی تقسیم کرے اس طرح کی قرارداد جعالہ ہوتی ہے کہ جو مضاربہ کا فائدہ رکھتی ہے لیکن مضاربہ کے احکام نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۹۳۴ : . یہ ملاحظہ کرتے ہوئے کہ حسب ظاہر لوگ اپنے پیسوں کو قرض الحسنہ کے بینکوں کی منتظمہ کمیٹی کو قرض کے عنوان سے دیتے ہیں للذا منتظمہ کمیٹی ان پیسوں کو مضاربہ کے عنوان سے کاریگروں اور تاجروں کو دے سکتی ہے یا خود اس کمیٹی کے ممبران ان پیسوں سے تجارت کریں اور اس کے حاصل شدہ نفع سے صندوق کے اخراجات کو چلائیں اور اگر کچھ زیادہ بچ جائیں تو جس طرح موافقت ہو جائے اور وہ لوگ بہتر سمجھیں خرچ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۹۳۵ : . اگر کوئی شخص اپنی گاڑی کسی کے اختیار میں دیدے اور اس کو سواری یا سامان لادنے کی اجازت دیدے اور شرط کرے کہ اس کے کرایہ سے جو بھی فائدہ حاصل ہو اس کا آدھا یا تہائی اس کا ہوگا تو یہ اشکال شرعی نہیں رکھتا اس طرح کی قرارداد اجازت یا اباحہ تصرف یا استفادہ مشروط بعوض ہے اور آمدنی میں دونوں شریک ہیں لیکن اس طرح کی قرارداد مضاربہ نہیں ہے اور اس کے احکام بھی نہیں رکھتی۔

والسلام